بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
مترجم
گلستان
شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازیؒ
مولانا قاضی سجاد حسین مدظلہ
مترجم و محشی
صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی
مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر
غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار
لاہور
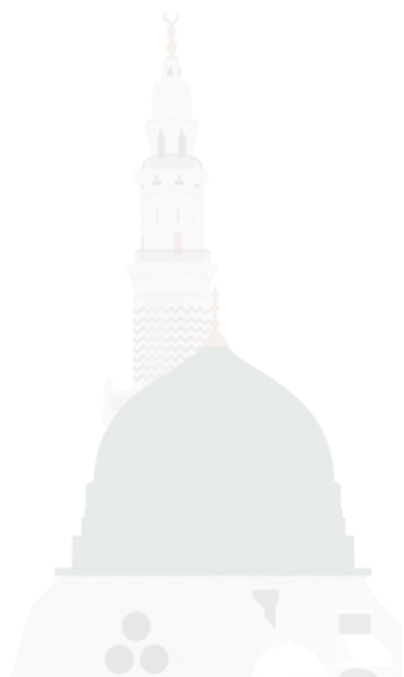
پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ہٗ اَمَّا بَعْدُ

دنیا میں اَن گنت آدمی پیدا ہوئے اور مر گئے، مگر کتنے آدمیوں کو دنیا نے یاد رکھا؟ تاریخ کے صفحات پر گنتی کے آدمیوں کے نام ملتے ہیں۔ یہ آدمی وہ ہیں جو اپنی زندگی میں باقی آدمیوں سے ممتاز رہے اور ایسے کارنامے کر گزرے جنھیں دنیا بھلا نہ سکی۔ شیخ سعدی ایسے ہی ایک خوش نصیب آدمی تھے۔

نام شرف الدین، لقب مصلح، اور تخلّص سعدی۔ شیراز کو وطن ہونے کا شرف حاصل ہے: وہ شیراز، جو صدیوں ایران کا پایۂ تخت اور علوم و فنون کا مرکز رہ چکا ہے۔ پیدائش غالباً ۵۸۹ھ (۱۱۹۳ء) میں۔ اور وفات ۶۹۱ھ میں ہوئی اس طرح شیخ نے ایک سو سال سے زیادہ عمر پائی۔ بعضوں نے تو ایک سو بیس سال عمر لکھی ہے۔ تخلّص سعدی قرار دینے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ شیخ کا باپ عبداللہ شیرازی، بادشاہ اتابک سعد زنگی کا ملازم تھا اور شیخ نے اسی بادشاہ کے عہد میں شاعری شروع کی، اس لئے اُس کے نام کی نسبت سے اپنا تخلّص سعدی قرار دیا۔

بچپن شیخ کا باپ عبداللہ، باخدا آدمی تھا اور گھر میں دینداری کا چرچا تھا۔ اسی لئے بچپن ہی میں اسے روزہ نماز کے ضروری مسائل یاد کرا دیئے گئے تھے اور اس چھوٹی سی عمر میں بھی عبادت، شب بیداری اور تلاوت کلام اللہ کا کمال شوق اُس میں پیدا ہو چکا تھا۔ باپ اس کی تربیت میں بڑا چست تھا۔ کڑی نگرانی رکھتا تھا اور بے موقع زبان کھولنے پر بھی زجر و توبیخ کرتا تھا۔ شیخ نے اپنی تربیت کا بڑا سبب اسی باپ کی تادیب اور زجر و توبیخ کو قرار دیا ہے (دیکھو بوستاں)

لیکن شیخ ہی کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ کم سنی میں یتیم ہو گیا اور غالباً ماں نے تربیت کی، جو شیخ کی جوانی تک زندہ تھی۔ شیخ نے آنکھ کھولی، تو شیراز میں علماء فضلاء، مشائخ و بلغاء کا ہجوم تھا۔ اس ماحول میں بچے سعدی میں تحصیلِ علم کا ولولہ پیدا ہو جانا قدرتی تھا۔ مگر اس وقت ملک ابتری اور طوائف الملوکی کا شکار تھا۔ جنگوں کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری تھا۔ اور خود شیراز پر بھی تباہیاں ٹوٹ رہی تھیں۔ اِس فضا میں شیخ کا ولولۂ علم پورا نہیں ہو سکتا تھا، چنانچہ شیخ نے ترکِ وطن کی ٹھانی، اور شیراز سے چل کر بغداد پہنچ گیا۔

تعلیم بغداد ابھی تک ہلاکو خاں کے ہاتھوں برباد نہیں ہوا تھا۔ بدستور دار الخلافہ تھا اور علم و علما کا مرکز۔

شہرۂ آفاق دارالعلوم نظامیہ آباد تھا۔ یہ دارالعلوم، نظام الملک طوسی نے ۴۵۹ھ میں قائم کیا تھا اور اس کی شہرت پوری اسلامی دنیا میں گونج رہی تھی۔ شیخ کو نظامیہ کی کشش، بغداد میں کھینچ لائی اور نظامیہ میں داخل ہو گیا۔

بغداد میں شیخ نے جن علماء و فضلاء سے علم حاصل کیا، ان میں ایک بزرگ ایسے بھی ہیں جن کی کفش برداری پر ہر صاحب علم کو فخر ہونا چاہیئے۔ یہ علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن جوزی ہیں جو اپنے زمانے میں امام وقت تھے۔ ابن جوزی سے شیخ کا تلمذ ہی شیخ کی بڑائی کے لئے کافی تھا، اگر اور بہت سی بڑائیاں اس میں موجود نہ بھی ہوتیں۔

شیخ بچپن ہی سے خوش بیانی اور حسن تقریر کا مالک تھا۔ مدرسہ نظامیہ کے بعض طالب علم حسد سے جلے جاتے تھے۔ ایک دن شیخ نے اپنے استاد ابن جوزی سے حاسدوں کی شکایت کی، تو اُستاد نے فرمایا "وہ بھی اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں، اور تم بھی، وہ رشک و حسد سے اور تم بدگوئی و غیبت سے!"

شیخ کی طبیعت تصوف اور درویشی کی طرف مائل تھی اور وجد و سماع کی مجلسوں میں وہ شریک ہوا کرتا تھا۔ اس کے اُستاد ابن جوزی اس چیز کو بُرا سمجھتے اور شیخ کو سختی سے منع کرتے تھے، مگر وہ باز نہ آتا تھا۔ آخر ایک بدآواز قوال سے پالا پڑ گیا اور ساری رات اسی مکروہ صحبت میں بسر ہوئی، جب صحبت ختم ہوئی تو شیخ نے سر سے عمامہ اتارا اور جیب سے ایک دینار نکالا پھر یہ دونوں چیزیں قوال کی نذر کر دیں۔ ساتھیوں نے تعجب کیا، تو شیخ نے کہا، قوال صاحب کرامت بزرگ ہے۔ استاد کی نصیحت نے وہ اثر نہیں کیا، جو اس کے "لحن داؤدی" نے کیا ہے۔ اور اب میں سماع سے توبہ کرتا ہوں۔

سیاحی شیخ نے کتنی مدت طالب علمی کی بعض تذکروں میں تیس برس لکھا ہے۔ بہرحال شیخ جب تحصیل علم سے فارغ ہوا، تو دفتر کائنات کے مطالعہ کی ٹھانی اور سیاحی پر کمربستہ ہو گیا۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ شیخ کی سیاحی بھی تیس برس جاری رہی۔ یہ صحیح ہو یا نہ ہو، مگر یہ واقعہ ہے کہ شیخ بہت بڑا سیاح گزرا ہے۔

شام یا عراق کے ایک شہر میں شیخ کو ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ قاضیٔ شہر کی مجلس جمی ہوئی تھی۔ شیخ بھی پہنچ گیا، مگر پھٹے پرانے کپڑے پہنے تھا۔ خدام نے اٹھا دیا اور بڑی مشکل سے وہ کسی کونے میں دبک بیٹھا۔ مجلس میں کسی مسئلے پر گرماگرم بحث ہو رہی تھی مگر عقدہ کسی سے کھلتا نہ تھا۔ شیخ سے نہ رہا گیا اور سر اٹھا کر بلند آواز سے گفتگو کی اجازت چاہی شاندار لباس میں ملبوس علماء، خرقہ پوش درویش کو دیکھ کر متعجب ہوئے مگر جب شیخ نے مسئلے کو نہایت خوبی و فصاحت سے صاف کر دیا، تو قاضی صاحب نے مسند چھوڑ دی اور عمامہ سر سے اُتار کر شیخ کے سامنے رکھ دیا۔ شیخ نے کہا یہ غرور کا اوزار ہے مجھے نہیں چاہیئے! (بوستان)

شیخ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بے سروسامان متوکل درویشوں کی طرح سفر کرتا اور ہر قسم کی تکلیفیں جھیلتا تھا

مگران تک نہ کرتا تھا۔ ایک مرتبہ دمشق میں تھا، مگر وہاں والوں سے ناراض ہو کر فلسطین کے بیابان میں جا بیٹھا۔ یہ صلیبی جنگوں کا زمانہ تھا، وہاں عیسائیوں نے اُسے پکڑ لیا اور طرابلس الشرق کے علاقے میں خندق کھودنے کے کام پر دوسرے قیدیوں کے ساتھ لگا دیا۔ شیخ صبر و شکر سے، جو اہل اللہ کا خاصہ ہے، یہ مشقت برداشت کرتا رہا۔ مدت کے بعد حلب کا ایک معزز آدمی اس طرف سے گزرا۔ وہ شیخ کو جانتا تھا۔ اس حالت میں دیکھ کر بہت ملول ہوا۔ دس دینار دے کر شیخ کو قید فرنگ سے چھڑایا اور اپنے ساتھ حلب لے گیا۔ اسی قدر نہیں بلکہ شیخ سے اپنی ناکتخدا بیٹی کا نکاح بھی سو دینار مہر مؤجل پر کر دیا۔ مگر بیوی سخت بد مزاج اور زبان دراز نکلی۔ شیخ کا دم ناک میں کر دیا۔ ایک دن شیخ کو طعنہ دیا "حضور وہی تو ہیں جنھیں میرے باپ نے دس دینار میں خریدا ہے۔" شیخ نے برجستہ جواب دیا "جی ہاں، میں وہی ہوں۔ آپ کے باپ نے مجھے دس دینار میں مول لیا اور سو دینار میں آپ کے ہاتھ بیچ ڈالا۔"

شیخ گلستاں میں لکھتا ہے، "میں نے زمانے کی سختی کا کبھی شکوہ نہیں کیا لیکن ایک موقعہ پر دامن استقلال ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ نہ میرے پاؤں میں جوتی تھی اور نہ جوتی خریدنے کا مقدور تھا۔ اسی حالت میں غمگین و تنگدل، کوفے کی جامع مسجد میں پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں ایک شخص پڑا ہے جس کے سرے سے پاؤں ہی نہیں ہیں۔ اس پر میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور اپنے ننگے پاؤں غنیمت سمجھے۔" شیخ صبر و قناعت کے ساتھ عزت نفس کی دولت سے بھی مالا مال تھا۔ وہ اسکندریہ میں سخت قحط کے زمانے میں موجود تھا اور دوسرے درویشوں کے ساتھ بھوک کی سختیاں جھیل رہا تھا۔ شہر میں ایک ہیجڑا بڑا دولت مند تھا، اور غریبوں، پردیسیوں پر اُس کی ڈیوڑھی کھلی رہتی تھی۔ شیخ کے بعض رفقا نے اس ہیجڑے کی دعوت میں چلنے کی ترغیب دی، تو شیخ نے نہایت خود دارانہ جواب دیا "شیر بھوک سے مر بھی جاتا ہے، مگر کتے کا جھوٹا نہیں کھاتا۔"

چینی ترکستان کے صدر مقام، کاشغر میں شیخ کی زندہ دلی کا ایک واقعہ قابل ذکر ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ تاتاریوں اور خوارزمیوں میں عارضی صلح ہو چکی ہے۔ ایک طالب علم کو دیکھا کہ کتاب ہاتھ میں لئے "ضرب زیدٌ عمراً" رٹ رہا ہے۔ شیخ لڑکے سے کہنے لگا۔ کیوں میاں صاحبزادے، خوارزم و خطا میں تو صلح ہو گئی، مگر زید و عمر میں مار پیٹ چلی جاتی ہے! طالب علم ہنس پڑا اور شیخ کا وطن پوچھا۔ شیراز کا نام سُنا تو فرمائش کی سعدی کا کچھ کلام یاد ہو تو سُناؤ۔ شیخ نے حسب موقعہ یہ شعر موزوں کر کے پڑھا ہے

اے دل عشاق بدام تو صید — ما بتو مشغول و تو با عمرو زید

بعد میں کسی نے بتایا کہ سعدی یہی ہیں، مگر اب شیخ، کاشغر سے رخصت ہو رہا تھا!

شیخ نے ہندوستان آکر سومنات کا مندر بھی دیکھا تھا۔ دیکھا ہی نہیں تھا بلکہ ہندو بن کر اس میں رہا بھی تھا۔ سومنات کا یہ واقعہ شیخ نے بوستاں کے آٹھویں باب میں لکھا ہے، مگر جس طرح لکھا ہے، اس واقعہ نے افسانے کی صورت اختیار کر لی ہے۔

وطن کو واپسی طویل سیاحت کے بعد شیخ قتلغ خاں ابوبکر سعد کے عہد حکومت ۶۵۵ھ میں شیراز واپس آیا اور

علمار سے بدظن اور جاہل فقرار سے خوش عقیدہ رہتا تھا۔ دینی مصلحتوں کے پیش نظر شیخ پورا پورا درویش بن گیا اور شیخ نے یہ بہت اچھا کیا، جیسا کہ واقعات شاہد ہیں۔ درویش کے روپ میں اُسے موقع مل گیا کہ اپنا اصلاحی مشن پوری کامیابی سے چلائے اور اس نے بڑی خوبی و دلیری سے اُسے چلایا۔ گلستاں اور بوستاں اُس کی یہ دونوں کتابیں، اس کی کامیابی کی زندہ شہادتیں ہیں ان کتابوں میں شیخ نے نقلی درویشوں اور بدراہ بادشاہوں کی خوب خوب قلعی کھولی ہے۔

گلستاں شیخ کی جادو بیانی اور فصاحت و بلاغت کا شہرہ اُس کی زندگی ہی میں تمام ایران، ترکستان، تاتار، اور ہندوستان میں اس قدر پھیل گیا تھا کہ اُس زمانے کی حالت پر لحاظ کرنے کے بعد، جب نہ ریل تھی، نہ تار، نہ اخبار، سخت حیرت ہوتی ہے خود شیخ کو بھی اپنی اس خوش نصیبی کا حال معلوم تھا، چنانچہ آسودگیٔ دل کے ساتھ گلستاں کے دیباچہ میں لکھتا ہے۔

"ذکرِ جمیلِ سعدی کہ در افواہِ عوام افتادہ وصیتِ سخنش کہ در بسیطِ زمین رفتہ"!

یہ شہرہ ہی تھا کہ دوبار، خان شہید سلطان محمد قاآن نے ملتان آنے کی دعوت بھیجی، مگر شیخ بڑھاپے کے سبب آسکا شیخ کی تصانیف میں گلستاں اور بوستاں ایسی کتابیں ہیں کہ فارسی زبان میں کوئی کتاب ان سے زیادہ مقبول اور مطبوع خاص و عام نہیں ہوئی۔ ایران، ترکستان، تاتار، افغانستان اور ہندوستان میں ان کتابوں کی تعلیم تقریباً سات سَو برس سے برابر جاری ہے بچپن میں ان کی تعلیم شروع ہوتی ہے اور بڑھاپے تک مطالعہ کا شوق رہتا ہے۔ لاکھوں استادوں نے انھیں پڑھایا اور کروڑوں شاگردوں نے انھیں پڑھا۔ ان کے بے شمار نسخے خوشنویسوں کے قلم سے لکھے گئے اور بے حساب ایڈیشن چھاپے گئے مشرق و مغرب کی اکثر زبانوں میں ان کے ترجمے ہوئے۔ مشائخ اور علمار نے ان کی عزت کی۔ بادشاہوں نے ان کو سلطنت کا دستور العمل بنایا انشا پردازوں اور شاعروں نے ان کی فصاحت و بلاغت کے آگے سر جھکایا اور ان کے تتبع سے عاجز رہنے کا اقرار کیا۔ ان کا نام جس طرح ایشیا میں مشہور ہے، اسی طرح یورپ و امریکہ میں بھی عزت سے لیا جاتا ہے۔

غور تو کرو گلستاں میں نہ غزل عاشقانہ ہے، نہ قول عارفانہ، نہ بہادروں کے کارنامے، نہ فوق العادت قصے، نہ حقائق و معارف، نہ اسرار شریعت، نہ نکات طریقت، بلکہ اس کی بنیاد محض اخلاق و پند و موعظت پر رکھی گئی جس سے زیادہ بے نمک مضمون نہیں ہو سکتا۔ اس پر بھی وہ اس قدر مقبول ہوئی، اور محض اس لئے ہوئی کہ فصاحت و بلاغت، حسن و بیان اور لطفِ ادا کے لحاظ سے تمام فارسی ادب میں بے مثل اور لاجواب ہے۔ اس ہی لئے دنیا کی ہر زندہ قوم نے گلستاں کا اپنی زبان میں ترجمہ کیا ہے اور گلستاں زندۂ جاوید بن چکی ہے۔ (از حیاتِ سعدی)

احقر سجّاد حسین صدر مدرس مدرسۂ عالیہ فتحپوری دہلی

۱۴ / رجب المرجب ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۴ / جنوری ۱۹۶۰ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

منّت مر خدائے را عزّ و جلّ کہ طاعتش موجب قربت[1] است و بہ شکر اندرش
احسان خاص اسی خدائے بزرگ اور برتر کے لئے ہے جس کی تابعداری نزدیکی کا سبب ہے اور اس کا شکر ادا کرنے میں

مزیدِ نعمت۔ ہر نفسے[2] کہ فرو می رود ممدِّ حیات است و چوں بر می آید
نعمت کا اضافہ ہے جو سانس اندر جاتا ہے زندگی بڑھانے والا ہے اور جب باہر آتا ہے

مفرّح[3] ذات۔ پس در ہر نفسے دو نعمت موجود است و بر ہر نعمتے
ذات کو تفریح دینے والا ہے پس ہر سانس میں دو نعمتیں موجود ہیں اور ہر نعمت پر

شکرے واجب
شکر ضروری ہے۔

بیت

از دست و زبانِ کہ بر آید
کس کے ہاتھ اور زبان سے ہو سکتا ہے

کز عہدۂ شکرش بدر آید
کہ اس کے شکر کی ذمہ داری پوری کرے

قطعہ

اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا[4] وَ قَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ
اے داؤد کی اولاد شکر کرو اور میرے بندوں میں شکر گذار کم ہیں

---

[1] یعنی خدا کی عبادت خدا سے نزدیک کرتی ہے جیسا کہ حکم ہوا ہے واسجد واقترب [2] آدمی رات دن میں ۲۴ ہزار سانس لیتا ہے اور اندر جانے والے سانس کو جس قدر روک رکھے اسی قدر عمر دراز ہوتی ہے چونکہ اندر جانے والا دم ٹھنڈی ہوا روح وقلب کے لئے فراہم کرتا ہے اس واسطے اس کو زندگی کا معاون بتایا گیا ہے [3] باہر نکلنے والا سانس چونکہ ہوائے گرم اور ابخرات وغیرہ کو قلب سے خارج کرتا ہے [4] اس آیت کا ذکر اسی واسطے کیا گیا کہ مصنف نے اول میں شکر کا ذکر کیا ہے۔

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیرِ خویش
دیکھا بندہ بہتر ہے جو اپنی کوتاہی کا

عُذر بہ درگاہِ خدا آورد
عذر خدا کی درگاہ میں پیش کر دے

ورنہ سزاوارِ خداوندیش
ورنہ اس کی خدائی کے لائق

کس نہ تواند کہ بجا آورد
کوئی بھی نہیں بجا لا سکتا ہے

بارانِ رحمتِ بے حسابش ہمہ جا رسیدہ۔ وخوانِ نعمتِ بے دریغش ہمہ
اس کی بے حساب رحمت کی بارش سب کو پہونچی ہوئی ہے اور اس کی بے روک ٹوک نعمت کا دسترخوان سب

جا کشیدہ پردۂ ناموسِ بندگاں بہ گناہِ فاحش نہ دَرّد و وظیفۂ[۲]
جگہ بچھا ہوا ہے بندوں کی شرم کا پردہ سخت گناہ کی وجہ سے بھی چاک نہیں کرتا اور مقررہ روزی

روزی بہ خطائے منکر نہ بُرّد
بدترین خطا پر بند نہیں کرتا ہے۔

قطعہ

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب
اے وہ داتا جو غیب کے خزانہ سے

گبر و ترسا وظیفہ خور داری
آتش پرست اور عیسائی کو روزی پہونچاتا ہے

دوستاں را کجا کنی محروم
دوستوں کو تو کب محروم کرے

تو کہ با دشمناں نظر داری
جبکہ تو دشمنوں کی بھی دیکھ بھال رکھتا ہے

فرّاشِ بادِ صبا را گفتہ تا فرشِ زمرّدیں بگسترد و دایۂ ابرِ بہاری را فرمود
اُس نے پُروا ہوا کے فرّاش کو حکم دیا تاکہ زمرد کا سا فرش بچھائے اور موسم بہار کے اَبر کی دایہ کو حکم دیا

تا بناتِ نباتِ را در مہدِ زمین بپرورد و درختاں را بخلعتِ نوروزی[۳] قبائے
تاکہ گل بوٹوں کی بچیوں کو زمین کے گہوارے میں پالے اور درختوں کو نوروزی خلعت کے بدلے استبرق

استبرق در بر گرفتہ و اطفالِ شاخ را بہ قدومِ موسمِ ربیع کلاہِ شگوفہ
کی قبا بدن پر پہنائی اور شاخ کے بچوں کے سر پر موسم بہار کی آمد پر کلی کی ٹوپی

---

[۱] یعنی خدا کی نعمتوں کو کوئی نہ شمار کر سکتا ہے نہ اُن کا شمار ممکن ہے۔ پھر جب یہ نہیں تو شکر کا ادا کرنا بھی ممکن نہیں ہے

[۲] یعنی گناہ کرنے سے بندوں کی روزی بند نہیں کر دیتا۔ [۳] نوروز فارس کے نجومیوں کے نزدیک وہ دن ہوتا ہو جب کہ آفتاب برج حمل میں آتا ہے وہ فروردین مہینے کا پہلا دن ہے جس سے سال شروع ہوتا ہے اور وہ قریب قریب چیت کے مہینے کے وسط میں واقع ہوتا ہے۔ پادشاہانِ سابق اس دن میں جشن کرتے اور امرائے دولت اور ملازمین کو نئے نئے خلعت دیتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ خدائے جلّ شانہٗ نے خلعت کی جگہ درختوں کو ہرے ہرے پتے عطا فرمائے اور جب نوروز ہوتا ہے اسی وقت سے بہار کا زمانہ شروع ہوتا ہے؛

برسر نہادہ عُصارۂ[1] نخلے بقدرتِ او شہدِ فائق شدہ و تخمِ خرمائے
اڑھائی شہد کی مکھی کا نچوڑا ہوا اُس کی قدرت سے بڑھیا شہد بنا اور چھوارے کی گٹھلی

بہ تربیتِ او نخلِ باسق گشتہ
اس کی پرورش سے تناور کھجور بنی۔

قطعہ

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
ابر، ہوا، چاند، سورج، آسمان، کام میں لگے ہیں

تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
تاکہ تو روزی حاصل کرے اور غفلت سے نہ کھائے

ہمہ از بہرِ تو سرگشتہ و فرماں بردار
سب تیرے لئے پریشان ہیں اور تابعدار

شرطِ انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری
انصاف کے مناسب نہ ہوگا کہ تو اللہ کا حکم نہ مانے

در خبر است از سرورِ[2] کائنات مفخرِ موجودات رحمتِ عالمیاں صفوت
حدیث میں آیا ہے آں حضور کی جو دنیا کے سردار ہیں موجودات کے لئے فخر ہیں جہان والوں کے لئے رحمت ہیں آدمیوں کا

آدمیاں تتمۂ دورِ زماں۔
خلاصہ ہیں دورِ زمانہ کا تتمہ ہیں

بیت

شَفِیْعٌ[3] مُطَاعٌ نَبِیٌّ کَرِیْم
سفارش کرنے والے، اطاعت کئے گئے، نبی، سخی

قَسِیْمٌ جَسِیْمٌ نَسِیْمٌ وَسِیْم
حسین، بھاری بھرکم، پاکیزہ، خوبصورت

قطعہ

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
اپنے کمال کی وجہ سے بلندی پر پہونچے

کَشَفَ الدُّجٰی[4] بِجَمَالِہٖ
اپنے جمال سے تاریکیوں کو روشن کیا

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
اُن کی سب ہی عادتیں بھلی ہیں

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ
اُن پر اور ان کی اولاد پر درود پڑھو

---

[1] عصارۂ نخل سے مراد وہ رس ہے جو شہد کی مکھیاں درختوں سے چوستی ہیں [2] سرور کائنات سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں باقی فقرہ میں جو الفاظ ہیں وہ آپ کی تعریف اور فضیلت کا بیان ہے [3] شفیع سے مراد یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن گنہ گاروں کی سفارش فرمائیں گے۔ مطاع سے مراد یہ کہ آپ تمام دنیا کیلئے قابلِ اطاعت ہیں، قسیم کے معنی خوبصورت کے بھی آئے ہیں اور چونکہ آپ قیامت کے دن نہرِ کوثر پر جام بھی تقسیم فرمائیں گے اس لئے قسیم کہا گیا۔ [4] یعنی جہل کی تاریکی کو دور کیا۔

بیت چہ غم دیوارِ امت را کہ دارد چوں تو پشتیبان[1]
امت کی دیوار کو کیا غم جب کہ وہ آپ جیسا پشتہ رکھتی ہے

چہ باک از موجِ بحر آں را کہ باشد نوح کشتیبان
اس کو سمندر کی یلغار کا کیا خوف جس کا نوح کشتی بان ہو

ہر گاہ کہ یکے از بندگانِ گنہگار پریشان روزگار دستِ انابت بامیدِ
جس وقت کہ کوئی گنہ گار بندہ پریشانِ حال دعا کا ہاتھ قبولیت کی

اجابت بدرگاہِ خداوند جلّ وعلاٰ بردارد. ایزد تعالیٰ درو نظر نکند
امید سے خدائے بزرگ و برتر کی درگاہ میں بلند کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کی طرف نظر نہیں فرماتے

بازش بخواند بارِ دیگر اعراض فرماید بازش بہ تضرع وزاری بہ خواند
وہ پھر اس کو پکارتا ہے دوبارہ وہ رخ پھیر لیتے ہیں وہ پھر اس کو عاجزی سے رو کر پکارتا ہے تو

حق سبحانہٗ وتعالیٰ گوید یَا مَلٰٓئِکَتِیْ قَدِ اسْتَحْیَیْتُ مِنْ عَبْدِیْ وَلَیْسَ لَہٗ
حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے ملائکہ مجھے اپنے بندے سے حیاء آگئی ہے اور اسکے لئے

غَیْرِیْ دعوتش را اجابت کردم وامیدش برآوردم کہ از بسیاریٔ دعا
میرے سوا کوئی نہیں میں نے اس کی دعا قبول کرلی اور اس کی تمنا پوری کردی اس لئے کہ بندہ کی زیادہ دعا

وگریۂ بندہ ہمی شرم دارم **بیت**
اور رونے سے مجھے شرم آتی ہے

کرم بین ولطفِ خداوندگار — گنہ بندہ کردست واو شرمسار
خدا کا کرم اور مہربانی دیکھ — گناہ بندہ نے کیا ہے اور وہ شرمندہ ہے

عاکفانِ[2] کعبۂ جلالش بہ تقصیرِ عبادت معترف کہ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ
اس کے جلال کے کعبہ کے معتکف عبادت کی کوتاہی کے اقراری ہیں کہ ہم نے کما حقہ تیری عبادت نہیں کی

قطعہ وواصفانِ حلیۂ جمالش بتحیر منسوب کہ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ
اور اس کے حسن کے حلیہ کی تعریف کرنے والے حیرانی میں ہیں کہ ہم نے تجھے ایسا نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننا چاہئے تھا

---

[1] پشتی بان۔ اس لکڑی کو کہتے ہیں جو دیوار کی مضبوطی کے لئے اس میں لگا دیتے ہیں :۔

[2] اعتکاف گوشہ میں بیٹھنا۔ گوشہ میں بیٹھ کر عبادت کرنا۔

گر کسے وصفِ او زمن پرسد
اگر کوئی اُس کی تعریف مجھ سے پوچھے
بیدل از بے نشاں چہ گوید باز[1]
تو بے دل بے پتہ کے بارے میں آخر کیا کہے

عاشقاں کشتگانِ معشوقند
عاشق، معشوق کے مارے ہوئے ہیں
بر نیاید ز کشتگاں آواز
مرے ہوؤں کی آواز نہیں نکلتی

یکے از صاحبدلاں بجیبِ مراقبہ[2] فرو بردہ بود و در بحرِ مکاشفہ مستغرق شدہ
ایک صاحبدل مراقبہ کے گریبان میں سر ڈالے ہوئے تھا اور کشف کے سمندر میں ڈوبا ہوا
حالے کہ ازاں معاملت باز آمد یکے از محباں گفت ازیں بوستاں کہ
جب اس حالت سے واپس لوٹا ایک دوست نے کہا اس باغ سے جس میں
بودی چہ تحفہ کرامت کردی اصحاب را گفت بخاطر داشتم کہ چوں
تو تھا کیا تحفہ لایا اس نے ساتھیوں سے کہا میرا یہ خیال تھا کہ جب
بدرختِ گل برسم دامنے پُر کنم ہدیۂ اصحاب را چوں برسیدم
پھول کے درخت کے پاس پہونچوں گا تو دوستوں کے تحفہ کے لئے دامن بھر لوں گا جب میں پہونچا تو
بوئے گلم چناں مست کرد کہ دامنم از دست برفت
پھول کی خوشبو نے مجھے ایسا مست کر دیا کہ دامن میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا

قطعہ

اے مرغِ سحر عشق ز پروانہ بیاموز
اے صبح کے پرند عشق پروانے سے سیکھ
کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد
کہ اُس دل جلے کی جان چلی گئی اور آواز نہ نکلی

ایں مدعیاں در طلبش بیخبر انند
یہ اُس کی طلب میں ڈینگیں مارنے والے بےخبر ہیں
کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد
کیونکہ جس کو خبر ہو گئی پھر اُس کی خبر نہ آئی

قطعہ

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
اے وہ ذات جو خیال، قیاس، گمان اور وہم سے بالا تر ہے
وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
اور اُس سے بھی جو لوگوں نے کہا ہے اور ہم نے سنا اور پڑھا ہے

---

[1] یعنی میں عاشق حیران ہوں۔ اور وہ بے نشان ہے [2] باز یہاں پر زائد معلوم ہوتا ہے [3] مُراقبہ۔ گردن جھکانا۔

دفتر[1] تمام گشت و بپایاں رسید عمر
دفتر ختم ہو گیا اور عمر آخر ہو ئی

ما ہمچناں در اوّلِ وصف تو ماندہ ایم
اور ہم اسی طرح تیری ابتدائی تعریف میں لگے ہوئے ہیں۔

ذکرِ محامدِ پادشاہِ اسلام اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی نوّر اللہ[2] تربتہ

بادشاہِ اسلام اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی کی خوبیوں کا ذکر خدا اُس سعد بن زنگی کی قبر کو روشن کرے

ذکرِ جمیلِ سعدی کہ در افواہِ عوام افتادہ است وصیتِ سخنش
سعدی کا ذکرِ خیر جو عوام کی زبانوں پر ہے اور اس کے کلام کا شہرہ

کہ در بسیطِ زمین رفتہ و قصب[3] الجیب حدیثش کہ ہمچو شکر می خورند و رقعۂ
جو روئے زمین پر ہے اور اُس کی بات کے گنے جس کو لوگ شکر کی طرح کھاتے ہیں اور اُسکی

منشآتش کہ ہمچو کاغذِ زر میبرند بر کمالِ فضل و بلاغت او حمل
انشاء پردازی کے کاغذ جس کو سونے کے پتر کی طرح لے جاتے ہیں اس کی بزرگی اور بلاغت کے کمال پر محمول

نتواں کرد بلکہ خداوندِ جہاں و قطبِ دائرۂ زماں و قائم مقامِ سلیمانؑ
نہیں کیا جاسکتا بلکہ جہان کے بادشاہ، اور زمانہ کے دائرہ کے قطب، اور حضرت سلیمانؑ کے قائم مقام

و ناصرِ اہلِ ایماں اتابک[4] اعظم مظفر الدنیا والدین ابوبکر بن سعد
اور اہل ایمان کے مددگار، اتابک اعظم، دین اور دنیا کا فتح مند، ابوبکر بن سعد

زنگی ظِلُّ اللہِ تعالیٰ فی اَرضِہٖ رَبِّ ارضَ عَنہُ وَ اَرضِہٖ بہ عینِ عنایت نظر
زنگی نے جو اللہ کی سرزمین میں اس کا سایہ ہے اے خدا تو اُس سے راضی ہو اور اسکو راضی کر مہربانی کی نگاہ

---

[1] دفتر سے مراد یہاں کتاب حمد ہے [2] خدا اُس کی قبر کو نورانی کرے [3] قصب الجیب کے معنی میں اختلاف ہے بعض شارح کہتے ہیں کہ اول و دوم حرف پر فتح اور جیم پر حرکت کسرہ ہے اور کہتے ہیں کہ وہ کانس کی جڑ ہے جو کچھ شیریں ہوتی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی اُدنیٰ باتوں کی بھی بڑی قدر ہوتی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ قصب الحبیب ہے (بجائے حطی و یائے تحتانی و بائے موحدہ) اور نیشکر کے معنے لئے ہیں یعنی گنا۔ مگر گنا تو شیریں ہوتا ہی ہے کچھ اس سے تعریف نہیں نکلتی۔ حالانکہ مصنف علیہ الرحمۃ کی مراد یہ ہے کہ اس کی اُدنیٰ باتوں کی بھی قدر کی جاتی ہے [4] اتابک بضم باء اتالیق کو کہتے ہیں۔ چونکہ سعد بن زنگی سلطان سنجر کا اتالیق تھا اور بادشاہ نے اس کو فارس کا حاکم مقرر کر دیا تھا چنانچہ سنجر کے فوت ہونے کے بعد بھی اس نے اپنے نام کے ساتھ اتابک برقرار رکھا۔

کردہ است وتحسینِ بلیغ فرمودہ وارادتِ صادق نمودہ لاجرم کافۂ انام
ڈال دی ہے اور بہت زیادہ تعریف فرمائی ہے اور سچی عقیدت ظاہر کی ہے لامحالہ عوام اور

از خواص وعوام بہ محبتِ او گرائیدہ اند وَالنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ
خواص تمام مخلوق اُس کی محبت کی طرف مائل ہوگئی ہے ۔ اور لوگ اپنے بادشاہ کے مذہب پر ہوتے ہیں

رباعی

زانکہ کہ ترا بر منِ مسکیں نظرست
جب سے تیری مجھ مسکین پر نظر ہے

آثارم از آفتاب مشہور ترست
میرے نشانات آفتاب سے زیادہ مشہور ہیں

گر خود ہمہ عیب ہا بدیں بندہ درست
اگر سب عیب ہی عیب اس خادم میں ہیں

ہر عیب کہ سلطاں بہ پسندد ہنرست
جو عیب کہ بادشاہ پسند کرے وہ ہنر ہے

قطعہ

گلے[1] خوشبوئے در حمّام روزے
ایک دن حمام میں ایک خوشبودار مٹی

رسید از دستِ محبوبے بدستم
میرے ہاتھ میں ایک محبوب کے ہاتھ سے آئی

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری[2]
میں نے اُس سے کہا کہ تو مشک ہے یا عبیر ہے

کہ از بوئے دل آویزِ تو مستم
کیونکہ میں تیری دل کش خوشبو سے مست ہوں

بگفتا من گلے ناچیز بودم
اس نے کہا میں ایک ناچیز مٹی تھی

ولیکن مدتے با گل نشستم
لیکن ایک زمانے تک میں پھول کے ساتھ رہی

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
ساتھی کے حسن نے مجھ میں اثر کیا

وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم
ورنہ میں تو وہی مٹی کی مٹی ہوں

اَللّٰھُمَّ مَتِّعِ الْمُسْلِمِیْنَ بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَضَاعِفْ ثَوَابَ جَمِیْلِہٖ وَحَسَنَاتِہٖ وَارْفَعْ
اے اللہ اس کی زندگی کی درازی سے مسلمانوں کو نفع بخش اور اس کے اچھے کاموں کا ثواب دوگنا عنایت فرما اور اسکے

دَرَجَ اَوِدَّائِہٖ وَوُلَاتِہٖ وَدَمِّرْ عَلٰی اَعْدَائِہٖ وَشُنَاتِہٖ بِمَا تُلِیَ فِی الْقُرْاٰنِ مِنْ
دوستوں اور یاروں کے مراتب بلند کر اور اس کے دشمنوں اور بدخواہوں کو ہلاک کر قرآن کی ان آیتوں کی برکت سے جن کی

اٰیَاتِہٖ وَاٰمِنْ بَلَدَہٗ یَا رَبِّ وَاحْفَظْ وَلَدَہٗ
تلاوت کی گئی ہے اور اس کے ملک کو پُرامن رکھ اور اس کے لڑکے کی حفاظت فرما۔

قطعہ

---

[1] اس حکایت کے بیان سے مصنف کا مقصد یہ ہے کہ صحبت کا اثر ہوتا ہے اور اچھی بُری صحبت سے اچھے اور بُرے نتیجے پیدا ہوتے ہیں

[2] مشکی بضم میم وکسرمیم دونوں طرح درست ہے [3] عبیر ایک مرکب خوشبو کا نام ہے جو صندل گلاب مشک اور زعفران وغیرہ سے تیار ہوتی ہے

لَقَدْ سَعِدَ الدُّنْیَا بِهٖ دَامَ سَعْدُهٗ | وَاَیَّدَهُ الْمَوْلیٰ بِاَلْوِیَةِ النَّصْرِ
اسکی ذات سے دنیا نیک بخت ہوئی اسکی سعادت ہمیشہ رہے اور مولیٰ مدد کے جھنڈوں سے اس کی تائید فرمائے

کَذَالِکَ تَنْشَأُ لِیْنَةٌ هُوَ عِرْقُهَا | وَحُسْنُ نَبَاتِ الْاَرْضِ مِنْ کَرَمِ الْبَذْرِ
اسی طرح نشوونما پاتی ہیں وہ شاخیں جن کی وہ جڑ ہے اور زمین کی پیداوار کی خوبی بیج کی اچھائی کی وجہ سے ہے

ایزد تعالیٰ و تقدس خطۂ پاکِ شیراز را بہ ہیبتِ حاکمانِ عادل و بہ ہمتِ
خدائے بلند اور پاک شیراز کے پاک علاقہ کو منصف حاکموں کی ہیبت اور عمل کرنے والے

عالمانِ عامل تا زمانِ قیامت در امانِ سلامت نگہدارد
عالموں کی توجہ سے قیامت تک سلامتی کے امن میں رکھے

قطعہ

اقلیمِ پارس را غم از آسیبِ دہر نیست
پارس کے علاقہ کو زمانہ کے حوادث کا غم نہیں ہے

تا بر سرش بود چو توئے سایۂ خدا
جبتک اس کے سر پر اے سایۂ خدا تجھ جیسا موجود ہے

امروز کس نشاں ندہد در بسیطِ خاک
آج کوئی شخص بھی روئے زمین پر کسی ایسی جگہ کا پتہ نہیں بتا تا

مانندِ آستانِ درت مامنِ رضا
جو تیرے در کی چوکھٹ کی طرح خوشنودی کا ٹھکانا ہو

بر تست پاسِ خاطرِ بیچارگان و شکر
تجھ پر غریبوں کے دل کی پاسداری اور ہم پر شکر ادا کرنا ہے

بر ما و بر خدائے جہاں آفریں جزا
اور اللہ پر اس کا بدلا ہے

یا رب ز بادِ فتنہ نگہدار خاکِ پارس
اے خدا فارس کی سرزمین کو فتنہ کی ہوا سے اس وقت

چندانکہ خاک را بود و باد را بقا
تک بچانا جبتک مٹی اور ہوا کو بقا ہے

در سببِ تالیفِ کتاب

کتاب کی تصنیف کے سبب کے بیان میں

یک شب تأملِ ایامِ گذشتہ می کردم و بر عمرِ تلف کردہ تأسف می خوردم و
ایک رات میں گذرے ہوئے دنوں کے بارے میں سوچ رہا تھا اور برباد کی ہوئی زندگی پر افسوس کر رہا تھا اور

سنگلاخہ دل را بالماسِ آبِ دیدہ می سفتم و ایں بیتہا مناسبِ حالِ خود می گفتم
دل کے پتھر کو آنسوؤں کے ہیرے سے چھید رہا تھا اور اپنے مناسب حال یہ شعر پڑھ رہا تھا

لہ خطہ وہ مقام جو شہر کے گرداگرد بنایا گیا ہو۔

مثنوی

ہر دم از عمر می رود نفسے
ہر آن زندگی کا ایک سانس جا رہا ہے

چوں نگہ می کنم نماند بسے
جب میں غور کرتا ہوں تو اب زیادہ باقی نہیں ہے

اے کہ پنجاہ رفت و در خوابی
اے وہ شخص کہ پچاس سال گذر گئے اور تو خواب میں ہے

مگر ایں پنج روز دریابی[1]
شاید ان پانچ روز سے فائدہ اٹھا لے

خجل آں کس کہ رفت و کار نساخت
وہ بہت شرمندہ ہے جو چل دیا اور کوئی کام نہ بنایا

کوس رحلت زدند و بار نساخت[2]
لوگوں نے کوچ کا نقارہ بجا دیا اور اسنے سامان باندھا

خواب نوشین بامداد رحیل
کوچ کی صبح کو میٹھی نیند

باز دارد پیادہ را ز سبیل
مسافر کو راستہ چلنے سے باز رکھتی ہے

ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت
جو آیا اس نے ایک نئی عمارت بنائی

رفت و منزل بدیگرے پرداخت
وہ چلا گیا اور عمارت دوسرے کیلئے خالی کر گیا

واں دگر پخت ہمچنیں ہوسے
اس دوسرے نے بھی ایسی ہی ہوس پکائی

ویں عمارت بسر نبرد کسے
اور اس عمارت کو کوئی پورا نہ کر سکا

یار ناپائدار دوست مدار
غیر مستقل یار سے دوستی نہ کر

دوستی را نشاید ایں غدار
یہ غدار دوستی کے لائق نہیں ہے

مادۂ عیش آدمی شکم است
آدمی کی زندگی کا سرمایہ پیٹ ہے

تا بتدریج می رود چہ غم است
جب تک اس کی رفتار درمیانہ ہو کیا فکر ہے

گر بہ بندد چنانکہ نکشاید
اگر اس میں ایسا بند پڑ جائے جو نہ کھلے

گر دل از عمر برکند شاید
تو زندگی سے اگر دل ہٹا لے تو مناسب ہے

ور کشاید چنانکہ نتواں بست
اور اگر ایسا چل پڑے جو رد کا نہ جا سکے

گو بشو از حیات دنیا دست
تو کہدو کہ دنیا کی زندگی سے ہاتھ دھو لے

چار طبع[3] مخالف و سرکش
چار طبیعتیں جو باہمی مخالف اور سرکش ہوں

چند روزے بوند باہم خوش
وہ چند ہی دن آپس میں خوش رہ سکتی ہیں

---

[1] دریافتن۔ حاصل کرنا۔ فائدہ اٹھانا [2] بار نساخت۔ یعنی سامان سفر درست نہ کیا۔ [3] چار طبع سے چار عنصر خاک۔ پانی۔ ہوا۔ آگ یا حرارت۔ برودت۔ یبوست۔ رطوبت۔ مراد ہیں۔

گر یکے زیں چہار شد غالب
اگر ان چار میں سے ایک غالب ہو گئی

جانِ شیریں برآید از قالب
تو میٹھی جان قالب سے باہر آجاتی ہے

لاجرم مردِ عارفِ کامل
لامحالہ پورا جان کار انسان

نہ نہد بر حیاتِ دنیا دل
دنیا کی زندگی سے دل نہیں لگاتا

نیک و بد چوں ہمی بباید مُرد
نیک اور بد جب سبھی کو مرنا ہے

خنک آں کس کہ گوئے نیکی بُرد
تو وہ اچھا ہے جو نیکی میں بازی لے گیا

برگِ عیشے بگورِ خویش فرست
اپنی قبر میں زندگی کا سامان بھیجدے

کس نیارد ز پس تو پیش فرست
بعد میں کوئی نہیں لائے گا تو پہلے سے بھیجدے

عمر برف ست و آفتاب تموز
عمر برف کی طرح ہے اور سورج تموز کے مہینہ کا ہے

اندکے ماند و خواجہ[۱] غرہ ہنوز
تھوڑی رہی ہے اور جناب ابھی تک غافل ہیں

اے تہیدست رفتہ در بازار
اے وہ جو خالی ہاتھ بازار میں چلا گیا

ترسمت پُرنیاوری[۲] دستار
مجھے ڈر ہے تو دستار بھر کر نہ لائے گا

ہر کہ مزروعِ خود خورد بخوید
جو اپنی کھیتی کچی کھا جائے

وقتِ خرمنش خوشہ باید چید
اُس کو کھلیان کرتے وقت بالیں چُگنی پڑیں گی

پندِ سعدی بگوشِ دل بشنو
سعدی کی نصیحت دل کے کان سے سن

رہ چنین است مرد باش و برو
راستہ یہی ہے مرد بن اور چل

بعد از تامل مصلحت آں دیدم کہ در نشیمن عزلت نشینم و دامن صحبت فراہم
غور کے بعد میں نے یہ مناسب سمجھا کہ کٹیا میں گوشہ نشین بنوں اور یار باشی سے دامن

چینم و دفتر از گفتار ہائے پریشاں بشویم و من بعد پریشاں نہ گویم بیت
سمیٹ لوں اور فضول باتوں کا دفتر دھو دوں اور پھر بے ضرورت بات نہ کروں

زباں بریدہ بکنجے نشستہ صُمٌّ بُکمٌ
زبان کٹا ہوا گوشہ میں بہرا گونگا بنا بیٹھا ہوا

بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم
اُس سے بہتر ہے جس کی زبان قابو میں نہو

تا یکے از دوستاں کہ در کجاوہ ہم نشین من بودے و در حجرہ جلیس
یہاں تک کہ ایک دوست جو کجاوے میں میرا ہمنشین اور حجرہ میں ہم مجلس تھا

؎۱ خواجہ صاحب قدر، سردار۔ اور بڑے آدمی کے معنی میں مستعمل ہے لیکن یہاں بطریق طنز اور تمسخر کے لایا گیا ہے۔ ؎۲ پُرنیاوری دستار سے مراد بے عزتی ہے۔ یا یہ کہ تیرے پلے میں کچھ نہیں ہے تو تیری پگڑی چھن جائے گی یا رومال بھر کر نہ لائیگا

برسیمِ قدیم از در درآمد چنداں کہ نشاطِ ملاعبت کرد و بساطِ مداعبت
پہلی عادت کے مطابق دروازے سے اندر آیا جس قدر بھی اُس نے کھیل کود کی خوشی کی کوشش کی اور مذاق کی بساط
گسترد جوابش نہ گفتم و سر از زانوئے تعبّد بر نگرفتم رنجیدہ نگہ کرد و
بچھائی میں نے اس کو جواب نہ دیا اور عبادت گذاری کی زانو سے سر نہ اٹھایا اس نے رنج سے مجھے دیکھا
گفت قطعہ
اور بولا

کنونت کہ امکانِ گفتار ہست
اب جبکہ تجھ میں بات کرنے کی طاقت ہے
بگو اے برادر بلطف و خوشی
اے بھائی نرمی اور خوشی سے بات کرلے
کہ فردا چو پیکِ اجل در رسد
اس لئے کہ کل کو جب موت کا قاصد پہونچ جائیگا
بحکمِ ضرورت زباں در کشی
تو مجبوراً تو زبان بند کرلے گا

کسے از متعلّقانِ منش بر حسَبِ واقعہ مطلع گردانید کہ فلاں عزم کرد است
میرے متعلقین میں سے کسی نے اُس کو اصل واقعہ بتایا کہ اس نے تو پختہ ارادہ اور
و نیّتِ جزم کہ بقیّتِ عمر معتکف نشیند و خاموشی گزیند تو نیز اگر توانی
پکی نیت کرلی ہے کہ باقی عمر گوشہ نشین رہے گا اور خاموشی اختیار کرے گا۔ تجھ سے اگر ہو سکے تو
سرِ خویش گیر و مجانبت پیش گفتا بعزتِ عظیم و صحبتِ قدیم کہ دم بر
تو بھی اپنا راستہ لے اور یکسوئی اختیار کر وہ بولا خدائے برتر کی عزت اور پرانی دوستی کی قسم کہ میں سانس
نیارم و قدم بر ندارم مگر آنگہ کہ سخن گفتہ شود بعادتِ مالوف
بھی نہ لوں گا اور قدم بھی نہ اٹھاؤں گا جبتک کہ پہلی عادت اور قدیم طریقہ کے مطابق
و طریقِ معروف کہ آزردنِ دلِ دوستاں جہل است و کفارتِ
بات نہ ہو جائے اس لئے کہ دوستوں کا دل دکھانا نادانی ہے اور قسم کا کفارہ دیدینا
یمین سہل۔ خلافِ راہِ صواب ست و عکسِ رائے اولی الالباب
آسان ہے۔ درست رائے کے خلاف ہے اور عقلمندوں کی رائے کے برعکس
ذوالفقارِ علیؓ[1] در نیام و زبانِ سعدی در کام قطعہ
حضرتِ علیؓ کی ذوالفقار کا نیام میں رہنا اور سعدی کی زبان کا تالو کو لگنا۔

[1] ذوالفقار، حضرت علیؓ کی تلوار کا نام ہے۔ کیونکہ فقار کمر کی جوڑواں ہڈیوں کا نام ہے جنہیں ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے جو گردن سے کمر تک ہیں چونکہ اس تلوار کی پشت پر اسی قسم کی صورت بنی ہوئی تھی اس لئے اس کو ذوالفقار بفتح فا کہا گیا۔

زباں در دہانِ خردمند چیست
عقلمند کے منہ میں زبان کیا ہے
چو در بستہ باشد چہ داند کسے
جب دروازہ بند ہو تو کسی کو کیا معلوم

کلیدِ درِ گنجِ صاحب ہنر
ہنرمند کے خزانہ کے دروازہ کی کنجی
کہ جوہر فروش ست یا پیلہ ور
کہ موتی بیچنے والا ہے یا بساطی

قطعہ

اگرچہ پیشِ خردمند خامشی ادبست
عقلمند کے آگے چپ رہنا اگرچہ ادب ہے
دو چیز طیرۂ عقل ست دم فرو بستن
دو باتیں عقل کا عیب ہیں۔ کہنے کے وقت

بوقتِ مصلحت آں بہ کہ در سخن کوشی
مصلحت کے وقت یہ بہتر ہے کہ تو بات کرنے کی کوشش کرے
بوقتِ گفتن و گفتن بوقتِ خاموشی
چپ رہنا اور چپ رہنے کے وقت بولنا

فی الجملہ زبان از مکالمتِ او در کشیدن قوت نداشتم و روئے از
خلاصہ یہ کہ اس کے ساتھ بات کرنے سے زبان روکنے کی مجھ میں قوت نہ رہی اور اس کی ہمکلامی
محادثت بگردانیدن مروت ندانستم کہ یارِ موافق بود و محبِ صادق
سے منہ موڑنے کو میں نے آدمیت نہ سمجھی اس لئے کہ موافق یار اور سچا دوست تھا

بیت

چو جنگ آوری با کسے بر ستیز
جب تو لڑے تو اس سے لڑ
کہ از وے گزیرت بود یا گریز
جس سے تجھے چارہ کار ہو یا گریز کی گنجائش ہو

بحکمِ ضرورت سخن گفتم و تفرج کناں بیروں رفتم در فصلِ ربیعے کہ صولتِ
مجبوراً میں نے بات کرلی اور تفریح کے لئے باہر نکل پڑا بہار کا موسم تھا سردی کا حملہ
بَرد آرمیدہ بود و اوانِ دولتِ ورد رسیدہ
ٹھنڈا پڑ چکا تھا اور گلاب کی حکومت کا موسم آگیا تھا۔

قطعہ

اوّل اُردی بہشت ماہ جلالی[۱][۲]
جلالی سن کے اردی بہشت مہینہ کا شروع تھا

بلبل گویندہ بر منابرِ قضباں
شاخوں کے ممبروں پر بلبل چہک رہی تھی

---

[۱] اردی بہشت فارسی شمسی مہینوں میں سے ایک مہینہ کا نام ہے جو آخر بیساکھ کے مطابق پڑتا ہے اور وہ آفتاب کے برج ثور میں رہنے کا زمانہ ہے [۲] جلالی تاریخ سال شمسی کا نام ہے جو جلال الدین ملک شاہ سلجوقی (باقی بر صفحہ آئندہ)

برگلِ سرخ از نم اوفتادہ لآلی | ہمچو عرق بر عذارِ شاہدِ غضباں
گلاب کے پھول پر شبنم کے موتی بکھرے تھے | جیسے غصہ کی حالت میں معشوق کے رخسار پر پسینہ

شب را بوستاں با یکے از دوستاں اتفاق مبیت افتاد موضعے خوش و
رات کو باغ میں ایک دوست کے ساتھ شب گذارنے کا اتفاق ہوا ایک سرسبز و شاداب
خرم و درختانِ دل کش و درہم گفتی کہ خردۂ مینا بر خاکش ریختہ وعقدِ
جگہ اور درختوں کے جھرمٹ دل چسپ درخت گویا کانچ کے ٹکڑے اس کی خاک پر بکھرے ہوئے اور ثریا کا
ثریا از تاکش آویختہ

قطعہ

گچھا اس کے انگوروں کی بیل میں لٹکا ہوا تھا۔

رَوْضَةٌ مَاءُ نَهْرِهَا سَلْسَالٌ | دَوْحَةٌ سَجْعُ طَيْرِهَا مَوْزُوْنٌ
ایک ایسا باغ جس کی نہر کا پانی جاری تھا | ایسا درخت جس کے پرندوں کا گانا موزوں
آں پر از لالہ ہائے رنگا رنگ | ویں پر از میوہ ہائے گوناگوں
وہ رنگ برنگ کے لالوں سے پُر | یہ طرح طرح کے میوؤں سے لدا ہوا
باد در سایۂ درختانش | گسترانید فرشِ بوقلموں
ہوا نے اس کے درختوں کے سایہ میں | رنگا رنگ فرش بچھا دیا تھا

بامداداں کہ خاطر باز آمدن بر رائے نشستن غالب آمد دیدمش دامنے
صبح کو جب واپسی کا خیال بیٹھنے کی رائے پر غالب آگیا میں نے اسے دیکھا کہ وہ
گل وریحان وسنبل وضیمران فراہم آوردہ وآہنگِ رجوع کردہ
گل، ریحان، سنبل، اور ضیمران سے دامن کو بھرے ہوئے ہے اور لوٹنے کا ارادہ کر رہا ہے
گفتم گلِ بوستاں را چنانکہ دانی بقائے وعہدِ گلستاں را وفائے نباشد
میں نے اس سے کہا جیسا کہ تجھے معلوم ہے باغ کے پھول کو ٹکاؤ اور باغ کے زمانہ میں وفا نہیں ہوتی
وحکیماں گفتہ اند ہرچہ نپاید دل بستگی را نشاید گفت طریق چیست گفتم
اور عقلمندوں نے کہا ہے جو ناپائدار ہے دوستی کے لائق نہیں ہے اس نے کہا پھر کیا صورت ہے میں نے کہا
برائے نزہتِ ناظراں وفسحتِ حاضراں کتابِ گلستاں توانم تصنیف کردن
دیکھنے والوں کی تفریح اور موجودہ لوگوں کی کشادگی کے لئے میں ایک ایسی گلستاں کتاب تصنیف کر سکتا ہوں

(حاشیہ متعلقہ صفحہ گذشتہ) کی طرف منسوب ہے اور یہی تاریخ شیخ سعدی رحمہ اللہ کے زمانہ میں بہ لحاظ سنہ رائج تھی ہر سال جلالی ۳۶۵ دن اور ۴۹ دقیقہ کا شمار ہوتا ہے۔

کہ بادِ خزاں را بر ورقِ او دستِ تطاول نباشد و گردشِ زماں عیشِ
جس کے پتوں پر خزاں کی ہوا کی دست درازی نہ ہو اور زمانہ کی گردش اس کے موسمِ

ربیعش را بہ طیشِ خریف مبدّل نہ کند
بہار کی خوشگواری کو موسمِ خزاں کی ناگواری میں تبدیل نہ کر سکے

قطعہ

بچہ کار آیدت ز گل طبقے
پھولوں کا طبق تیرے کس کام آئے گا

از گلستانِ من ببر ورقے
میری گلستاں کا ایک ورق لے جا

گل ہمیں پنج روز شش باشد
پھول یہی پانچ چھ روز رہے گا

ویں گلستاں ہمیشہ خوش باشد
اور یہ گلستاں ہمیشہ تازہ رہے گی

حالے کہ من ایں حکایت بگفتم دامنِ گل بریخت و در دامنم آویخت کہ اَلْکَرِیْمُ
جیسے ہی میں نے یہ بات کہی اُس نے پھولوں کا دامن چھوڑ دیا اور میرے دامن سے چمٹ گیا کہ شریف

اِذَا وَعَدَ وَفیٰ فصلے دو ہماں روز اتفاقِ بیاض افتادہ در حسنِ معاشرت
جب وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے دو فصل اُسی روز لکھنے کا موقع مل گیا میل جول کی خوبی

و آدابِ محاورت در لباسے کہ متکلماں را بکار آید و مترسلاں را بلاغت
اور بات چیت کرنے کے آداب کے بیان میں ایسی عبارت میں کہ بولنے والوں کے کام آئے اور خط و کتابت کرنے والوں کی بلاغت

افزاید فی الجملہ ہنوز از گلستاں بقیتے ماندہ بود کہ کتابِ گلستاں
بڑھائے خلاصہ یہ کہ ابھی کچھ موسمِ بہار باقی تھا کہ کتاب گلستاں

تمام شد وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَحْکَمُ بِالصَّوَابِ
پوری ہو گئی خدا درست بات کا سب سے زیادہ جاننے والا اور فیصلہ کرنیوالا ہے

ذِکرِ پادشاہزادہ جہاں سعد بن ابی بکر بن سعد نَوَّرَ اللّٰہُ قَبْرَہٗ

ابو بکر بن سعد (خدا اسعد کی قبر کو نور سے بھرے) کے بیٹے شہزادہ سعد کا ذکر!

و تمام آنگہ شود بحقیقت کہ پسندیدہ آید در بارگاہِ جہاں پناہ سایۂ کردگار
(یہ گلستاں حقیقتاً) مکمل تو جب ہی ہوگی جب جہاں پناہ کے دربار میں پسند آ جائے جو خدا کا سایہ ہے

پرتوِ لطفِ پروردگار ذخرِ زماں و کہفِ اماں اَلْمُؤَیَّدُ مِنَ السَّمَاءِ
خدا کی مہربانی کا عکس ہے زمانہ کا ذخیرہ ہے امن کی پناہ ہے جس کو آسمانی تائید حاصل ہے

اَلْمَنْصُوْرُ عَلَى الْاَعْدَاءِ عَضُدُ الدَّوْلَةِ الْقَاهِرَةِ سِرَاجُ الْمِلَّةِ الْبَاهِرَةِ
دشمنوں پر فتحمند ہے غالب حکومت کا بازو ہے روشن ملت کا چراغ ہے
جَمَالُ الْاَنَامِ مَفْخَرُ الْاِسْلَامِ سَعْدُ بْنُ الْاَتَابِكِ الْاَعْظَمِ شَهَنْشَاهُ الْمُعَظَّمُ
مخلوق کا حسن ہے۔ اسلام کے لئے باعثِ فخر ہے یعنی سعد جو اُس اتابک اعظم کا بیٹا ہے جو کہ بڑا بادشاہ ہے
مَالِكُ رِقَابِ الْاُمَمِ مَوْلٰى مُلُوْكِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ سُلْطَانُ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
اُمتوں کی گردنوں کا مالک ہے عجم اور عرب کے بادشاہوں کا آقا ہے خشکی اور سمندر کا بادشاہ ہے
وَارِثُ مُلْكِ سُلَيْمَانَ مُظَفَّرُ الدِّيْنِ اَبُوْ بَكْرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زَنْگِيْ
ملک سلیمان کا وارث ہے دین کا فتحمند ہے یعنی ابو بکر جو بیٹا سعد کا ہے جو بیٹا زنگی کا
اَدَامَ اللّٰهُ اِقْبَالَهُمَا وَضَاعَفَ اِجْلَالَهُمَا وَجَعَلَ اِلٰى كُلِّ خَيْرٍ مَآلَهُمَا
خدا ان کا اقبال ہمیشہ قائم رکھے اور دونوں کی بزرگی کو دوگنا کرے اور ہر بھلائی کی طرف ان کا انجام کرے

بکرشمۂ لطفِ خداوندی مطالعہ فرماید
مالکانہ مہربانی سے مطالعہ کرے۔

قطعہ

گر التفاتِ خداوندیش بیارائد
اگر اس (گلستان) کو شاہی توجہ سنوار دے
نگارخانۂ چینی و نقشِ ارژنگیست
تو وہ چین کا نگارخانہ ہے اور ارژنگ کا کھینچا ہوا نقش ہے
امید ہست کہ روئے ملال درنکشد
امید تو یہی ہے کہ وہ ملال سے منہ نہ پھیرے گا
ازیں سخن کہ گلستاں نہ جائے دلتنگیست
اس کلام سے اس لئے کہ گلستان تنگ دل ہونے کا مقام نہیں ہے
علی الخصوص کہ دیباچۂ ہمایونش
خصوصاً جبکہ اس کا متبرک دیباچہ
بنامِ سعدِ ابوبکر سعد بن زنگیست
ابوبکر ابن سعد ابن زنگی کے نیک نام سے ہے

ذکرِ امیر کبیر فخر الدین ابی بکر بن ابی نصر طال اللہ عمرہٗ

امیر کبیر فخر الدین ابی بکر بن ابی نصر کا ذکر خدا اُس کی عمر دراز کرے

دیگر عروسِ فکرِ من از بے جمالی سر بر نیارد و دیدۂ یاس از پشتِ پائے خجالت
علاوہ ازیں میرے فکر کی دلہن بدصورتی کی وجہ سے سر نہیں اٹھائے گی اور مایوسی کی نگاہ شرمندگی کے پشتِ پا سے
برندارد و در زمرۂ صاحب نظراں متحلی نشود مگر آنکہ کہ متحلی گردد بزیورِ قبولِ
نہیں ہٹائے گی اور صاحب نظر لوگوں کی جماعت میں روشن نہیں ہوگی جب تک کہ وہ امیر کبیر کی قبولیت کے زیور

امیر کبیر عالمِ عادل مظفر و منصور ظہیر سریر سلطنت مشیر تدبیر مملکت کَھْفُ الْفُقَرَاءِ
آراستہ نہ ہو جو کہ عالم منصف، کامیاب، منصور، تخت سلطنت کا مددگار، مملکت کی تدبیر کا مشیر فقراء کی جائے پناہ
مَلَاذُ الْغُرَبَاءِ مُرَبِّی الْفُضَلَاءِ مُحِبُّ الْاَتْقِیَاءِ اِفْتِخَارُ اٰلِ پَارِسْ یَمِیْنُ الْمُلْکِ
غرباء کا ٹھکانا، فضلاء کو پالنے والا، متقیوں کا دوست، اہلِ فارس کے لئے فخر، ملک کا دایاں ہاتھ
مَلِکُ الْخَوَاصِّ بَارْبَکْ فَخْرُ الدَّوْلَةِ وَالدِّیْنِ غِیَاثُ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ
مقربانِ بارگاہ کا سردار، وزیرِ حضوری، دولت اور دین کا فخر، اسلام اور مسلمانوں کا فریادرس۔
عُمْدَةُ الْمُلُوْکِ وَالسَّلَاطِیْنِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ نَصْرٍ اَطَالَ اللّٰهُ عُمْرَهٗ
بادشاہوں اور سلاطین کا معتمد علیہ ہے یعنی ابوبکر بن ابی نصر خدا اُس کی عمر دراز کرے
وَاَجَلَّ قَدْرَهٗ وَشَرَحَ صَدْرَهٗ وَضَاعَفَ اَجْرَهٗ کہ ممدوحِ اکابرِ آفاق است
اور اس کا مرتبہ بڑھائے اور اُس کا دل کھولدے اور اُس کا ثواب دوگنا کردے جو کہ دنیا کے بزرگوں کا ممدوح ہے
و مجموعِ مکارمِ اخلاق **شعر**
اور عمدہ اخلاق کا مجموعہ ہے

ہر کہ در سایۂ عنایتِ اوست — گنہش طاعتست و دشمن دوست
جو اُس کی مہربانی کے سایہ میں ہے — اُس کا گناہ بھی عبادت ہے اور اسکا دشمن بھی دوست ہے

بر ہر یک از سائرِ بندگان و حواشی خدمتے معیّن است کہ اگر در ادائے برخے ازاں
حاشیہ نشین اور غلاموں میں سے ہر ایک پر ایک خدمت مقرر ہے کہ اگر اُس کے ادا کرنے میں تھوڑی سی بھی
تہاون و تکاسل رَوا دارند در معرضِ خطاب آیند و در محلِ عتاب مگر
ڈھیل اور سستی جائز رکھیں تو ان سے جواب طلب ہو جائے اور عتاب میں آجائیں بجز
براں طائفۂ درویشاں کہ شکرِ نعمتِ بزرگاں برایشاں واجب و ذکرِ
فقیروں کے اُس گروہ کے کہ جن پر بزرگوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے اور بہتر
جمیل و دعائے خیر و ادائے چنیں خدمت در حدِّ غیبت اولے
ذکر اور اچھی دعائیں اور اس طرح کی خدمت گذاری پیٹھ پیچھے زیادہ بہتر
ترست کہ در حضور ایں بہ تصنّع نزدیک ست و آں از تکلف دُور و باجابت
ہے اس لئے کہ یہ آمنے سامنے میں بناوٹ سے قریب ہو جاتی ہے اور وہ تکلف سے دُور اور قبولیت سے
مقرون **قطعہ**
نزدیک ہے۔

پشتِ دوتائے فلک راست شد از خرّمی
خوشی کی وجہ سے آسمان کی کبڑی کمر سیدھی ہو گئی
تاچو تو فرزند زاد مادرِ ایام را
جب سے مادرِ ایام نے تجھ جیسا فرزند جنا

حکمتِ محض ست گر لطفِ جہاں آفریں
یہ خالص حکمت ہے اگر جہان کے پیدا کرنے والے کی
خاص کند بندۂ مصلحت عام را
مہربانی عوام کی بھلائی کی خاطر کسی کو مخصوص کرے

دولتِ جاوید یافت ہر کہ نکو نام زیست
جو نیک نامی سے زندہ رہا اس نے لازوال دولت پائی
کز عقبش ذکرِ خیر زندہ کند نام را
اس لئے کہ اس کے بعد اس کا ذکرِ خیر نام کو زندہ رکھیگا

وصفِ ترا گر کند ور نکند اہلِ فضل
اہل فضل خواہ تیری تعریف کریں یا نہ کریں
حاجتِ مشاطہ نیست روئے دلآرام را
حسین چہرہ کو بناؤ سنگھار کرنے والی کی احتیاج نہیں ہے

ذکرِ تقصیرِ خدمت و موجبِ اختیارِ عزلت

خدمت میں کوتاہی اور گوشہ نشینی اختیار کرنے کے سبب کا ذکر

تقصیر و تقاعدے کہ در مواظبتِ خدمتِ بارگاہِ خداوندی می رود بنا بر
جو کوتاہی اور سستی بادشاہ کے دربار کی مستقل حاضری میں ہوتی ہے اس وجہ
آنست کہ طائفہ از حکمائے ہندوستان در فضائلِ بزرجمہر سخن می گفتند
سے ہے کہ ہندوستان کے عقلمندوں کا ایک گروہ بزرجمہر کی خوبیوں کی بات کر رہا تھا
باَخر جز ایں عیبش ندانستند کہ در سخن گفتن بطی ست یعنی درنگ بسیار
آخر کار اس کا عیب سوائے اس کے نہ جانا کہ وہ بات کرنے میں سست ہے۔ یعنی بہت دیر کرتا ہے
ہمی کند و مستمع را بسے منتظر می باید بود تا وے تقریر سخنے کند بزرجمہر
اور سننے والے کو بہت منتظر رہنا پڑتا ہے تو کہیں وہ ایک بات کی تقریر کرتا ہے بزرجمہر نے
بشنید و گفت اندیشہ کردن کہ چہ گویم بہ از پشیمانی خوردن کہ چرا گفتم **نظم**
سنا اور بولا سوچنا کہ میں کیا کہوں اس کی پشیمانی اٹھانے سے بہتر ہے کہ میں نے کیوں کہا

سخندانِ پرورده پیرِ کہن
بات کا جاننے والا، تجربہ کار، بوڑھا بڑھا
بیندیشد آنگہ بگوید سخن
سوچ لیتا ہے پھر بات کرتا ہے

مزن بے تأمل بگفتار دم
بدون سوچے بات کہنا شروع نہ کر
نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم
بات بہتر کہہ اگر دیر میں تجھے تو کیا غم ہے

بیندیش وانگہ برآور نفس
سوچ لے پھر بات نکال !

وزاں پیش بس کن کہ گویند بس
اور اس سے پہلے ختم کردے کہ لوگ "بس" کہیں

بہ نطق آدمی بہترست از دواب
گویائی کی وجہ سے آدمی جانوروں سے افضل ہے

دواب از تو بہ گر نگوئی صواب
اگر تو ٹھیک بات نہ کہے تو تجھ سے جانور بہتر ہیں

فکیف در نظر اعیان حضرت خداوندی عَزَّ نَصْرُہٗ کہ مجمع اہل دل ست و مرکز
تو پھر شاہی دربار کے سرداروں کے سامنے کیا ہو. خدا کرے اس کی فتح غالب ہو) جو اہلِ دل کا مجمع ہے اور جو ماہر

علمائے متبحر اگر در سیاقتِ سخن دلیری کنم شوخی کردہ باشم وبضاعتِ
علماء کا مرکز ہے اگر طرز کلام میں دلیری کروں تو میری گستاخی ہوگی اور عزیز مصر کے

مزجات بحضرت عزیز آوردہ وشَبَہ در بازار جوہریاں جوے نیارزد و
دربار میں کھوٹی پونجی لے جانا ہوگی اور کہ جوہریوں کے بازار میں بلاشبہ ایک جو کے بھی لائق نہیں اور

چراغ پیش آفتاب پرتوے ندارد ومنارۂ بلند بردامن کوہ الوند[1] پست نماید
آفتاب کے سامنے چراغ کی کوئی روشنی نہیں اور کوہِ الوند کے دامن میں بلند منارہ پست نظر آتا ہے

مثنوی

ہر کہ گردن بدعویٰ افرازد
جو شخص کسی دعویٰ کے لئے گردن اونچی کرتا ہے

خویشتن را بہ گردن اندازد
وہ اپنے آپ کو گردن کے بل گراتا ہے

سعدی افتادہ است وآزادہ
سعدی عاجز اور آزاد آدمی ہے

کس نیاید بجنگ افتادہ
عاجز سے لڑنے کوئی نہیں آتا !

اوّل اندیشہ وانگہے گفتار
پہلے سوچ لے پھر بات کر

پائے پیش آمدست وپس دیوار
نیو پہلے ہے دیوار پیچھے !

نخل بندم ولے نہ در بستاں
میں مالی ہوں لیکن نہ باغ میں

شاہدم من ولے نہ در کنعاں
میں معشوق ہوں لیکن نہ کنعان میں

لقمان را گفتند حکمت از کہ آموختی گفت از نابینایاں کہ تا جائے نہ بینند
لقمان سے لوگوں نے پوچھا تو نے دانائی کس سے سیکھی اس نے کہا اندھوں سے کہ جب تک جگہ نہ ٹٹول لیں

---

[1] پونجی نہایت معمولی ہوتی ہے ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ [2] الوند ایک پہاڑ کا نام ہے جو بہت بلند ہے اور شہر ہمدان کے علاقہ میں ہے ۱۲

پائے ننہد قَدِّ الخروج قَبلَ الوُلوجِ **مصرعہ** مردیت بیازما
قدم نہیں دھرتے ہیں، داخل ہونے سے پہلے نکلنے کی سوچ لے پہلے قوت مردمی کو آزمالے
وانگہ زن کن **قطعہ**
پھر شادی کر۔

گرچہ شاطر بود خروس بجنگ
مرغا اگرچہ لڑنے میں چالاک ہو
چہ زند پیشِ بازِ رویں چنگ
لیکن کانسی کے پنجے والے باز کے مقابلہ میں کیا کر سکتا ہے
گربہ شیرست در گرفتنِ موش
چوہا پکڑنے میں بلی شیر ہے!
لیک موش ست در مصافِ پلنگ
لیکن چیتے کی لڑائی میں وہ چوہا ہے

اما باعتمادِ وسعتِ اخلاقِ بزرگاں کہ چشم از عوائبِ زیردستاں
لیکن بزرگوں کے اخلاق کی وسعت کے بھروسے پر کیونکہ وہ چھوٹوں کے عیب سے چشم پوشی
بپوشند و در افشائے جرائمِ کہتراں نکوشند، کلمہ چند بطریقِ اختصار از نوادر
کرتے ہیں اور چھوٹوں کے عیب ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ چند کلمے مختصر طور پر نادر باتوں،
وامثال و شعر و حکایات در سیر ملوکِ ماضی رحمہم اللہ دریں کتاب
مثالوں، شعر، حکایتوں، گذشتہ بادشاہوں کی عادتوں کے اس کتاب میں
درج کردیم و برخے از عمرِ گراں مایہ بروخرج موجبِ تصنیفِ کتاب ایں
ہم نے لکھ دئے ہیں اور تھوڑی سی قیمتی عمر اس پر خرچ کی ہے اس کتاب کی تصنیف کا سبب یہ
بود وَبِاللہِ التَّوفِیق **قطعہ**
تھا اور توفیق خدا کی جانب سے ہے

بماند سالہا ایں نظم و ترتیب
یہ نظم اور ترتیب برسوں رہے گی
زما ہر ذرہ خاک افتادہ جائے
ہماری خاک کا ایک ایک ذرہ جگہ جگہ پڑا ہوگا
غرض نقشیست کز ما یاد ماند
غرض یہ ایک نقش ہے جو ہماری یادگار رہیگا
کہ ہستی را نمی بینم بقائے
اس لئے کہ ہستی کو تو بقا نہیں معلوم ہوتی ہے
مگر صاحبدلے روزے برحمت
شاید کوئی صاحب دل کسی دن رحم کھا کر
کند در کارِ درویشاں دعائے
درویشوں کے معاملہ میں کوئی دعا کردے

امعانِ نظر در ترتیبِ کتاب و تہذیبِ ابواب ایجازِ سخن را مصلحت دید تا مر ایں
نظر کی گہرائی نے کتاب کی ترتیب اور بابوں کی تہذیب میں بات کے اختصار کو مناسب سمجھا چنانچہ اس

روضۂ غنا و حدیقۂ علیا را چوں بہشت بہ ہشت باب اتفاق افتاد ازیں
گنجان باغ اور گھنے باغیچہ کو بہشت کی طرح آٹھ باب میں اتفاق ہو گیا اسی وجہ سے

سبب مختصر آمد تا بہ ملامت نہ انجامد وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَيْهِ
یہ مختصر ہو گئی تاکہ کدورت نہ پیدا ہو اور خدا بہتر بات زیادہ جانتا ہے اور اسی کی

اَلْمَرْجَعُ وَالْمَآبُ
طرف مرجع اور ٹھکانا ہے

باب اوّل در سیرت پادشاہاں
پہلا باب بادشاہوں کی عادت کے بیان میں

باب دوم در اخلاق درویشاں
دوسرا باب درویشوں کے اخلاق کے بیان میں

باب سوم در فضیلت قناعت
تیسرا باب قناعت کی فضیلت کے بیان میں

باب چہارم در فوائد خاموشی
چوتھا باب چپ رہنے کی فضیلت کے بیان میں

باب پنجم در عشق و جوانی
پانچواں باب عشق اور جوانی کے بیان میں

باب ششم در ضعف پیری
چھٹا باب بڑھاپے کی کمزوری کے بیان میں

باب ہفتم در تاثیر تربیت
ساتواں باب پرورش کی تاثیر کے بیان میں

باب ہشتم در آداب صحبت و حکمت
آٹھواں باب ساتھ رہنے کے طریقوں اور حکمت کے بیان میں

مثنوی

دراں مدت کہ ما را وقت خوش بود
جس زمانہ میں کہ ہمارا اچھا وقت تھا

ز ہجرت ششصد و پنجاہ و شش بود
ہجری سن چھ سو چھپن (۶۵۶) تھا!

مراد ما نصیحت بود و گفتیم
ہمارا مقصد نصیحت کرنا تھا اور ہم نے کر دی

حوالت با خدا کردیم و رفتیم
ہم نے خدا کے سپرد کر دیا اور ہم رخصت ہو گئے

بابِ اوّل در سیرتِ پادشاہاں
پہلا باب بادشاہوں کی عادت کے بیان میں!

حکایت پادشاہے را شنیدم کہ بکشتن اسیرے اشارت کرد
میں نے ایک بادشاہ کے بارے میں سنا کہ اس نے ایک قیدی کو قتل کرنے کا حکم دیا

بیچارہ دراں حالت نومیدی بزبانے کہ داشت ملک را دشنام دادن گرفت و
بیچارہ نے اُس ناامیدی کی حالت میں اپنی زبان میں بادشاہ کو گالیاں دینا اور
سقط گفتن کہ گفتہ اند ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید۔ بیت
سخت وسست کہنا شروع کر دیا اس لئے کہ لوگوں نے کہا ہے جو کوئی جان سے ہاتھ دھولیتا ہے جو کچھ دل میں آتا ہو کہتا ہو

وقت ضرورت چو نماند گریز | دست بگیرد سر شمشیر تیز
ضرورت کے موقع پر جب بھاگنا ممکن نہ رہے | تو ہاتھ تیز تلوار کی نوک پکڑ لیتا ہے

شعر

اِذَا یَئِسَ الْاِنْسَانُ طَالَ لِسَانُہٗ | کَسِنَّوْرٍ مَغْلُوْبٍ یَصُوْلُ عَلَی الْکَلْبِ
انسان جب ناامید ہو جاتا ہے تو اُس کی زبان دراز ہو جاتی ہے | جیسے دبی ہوئی بلی کتے پر حملہ کر دیتی ہے

ملک پرسید کہ چہ می گوید، یکے از وزرائے نیک محضر گفت اے خداوند ہمی گوید
بادشاہ نے دریافت کیا کہ کیا کہتا ہے؟ ایک نیک خصلت وزیر بولا اے بادشاہ وہ یہہ کہہ رہا ہے
وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ملک را رحمت آمد و از سر خون او
وہ لوگ بہت اچھے ہیں جو غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں بادشاہ کو رحم آگیا اور اس کو قتل کرنے کا خیال
در گذشت وزیر دیگر کہ ضد او بود گفت ابنائے جنس ما را نشاید در حضرت پادشاہاں
ترک کر دیا۔ دوسرا وزیر جو اس وزیر کا مخالف تھا بولا، ہمارے ہم پیشہ لوگوں کے لئے مناسب نہیں ہے بادشاہوں کے
جز براستی سخن گفتن ایں ملک را دشنام داد و ناسزا گفت ملک روی ازیں
دربار میں سچی بات کے سوا کچھ کہنا۔ اس نے تو بادشاہ کو گالیاں دی ہیں اور نامناسب باتیں کہی ہیں۔ بادشاہ اس بات کو سن کر
سخن درہم کشید و گفت آں دروغ کہ وے گفت پسندیدہ تر آمد مرا ازیں
ناراض ہوا اور بولا وہ جھوٹ جو اُس وزیر نے بولا مجھے اس سچ سے بہت پسند آیا
راست کہ تو گفتی کہ روئے آں در مصلحتے بود و بنائے ایں بر خبثے و خردمنداں
جو تو نے کہا اس لئے کہ اس کا رخ نیکی کی طرف تھا اور اس سچ کی بنیاد خباثت پر اور عقلمندوں نے
گفتہ اند دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز شعر
کہا ہے مصلحت آمیز جھوٹ فتنہ برپا کر دینے والے سچ سے بہتر ہے

ہر کہ شاہ آں کند کہ او گوید | حیف باشد کہ جز نکو گوید
جو شخص ایسا ہو کہ بادشاہ وہی کرتا ہو جو وہ کہہ دے | تو بڑے افسوس کی بات ہو کہ وہ شخص نیکی کے سوا بات کہے

لطیفہ برطاقِ ایوانِ فریدون[1] نوشتہ بود **مثنوی**
فریدوں کے محل کی محراب پر لکھا ہوا تھا

جہاں اے برادر نہ ماند بہ کس
اے بھائی دنیا کسی کے پاس نہیں ٹکتی
دل اندر جہاں آفریں بند و بس
تو دنیا کے پیدا کرنے والے سے دل لگا اور بس

مکن تکیہ بر مُلکِ دنیا و پشت
دنیا کی حکومت پر سہارا اور بھروسہ نہ کر
کہ بسیار کس چوں تو پرورد و کُشت
کیونکہ دنیا نے تجھ جیسے بہت سے پالے اور مار ڈالے

چو آہنگِ رفتن کند جانِ پاک
جب پاک جان دنیا سے روانگی کا ارادہ کرے
چہ بر تختِ مردن چہ بر روئے خاک
تو زمین اور تخت پر مرنا برابر ہے

حکایت[2] یکے از ملوکِ خراسان سلطان محمود سبکتگیں را بخواب دید کہ جملہ
خراسان کے ایک بادشاہ نے سلطان محمود سبکتگین کو خواب میں دیکھا کہ اس کا
وجودِ او ریختہ بود و خاک شدہ مگر چشمانش کہ ہمچناں در چشمخانہ ہمی گردید و نظرمی کرد سائرِ
تمام بدن گل سڑ گیا اور خاک ہو گیا تھا لیکن اس کی آنکھیں اسی طرح آنکھوں کے حلقوں میں گھوم رہی ہیں اور دیکھ رہی ہیں۔
حکما از تاویلِ آں فرو ماندند مگر درویشے کہ بجا آورد و گفت ہنوز نگراں ست کہ
تمام عقلمند اس خواب کی تعبیر سے عاجز آگئے مگر ایک درویش جس نے تعبیر دی اور کہا ابھی تک دیکھ رہا ہے کہ
مُلکش بادِگران ست
اُس کا ملک دوسروں کے پاس ہے

قطعہ

بس نامور بزیرِ زمیں دفن کردہ اند
بہت سے نامور لوگوں کو زمین کے نیچے دفن کر دیا ہے
کز ہستیش بروئے زمیں یک نشاں نماند
جن کی ہستی کا روئے زمین پر ایک نشان بھی نہیں رہا

آں پیر لاشہ را کہ سپردند زیرِ خاک
وہ بوڑھا مردہ جس کو زمین کے سپرد کیا
خاکش چناں بخورد کزو استخواں نماند
مٹی نے اس کو ایسا کھایا کہ اس کی ہڈی بھی نہ بچی

زندہ است نامِ فرخ نوشیرواں[3] بعدل
نوشیرواں کا مبارک نام انصاف کرنے کی وجہ سے زندہ ہے
گرچہ بسے گذشت کہ نوشیرواں نماند
اگرچہ بہت زمانہ گذر گیا کہ نوشیرواں نہ رہا

خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر
اے فلانے کوئی نیکی کر لے اور عمر کو غنیمت سمجھ
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند
اس سے پہلے کہ یہ آواز آئے کہ فلاں نہ رہا

---

[1] فریدوں ایران کے ایک قدیم بادشاہ کا نام ہے جس نے ضحاک کو شکست دی اور ایران توران شام و روم پر قابض ہو کر نہایت عدل و انصاف کے ساتھ حکمرانی کی۔ [3] نوشیرواں ایک عادل بادشاہ کا نام ہے۔ شیخ سعدی کے زمانے میں اس کو گذرے ہوئے سات سو برس ہوئے تھے۔

حکایت (۳) ملک زادہ را شنیدم کہ کوتاہ وحقیر بود ودیگر برادرانش بلند و
میں نے ایک شہزادہ کے بارے میں سنا کہ پستہ قد اور بدصورت تھا اور اس کے دوسرے بھائی لمبے اور
خوبروی بارے پدر بکراہت واستحقار دروے نظرہمی کرد پسر بفراست و
خوبصورت تھے ایک مرتبہ باپ حقارت اور ناپسندیدگی سے اس کو دیکھ رہا تھا شہزادہ ذہانت اور
استبصار دریافت وگفت اے پدر کوتاہِ خردمند بہ کہ نادانِ بلند نہ ہرچہ
دانائی سے اس بات کو سمجھ گیا اور بولا اے اباجان ٹھگنا عقلمند لمبے بے وقوف سے اچھا ہوتا ہے کیا یہ بات درست
بقامت کہتر بہ قیمت بہتر **فقرہ** اَلشَّاۃُ نَظِیفَۃٌ وَالْفِیلُ جِیفَۃٌ **شعر**
نہیں ہے کہ جو چیز قد میں چھوٹی ہوتی ہے قیمت میں بہتر ہوتی ہے بکری پاک ہے اور ہاتھی مردار

اَقَلُّ جِبَالِ الْاَرْضِ طُوْرٌ وَّاِنَّہٗ | لَاَعْظَمُ عِنْدَ اللہِ قَدْرًا وَّمَنْزِلًا
کوہِ طور زمین کے چھوٹے پہاڑوں میں ہے اور یقیناً وہ | قدر ومنزلت میں اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے

قطعہ

آں شنیدی کہ لاغرِ دانا | گفت بارے بابلہِ فربہ
آپ نے وہ بات سنی جو ایک دبلے عقلمند نے | ایک مرتبہ موٹے بے وقوف سے کہی
اَسپِ تازی اگر ضعیف بُوَد | ہمچناں از طویلۂ خر بہ
عربی گھوڑا اگرچہ کم زور ہو | پھر بھی طویلے بھر گدھوں سے بہتر ہے

پدر بخندید وارکانِ دولت بپسندیدند وبرادراں بجاں برنجیدند **قطعہ**
باپ ہنس پڑا اور ارکانِ دولت نے یہ بات پسند کی اور بھائیوں کو دلی صدمہ ہوا

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد | عیب وہنرش نہفتہ باشد
جب تک آدمی نے بات نہ کہی ہو | اس کا عیب وہنر چھپا ہوا ہوتا ہے
ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست | شاید کہ پلنگ خفتہ باشد
ہر جھاڑی کو نہ سمجھ کہ وہ خالی ہے | شاید تیندوا سویا ہوا ہو!

شنیدم کہ ملک را دراں مدت دشمنے صعب روئے نمود چوں لشکر از ہر دو
میں نے سنا کہ اسی زمانہ میں بادشاہ کے ایک سخت دشمن نے سر اٹھایا جب دونوں طرف کے

ملہ بکری حلال ہے یعنی اس کا دودھ پینا اور گوشت کھانا حلال ہے اور ہاتھی مردار ہے۔ ملہ طویلہ میں یائے معروف ہے یائے مجہول سے پڑھنا غلطی ہے۔ مجازاً اصطبل کو کہتے ہیں ورنہ دراصل اس رسی کا نام ہے جس میں ایک پاؤں چند گھوڑوں یا گدھوں کا باندھتے ہیں۔

طرف روئے درہم آوردند و قصدِ مبارزت کردند اوّل کسیکہ بہ
لشکر آمنے سامنے ہوئے اور انہوں نے مٹھ بھیڑ کا ارادہ کیا سب سے پہلے جو

میدان درآمد آں پسر بود و گفت

میدان میں اُترا وہی شہزادہ تھا اور اس نے کہا

قطعہ

آں نہ من باشم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من
میں وہ نہیں ہوں کہ لڑائی کے دن تو میری پشت دیکھے

آں منم کاندر میانِ خاک و خوں بینی سرے
میں وہ ہوں کہ خاک اور خون میں تو ایک سر دیکھے گا

کانکہ جنگ آرد بخونِ خویش بازی میکند
کیونکہ لڑائی کے دن جو جنگ کرتا ہے وہ اپنے خون سے کھیلتا ہے

روزِ میداں وانکہ بگریزد بخونِ لشکرے
اور جو بھاگتا ہے وہ (اپنے) پورے لشکر کا خون کرتا ہے

ایں بگفت و بر سپاہِ دشمن زد تنے چند مردانِ کاری را بکشت چوں بہ پیشِ
(اس نے) یہ کہا اور دشمن کے سپاہیوں پر ٹوٹ پڑا۔ چند تجربہ کار سپاہیوں کو قتل کیا جب باپ کے

پدر آمد زمینِ خدمت ببوسید و گفت

سامنے آیا زمین خدمت چومی اور کہا

قطعہ

اے کہ شخصِ منت حقیر نمود
اے وہ کہ میرا جسم تجھے کمزور لگا

تا درشتی ہنر نہ پنداری
کہیں موٹاپے کو تو ہنر نہ سمجھے

اسپِ لاغر میاں بکار آید
پتلی کمر والا گھوڑا لڑائی کے دن

روزِ میداں نہ گاوِ پرواری[1]
کام آتا ہے نہ کہ پرواری کا بیل

آوردہ اند کہ سپاہِ دشمن بسیار بود و اینان اندک و جماعتے آہنگِ گریز کردند پسر
بیان کرتے ہیں کہ دشمن کے سپاہی بہت تھے اور یہ تھوڑے اور (ان میں سے) کچھ لوگوں نے بھاگنے کی ٹھانی شہزادہ

نعرہ بزد و گفت اے مرداں بکوشید تا جامۂ زناں نپوشید سواراں را بگفتن
نے نعرہ مارا اور کہا اے بہادرو کوشش کرو خبردار ہرگز عورتوں کا جامہ نہ پہنو۔ اسکے کہنے سے سواروں کی

او تہوّر زیادہ گشت و بہ یکبار حملہ کردند شنیدم کہ ہمدراں روز بر دشمن ظفر
بہادری بڑھ گئی اور ایک بارگی حملہ کر دیا میں نے سنا کہ اسی روز انہوں نے دشمنوں پر فتح

یافتند پدر سر و چشم را ببوسید و در کنار گرفت و ہر روز نظر بیش کرد تا ولیعہدِ خویش کرد
پائی باپ نے اس کے سر اور آنکھوں پر بوسہ دیا اور بغلگیر ہوا اور اس پر روز افزوں توجہ کی یہانتک کہ اسکو ولیعہد مقرر کیا

---

[1] پرواراس گھر کو کہتے ہیں جو گرمی کے زمانے میں بیل وغیرہ چرانے والے گائے بیلوں وغیرہ کو آرام دینے کے لئے سایہ دار اور ٹھنڈی جگہ میں بنا لیتے ہیں ۱۲

برادرانش حسد بُردند و زہر در طعامش کردند خواہرش از غُرفہ بدید و دریچہ برہم زد پسر
اُس کے بھائیوں نے حسد کیا اور اُس کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ اُس کی بہن نے کھڑکی سے دیکھ لیا اور کھڑکی بجا دی۔ شہزادہ

بفراست دریافت دست از طعام باز کشید و گفت محالست کہ ہنرمنداں بمیرند و
ذہانت سے سمجھ گیا کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور کہنے لگا کہ یہ تو ناممکن بات ہے کہ ہنرمند مر جائیں اور

بے ہنراں جائے ایشاں گیرند

شعر

بے ہنر ان کی جگہ سنبھال لیں

کس نیاید بزیرِ سایۂ بوم اُلو کے سایہ میں کوئی آنا پسند نہ کرے	وَر ہُما از جہاں شود معدوم اگرچہ ہُما دنیا سے ناپید ہو جائے

پدر را ازیں حال آگہی دادند برادرانش را بخواند و گوشمال بواجب داد پس ہر
لوگوں نے باپ کو یہ قصہ بتایا اُس کے بھائیوں کو بلایا اور مناسب سزا دی پھر ملک کے

یکے را از اطرافِ بلاد حصۂ مرضی معین کرد تا فتنہ فرو نشست و نزاع برخاست
اطراف میں سے ہر ایک کیلئے اُس کی پسند کے مطابق ایک حصہ مقرر کر دیا چنانچہ فتنہ ختم ہوا اور جھگڑا جاتا رہا

کہ دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند

قطعہ

کیونکہ دس فقیر ایک کمبلی میں سو جاتے ہیں اور دو بادشاہ ایک ولایت میں نہیں سماتے

نیم نانے گر خورد مردِ خدائے مردِ خدا اگر آدھی روٹی کھاتا ہے	بذلِ درویشاں کند نیمے دگر تو دوسری آدھی فقیروں پر خرچ کر دیتا ہے
مُلکِ اقلیمے بگیرد پادشاہ اگر بادشاہ ایک ولایت کی حکومت حاصل کر لیتا ہے	ہمچناں در بندِ اقلیمے دگر تو اسی طرح دوسری ولایت کی فکر میں لگا رہتا ہے

حکایت (۲)

طائفۂ دزدانِ عرب بر سرِ کوہے نشستہ بود و منفذِ کارواں
عرب کے چوروں کا ایک گروہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر (قبضہ جما) بیٹھا تھا اور قافلہ کا راستہ

بستہ و رعیّتِ بُلداں از مکائدِ ایشاں مرعوب و لشکرِ سلطان مغلوب بحکمِ آنکہ
بند کر دیا تھا اور شہروں کی رعایا اُس کے مکر و فریب سے ڈرتی تھی اور بادشاہ کا لشکر عاجز تھا چونکہ

ملاذے منیع از قُلّۂ کوہے گرفتہ بودند و ماوائے و ملجائے خود کردہ مدبّران
اُس نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر محفوظ جائے پناہ بنا لی تھی اور اُس کو اپنا ٹھکانا اور پناہ گاہ بنا لیا تھا اُن اطراف

ممالکِ آں طرف در دفعِ مضرّتِ ایشاں مشاورت کردند کہ اگر ایں طائفہ
کے شہروں کے عقلمندوں نے اُس کی نقصان رسانی کے رفع کرنے کا مشورہ کیا کہ اگر یہ گروہ

بریں نسق روزگارے مداومت نمایند مقاومت ممتنع گردد۔
اسی طور پر چند دن جاری رہے گا تو پھر مقابلہ ناممکن ہو جائے گا۔

مثنوی

درختے کہ اکنوں گرفتست پاے
جس درخت نے کہ ابھی جڑ پکڑی ہے
بہ نیروئے شخصے برآید ز جاے
ایک آدمی کی طاقت سے اُکھڑ جائیگا

وگر ہمچناں روزگارے ہلی
اور اگر تو اسی طرح اُس کو ایک زمانہ تک چھوڑ دے گا
بگردونش[۱] از بیخ برنگسلی
تو گردوں کے ذریعہ بھی اس کو جڑ سے نہیں اکھاڑ سکتا

سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ میل
چشمہ کا سوراخ ایک سلائی سے بند کیا جا سکتا ہے
چو پُر شد نشاید گذشتن بہ پیل
جب وہ بھرا تو ہاتھی کے ذریعہ بھی اسکو عبور نہیں کیا جا سکتا

سخن بریں مقرر شد کہ یکے را بتجسسِ ایشاں برگماشتند و فرصت نگاہ می داشتند
یہ فیصلہ ہوا کہ ایک شخص کو اُن کی سراغ رسانی پر مقرر کر دیا اور موقع کے متلاشی رہے
تا وقتیکہ بر سرِ قومے راندہ بود و مقام خالی ماندہ تنے چند مردانِ واقعہ
جس وقت وہ ایک قوم پر چڑھائی کرنے گیا ہوا تھا اور قیامگاہ خالی تھی چند آدمی جو تجربہ کار
دیدہ و جنگ آزمودہ را بفرستادند تا در شعبِ جبل پنہاں شدند شبانگاہے کہ
اور جنگ آزمودہ کو روانہ کر دیا چنانچہ وہ پہاڑ کی گھاٹیوں میں چھپ گئے رات کے وقت
دُزداں باز آمدند سفر کردہ و غارت آوردہ سلاح از تن بکشادند و رختِ غنیمت
جب چور واپس آئے سفر کئے ہوئے اور لوٹ کا مال لئے ہوئے تو انہوں نے بدن سے ہتھیار کھول دئیے اور لوٹ کا
بنہادند نخستین دشمنے کہ بر سرِ ایشاں تاخت آورد خواب بود چندانکہ پاسے
مال ایک طرف رکھ دیا سب سے پہلا دشمن جو اُن پر حملہ آور ہوا نیند تھی یہاں تک کہ شب کا
از شب بگذشت
ایک حصہ گذر گیا

شعر

قرصِ خورشید در سیاہی شد
سورج کی ٹکیہ سیاہی میں چلی گئی (جیسا کہ)
یونس[۲] اندر دہانِ ماہی شد
حضرت یونس (علیہ السلام) مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے

---

[۱] گردوں گاڑی کے معنی میں لایا گیا ہے۔ یہ لفظ جرثقیل کی چرخی کے معنی میں بھی آتا ہے [۲] یونس (علیہ السلام) ایک پیغمبر تھے جو اس خوف سے کہ شاید میری قوم میری تکذیب کرے قوم کے درمیان سے نکل کر چلے گئے اور ایک کشتی میں سوار ہوئے تین روز کشتی میں پہنچے تھے اتفاقاً ایک بڑی مچھلی نے دریا میں سے سر نکالا اور کشتی کو روک لیا۔ ملاح نے کہا کہ اس کشتی میں کوئی گنہگار ہے جب تک اس کو ہم مچھلی کے حوالے نہ کر دیں گے کشتی نہ چلے گی۔ پھر قرعہ اندازی ہوئی قرعہ آپ کے نام کا نکلا چنانچہ لوگوں نے آپ کو مچھلی کے سامنے ڈالا اور مچھلی (باقی بر صفحہ آئندہ)

مردانِ دلاور از کمین گاہ بدر جستند و دستِ یگاں یگاں بر کتف بستند بامداداں
بہادر لوگ اپنے چھپاؤ کی جگہ سے باہر نکل آئے اور ایک ایک کے ہاتھ مونڈھوں سے باندھ دیئے صبح کو

بدر گاہِ ملک حاضر آوردند ہمہ را بہ کشتن فرمود۔ اتفاقاً دراں میاں جوانے بود
بادشاہ کے دربار میں حاضر کر دیا۔ سب کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا اتفاقاً ان میں ایک نوجوان بھی تھا

کہ میوۂ عنفوانِ شبابش نو رسیدہ و سبزۂ گلستانِ عذارش نو دمیدہ یکے
کہ اُس کی آغازِ جوانی کا میوہ تازہ تھا اور اس کے رخسار کے باغ کا سبزہ نیا نیا اگا تھا۔ ایک

از وزیراں پائے تختِ ملک را بوسہ داد و روئے شفاعت بر زمیں نہاد
وزیر نے بادشاہ کے تخت کے پائے کو چوما اور سفارش کا چہرہ زمین پر رکھا

و گفت ایں پسر ہمچناں از باغِ زندگانی برنخوردہ است و از ریعانِ جوانی تمتع
اور کہا اس لڑکے نے ابھی زندگی کے باغ کا پھل بھی نہیں چکھا ہے اور جوانی کی ابتداء سے نفع

نیافتہ توقع بہ کرم و اخلاقِ خداوندی آنست کہ بہ بخشیدنِ خونِ او بر بندہ
نہیں اٹھایا ہے شاہی اخلاق و کرم سے توقع یہ ہے کہ اس کا خون معاف فرما کر اس خادم پر

منت نہی ملک روی ازیں سخن درہم آورد و موافقِ رائے بلندش نیامد و گفت
احسان فرمائیں گے بادشاہ کو اس بات سے غصہ آگیا اور یہ بات اُس کی بلند رائے کے موافق نہ پڑی اور کہا

فرد

پرتوِ نیکاں نہ گیرد ہر کہ بنیادش بدست | تربیت نااہل را چوں گردگاں بر گنبد ست
جس کی بنیاد بری ہے وہ بھلوں کا سایہ بھی اپنے پر نہیں پڑنے دیتا | نااہل کی تربیت کرنا ایسا ہے جیسا کہ گنبد پر اخروٹ

نسل و بنیادِ ایناں منقطع کردن اولیٰ تر ست کہ آتش کشتن و اخگر گذاشتن و
ان کی نسل و جڑ کو کاٹ ڈالنا ہی زیادہ بہتر ہے کیونکہ آگ کو بجھانا اور چنگاری چھوڑ دینا اور

افعی کشتن و بچہ اش نگاہ داشتن کارِ خردمنداں نیست
سانپ کو مارنا اور اس کے بچے کو حفاظت سے رکھنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے

قطعہ

ابر گر آبِ زندگی بارد | ہرگز از شاخِ بید بر نخوری
اگر بادل آبِ حیات برسائے | تو بھی تو بید کی شاخ کا پھل نہیں کھائے گا

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ) آپ کو نگل گئی اُس وقت آپ کو تین قسم کی تاریکیوں سے سابقہ ہوا۔ رات۔ دریا کی تاریکی مچھلی کے پیٹ کی تاریکی چالیس روز کے بعد مچھلی نے پھر آپ کو اگل کر دریا کے کنارے پر ڈال دیا۔

با فرومایہ روزگار مبر | کز نئے بوریا شکر نہ خوری
کمینے کے ساتھ وقت ضائع نہ کر | کیونکہ بوریے کے نرکل سے تو شکر نہیں کھائے گا؟

وزیر این سخن بشنید وطوعاً وکرہاً بپسندید وبر حسن رائے ملک آفرین خواند و
وزیر نے یہ بات سُنی اور چار و ناچار پسند کی اور بادشاہ کی رائے کی خوبی کی تعریف کی اور

گفت انچہ خداوند دام ملکہٗ فرمود عین صواب ست ومسئلہ بے جواب کہ اگر
کہا جو کچھ بادشاہ دام ملکہ نے فرمایا بالکل صحیح ہے اور بات ناقابلِ انکار اس لئے کہ اگر

در صحبت آں بداں تربیت یافتے طینت ایشاں گرفتے ویکے از ایشاں شدے
اُن بُروں کی صحبت میں پلتا تو اُن کی فطرت اختیار کرتا اور ان میں ہی کا ایک ہوتا

اما بندہ امیدوارست کہ بہ صحبت صالحاں تربیت پذیرد وخوئے خردمنداں
لیکن غلام کو امید ہے کہ نیکوں کی صحبت کا اثر قبول کرلے گا اور عقلمندوں کی عادت اختیار

گیرد کہ ہنوز طفل ست وسیرت بغی وعناد آں قوم در نہاد او متمکن نشدہ
کرلے گا اس لئے کہ ابھی بچہ ہے اور اُس قوم کی سرکشی اور دشمنی کی عادت نے اُس کی طبیعت میں جڑ نہیں پکڑی

ودر حدیث ست کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ اَوْ
اور حدیث شریف میں آیا ہے ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا

یُنَصِّرَانِهٖ اَوْ یُمَجِّسَانِهٖ
نصرانی یا مجوسی بنا ڈالتے ہیں

قطعہ

پسر نوح[1] با بداں بہ نشست | خاندانِ نبوتش گم شد
حضرت نوح کے بیٹے نے بروں کے ساتھ نشست و برخاست اختیار کی۔ اُس سے نبوت کا خاندان چھوٹ گیا

سگ اصحاب کہف[2] روزے چند | پئے نیکاں گرفت مردم شد
اصحاب کہف کے کتے نے چند روز | نیکوں کی صحبت اختیار کی آدمی بن گیا

ایں بگفت وطائفہ از ندمائے ملک باو بہ شفاعت یار شدند تا ملک از سر
اُس نے یہ کہا اور بادشاہ کے مصاحبوں میں سے ایک جماعت نے سفارش کرنے میں اُس کا ساتھ دیا چنانچہ بادشاہ نے

---

[1] حضرت نوح ایک پیغمبر کا نام ہے جن کے زمانہ میں ایک زبردست طوفان آیا تھا ان کا بیٹا کنعان حضرت نوح کے دشمنوں کے ساتھ میل جول رکھتا تھا اور باپ کی مخالفت کرتا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے دشمنوں کی طرح وہ بھی طوفان میں غرق ہو گیا۔ [2] اصحاب کہف سات آدمی تھے جنھوں نے ایک ظالم مشرک بادشاہ کے خوف سے شہر چھوڑ کر ایک غار میں جاکر پناہ لی تھی اور ان کے ساتھ ایک کتا تھا جس کو قطمیر کہا جاتا تھا اُن سب کا مکمل قصہ کتب سیر میں مرقوم ہے۔ ۱۲

خونِ او در گذشت و گفت بخشیدم اگرچہ مصلحت نہ دیدم **رُباعی**

اُس کے قتل کا ارادہ چھوڑ دیا اور فرمایا میں نے معاف کیا اگرچہ مناسب نہ سمجھا۔

دانی کہ چہ گفت زال[1] بارستمِ گرد
تجھے معلوم ہے کہ زال نے رستم پہلوان سے کیا کہا

دشمن نہ تواں حقیر و بیچارہ شمرد
دشمن کو بےچارہ اور کمزور نہ سمجھنا چاہیئے

دیدیم بسے کہ آبِ سرِ چشمۂ خرد
ہم نے بہت سی مرتبہ دیکھا ہے کہ چھوٹے سے چشمہ کا پانی

چوں بیشتر آمد شتر و بار ببُرد
جب زیادہ ہوگیا تو اونٹ اور بوجھ کو بہالے گیا!

فی الجملہ پسر را بناز و نعمت برآوردند و اُستادِ ادیب را بتربیتِ او نصب کردند
خلاصہ یہ کہ لڑکے کو ناز و نعمت سے پرورش کیا اور ادب سکھانیوالا اُستاد اس کو پڑھانے سکھانے کے لئے مقرر کر دیا

تا حُسنِ خطاب و رَدِّ جواب و آدابِ خدمتِ ملوکش در آموختند و در نظرِ ہمگناں پسند
چنانچہ اُنہوں نے بات چیت کا سلیقہ، جواب دینے کا طریقہ، اور بادشاہوں کی خدمت کے طریقے اسکو سکھائے اور سب اسکو پسند

آمد بارے وزیر از شمائلِ او در حضرتِ سلطان شمّہ می گفت کہ تربیتِ عاقلاں در و
کرنے لگے۔ ایک مرتبہ وزیر اُس کے اخلاق کا تھوڑا سا ذکر بادشاہ کے دربار میں کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ عقلمندوں کے سکھانے پڑھانے

اثر کردہ است و جہلِ قدیم از جبلّتِ او بدر بُردہ ملک را ازیں سخن تبسّم آمد و گفت
نے اس میں اثر کیا ہے اور پُرانی نادانی اُس کی طبیعت سے دور کر دی ہے۔ بادشاہ اس بات پر مسکرایا اور کہنے لگا

بیت

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود
انجام کار بھیڑیئے کا بچہ بھیڑیا ہوتا ہے

گرچہ با آدمی بزرگ شود
اگرچہ انسان کے ساتھ پل کر بڑا ہوا ہو

سالِ دو بریں برآمد طائفۂ اوباشِ محلّت در وپیوستند و عقدِ موافقت بستند
دو سال اس بات کو گذر گئے۔ محلّے کے بدمعاشوں کا ایک گروہ اس سے میل کھا گیا اور انہوں نے اُس سے دوستی کا عہد

تا بوقتِ فرصت وزیر را و ہر دو پسرش را بکشت و نعمتِ بے قیاس برداشت
لیا آخر موقع پاکر اس نے وزیر کو اور اس کے دونوں لڑکوں کو مار ڈالا اور لاتعداد دولت لے کر چلا گیا

و در مغارۂ دُزداں بہ جائے پدر بہ نشست و عاصی شد مَلِک دستِ تحسّر
اور باپ کی جگہ چوروں کی گھاٹی میں رہنے لگا اور باغی ہو گیا بادشاہ نے افسوس سے انگلی

---

[1] زال رستم کے باپ کا نام تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے تمام جسم پر سفید بال تھے اور اسی وجہ سے اُس کا نام زال رکھا گیا تھا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ اس کو ایک سیمرغ نے پالا تھا ۱۲؎

بدنداں گرفت وگفت

دانتوں میں دبائی اور فرمایا

قطعہ

شمشیرِ نیک زآہنِ بد چوں کند کسے
بُرے لوہے سے عمدہ تلوار کوئی کیسے بنائے

ناکس بہ تربیت نہ شود اے حکیم کس
اے عقلمند سکھانے پڑھانے سے نالائق لائق نہیں ہو سکتا

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست
بارش جس کی طبیعت کے پاکیزہ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں

دَر باغ لالہ روید و در شورہ[1] بوم خس
باغ میں لالہ اور شورہ زمین میں جھاڑ اُگاتی ہے!

قطعہ

زمین شورہ سنبل[2] بر نیارد
شوریلی زمین سنبل نہیں اگا سکتی

دَرو تخمِ عمل ضائع مگرداں
اس میں کوشش کا بیج ضائع نہ کر

نکوئی بابداں کردن چناں ست
بروں کے ساتھ نیکی کرنا ایسا ہی ہے

کہ بد کردن بجائے نیک مرداں
جیسے نیکوں کے ساتھ بدی کرنا!

حکایت

سرہنگ[3] زادہ را دیدم بر درِ سرائے اغلمش[4] کہ عقل و کیاستے
میں نے ایک سپاہی زادہ کو اغلمش کے دروازہ پر دیکھا جو کہ عقل، سمجھ،

و فہم و فراستے زائد الوصف داشت ہم از عہدِ خردی آثارِ بزرگی در ناصیۂ او پیدا
دانائی اور ذہانت ناقابل بیان رکھتا تھا بچپن ہی سے بڑائی کے نشانات اس کی پیشانی سے ظاہر تھے

فرد

بالائے سرش زہوشمندی
اس کے سر پر ہوشمندی کی وجہ سے

می تافت ستارۂ بلندی
بڑائی کا ستارہ چمک رہا تھا

فی الجملہ مقبولِ نظرِ سلطان آمد کہ جمالِ صورت و معنیٰ داشت و خردمنداں
خلاصہ یہ کہ بادشاہ کی نظر پر چڑھ گیا چونکہ ظاہری و باطنی حسن رکھتا تھا اور عقلمندوں نے

---

[1] شورہ بوم وہ زمین جس میں زراعت نہ ہو سکے۔ وہ زمین جس میں کھار زیادہ ہو۔ اور اس کو دوسرا بنجر کہتے ہیں۔ [2] سنبل بعض کے نزدیک بالچھڑ اور بعض کے نزدیک ایک نیلگوں تیز بو پھول کا درخت ہے ۱۲۔ [3] سرہنگ۔ سردار لشکر۔ نقیب۔ چوب دار۔ [4] اغلمش بضم الف۔ ترکی لفظ ہے۔ ایک بادشاہ کا نام ہے۔ ۱۲

گفتہ اند توانگری[1] بہ دِل ست نہ بہ مال و بزرگی بہ عقل ست نہ بہ سال ابنائے
کہا ہے مالداری دِل سے ہے نہ کہ مال سے اور بڑائی عقل سے ہے نہ کہ عمر سے اس کے ہم پیشہ

جنس او بر منصبِ او حسد بردند و بہ خیانتے متہم کردند و در کشتن او سعیٔ
اُس کے مرتبہ پر جلنے لگے اور ایک خیانت کی اُس پر تہمت لگائی اور اس کے مار ڈالے جانے پر بے نتیجہ

بے فائدہ نمودند **مصرع** دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست
کوشش کی جب دوست مہربان ہو تو دشمن کیا کر سکتا ہے

ملِکؒ پرسید کہ موجبِ خصمیِ ایشاں درحقِ تو چیست گفت در سایۂ دولت
بادشاہ نے دریافت کیا تجھ سے اُن کی دشمنی کا کیا سبب ہے اُس نے کہا بادشاہی حکومت کے

خداوندی دَامَ مُلکُہٗ ہمگناں را راضی کردم مگر حسوداں کہ راضی نمی شوند اِلّا
زیر سایہ خدا اُسے ہمیشہ برقرار رکھے میں نے سب کو راضی کر لیا ہے بجز حاسدوں کے کیونکہ وہ تو جب ہی راضی ہوں گے

بزوالِ نعمتِ من و دولت و اقبالِ خداوندی باقی باد **قطعہ**
جب مجھ سے نعمتیں چھن جائیں۔ خدا کرے شاہی حکومت اور دبدبہ ہمیشہ باقی رہے

توانم اینکہ نیازارم اندرونِ کسے — حسود را چہ کنم کو زخود برنج درست
میں یہ کر سکتا ہوں کہ کسی کا دِل نہ دُکھاؤں — میں حاسد کا کیا کروں وہ تو خود بخود رنج میں ہے

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست — کہ از مشقّتِ او جز بمرگ نتواں رست
اے حاسد تو مر جا تاکہ تو رہائی پالے اس لئے کہ یہ رنج تو ایسا ہے — کہ اُس کی تکلیف سے موت کے سوا چھٹکارا نہیں ہو سکتا

قطعہ

شور بختاں بہ آرزو خواہند — مُقبلاں را زوالِ نعمت و جاہ
بدبخت تمنا سے نصیبہ وروں کے — مرتبہ اور نعمت کا زوال چاہتے ہیں

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب[2] را چہ گناہ
اگر تو دن کو چمگادڑ کی بیماری والا دِن میں نہ دیکھے — تو اس میں آفتاب کی ٹکیہ کا کیا قصور ہے

راست خواہی ہزار چشم چناں — کور بہتر کہ آفتاب سیاہ
اگر تو سچ کہلوانا چاہے تو ایسی ہزار آنکھوں کا — اندھا ہو جانا آفتاب کے سیاہ ہونے سے بہتر ہے

---

[1] بعض نسخوں میں ہنر است ہے یعنی مالداری ہنر سے ہے۔ اکثر نسخوں میں تونگری بہ دل است لکھا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ تونگری ہمت پر موقوف ہے۔ [2] آفتاب کے ساتھ چشمہ کا لفظ اس واسطے لایا جاتا ہے کہ وہ روشنی کا منبع ہے۔

حکایت یکے را از ملوکِ عجم[۱] حکایت کنند کہ دستِ تطاول بر مالِ رعیت
عجم کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ اُس نے رعایا کے مال پر دست درازی

دراز کردہ بود و جور و اذیت آغاز تا بجائے کہ خلق از مکائد ظلمش بہ جہاں برفتند
کر رکھی تھی اور ظلم و ستم شروع کر دیا تھا یہاں تک کہ رعایا اُس کے ظلم کی مکاریوں سے دوسری جگہ چلی گئی اور

واز کربتِ جورش راہِ غربت گرفتند چوں رعیت کم شد ارتفاعِ ولایت نقصان
اس کے ظلم کی مصیبت سے مسافرت کا راستہ اختیار کر لیا جب رعایا کم ہو گئی تو حکومت کی آمدنی میں گھاٹا

پذیرفت و خزینہ تہی ماند و دشمناں طمع کردند و زور آوردند ؎
آیا اور خزانہ خالی ہو گیا دشمنوں کو اس ملک کے فتح کرنے کا لالچ پیدا ہو گیا اور وہ زور پکڑ گئے۔

ہر کہ فریاد رس روزِ مصیبت خواہد
جو شخص مصیبت کے وقت اپنا مدد گار چاہے

گو در ایامِ سلامت بہ جوانمردی کوش
اُس کو کہہ دو کہ سلامتی کے وقت شرافت سے کام لے

بندۂ حلقہ بگوش[۲] ار ننوازی برود
اگر تو تابعدار غلام پر بھی مہربانی نہ کریگا تو وہ بھی بھاگ جائیگا

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش
مہربانی کر مہربانی تو غیر بھی فرمانبردار ہو جائے گا

بارے در مجلسِ او کتابِ شاہنامہ[۳] میخواندند در زوالِ مملکتِ ضحاک[۴] و عہدِ فریدوں[۵]
ایک مرتبہ اُس کی مجلس میں کتاب شاہنامہ پڑھ رہے تھے ضحاک بادشاہ کی حکومت کی بربادی اور فریدوں کی حکومت کا

وزیر ملک را پرسید کہ ہیچ تواں دانستن کہ فریدوں کہ گنج و مُلک و حشم
بیان تھا وزیر نے بادشاہ سے پوچھا کیا جناب کچھ سمجھے کہ فریدوں جس کے پاس نہ خزانہ تھا نہ لشکر

نداشت چگونہ مملکت بر و مقرر شد گفتا چنانکہ شنیدی خلقے بروے بتعصب
کس طرح اُس کو حکومت مل گئی اُس نے کہا اسیطرح جیسا کہ تم نے سنا کہ رعایا اُس کی طرفداری

گرد آمدند و تقویت کردند پادشاہی یافت گفت اے ملک چوں گرد آمدنِ
میں جمع ہو گئی اور اسے مضبوط کر دیا اُس نے بادشاہی حاصل کر لی۔ وزیر نے کہا اے بادشاہ جب رعایا کا

---

[۱] عجم۔ ایران و توران اور بعض کے نزدیک علاوہ عرب کے تمام ملک عجم ہے [۲] حلقہ بگوش سے مراد مطیع اور فرماں بردار ہے پہلے زمانے میں رسم تھی کہ ایران میں جب غلام خریدتے تھے تو اُس کے کان میں کوئی حلقہ وغیرہ ڈالدیتے تھے اور یہ غلامی کا نشان تھا ۱۲ [۳] شاہنامہ ایک کتاب ہے جو فردوسی طوسی کی تصنیف ہے اور اس میں ایران کے قدیم بادشاہوں کا حال درج ہے [۴] ضحاک ایران کے ایک ظالم بادشاہ کا نام ہے جو جمشید کی مملکت پر قابض ہو گیا تھا۔ [۵] فریدوں ایک عادل اور منتظم بادشاہ تھا جس نے ضحاک کو شکست دی تھی اور سلطنت پر قبضہ کر لیا تھا۔

خلقے موجبِ پادشاہی است تو خلق را برائے چہ پریشان می کنی مگر سرِ
اکٹھا ہو جانا بادشاہی ملنے کا سبب ہے تو تو رعایا کو کیوں بھگا رہا ہے شاید
پادشاہی کردن نداری

فرد

تیرا بادشاہی کرنے کا خیال نہیں ہے

ہماں بہ کہ لشکر بہ جاں پروری
یہی بہتر ہے کہ لشکر کو تو جان لگا کر پالے

کہ سلطاں بہ لشکر کند سروری
کیونکہ بادشاہ لشکر ہی کے ذریعہ بادشاہی کرتا ہے

ملک گفت موجبِ گرد آمدنِ سپاہ و رعیّت و لشکر چہ باشد گفت پادشاہ را
بادشاہ نے کہا کہ لشکر اور رعایا کے اکٹھا کرنے کا کیا طریقہ ہے وزیر نے کہا بادشاہ کو
کرم باید تا بدو گرد آیند و رحمت تا در پناہِ دولتش ایمن نشینند و ترا
بخشش کرنی چاہیئے تاکہ لوگ اس کے پاس جمع ہو جائیں اور رحم کرنا چاہیئے تاکہ لوگ اسکی حکومت کے زیر سایہ بےخوف ہو کر رہیں اور تجھ
ایں ہر دو نیست

مثنوی

میں یہ دونوں باتیں نہیں ہیں

نہ کند جور پیشہ سلطانی
ظالم بادشاہی کیا نہیں کرتا ہے

کہ نیاید ز گرگ چوپانی
کیونکہ بھیڑیئے سے چرواہے کا کام نہیں ہو سکتا

پادشاہے کہ طرح ظلم فگند
جس بادشاہ نے ظلم کی بنیاد ڈالی

پائے دیوارِ ملکِ خویش بہ کند
اُسنے اپنی ہی حکومت کی دیوار کی جڑ کھود دی ہے

ملک را پندِ وزیرِ ناصح موافقِ طبع مخالف نیامد و روی از سخنش درہم کشید
ناصح وزیر کی نصیحت بادشاہ کی مخالف طبیعت کے موافق نہ پڑی اور اس کی بات سے منہ چڑھا لیا
و بزنداں فرستاد و بسے بر نیامد کہ بنی عمانِ سلطاں بمنازعت برخاستند
اور اس کو جیل خانہ بھیجدیا۔ کچھ ہی زمانہ گزرا تھا کہ بادشاہ کے چچیرے بھائی جھگڑے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے
و بہ مقاومت لشکر آراستند و ملکِ پدر خواستند قومے کہ از دستِ
اور مقابلہ کے لئے لشکر تیار کیا اور باپ کا ملک مانگا جو قوم کہ اس کی دست درازی
تطاولِ ایں بہ جاں رسیدہ بودند و پریشاں شدہ برایشاں گرد آمدند و
سے عاجز آچکی تھی اور ماری ماری پھر رہی تھی ان کے پاس اکٹھا ہو گئی اور
تقویت کردند تا ملک از تصرفِ ایں بدر رفت و بر آناں مقرر شد
مدد کی چنانچہ حکومت اس کے قبضہ سے نکل گئی اور اُن کے ہاتھ آ گئی

مثنوی

پادشاہے کو رَوا دارد ستم بر زیردست
جو بادشاہ کمزور پر ظلم کرنا جائز رکھے

دوستدارش روزِ سختی دشمنِ زور آور ست
اُس کا دوست بھی مصیبت کے وقت اُسکا زبردست دشمن ہے

با رعیّت صلح کن وز جنگِ خصم ایمن نشیں
رعایا کے ساتھ صلح کر اور دشمن کی لڑائی سے بےخوف ہو کر بیٹھا رہ

زانکہ شاہنشاہِ عادل را رعیّت لشکر ست
اس لئے کہ منصف بادشاہ کی تو رعایا ہی لشکر ہے

فرد

غمِ زیردستاں بخور زینہار
خبردار کمزوروں کے ساتھ غمخواری کر

بترس از زبردستیٔ روزگار
زمانہ کی زبردستی سے ڈر

حکایت پادشاہے با غلامے عجمی در کشتی نشست و غلام دیگر دریا را
ایک بادشاہ ایک عجمی غلام کے ساتھ کشتی میں سوار ہوا۔ اور غلام نے کبھی دریا

نہ دیدہ بود و محنتِ کشتی نیازمودہ گریہ و زاری آغاز نہاد و لرزہ بر اندامش
نہ دیکھا تھا اور نہ کشتی کی تکلیف اٹھائی تھی اس نے رونا دھونا شروع کر دیا اور اس کا بدن کانپنے

افتاد مَلِک را عیش ازو منغص بود کہ طبع نازک تحمل امثالِ ایں صورت نہ بندد
لگا اس سے بادشاہ کا مزا کرکرا ہو گیا تھا اس لئے کہ نازک طبیعت اس جیسی باتوں کی برداشت نہیں کر سکتی

چارہ ندانستند حکیمے دراں کشتی بود مَلِک را گفت اگر فرماں دہی او را
لوگوں کی سمجھ میں کوئی تدبیر نہ آئی اس کشتی میں ایک عقلمند تھا وہ بادشاہ سے بولا اگر حکم ہو تو ایک طریقے

بہ طریقے خاموش گردانم گفت غایتِ لطف و کرم باشد بفرمود تا غلام را بہ دریا
سے اُسے خاموش کر دوں بادشاہ نے کہا بڑی مہربانی ہو گی اُس عقلمند نے حکم دیا چنانچہ لوگوں نے غلام کو دریا

انداختند چند نوبت غوطہ خورد ازاں پس مویش گرفتند و پیش کشتی آوردند
میں پھینک دیا غلام نے چند غوطے کھائے اس کے بعد لوگوں نے اس کے سر کے بال پکڑے اور کشتی کے آگے لائے

وبدو دست در سُکّانِ[1] کشتی آویخت چوں برآمد بگوشہ بنشست و قرار یافت
وہ غلام دونوں ہاتھوں سے کشتی کے دنبالہ میں لٹک گیا جب دریا سے نکلا تو ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور اسکو سکون ہو گیا

مَلِک را عجب آمد پرسید کہ حکمت چہ بود گفت از اوّل محنتِ غرق شدن
بادشاہ کو تعجب ہوا اُس نے دریافت کیا اس میں کیا دانائی تھی عقلمند نے جواب دیا غلام نے اس سے پہلے ڈوبنے کی

---

[1] سُکّان کشتی یا جہاز کی ایک لکڑی۔ بعض کے نزدیک اُس کو دنبالہ کہتے ہیں۔

نہ دیدہ بود و قدرِ سلامت کشتی ندانستہ ہمچنیں قدرِ عافیت کسے داند کہ بمصیبتے
تکلیف نہ اٹھائی تھی اور کشتی میں بیچ رہنے کی قدر سے ناواقف تھا آرام کی قدر وہی کرتا ہے جو کسی مصیبت میں
گرفتار آید
پھنس جائے

قطعہ

اے سیر ترا نانِ جویں خوش ننماید
اے پیٹ بھرے تجھے جَو کی روٹی اچھی نہیں معلوم ہوتی ہے
معشوق من ست آنکہ بنزدیکِ تو زشت ست
جو چیز مجھے بری معلوم ہوتی ہے وہی میرے لئے بھلی ہے
حورانِ بہشتی را دوزخ بود اعراف[1]
بہشت کی حوروں کے لئے اعراف دوزخ ہے
از دوزخیاں پرس کہ اعراف بہشت ست
دوزخیوں سے پوچھ کہ اعراف بہشت ہے

شعر

فرق ست میانِ آنکہ یارش در بر
اُس شخص میں جس کا معشوق بغل میں ہے اور اس شخص
با آنکہ دو چشمِ انتظارش بر در
میں جس کی انتظار کی آنکھیں دروازہ کو لگی ہیں بہت فرق ہے

حکایت یکے از ملوکِ عجم رنجور بود در حالتِ پیری وامیدِ زندگانی قطع
عجم کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ بڑھاپے کے زمانہ میں بیمار پڑا تھا اور جینے کی امید ختم
کردہ کہ سوارے از در درآمد و بشارت داد کہ فلاں قلعہ را بہ دولتِ خداوند
کرچکا تھا کہ ایک سوار دروازے سے اندر آیا اور اس نے خوشخبری دی کہ فلاں قلعہ آپ کے اقبال سے ہم نے فتح
بکشادیم و دشمناں اسیر آمدند و سپاہ و رعیتِ آں طرف بہ جملگی مطیع
کرلیا اور دشمن قید ہوگئے اور اس طرف کی فوج و رعایا سب کی سب حکم کی تابعدار
فرماں گشتند ملک نفسے سرد برآورد و گفت ایں مژدہ مرا نیست دشمنانم
ہوگئی ہے۔ بادشاہ نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور کہا یہ خوش خبری میرے لئے نہیں ہے بلکہ میرے
راست یعنی وارثانِ مملکت
دشمنوں کے لئے یعنی حکومت کے وارثوں کیلئے ہے

قطعہ

دریں امید بسر شد دریغ عمرِ عزیز
افسوس پیاری عمر اسی امید میں ختم ہوگئی
کہ آنچہ در دلم ست از درم فراز آید
کہ جو میرے دل میں (تمنا) ہے وہ سامنے آجائے

---

[1] اعراف بفتح اول، ایک مقام کا نام ہے جو دوزخ اور بہشت کے درمیان میں ہے۔ وہاں کے رہنے والوں کو کبھی دوزخ کی تکلیف کا سابقہ ہوتا ہے اور کبھی جنت کی ہوائیں کھاتے ہیں اسی سبب سے اُن کو اعراف یعنی پہچاننے والے کہا جاتا ہے اور مقام کا نام (باقی بر صفحہ آئندہ)

امیدِ بستہ بر آمد ولے چہ فائدہ زانکہ
دشوار امید پوری ہو گئی۔ لیکن کیا فائدہ ہے اس لئے کہ

امید نیست کہ عمرِ گذشتہ باز آید
اس کی تو امید نہیں ہے کہ گذشتہ عمر لوٹ آئے

قطعہ

کوسِ رحلت بکوفت دستِ اجل
موت کے ہاتھ نے کوچ کا نقارہ بجا دیا

اے دو چشم وداعِ سر بکنید
اے میری دونوں آنکھوں سر کو رخصت کرو

اے کفِ دست و ساعد و بازو
اے ہاتھ کی ہتھیلی اور گٹے اور بازو

ہمہ تودیعِ یکدگر بکنید
سب ایک دوسرے کو رخصت کرو

بر منِ اوفتادہ دشمن کام
مجھ، دشمن کے منشاء کے مطابق گرے ہوئے پر

آخر اے دوستاں گذر بکنید
آخر اے دوستو گذر کرو

روزگارم بہ شد بنادانی
میرا زمانہ تو نادانی میں ختم ہو گیا

من نہ کردم شما حذر بکنید
میں تو برائیوں سے، نہ بچا۔ تم بچو

حکایت[۹] ہرمزرا گفتند از وزیران پدر چہ خطا دیدی کہ بند فرمودی گفت گناہے
لوگوں نے ہرمز سے دریافت کیا کہ تو نے باپ کے وزیروں کی کیا خطا دیکھی جو انکو قید کر دیا اس نے کہا انکی

معلوم نہ کردم ولیکن بہ یقین دانستم کہ مہابتِ من در دلِ ایشاں بیکراں ست
کوئی خطا مجھے معلوم نہیں ہوئی لیکن یقینی طور پر میں سمجھ گیا کہ میرا خوف ان کے دل میں بے انتہا ہے

و بر عہدِ من اعتمادِ کلی نہ دارند ترسم کہ از بیم گزندِ خویش آہنگِ ہلاکِ من کنند
اور میرے عہد پر اُن کو پورا بھروسہ نہیں ہے مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ اپنے نقصان کے خوف سے مجھے ہلاک کر دینگے

پس قولِ حکمارا کار بستم کہ گفتہ اند
نقصان پہنچنے کے خوف سے، تو میں نے دانشمندوں کے قول پر عمل کیا کہ انہوں نے کہا ہے

قطعہ

ازاں کز تو ترسد بترس اے حکیم
اے دانا جو تجھ سے ڈرتا ہے تو اس سے ڈر

وگر با چنو صد بر آئی بہ جنگ
اگرچہ اُس جیسے سینکڑوں سے تو جنگ جیت لے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بہ سبیل مجاز رکھا گیا ہے ۱۲ ۔ ۲ از در فراز آید یعنی وہ مراد پوری ہو جائے۔ مراد آنا اُردو کا بھی محاورہ ہے ۱۲ (حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا) ۹ ہرمز۔ نوشیرواں عادل کے بیٹے کا نام تھا۔ ہرمز ستارہ مشتری کو کہتے ہیں۔ چونکہ مشتری سعدِ اکبر ہے اسی لئے بطریقِ تفاؤل یہ نام رکھا تھا ۱۲

ازاں مار برپائے راعی زند | کہ ترسد سرش را بکوبد بسنگ
سانپ چرواہے کے پیر میں اسی لئے کاٹتا ہے | کہ وہ ڈرتا ہے کہ چرواہا اسکا سر پتھر سے کچلدے گا
نہ بینی کہ چوں گربہ عاجز شود | برآرد بہ چنگال چشم پلنگ
کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ جب بلی عاجز آجاتی ہے | تو پنجہ مار کر چیتے کی آنکھیں نکال لیتی ہے

حکایت(۱) بر بالین تربت یحیٰی پیغمبر علیہ السلام معتکف بودم در جامع دمشق(۲) کہ
میں دمشق کی جامع مسجد میں حضرت یحیےٰ پیغمبر علیہ السلام کی قبر پر معتکف تھا کہ
یکے از ملوک عرب کہ بہ بے انصافی منسوب بود درآمد نماز و دعا کرد
عرب کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ جو بے انصافی میں مشہور تھا آیا نماز پڑھی اور دعا مانگی
و حاجت خواست

فرد

اور منت چاہی

درویش و غنی بندۂ ایں خاک درند | وانانکہ غنی ترند محتاج ترند
فقیر اور مال دار اس در کی خاک کے غلام ہیں | اور جو زیادہ مالدار ہیں وہی زیادہ محتاج ہیں

آں گاہ مرا گفت ازانجا کہ ہمتِ درویشان ست و صدقِ معاملۂ ایشاں خاطرِ
پھر مجھے کہا چونکہ درویشوں میں روحانی طاقت ہے اور ان کا خدا سے سچا معاملہ ہے ذرا میری طرف
ہمراہِ من کنید کہ از دشمنے صعب اندیشناکم گفتمش بر رعیتِ ضعیف رحمت
باطنی توجہ فرمایئے کہ ایک سخت دشمن کا مجھے اندیشہ لگا ہوا ہے میں نے اس سے کہا کمزور رعایا پر رحم
کن تا از دشمنے قوی زحمت نہ بینی
کھا تاکہ پھر قوی دشمن سے تجھ کو کوئی تکلیف نہ پہونچے

نظم

ببازوانِ توانا و قوتِ سردست | خطا است پنجۂ مسکینِ ناتواں بشکست
طاقت ور بازوؤں اور پنجہ کی قوت سے | کمزور مسکین کا پنجہ موڑنا غلطی ہے
نترسد آنکہ برافتادگاں نہ بخشاید | کہ گر ز پائے درآید کسش نگیرد دست
وہ شخص جو گرے پڑے پر رحم نہیں کھاتا کیا اس بات سے نہیں ڈرتا | کہ اگر اس کا پیر پھسلے گا تو اس کی کوئی دستگیری نہ کریگا
ہر آنکہ تخمِ بدی کشت و چشمِ نیکی داشت | دماغ بیہدہ پخت و خیالِ باطل بست
جس نے بدی کا بیج بویا اور بھلائی کی توقع رکھی | اس نے فضول کی اپنا دماغ پکایا اور باطل خیال باندھا

---

(۱) یحییٰ (علیہ السلام) ایک پیغمبر کا نام ہے جو حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے تھے (۲) دمشق بہ کسر دال و کسر میم و سکون شین ایک شہر کا نام ہے جو شام میں واقع ہے ۱۲

زگوش پنبہ بروں آر و دادِ خلق بدہ
کان سے روئی نکال لے اور مخلوق سے انصاف کر

وگر تو می ندہی داد روزِ دادے ہست
اگر تو انصاف نہ کرے گا تو انصاف کا ایک دن ضرور ہے

مثنوی

بنی آدم اعضائے یک دیگرند[1]
آدم کی اولاد ایک دوسرے کے اعضاء ہیں

کہ در آفرینش ز یک جوہرند[2]
اس لئے کہ وہ پیدائش میں ایک ہی اصل سے ہیں

چو عضوے بدرد آورد روزگار
اگر زمانہ کسی ایک عضو میں درد پیدا کرتا ہے

دگر عضوہا را نماند قرار
تو دوسرے اعضاء کو بھی قرار نہیں رہتا

تو کز محنتِ دیگراں بے غمی
تو کہ دوسروں کی تکلیف سے بے غم ہے

نشاید کہ نامت نہند آدمی
تو اس قابل نہیں کہ تجھے آدمی کہیں!

حکایت[11] درویشے مستجاب الدعوات[3] در بغداد[4] پدید آمد حجاج[5] یوسف را
ایک مستجاب الدعوات فقیر بغداد میں رونما ہوا حجاج ابن یوسف کو

خبر کردند بخواندش و گفت دعائے خیرے برمن کن گفت خدایا جانش بستاں
لوگوں نے بتایا۔ حجاج نے اس کو بلایا اور کہا میرے لئے دعائے خیر کر دیجئے اس نے دعا کی خدا اس کو موت دے

گفت از بہرِ خدا ایں چہ دعاست گفت ایں دعائے خیر ست ترا و جملہ
حجاج بولا خدا کے لئے یہ کیسا دعا ہے اس فقیر نے کہا یہی دعا تیرے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے

مسلماناں را
بہتر ہے

مثنوی

اے زبردست زیردست آزار
اے عاجزوں کو ستانے والے طاقتور

گرم تا کے بماند ایں بازار
یہ بازار کب تک گرم رہے گا،

بچہ کار آیدت جہانداری
بادشاہت تیرے کس کام آئے گی

مُردنت بہ کہ مَردم آزاری
تیرا مرنا ہی بہتر ہے تو مَردم آزار ہے

---

[1] یعنی تمام اولادِ آدم بمنزلہ ایک جسم کے ہے اور ہر فرد ایک دوسرے کے اعضا کی طرح ہے [2] جوہر سے مراد حضرت آدم علیہ السلام یا عناصر اربعہ۔ [3] مستجاب الدعوات وہ کہ جس کی اکثر دعائیں بارگاہِ ایزدی میں مقبول ہوں [4] بغداد ایک بڑے شہر کا نام ہے جو عراق عرب میں واقع ہے کہتے ہیں کہ یہ اصل میں باغ داد تھا کہ نوشیرواں غریبوں اور مظلوموں کی دادرسی کرتا تھا۔ چونکہ علَم میں تخفیف لازمی ہوتی ہے اسلئے بغداد رہ گیا [5] عرب کے ایک ظالم امیر کا نام تھا۔ مشہور ہے ایک لاکھ بیس ہزار آدمیوں کو اس نے ناحق مارا تھا۔ یوسف اسکے باپ کا نام تھا۔

حکایت (۲) یکے از ملوکِ بے انصاف پارسائے راپرسید کہ کدام عبادت فاضلتر
ایک ظالم بادشاہ نے ایک نیک آدمی سے دریافت کیا کہ کون سی عبادت سب سے بہتر

ست گفت تراخوابِ نیمروز تا دراں یک نفس خلق رانیازاری ؛ **قطعہ**
ہے اس نے جواب دیا تیرے لئے دوپہر کو سونا سب سے بڑی عبادت ہے تاکہ تو اس ایک لمحہ میں لوگوں کو نہ ستائے

ظالمے راخفتہ دیدم نیمروز | گفتم ایں فتنہ ست خوابش بُردہ بہ
میں نے ایک ظالم کو دوپہر میں سویا ہوا دیکھا | تو میں نے کہا کہ یہ فتنہ ہے اس کا سویا ہوا رہنا بہتر ہے

وانکہ خوابش بہتراز بیدار نیست | آں چناں بدزندگانی مردہ بہ
جس آدمی کا سونا اُس کے جاگنے سے بہتر ہو | ایسی بُری زندگی والا مردہ ہو تو بہتر ہے

حکایت (۳) یکے راازملوک شنیدم کہ شبے درعشرت روز کردہ بود ودرپایانِ
میں نے ایک بادشاہ کے بارے میں سُنا ہے کہ ایک رات کو عیش و عشرت میں دن بنائے ہوئے تھا اور مستی کی

مستی می گفت
انتہا میں کہتا تھا

بیت

مارابہ جہاں خوشتر ازیں یکدم نیست | کزنیک وبداندیشۂ واز کس غم نیست
ہمارے لئے دنیا میں اس وقت سے زیادہ اچھا کوئی وقت نہیں ہے | اس لئے کہ نہ اچھے بُرے کا خیال ہے اور نہ کسی کا غم ہے

درویشے برہنہ ببرون خفتہ بود گفت
ایک فقیر جاڑے میں باہر ننگا سویا ہوا تھا۔ اُس نے کہا

بیت

اے آنکہ باقبال تو درعالم نیست | گیرم کہ غمت نیست غمِ ماہم نیست
اے وہ شخص جس کے نصیبہ کا سا دنیا میں کوئی نہیں | مانا کہ تجھے اپنا کوئی غم نہیں ہے کیا ہمارا بھی غم نہیں ہے

ملک راخوش آمد صُرّہ ہزار دینار از روزن بروں کرد وگفت دامن بدار اے
بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی اور ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی کھڑکی سے باہر نکالی اور کہا اے فقیر دامن

درویش گفت دامن ازکجا آرم کہ جامہ ندارم ملک رابرضعفِ حالِ او رحمت
پھیلا۔ فقیر نے کہا کپڑے ہی نہیں ہیں دامن کہاں سے لاؤں بادشاہ کو اس کی کمزور حالت پر اور زیادہ

زیادت شد وخلعتے برآں مزید کرد وپیشِ درویش فرستاد درویش
رحم آیا اور اس پر ایک جوڑے کا اور اضافہ کردیا اور فقیر کو دے دیا فقیر نے

۱؎ اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ رات بھر عیش کیا یہاں تک کہ دن نکل آیا ۱۲ ۲؎ اقبال نصیبہ ۱۲ ۳؎ یعنی تجھے اپنا غم نہیں تو کیا ہمارا غم بھی نہیں ہے ۱۲

آں نقد و جنس[1] را باندک مدت بخورد و پریشاں کرد و باز آمد
تھوڑے ہی زمانہ میں اس نقد و جنس کو کھا لیا اور ضائع کر دیا اور پھر آگیا

بیت

قرار در کفِ آزادگاں[2] نگیرد مال	نہ صبر در دلِ عاشق نہ آب در غربال
آزاد لوگوں کے ہاتھ میں مال نہیں ٹھہرتا ہے	نہ عاشق کے دل میں صبر ٹھہرتا ہے اور نہ چھلنی میں پانی ٹھہرتا ہے

در حالتے کہ ملک را پروائے[3] او نبود حال بگفتند بہم بر آمد و روی از و درہم
لوگوں نے اُس کی حالت بادشاہ سے ایسے وقت میں ذکر کی جبکہ بادشاہ کو اُس کی کوئی پروا نہ تھی بادشاہ ناراض ہوگیا اور

کشید و ازینجا گفتہ اند اصحابِ فطنت و خبرت کہ از حدت و صولتِ پادشاہاں
غصہ میں منہ پھیر لیا یہی وجہ ہے کہ باخبر سمجھدار لوگوں نے کہا ہے کہ بادشاہوں کی تیزی اور دبدبہ سے بہت احتیاط

بر حذر باید بودن کہ غالب ہمتِ ایشاں بمعظماتِ امورِ مملکت متعلق باشد
کرنا چاہیئے کیونکہ اُن کی اکثر توجہ بادشاہت کے بڑے بڑے کاموں میں لگی رہتی ہے

و تحمل ازدحامِ عوام نکنند
اور عام لوگوں کی بھیڑ کو برداشت نہیں کرتے ہیں

مثنوی

حرامش بود نعمتِ پادشاہ	کہ ہنگامِ فرصت ندارد نگاہ
بادشاہ کا انعام و اکرام اس آدمی پر حرام ہو جاتا ہے	جو فرصت کے موقع کا لحاظ نہیں رکھے
مجالِ سخن تا نہ بینی ز پیش	بہ بیہودہ گفتن مبر قدرِ خویش
جب تک تو پہلے سے بات کرنے کی گنجائش نہ دیکھ لے	خواہ مخواہ بات کہہ کر اپنی قدر نہ گھٹاؤ

گفت ایں گدائے شوخ چشم مبذر را کہ چندیں نعمت بچندیں مدت برانداخت
بادشاہ نے کہا اس بے حیا فضول خرچ کو یہاں سے نکال دو جس نے اس قدر دولت اتنی سی مدت میں ضائع

برانید کہ خزینۂ بیت المال[4] لقمۂ مساکین ست نہ طعمۂ اخوان الشیاطین[5]
کر دی اس لئے کہ بیت المال کا خزانہ مسکینوں کا لقمہ ہے نہ کہ شیطان کے بھائیوں کی خوراک

بیت

ابلہے کو روزِ روشن شمع کافوری نہد	زود بینی کش بشب روغن نباشد در چراغ
وہ بے وقوف جو دن میں کافوری شمع جلائے	عنقریب تو دیکھ لے گا کہ رات کو اسکے چراغ میں تیل نہ ہوگا

---

[1] وہ نقد اور سامان جو بادشاہ سے ملا تھا۔ [2] آزادگان سے مراد قلندر لوگ۔ [3] پروائے او نبود۔ یعنی اُس کی طرف توجہ کی فرصت نہ تھی۔ [4] بیت المال خزانۂ شاہی۔ [5] اخوان الشیاطین اس لئے کہا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے فضول خرچوں کو شیطان کا بھائی بتایا ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ۔

یکے از وزرائے ناصح گفت اے خداوند مصلحت آں می بینم کہ چنیں کساں
ایک خیر خواہ وزیر نے کہا جناب میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کو

را وجہ کفاف بتفاریق مجرا دارند تا در نفقہ اسراف نہ کنند اما انچہ فرمودی
گذارے کی بقدر متفرق طور پر عنایت فرمائیں تاکہ فضول خرچی نہ کریں مگر جیسا کہ جناب نے

از زجر و منع مناسب ارباب ہمت نیست کہ یکے را بہ لطف امیدوار
جھڑکنے اور منع کر دینے کا حکم صادر فرمایا ہے یہ ہمت والوں کے مناسب نہیں ہے کہ کسی کو ایک مرتبہ مہربانی کرکے

گردانیدن و باز بنومیدی خستہ کردن
امیدوار بنا دینا اور پھر نا امید کرکے دل توڑنا

نظم

بروئے خود در طماع باز نتواں کرد اپنے اوپر لالچی کے لئے دروازہ نہ کھولنا چاہئے	چو باز شد بدرشتی فراز نتواں کرد جب کھل گیا تو سختی سے بند نہیں کیا جا سکتا

قطعہ

کس نہ بیند کہ تشنگان[1] حجاز کوئی نہ دیکھے گا کہ حجاز کے پیاسے	برلب آب شور گرد آیند کھاری پانی کے کنارے اکٹھے ہوں
ہر کجا چشمہ بود شیریں جس جگہ میٹھے پانی کا چشمہ ہو گا	مردم و مرغ و مور گرد آیند آدمی، پرند، چونٹیاں جمع ہو جائیں گی

حکایت یکے از پادشاہان پیشیں در رعایت مملکت سستی کردے
پہلے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ حکومت کی نگرانی میں سستی کرتا

ولشکر را بہ سختی داشتے لاجرم دشمنے صعب روی نمود ہمہ پشت دادند
اور لشکر کو تنگی میں رکھتا آخرکار ایک سخت دشمن ظاہر ہوا اس کی سب فوج بھاگ گئی

مثنوی

چو دارند گنج از سپاہی دریغ جب خزانہ کو سپاہی سے بچائیں	دریغ آیدش دست بردن بہ تیغ تو اُس کو تلوار پر ہاتھ بڑھانے میں تامل ہوگا

---

[1] تشنگان حجاز یعنی ملک عرب کے پیاسے لوگ جہاں شیریں پانی دشواری سے میسر ہوتا ہے کبھی کھاری پانی پر جمع نہیں ہوتے ۱۲

چہ مردی کند در صفِ کارزار | کہ دستش تہی باشد و کار، زار
وہ شخص لڑائی کی صف میں کیا بہادری کا کرے | جس کا ہاتھ خالی اور حال بُرا ہو

یکے را از آناں کہ غدر کردند با من دوستی بود ملامت کردم و گفتم دون
جن سپاہیوں نے غداری کی تھی اُن میں سے ایک کی مجھ سے دوستی تھی میں نے اس کو ملامت کی اور کہا کمینہ
ست و بے سپاس و سفلہ و ناحق شناس کہ باندک تغیرِ حال از مخدوم قدیم
ہے اور ناشکر گذار سفلہ ہے اور ناحق شناس جو کہ حالت کی تھوڑی سی تبدیلی پر قدیم آقا سے
برگردد و حقِ نعمتِ سالہا در نوردد گفت اگر بہ کرم معذور داری شاید کہ
پھر جائے اور سالوں کی نعمت کے حق کو لپیٹ کر رکھدے اس نے کہا اگر از راہِ کرم آپ معذور سمجھیں تو مناسب ہے
اسپم بے جو بود و نمدِ زینم بگرو سلطان کہ بہ زر با سپاہی بخیلی کند با او
کیونکہ میرا گھوڑا بے دانہ اور میری زین کا نمدہ گروی رہے جو بادشاہ سپاہی پر سونا خرچ کرنے میں بخل کرے

فرد

بہ سر جواں مردی نتواں کرد
اس کے ساتھ سر کٹانے میں بہادری نہیں کی جاسکتی

زر بدہ مردِ سپاہی را تا سر بدہد | وگرش زر ندہی سر بنہد در عالم
تو مردِ سپاہی کو سونا دے تاکہ وہ اپنا سر دیگا | اور اگر تو اس پر سونا خرچ نہ کریگا وہ دنیا میں مارا پھریگا

شعر

إِذَا شَبِعَ الْكَمِيُّ يَصُولُ بَطْشًا | وَخَاوِي الْبَطْنِ يَبْطِشُ بِالْفِرَارِ
جب سپاہی پیٹ بھر لیتا ہے تو وہ گرفت کرکے حملہ کرتا ہے | اور خالی پیٹ کی گرفت بھاگنا ہے

حکایت (۱۵)

یکے از وزراء معزول شد و بحلقۂ درویشاں در آمد و
ایک برخاست شدہ وزیر درویشوں کے حلقہ میں آ گیا اور
برکتِ صحبتِ ایشاں در وے سرایت کرد و جمعیتِ خاطرش دست داد
ان کی صحبت کی برکت اس میں اثر کر گئی اور اُس کو دلجمعی حاصل ہو گئی
و ملک بارِ دیگر با او دل خوش کرد و عمل فرمود قبولش نیامد و گفت معزولی[۱] بہ کہ مشغولی
اور بادشاہ اس سے پھر خوش ہو گیا اور اُس کو کام پر لگایا اس نے قبول نہ کیا اور کہا کام پر لگنے سے معزولی ہی اچھی ہے

---

[۱] یعنی کام کرنے اور مشغول رہنے میں ہر وقت خطرات کا سامنا ہے۔ اور عبادت خدا بھی اچھی طرح سے نہیں کر سکتے لہٰذا باکاری سے بے کاری اچھی ؎

رباعی

آنانکه بہ کنج عافیت بہ نشستند جو لوگ گوشۂ عافیت میں جا بیٹھے	دندان سگ و دہان مردم بستند انہوں نے کتے کے دانت اور آدمیوں کا منہ بند کر دیا
کاغذ بدریدند و قلم بہ شکستند کاغذ پھاڑا اور قلم توڑا	وز دست و زبان حرفگیران رستند اور نکتہ چینوں کے دست و زبان سے چھوٹ گئے

ملک گفت ہر آئینہ مارا خردمندے کافی باید کہ تدبیر مملکت را بشاید گفت
بادشاہ نے کہا ہمیں لامحالہ ایک ایسا عقلمند درکار ہے جو تدبیر مملکت کے لائق ہو۔ اس نے کہا
نشان خردمند کافی آنست کہ بہ چنیں کارہا تن در نہ دہد
پورے عقلمند کی علامت یہی ہے کہ جو اس قسم کے کاموں میں نہ لگے۔

فرد

ہمای بر سر مرغاں ازاں شرف دارد تمام پرندوں پر ہما اسی وجہ سے شرافت رکھتا ہے	کہ استخواں خورد و طائرے نیازارد کہ ہڈیاں کھا لیتا ہے اور کسی پرندے کو نہیں ستاتا

حکایت

سیاہ گوش را گفتند ترا ملازمت شیر بچہ وجہ اختیار افتاد
سیاہ گوش سے کیا تجھے شیر کے ساتھ رہنا کیوں پسند آیا
گفت تا فضلۂ صیدش می خورم واز شر دشمناں در پناہ صولتش زندگانی
اس نے کہا تاکہ اس کا پسماندہ کھایا کروں اور دشمنوں کے شر سے (بچ کر) اس کے دبدبہ کی پناہ میں زندگی
می کنم گفتندش اکنوں کہ بہ ظل حمایتش در آمدی و بہ شکر نعمتش اعتراف
بسر کروں۔ انہوں نے اس سے کہا اب جبکہ تو اس کی حمایت کے سایہ میں آ گیا اور اس کی نعمت کے شکریہ کا تو نے اقرار
کردی چرا نزدیک تر نیائی تا بحلقۂ خاصانت در آرد واز بندگان مخلصت
کر لیا اس کے زیادہ نزدیک کیوں نہیں آتا تاکہ وہ شیر تجھے اپنے خواص کے حلقہ میں داخل کر لے اور اپنے مخلص
شمارد گفت از بطش وے ہمچناں ایمن نیستم
خادموں میں گننے لگے۔ اس نے کہا میں اسی طرح اس کی گرفت سے بھی بے خوف نہیں ہوں

فرد

اگر صد سال گبر آتش فروزد اگر آتش پرست سو سال تک بھی آگ کو روشن کرے	اگر یک دم درو افتد بہ سوزد اگر اس میں ذرا بھی گر جائے تو جل جائے

ﻟﮫ مراد یہ کہ وہ ہرزہ گردی یعنی دربدر پھرنے سے باز رہے ﻋﮫ ہما ایک مبارک جانور کا نام ہے کہتے ہیں کہ جس پر اس کا سایہ پڑتا ہے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے ﺳﮫ سیاہ گوش۔ ایک شکاری جانور کا نام ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

افتد کہ ندیمِ حضرتِ سلطان را زر بباید و باشد کہ سر برود و حکما گفتہ اند
ہو سکتا ہے کہ بادشاہ کا مصاحب سونا حاصل کرلے اور ہو سکتا ہے کہ اس کا سر ہی جاتا رہے اور عقلمندوں نے کہا ہے

از تلونِ طبعِ پادشاہاں بر حذر باید بود کہ وقتے بسلامے برنجند و گاہے
بادشاہوں کی تلون مزاجی سے ڈرتے رہنا چاہئے کہ کبھی تو سلام کرنے سے رنجیدہ ہو جاتے ہیں اور کبھی

بہ دشنامے خلعت دہند و گفتہ اند ظرافت بسیار ہنرِ ندیماں
گالی پر جوڑا بخشتے ہیں اور لوگوں نے کہا ہے زیادہ ہنسی مذاق کرنا مصاحبوں کا ہنر

ست و عیبِ حکیماں **فرد**
ہے اور عقلمندوں کیلئے باعثِ عیب

تو بر سرِ قدرِ خویشتن باش و وقار تو اپنے مرتبہ اور وقار پر قائم رہ	بازی و ظرافت بہ ندیماں بگذار ہنسی اور مذاق مصاحبوں کے لئے چھوڑ

حکایت (۱۷) یکے از رفیقاں شکایتِ روزگارِ نامساعد بنزدِ من آورد کہ کفافِ
دوستوں میں سے ایک دوست ناموافق زمانہ کی شکایت لے کر میرے پاس آیا کہ میں آمدنی

اندک دارم و عیالِ بسیار و طاقتِ بارِ فاقہ نمی آرم و بارہا در دلم آمد کہ
تھوڑی رکھتا ہوں اور بال بچے زیادہ اور فاقہ کشی کی اب طاقت نہیں رہی اور بہت مرتبہ دل میں آیا کہ

باقلیمے دیگر نقل کنم تا در ہر صورتے کہ زندگانی کنم کسے را بر نیک و بدِ
کسی دوسرے ملک میں چلا جاؤں تاکہ جس صورت سے بھی زندگی کٹے کسی کو میرے اچھے برے

من اطلاع نہ باشد۔ **بیت**
کی خبر نہ ہو۔

بس گرسنہ خفت و کس ندانست کہ کیست بہت سے بھوکے سوئے اور کوئی نہ جان سکا کہ یہ کون ہے	بس جاں بلب آمد کہ برو کس نہ گریست بہت سے ایسے ہیں کہ اُن کی جان ہونٹوں پر آئی اور اُن پر کوئی نہ رویا

باز از شماتتِ اعدائی اندیشم کہ بہ طعنہ در قفائے من بخندند و سعی مرا در حقِ
پھر دشمنوں کی خوشی کا خیال کرتا ہوں کہ میری بیٹھ پیچھے طعنہ زنی کرکے ہنسی اڑائیں گے اور میری اس کوشش کو

عیال بر عدمِ مروت حمل کنند و گویند **قطعہ**
بال بچوں کے بارے میں بے مروتی پر محمول کریں گے اور کہیں گے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جس کے کان کالے لمبے اور نوک دار ہوتے ہیں اور کھڑے رہتے ہیں۔ اور بلی سے بڑا ہوتا ہے۔

(متعلقہ صفحہ ہذا) ۱ے عمدہ جوڑا جو امرا اور بادشاہوں سے بطریقِ انعام ملتا ہے ۱۲

بہ بیں آں بے حمیت راکہ ہرگز
اُس بے غیرت کو دیکھو کہ ہرگز

نخواہد دید روئے نیکبختی
وہ نیک بختی کا منہ نہ دیکھے گا

کہ آسانی گزیند خویشتن را
کہ اپنے لئے آسانی اختیار کرتا ہے

زن و فرزند بگذارد بسختی
بیوی اور بچوں کو سختی میں چھوڑتا ہے

ودریں علم محاسبت چنانکہ معلوم ست چیزے دانم اگر بجاہ شما شغلے معین شود کہ
اور علم حساب میں جیسا کہ جناب کو معلوم ہے میں کچھ جانتا ہوں اگر جناب کے مرتبہ کے طفیل کوئی خدمت میرے لئے مقرر

موجب جمعیت خاطر باشد بقیت عمر از عہدۂ شکر آں بیروں آمدن نتوانم گفتم
ہوجائے جوکہ دلجمعی کا سبب ہو تو باقی عمر اس احسان کے شکریہ سے سبکدوش نہ ہوسکوں گا میں نے کہا

عمل پادشاہ اے برادر دوطرف دارد امید نان وبیم جان وخلاف رائے
اے بھائی بادشاہ کی نوکری کے دو پہلو رکھتی ہے روٹی کی امید اور جان کا خطرہ اور عقلمندوں کی رائے

خردمنداں باشد بدیں امید دراں بیم افتادن
کے خلاف ہے اس امید میں اس خطرے میں پڑنا

قطعہ

کس نیاید بخانۂ درویش
فقیر کے گھر پر کوئی نہیں آتا!

کہ خراج زمین وباغ بدہ
کہ زمین اور باغ کا ٹیکس ادا کر

یا بہ تشویش وغصہ راضی شو
یا تو رنج و پریشانی پر راضی ہوجا

یا جگر بند پیش زاغ بنہ
یا کلیجی (چیل، کوے کے لئے نکال کر) رکھدے

گفت ایں موافق حال من نہ گفتی وجواب سوال من نیاوردی نشنیدہ کہ
اُس نے کہا جناب نے یہ بات میرے مناسب حال نہیں فرمائی اور میرے سوال کا جواب نہ دیا آپ نے یہ نہیں سنا

فرد

ہرکہ خیانت ورزد دستش از حبانت بلرزد۔
کہ بزدلی کی وجہ سے اُسی کا ہاتھ کانپتا ہے جو خیانت کرتا ہے۔

راستی موجب رضائے خداست
سچائی خدا کے راضی ہونے کا سبب ہے

کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست
میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ سیدھے راستہ پر بھٹکا ہو

حکما گویند کہ چہار کس از چہار کس بجاں برنجند حرامی از سلطاں و دُزد از پاسباں
عقلمندوں نے کہا ہے کہ چار آدمیوں کی چار آدمیوں سے جانی دشمنی ہوتی ہے ڈاکو کی بادشاہ سے۔ چور کی چوکیدار سے

وفاسق از غماز و روسپی از محتسب آں راکہ حساب پاک ست از محاسبہ
بدکار کی چغلخور سے۔ رنڈی کی کوتوال سے جس کا حساب پاک ہے اس کو حساب کتاب کا

قطعہ

چہ باک
کیا ڈر

مکن فراخ روی[1] در عمل اگر خواہی
کام میں پھیلاوا نہ پیدا کر اگر تو چاہتا ہے
کہ روزِ رفع تو باشد مجالِ دشمن تنگ
کہ تیری بینی کے دن دشمن کے لئے میدان تنگ ہو

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
اے بھائی تو پاک رہ اور کسی کا خوف نہ کر
زنند جامۂ ناپاک گازراں بر سنگ
کیونکہ ناپاک کپڑے ہی کو دھوبی پتھر پر کوٹتے ہیں

گفتم حکایتِ روباہے مناسبِ حالِ تست کہ دیدندش گریزاں و بخویشتن
میں نے کہا ایک لومڑی کا قصہ تیرے حال کے مناسب ہے جس کو لوگوں نے بھاگتے ہوئے اور گرتے
افتان و خیزاں کسے گفتش چہ آفت ست کہ موجبِ مخافت است گفتا
پڑتے ہوئے دیکھا کسی نے اُس سے دریافت کیا کہ کیا مصیبت ہے جو ڈر کا سبب ہے اُس نے کہا
شنیدم کہ شیر را بہ سُخرہ می گیرند گفت اے سفیہ ترا با شیر چہ مناسبت ست
میں نے سُنا ہے کہ شیر کو بیگار میں پکڑ رہے ہیں اُس نے کہا اے بیوقوف تجھے شیر سے کیا نسبت ہے
و او را با تو چہ مشابہت گفت خاموش کہ اگر حسوداں بغرض گویند کہ اینہم
اور اس کو تجھ سے کیا مشابہت۔ اُس نے کہا چپ رہ کہ اگر حاسد لوگ دشمنی میں کہدیں کہ یہ بھی
بچۂ شیر ست و گرفتار آیم کرا غمِ تخلیصِ من دارد کہ تفتیشِ حالِ من کند و تا
شیر کا بچہ ہے اور میں پکڑی جاؤں تو مجھے چھڑانے کا کسے غم ہوگا کہ جو میرے حال کی چھان بین کریگا اور جب تک
تریاق[2] از عراق[3] آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود ترا ہمچنیں فضل ست و دیانت
عراق سے تریاق لایا جائیگا سانپ کا ڈسا ہوا مُردہ ہو جائے گا بے شک تجھ میں بزرگی، دیانت
و تقویٰ و امانت ولیکن متعنتاں در کمین اند و مُدعیاں گوشہ نشیں
پرہیزگاری اور امانت ہے لیکن نکتہ چین گھات میں ہیں اور دشمن گوشوں میں چھپے ہیں!!

---

[1] فراخ روی کے معنی حد سے تجاوز کرنے کے بھی ہو سکتے ہیں ۱۲ [2] تریاق کے معنی اگرچہ زہر مہرہ کے مشہور ہیں مگر اصل میں وہ ایک مرکب دوا کا نام ہے اور تریاق میں سے بہتر تریاق. تریاق اکبر ہے جس میں قریب قریب ساٹھ دوائیاں شامل کی جاتی ہیں اور ان کو شہد میں ملا کر تیار کیا جاتا ہے ۱۲ [3] عراق سے مراد عراق عجم ہے جو ایران میں شامل ہے تریاق کی نسبت عراق سے اس واسطے کی کہ چونکہ وہاں بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہ گزرے ہیں لہذا اسی جگہ سے ایسی نایاب اور بیش بہا دوا کا ملنا زیادہ قرین قیاس ہے یا اور کوئی وجہ ہو کہ جس کی وجہ سے وہاں تریاق مل سکے ۱۲؛

اگرانچہ سیرتِ تست بخلافِ آں تقریر کنند و در معرضِ خطابِ بادشاہ آئی
اگر وہ لوگ تیری عادت کے خلاف ثابت کریں اور تو بادشاہ کے روبرو جواب طلبی کے لئے جائے
دراں حالت کرا مجال مقالت باشد پس مصلحت آں می بینم کہ ملکِ قناعت را
تو اس حالت میں کس کو بات کرنے کی طاقت ہوگی لہذا میرے نزدیک مناسب یہی ہے کہ تو قناعت کے ملک ہی کی
حراست کنی و ترکِ ریاست گوئی

قطعہ

نگہبانی کرے اور سرداری کا خیال چھوڑ دے

بہ دریا در منافع بے شمار ست
دریا میں بے شمار منافع ہیں!
اگر خواہی سلامت بر کنار ست
اگر سلامتی چاہتا ہے تو وہ کنارے پر ہے

رفیق چوں ایں سخن بشنید بہم برآمد و روئے از حکایتِ من درہم کشید و سخنہائے
دوست نے جب یہ بات سنی ناراض ہو گیا اور یہ حکایت سن کر منہ بگاڑ لیا اور رنجش آمیز
رنجش آمیز گفتن گرفت کہ ایں چہ عقل و کفایت ست و فہم و درایت قولِ حکما
باتیں شروع کر دیں کہ یہ کون سی عقلمندی، ذہانت اور سمجھ بوجھ کی بات ہے۔ دانشمندوں کی
درست آمد کہ گفتہ اند دوستاں در زنداں بکار آیند کہ بر سفرہ ہمہ دشمناں
یہ بات درست نکلی کہ انہوں نے کہا ہے دوست وہ ہیں جو قید خانہ میں کام آئیں اس لئے کہ دسترخوان پر تو
دوست نمایند

قطعہ

دشمن بھی دوست نظر آتے ہیں

دوست مشمار آنکہ در نعمت زند
اس کو دوست نہ گن جو عیش کے زمانہ میں
لافِ یاری و برادر خواندگی
دوستی اور بھائی بندی کی ڈینگیں مارے
دوست آں دانم کہ گیرد دستِ دوست
میں اس کو دوست سمجھتا ہوں جو دوست کی عاجزی
در پریشاں حالی و درماندگی
اور پریشانی کی حالت میں دستگیری کرے

دیدم کہ متغیر می شود و نصیحتِ من بہ غرض[۱] می شنود نزدیکِ صاحب دیواں
میں نے دیکھا کہ وہ .... بگڑ رہا ہے اور میری نصیحت کو خود غرضانہ سمجھ کر سن رہا ہے میں کچہری کے افسر کے پاس
رفتم بسابقہ معرفتے کہ درمیانِ ما بود صورتِ حالش بگفتم و اہلیت و
گیا اور اپنی پہلی جان پہچان کی بنا پر میں نے اس دوست کی حالت بیان کی اور اس کی قابلیت اور

---

[۱] یعنی سمجھ رہا ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں اس میں میری کوئی غرض ہے یا دشمنی کی راہ سے کہتا ہوں ۱۲ منہ

استحقاقش بیان کردم تا بکارے مختصرش نصب کردند چندے بریں برآمد
استحقاق کو بتایا چنانچہ ایک معمولی کام پر اس کو لگا دیا اس بات کو کچھ ہی عرصہ گذرا تھا کہ

لطفِ طبیعتش را بدیدند و حسنِ[1] تدبیرش را بہ پسندیدند کارش ازاں در گذشت
انہوں نے اُس کی طبیعت کی پاکیزگی کا اندازہ کرلیا اور اس کی حسنِ تدبیر کو پسند کیا اُس کا کام اس سے بڑھ گیا

و بہ مرتبۂ بالا ترازاں متمکن شد ہمچناں نجمِ سعادتش در ترقی بود تا بہ اَوجِ
اور اُس عہدہ سے بڑے عہدہ پر پہونچ گیا اسی طریقہ پر اُس کی نیک بختی کا ستارہ ترقی پر تھا یہاں تک کہ ارادتمندی

ارادت در رسید و مقربِ حضرتِ سلطان و معتمد علیہ گشت بر سلامتِ
کی بلندی پر پہونچ گیا اور شاہی دربار کا مقرب اور معتمد علیہ بن گیا اس کی حالت کی سلامتی

حالش شادمانی کردم و گفتم

فرد

پر میں خوش ہوا اور میں نے کہا

زکارِ بستہ میندیش و دل شکستہ مدار	کہ آبِ چشمۂ حیواں درونِ تاریکیست
ناکامی کا فکر نہ کر اور دل نہ توڑ!	کیونکہ حیات کے چشمہ کا پانی تاریکی میں ہے

شعر

اَلَا لَا یَجْأَرَنَّ اَخُو الْبَلِیَّةِ	فَلِلرَّحْمٰنِ اَلْطَافٌ خَفِیَّةٌ
مصیبت زدہ ہرگز نہ بلبلائے	اس لئے کہ خدا کی چھپی ہوئی مہربانیاں ہیں

فرد

منشیں ترش از گردشِ ایّام کہ صبر	تلخ ست ولیکن برِ شیریں دارد
زمانہ کی گردش سے منہ بگاڑ کر نہ بیٹھ اسلئے کہ	صبر اگرچہ کڑوا ہے لیکن پھل شیریں رکھتا ہے

دراں قربت مرا با طائفہ یاراں اتفاقِ سفر افتاد چوں از زیارتِ مکہ باز آمدم
قریبی وقت میں مجھے کچھ دوستوں کے ساتھ سفر کرنے کا اتفاق ہوگیا جب مکہ کی زیارت سے واپس لوٹا

یک دو منزلم استقبال کرد ظاہر حالش را دیدم پریشان و در ہیأتِ
اُس دوست نے ایک دو پڑاؤ آگے بڑھکر میرا استقبال کیا میں نے اس کے ظاہری حال کو پریشان اور درویشوں کی

---

[1] حسنِ تدبیر یعنی خدمت متعلقہ کو سمجھ بوجھ کر انجام دینا ۱۲

درویشاں گفتم چہ حالت ست گفت آں چناں کہ تو گفتی طائفہ حسد بردند و بہ
ہیئت میں دیکھا۔ میں نے کہا کیا حال ہے اُس نے کہا جیسا کہ جناب نے فرمایا تھا ایک گروہ نے حسد پیدا کیا اور
خیانتم منسوب کردند و مَلِکْ دَامَ مُلْکُہٗ در کشفِ حقیقتِ آں استقصا نفرمود
مجھ پر خیانت کا الزام لگا دیا اور بادشاہ سلامت نے اُس کی حقیقت کی جستجو میں پوری کوشش نہ فرمائی
و یارانِ قدیم و دوستانِ حمیم از کلمۂ حق خاموش شدند و صحبتِ دیریں
اور پرانے ساتھی اور سچے دوست سچ بات کہنے سے خاموش ہو گئے اور پرانی دوستی کو
فراموش کردند

قطعہ

نہ بینی کہ پیشِ خداوندِ جاہ بھلا بیٹھے کیا تو نے یہ نہیں دیکھا کہ صاحبِ رتبہ انسان کے آگے	ستایش کناں دست بر بر نہند لوگ تعریف کرتے ہوئے سینہ پر ہاتھ رکھتے ہیں
اگر روزگارش در آرد ز پای اگر زمانہ اُس کو گرا دیتا ہے تو	ہمہ عالمش پای بر سر نہند تمام دنیا اس کے سر پر پاؤں رکھ دیتی ہے

فی الجملہ بانواعِ عقوبت گرفتار شدم تا دریں ہفتہ کہ مژدۂ سلامتِ حجاج برسید
خلاصہ یہ کہ میں طرح طرح کی سزاؤں میں گرفتار رہا۔ یہاں تک کہ اسی ہفتہ جب حاجیوں کی خیریت کی خوشخبری پہونچی
از بندِ گرانم خلاص کرد و مِلکِ موروثم خاص گفتم دراں نوبت اشارتِ
تو مجھے بھاری بیڑیوں سے نکالا اور میری اپنی جائداد مجھے دی میں نے کہا اس وقت تو نے میرا مشورہ
من قبولت نیامد کہ گفتم عملِ پادشاہاں چوں سفرِ دریاست خطرناک و سودمند
نہ مانا کہ میں نے تجھ سے کہا تھا کہ بادشاہوں کی نوکری دریائی سفر کی طرح ہے خطرناک اور مفید

یا گنج برگیری یا در طلسم[1] بمیری
یا تو خزانہ ہی حاصل کر لیگا یا بھنور میں مریگا

قطعہ

ندانستی کہ بینی بند بر پای تو یہ نہ سمجھا کہ تو اپنے پیر میں بیڑی پڑی دیکھیگا	چو در گوشت نیاید پندِ مردم اگر تیرے کان میں انسانوں کی نصیحت نہیں پڑتی ہو

---

[1] در طلسم بمیری یعنی ممکن ہے کہ دریا میں سفر کر کے کچھ نفع اُٹھائے اور ممکن ہے کہ طلسم میں پھنس جائے۔ طلسم اس کو کہتے ہیں کہ ستاروں کے خواص اور اثرات کو قوائے شاملہ ارضی کے مطابق کر کے کوئی شئے بنائی جائے کہ اس سے افعال و خواص کا ظہور ہو۔ یہاں طلسم سے مراد وہ طلسم ہے کہ سکندر نے سمندر میں ایک پنجۂ انسانی کی شکل اس جگہ قائم کی ہے جہاں کہ جہاز بھنور میں پھنس جاتا ہے لہٰذا اُس پنجہ کی حرکت دیکھ کر جہاز کو ادھر نہیں لے جاتے؛

دگر رہ گر نداری طاقتِ نیش | مکن انگشت در سوراخ کژدم
اگر تجھ میں دوبارہ ڈنک کھانے کی طاقت نہیں ہے | تو بچھو کے سوراخ میں انگلی نہ ڈال

حکایت (۱۸)

تنے چند از روندگان در صحبتِ من بودند ظاہرِ ایشاں بصلاح
تصوف کا راستہ طے کرنیوالے کچھ لوگ میرے پاس تھے اُن کی ظاہری حالت نیکی سے
آراستہ ویکے را از بزرگاں در حقِ ایں طائفہ حسنِ ظنّے بلیغ بود و
آراستہ تھی اور بڑے آدمیوں میں سے ایک شخص کو اس گروہ سے بہت حسنِ ظن تھا اس نے
اِدرارے معین کرد تا یکے از ایشاں حرکتے کرد نہ مناسبِ حالِ درویشاں
ان کا روزینہ مقرر کردیا یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے ایسی حرکت کر دی جو فقیروں کے شایانِ شان نہ تھی
ظنِ آں شخص فاسد و بازارِ ایناں[۵] کاسد خواستم تا بطریقے کفافِ یاراں
اُس شخص کو بدظنی ہو گئی اور اِن کا بازار ٹھنڈا پڑ گیا۔ میں نے چاہا کہ کسی طریقے پر ان دوستوں کا
مستخلص گردانم آہنگِ خدمتش کردم دربانم رہا نہ کرد و جفا کرد معذورش
(ضبط شدہ) روزینہ چھڑالوں۔ میں نے اس کے دربار میں جانے کا ارادہ کیا مجھے دربان نے نہ جانے دیا اور بدتمیزی سے پیش آیا
داشتم کہ لطیفاں گفتہ اند

قطعہ

میں نے اس دربان کو معذور سمجھا اس لئے کہ خوش طبع لوگوں نے کہا ہے

درِ میر و وزیر و سلطاں را | بے وسیلت مگرد پیرامن
امیر اور وزیر اور بادشاہ کے دروازہ کا، | بدون کسی وسیلہ کے چکر نہ کاٹ
سگ و درباں چو یافتند غریب | ایں گریبانش گیرد آں دامن
اس لئے کہ کتا اور دربان جب کسی اجنبی کو دیکھتے ہیں | تو یہ گریبان پکڑتا ہے اور وہ دامن

چندانکہ مقربانِ حضرتِ آں بزرگ بر حالِ من وقوف یافتند و باکرام درآوردند
یہاں تک کہ ان صاحب کے درباری مقربوں کو میرا علم ہو گیا اور تو عزت کے ساتھ وہ اندر لے گئے
و برتر مقامے معین کردند اما بتواضع فروتر نشستم و گفتم

فرد

اور ایک اونچی جگہ میرے لئے مقرر کی لیکن میں تواضع میں نیچے بیٹھا اور میں نے کہا

بگذار کہ بندۂ کمینم | تا در صفِ بندگاں نشینم
مجھے رہنے دیجئے میں تو ایک ادنیٰ غلام ہوں | تاکہ غلاموں کی صف میں بیٹھوں

۵؎ یعنی اِس امیر آدمی کا عقیدہ جاتا رہا اور یہ فقیر اس کی نگاہ میں بے اعتبار ہو گئے ۱۲

گفت اللہ اللہ چہ جائے سخن ست **فرد**

اُس نے کہا سبحان اللہ آپ یہ کیا فرما رہے ہیں

گر بر سر و چشمِ من نشینی	نازت بکشم کہ نازنینی
اگر میری آنکھوں اور سر پر بھی آپ تشریف فرما ہوں گے	تو میں آپ کی ناز برداری کروں گا کیونکہ آپ نازنین ہیں

فی الجملہ نشستم و از ہر درے سخن پیوستم تا حدیثِ زلتِ[۲] یاراں

خلاصہ کلام یہ کہ میں بیٹھ گیا اور چاروں طرف سے بات سمیٹ کر لایا یہاں تک کہ دوستوں کی غلطی کی

در میان آمد و گفتم **قطعہ**

بات آگئی اور میں نے کہا

چہ جرم دید خداوندِ سابق الانعام	کہ بندہ در نظرِ خویش خوار میدارد
پہلے سے انعام و اکرام کرتے چلے آنے والے آقا نے کیا خطا دیکھی	جو غلام کو اپنی نظر میں ذلیل سمجھتا ہے
خدائے راست مسلم بزرگواری و حلم	کہ جرم بیند و ناں برقرار میدارد
بڑائی اور بردباری خدا ہی کے لئے مُسلّم ہے	جو خطا دیکھتا ہے اور روٹی دیتا رہتا ہے

حاکم را ایں سخن پسندیدہ آمد و اسبابِ معاشِ یاراں فرمود تا باز بر قاعدۂ

حاکم کو یہ بات پسند آگئی اور دوستوں کے گذارے کے اسباب کا حکم فرما دیا تاکہ پرانے قاعدہ کے

ماضی مہیا دارند و مؤنتِ ایامِ تعطیل[۳] وفا کنند شکرِ نعمت بگفتم و زمینِ خدمت[۴]

مطابق پھر بندوبست کر دیں اور معطلی کے زمانہ کا خرچ بھی ادا کر دیں میں نے اُس کے انعام کا شکریہ ادا کیا اور دربار کی

بوسیدم و عذرِ جسارت[۵] بخواستم و گفتم **قطعہ**

زمین کو بوسہ دیا اور اپنی اس جرأت کی معافی چاہی اور کہا

چو کعبہ قبلۂ[۶] حاجت شد از دیارِ بعید	روند خلق بدیدارش از بسے فرسنگ
چونکہ کعبہ حاجت کا قبلہ بن گیا ہے اس لئے لوگ دور ملکوں سے	اس کی زیارت کو بہت سے کوسوں کا فاصلہ طے کر کے جاتے ہیں
ترا تحمّلِ امثالِ ما بباید کرد	کہ ہیچکس نزند بر درختِ بے بر سنگ
تجھے ہم جیسوں کی برداشت کرنی چاہیئے	اس لئے کہ بے پھل کے درخت پر کوئی ڈھیلا نہیں مارتا ہو

---

۱ اللہ اللہ تعجب کے محل پر استعمال کرتے ہیں ۱۲ ۲ زلت بمعنی لغزش اور خلافِ صواب کام ۱۲ ۳ یعنی جس قدر دنوں تک روزانہ کا وظیفہ مقررہ بند رہا ہے ۱۲ ۴ زمینِ خدمت چومنے سے مراد وہ تعظیمی سلام وغیرہ ہے جو بادشاہوں اور اُمراء کے سامنے جھک کر بجا لاتے ہیں ۱۲ ۵ دلیری سے مراد یہاں یہ ہے کہ اُن کے سامنے جا کر صاف صاف بات بیان کر دی ۶ قبلہ حاجت ہونے سے مراد یہ کہ وہاں جا کر دنیا کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں ۱۲

حکایت (۹)

مَلِک زادۂ گنج فراواں از پدر میراث یافت و دستِ
ایک شہزادہ کو بہت سا خزانہ باپ کے ورثہ میں سے ملا اس نے بخشش کا

کرم بکشاد و دادِ سخاوت بداد و نعمت بے دریغ بر سپاہ و رعیت بریخت
ہاتھ کھول دیا اور خوب سخاوت کی اور بہت سا مال لشکر اور رعیت پہ لٹا دیا

قطعہ

نیاساید مشام از طبلۂ عودؔ
اگر کی لکڑی کے ڈبہ سے دماغ کو آرام نہیں پہونچتا

برآتش نہ کہ چوں عنبرؔ بوید
اس کو آگ پر رکھ تاکہ اس میں سے عنبر کی سی خوشبو مہکا

بزرگی بایدت بخشندگی کن
اگر تجھے بڑائی چاہیئے تو بخشش کر!

کہ دانہ تا نیفشانی نروید
کیونکہ جب تک تو دانہ نہ بکھیر یگا وہ نہ اُگے گا

یکے از جلسائے بے تدبیر نصیحتش آغاز کرد کہ ملوک پیشیں مرایں نعمت را
ایک بے تدبیر ہمنشین نے اُس کو نصیحت کرنا شروع کردی کہ پہلے بادشاہوں نے یہ دولت

بہ سعی اندوختہ اند و برائے مصلحتے نہادہ دست ازیں حرکات کوتاہ کن کہ
کوشش سے جمع کی ہے اور کسی ضرورت کے لئے رکھی ہے اس طرح کی حرکتوں سے ہاتھ روک لے اس لئے کہ

واقعہا در پیش ست و دشمناں از پس نباید کہ بوقتِ حاجت درمانی۔
بہت سے واقعات پیش آنیوالے ہیں اور دشمن پیچھے لگے ہیں ایسا نہ ہو کہ ضرورت کے وقت آپ عاجز ہوں

قطعہ

اگر گنجے کنی بر عامیاں بخش
اگر تو عام لوگوں کو ایک خزانہ بخشے

رسد ہر کد خدائے را برنجے
تو ہر گھر والے کو ایک چاول بھی ملیگا

چرا نستانی از ہر یک جوے سیم
کیوں ہر ایک سے ایک جو چاندی وصول نہیں کرتا

کہ گرد آید ترا ہر روز گنجے
تاکہ تیرے پاس ہر روز ایک خزانہ جمع ہو جائے

مَلِک زادہ روی ازیں سخن درہم آورد و موافقِ طبعش نیامد و مراو را
شہزادہ نے اس بات سے منہ پھیر لیا اور یہ بات اُس کی طبیعت کے موافق نہ آئی اور اُس کو

---

۱ سخاوت کی داد دی یعنی خوب سخاوت کی ۱۲ ۲ عودؔ اگر چہ ایک لکڑی خوشبودار ہوتی ہے ۳ عنبر ایک خوشبودار قیمتی چیز ہے ۱۲

زَجر فرمود و گفت خداوند تعالیٰ مَرا مالکِ ایں مملکت گردانیده است تا
جھڑک دیا اور کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس حکومت کا مالک بنایا ہے تاکہ

بیت

بخورم و ببخشم نہ پاسباں کہ نگہدارم
میں کھاؤں اور بخشوں، نہ چوکیدار کہ حفاظت کرتا رہوں

قارُونؔ ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت
جو قارون کہ چالیس خزانے رکھتا تھا ہلاک ہو گیا

نوشیرواں نمرد کہ نامِ نکو گذاشت
لیکن نوشیرواں نہیں مرا کیونکہ اُس نے ذکرِ خیر باقی چھوڑا ہے

حکایت [۲۰] آوردہ اند کہ نوشیروانِ عادل را در شکار گاہے صیدے
بیان کیا جاتا ہے کہ منصف نوشیرواں کے لئے ایک شکار گاہ میں ایک شکار کے

کباب می کردند و نمک نہ بود غلامے بروستا دوانیدند تا نمک آرد نوشیرواں
کباب تیار کر رہے تھے اور نمک نہ تھا انہوں نے ایک نوکر گاؤں کو روانہ کیا تاکہ نمک لے آئے، نوشیرواں

گفت بہ قیمت بستاں تا رسمے نگردد و دِہ خراب نہ شود گفتند ازیں
نے حکم دیا دام دے کر لانا کہیں یہ رسم نہ پڑ جائے اور گاؤں تباہ نہ ہو جائے لوگوں نے کہا اتنے سے

قدر چہ خلل زاید گفت بنیادِ ظلم اندر جہاں اول اندک بودہ است و ہر کس کہ آمد
نمک سے کیا نقصان پیدا ہوگا اس نے کہا ظلم کی بنیاد دنیا میں پہلے تھوڑی ہی سی تھی پھر جو بھی آیا اُس نے

براں مزید کرد تا بدیں غایت رسید
اُس میں اضافہ کیا یہاں تک کہ اس درجہ کو پہونچ گئی

قطعہ

اگر ز باغِ رعیت مَلِک خورد سیبے
اگر بادشاہ رعایا کے باغ سے ایک سیب کھائے

برآورند غلامانِ او درخت از بیخ
تو اُس کے نوکر جڑ سے درخت ہی اکھاڑ ڈالیں گے

بہ پنج بیضہ کہ سلطاں ستم روا دارد
اگر بادشاہ پانچ انڈے کا ظلم جائز سمجھے

زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ
تو اُس کے سپاہی ہزار مرغ کو سیخ پر چڑھا دیں گے

حکایت [۲۱] عاملے را شنیدم کہ خانۂ رعیت خراب کردے تا خزینۂ
ایک حاکم کے بارے میں مَیں نے سنا کہ رعایا کے گھروں کو تباہ کرتا تاکہ بادشاہ کے

سُلطان آباداں کند بے خبر از قولِ حکما کہ گفتہ اند ہر کہ خدائے عزّوجلّ را
خزانہ کو بھرے عقلمندوں کے قول سے بے خبر کہ انہوں نے کہا ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کو

---

[۱] قارون ایک مالدار شخص کا نام ہے جو زمانۂ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں تھا۔ کہتے ہیں کہ چالیس اونٹوں پر اُس کے خزانے کی کنجیاں لادی جاتی تھیں۔ واللہ اعلم بالصواب +

بیازارد تا دل خلقے بدست آرد خداوند تعالیٰ ہماں خلق بروبرگمارد تا دمار از
رنجیدہ کرے تاکہ مخلوق کو راضی کرے تو اللہ تعالیٰ اسی مخلوق کو اُس پر مسلط کر دیتے ہیں تاکہ وہ
روزگارش برآرد
اس کو تباہ کر دے

بیت

آتشِ سوزاں نہ کند باسپند | انچہ کند دُودِ دلِ مستمند
جلتی ہوئی آگ کالے دانے کے ساتھ وہ نہیں کرتی | جو کسی دل جلے کے دل کا دھواں کرتا ہے!

سرِ جملہ حیوانات گویند کہ شیر ست و اذلِ جانوراں خر و باتفاق خرِ باربر
لوگ کہتے ہیں کہ شیر تمام حیوانات کا سردار ہے اور گدھا تمام جانوروں میں ذلیل ترین اور اس پر سب کا اتفاق
بہ کہ شیرِ مردم در
ہو کہ مردم خور شیر سے بوجھ اُٹھانیوالا گدھا بہتر ہے

مثنوی

مسکین خر اگرچہ بے تمیز ست | چوں بار ہمی بَرَد عزیز ست
بے چارہ گدھا اگرچہ بے تمیز ہے | چونکہ بوجھ اُٹھاتا ہے لہذا پیارا ہے
گاوان و خرانِ بار بردار | بہ ز آدمیان مردم آزار
بوجھ اُٹھانے والے گدھے اور بیل | آدمیوں کو ستانے والے انسانوں سے بہتر ہیں

باز آمدیم بہ حکایتِ وزیرِ غافل گویند مَلِک را طرفے از ذمائمِ اخلاقِ او بہ
ہم اُس غافل وزیر کے قصہ کی طرف پھر آتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ بادشاہ کو اس کے تھوڑے سے برے اخلاق
قرائن معلوم گشت در شکنجہ کشید و بانواعِ عقوبت بکشت
کسی قرینہ سے معلوم ہوگئے اُس کو شکنجہ میں کھینچ دیا اور طرح طرح کی سزا دیکر مار ڈالا

قطعہ

حاصل نشود رضائے سلطاں | تا خاطرِ بندگاں نہ جوئی
بادشاہ کی رضامندی اُس وقت تک حاصل نہیں ہوگی | جب تک تو بندگانِ خدا کی دلجوئی نہ کرے
خواہی کہ خدای بر تو بخشد | با خلقِ خدای کُن نکوئی
اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تجھ پر مہربان ہو | تو تُو اللہ کی مخلوق سے بھلائی کر۔

لہ یعنی اُسی مظلوم مخلوق کے ہاتھ سے اُس کو ذلیل کراتا ہے ۱۲ ؎۲ سپند کالے دانے کو کہتے ہیں جو خوشبو کے لئے محفلوں میں جلاتے ہیں اور دفع نظر بد کے لئے بھی جلایا جاتا ہے ۱۲ ؎۳ شکنجہ زمانۂ سابق میں مجرموں کو عذاب دینے کا ایک آلہ ہوتا تھا ۱۲

آوردہ اند کہ یکے از ستمدیدگاں بر سرِ او بگذشت و در حالِ تباہ وے
لوگوں نے بیان کیا ہے کہ مظلوموں میں سے کوئی اُس کے پاس سے گذرا اور اس کے تباہ حال کو غور سے
تأمّل کرد و گفت **قطعہ**
دیکھا اور کہا

نہ ہر کہ قوتِ بازوئے منصبے دارد
یہ نہیں ہو سکتا کہ جو کسی عہدہ کی وجہ سے بازو میں قوت
بسلطنت بخورد مالِ مردماں بگزاف
رکھتا ہو تو طاقت کے بل پر خواہ مخواہ لوگوں کا مال کھا جائے
تواں بحلق فرو بردن استخوانِ درشت
سخت ہڈی کو گلے سے اتارا جا سکتا ہے!
ولے شکم بدرد چوں بگیرد اندر ناف
لیکن جب وہ ناف میں پہونچیگی پیٹ پھاڑ ڈالے گی!

بیت

نماند ستمگارِ بد روزگار
بد اطوار ظالم نہیں رہتا
بماند برو لعنتِ پائیدار
لیکن اس پر مستقل لعنت باقی رہتی ہے

حکایت (۲۲) مردم آزارے را حکایت کنند کہ سنگے بر سرِ صالحے زد۔
ایک مردم آزار کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے ایک پتھر ایک نیک آدمی کے سر پر مارا
درویش را مجالِ انتقام نہ بود سنگ را نگاہ می داشت تا زمانے کہ ملک را
اُس فقیر میں بدلہ لینے کی طاقت نہ تھی وہ پتھر کو محفوظ رکھتا رہا اس وقت تک کہ بادشاہ
براں لشکری خشم آمد و در چاہ کرد درویش اندر آمد و سنگ بر سرش کوفت
کو اُس سپاہی پر غصہ آیا اور اُس کو کنوئیں میں قید کر دیا فقیر اس جگہ پہونچا اور اس سپاہی کے سر پر پتھر مارا
گفتا تو کیستی و ایں سنگ چرا زدی گفت من فلانم و ایں ہماں سنگ
اُس نے کہا تو کون ہے اور تو نے پتھر کیوں مارا اس نے کہا میں فلاں ہوں اور یہ وہی پتھر
ست کہ در فلاں تاریخ بر سرِ من زدی گفت چندیں روزگار کجا بودی
ہے جو فلاں تاریخ کو تو نے میرے سر پر مارا تھا اس نے کہا تو اتنے زمانہ تک کہاں تھا۔
گفت از جاہت اندیشہ می کردم اکنوں کہ در چاہت دیدم فرصت
فقیر بولا میں تیرے عہدہ سے ڈرتا تھا اب جبکہ میں نے تجھے کنوئیں میں قید دیکھا تو موقع
غنیمت دانستم **مثنوی**
مناسب سمجھا!

ناسزائے راکہ بینی بختیار
جب تو کسی نالائق کو نصیبہ ور دیکھے (تو چپ ہو جا) کہ،

عاقلاں تسلیم کردند اختیار
عقلمندوں نے ایسے موقع پر تابعداری اختیار کی ہے

چوں نداری ناخنِ درّندہ تیز
جب تو پھاڑنے والے تیز ناخن نہیں رکھتا

با بداں آں بہ کہ کم گیری ستیز
تو بہتر یہ ہے کہ بُروں سے لڑائی نہ مول لے

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
جس نے فولادی بازو والے سے پنجہ لڑایا

ساعدِ سیمین خود را رنجہ کرد
اس نے اپنے چاندی کے سے نازک پہونچے کو ستایا

باش تا دستش ببندد روزگار
اُس وقت تک ٹھہر جب تک زمانہ اُسکے ہاتھ باندھ دے

پس بکامِ دوستاں مغزش برآر
پھر دوستوں کے اقبال سے اس کا بھیجا نکال دے

حکایت [23] یکے را از ملوک مرضے ہائل بود کہ اعادتِ ذکرِ آں ناکردن
ایک بادشاہ کو ایک ایسا خوفناک مرض تھا جس کا ذکر نہ کرنا ہی

اولےٰ طائفۂ از حکمائے یونان متفق شدند کہ مر ایں درد را دوائے
بہتر ہے یونانی حکیموں کا ایک گروہ اس بات پر متفق ہو گیا کہ اِس مرض کی کوئی دوا

نیست مگر زہرۂ آدمی کہ بہ چندیں صفت موصوف باشد بفرمود طلب
نہیں بجز ایسے آدمی کے پتہ کے جو اتنی صفات رکھتا ہو بادشاہ نے تلاش کرنے کا حکم

کردن دہقان[1] پسرے را یافتند براں صورت کہ حکیماں[2] گفتہ بودند پدر و مادرش
دے دیا لوگوں نے ایک چودھری کے لڑکے کو انہی صفات کا پایا جو حکیموں نے بتائی تھیں اس کے ماں باپ

را بخواندند و بہ نعمتِ بے کراں خوشنود گردانیدند و قاضی فتویٰ[3] داد کہ
کو بلایا اور بے شمار دولت دے کر ان کو راضی کر لیا اور قاضی نے فتویٰ دیدیا کہ

خونِ یکے از رعیت ریختن سلامتِ نفسِ پادشہ را روا باشد جلّاد[4] قصد کرد
بادشاہ کی جان کی سلامتی کی خاطر رعیت کے ایک آدمی کا خون بہانا جائز ہے جلاد نے قتل کا ارادہ کیا

پسر سر سوئے آسماں برآورد و تبسم کرد مَلِک پرسید کہ دریں حالت چہ جائے
لڑکے نے آسمان کی طرف سر اُٹھایا اور مسکرایا بادشاہ نے دریافت کیا کہ یہ ہنسنے کا کیا

---

[1] دہقان۔ گاؤں کا رئیس۔ زمیندار ۱۲۔ [2] حکیم سے مراد یہاں طبیب ہے یا عقلاء ۱۲۔ [3] فتویٰ حکمِ شرعی جو قاضی وغیرہ جاری کرے۔ [4] جلّاد اگرچہ عربی محاورے میں کوڑے اور دُرّے لگانے والے کو کہتے ہیں مگر فارسی والوں کے محاورے میں اُس شخص کے لئے بولا جاتا ہے جو بادشاہ کے حکم سے مجرموں کو قتل کرتے ہیں یہ ایک قسم کی تفریس ہے ۱۲۔

خندیدن ست گفت نازِ فرزند بر پدر و مادر باشد و دعویٰ پیش قاضی برند
موقع ہے اس نے کہا اولاد کا ناز ماں اور باپ پر ہوتا ہے اور دعویٰ قاضی کے سامنے پیش کرتے ہیں

دادِ از پادشاہ خواہند اکنوں پدر و مادر بعلّتِ حطامِ دنیا مرا بہ خوں در سپردند
اور انصاف بادشاہ سے چاہتے ہیں۔ اب ماں باپ نے دنیا کی دولت کے سبب مجھے قتل کرنے کیلئے دیدیا

و قاضی بکشتنم فتویٰ داد و سلطان مصالحِ خویش اندر ہلاکِ من می بیند
اور قاضی نے میرے قتل کا فتویٰ دیدیا اور بادشاہ اپنی بھلائی میرے قتل میں سمجھتا ہے

بیت

بجز خدائے عزّ وجلّ پناہے نمی بینم
سوائے خدائے غالب اور بزرگ کے میں اب کوئی پناہ نہیں دیکھتا ہوں۔

پیشِ کہ برآورم ز دستت فریاد
تیرے متعلق کس کے سامنے فریاد لے جاؤں

ہم پیشِ تو از دستِ تو میخواہم داد
تیرے متعلق تجھی سے انصاف چاہتا ہوں

سلطان را دل ازیں سخن بہم برآمد و آب در دیدہ بگردانید و گفت ہلاکِ من
یہ بات سن کر بادشاہ کا دل بھر آیا اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور کہنے لگا ایسے بے قصور

اولیٰ ترکہ خونِ چنیں طفلے ریختن بے گناہ سر و چشمش بوسید و در کنار
لڑکے کے خون بہانے سے میرا مرنا ہی بہتر ہے اس کے سر اور آنکھوں کا بوسہ لیا اور بغل گیر

گرفت و آزاد کرد و نعمتِ بے اندازہ بخشید گویند ہم دراں ہفتہ
ہوا اس کو چھوڑ دیا اور بے اندازہ دولت دے دی لوگ کہتے ہیں بادشاہ اسی ہفتہ

صحت یافت
تندرست ہو گیا

قطعہ

ہمچناں در فکرِ آں بیتم کہ گفت
میں اسی طرح اس شعر میں لگا ہوں !

پیلبانے بر لبِ دریائے نیل[1]،
جو ایک فیل بان نے دریائے نیل کے کنارہ پر کہا تھا

زیرِ پایت گر بدانی حالِ مور
اگر تو اپنے پیر تلے کی چیونٹی کا حال جاننا چاہو

ہمچو حالِ تست زیرِ پائے پیل
وہ ایسا ہے جیسا کہ تیرا حال ہاتھی کے پیر تلے

حکایت[۲۴]

یکے از بندگانِ عَمرو لیث[2] گریختہ بود کساں در عقبش برفتند
عمرو لیث کے غلاموں میں سے ایک غلام بھاگ گیا تھا لوگ اس کے پیچھے لگے

---

[1] نیل ایک دریا کا نام ہے جو شہر مصر کے قریب بہتا ہے [2] عمرو لیث ایک بادشاہ فارس کا نام تھا جس نے کہ شہر شیراز آباد کیا تھا۔ عَمر بالفتح اور عُمر بالضم میں فرق کرنے کے لئے عَمر بالفتح کے آخر میں واؤ لکھ دیتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ لیث کا بیٹا تھا اور لیث شیر کو کہتے ہیں

وبازآوردند وزیر را با وے غرضے بود اشارت بکشتنش کرد تا دیگر بندگان
اور اُس کو واپس لے آئے وزیر کو اس سے دشمنی تھی اُس نے اُس کو قتل کر دینے کا مشورہ دیا تاکہ دوسرے غلام

چنیں فعل نیارند بندہ سر پیش عَمرو لیث بر زمیں نہاد و گفت **فرد**
ایسی حرکت نہ کریں غلام نے عمرو لیث کے سامنے زمین پر سر رکھ دیا اور کہا

هرچه رود بر سرم چوں تو پسندی رواست | بندہ چه دعوی کند حکم خداوند راست
جب تو پسند کرے تو جو بھی میرے سر پر گذرے وہ درست ہے | غلام کیا دعویٰ کرے حکم تو آقا ہی کا ہے!

لیکن بموجبِ آنکه پروردهٔ نعمتِ ایں خاندانم نخواهم که در قیامت بخونِ
لیکن چونکہ میں اس خاندان کی نعمتوں کا پلا ہوا ہوں تو میں یہ نہیں چاہتا کہ جناب میرے خون کے عوض

من گرفتار آئی اجازت فرمائی تا وزیر[1] را بکشم پس آنگه بقصاصِ او بفرمائی
قیامت میں گرفتار ہو کر آئیں آپ اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں اس وزیر کو مار ڈالوں پھر اُس کے عوض میرے

خونِ من ریختن تا بحق کشته باشی مَلِک را خنده گرفت وزیر را گفت
قتل کا حکم دیدیں تاکہ آپ کا قتل کرانا بجا ہو جائے بادشاہ ہنس پڑا اور وزیر سے کہا

چگونه مصلحت می بینی وزیر گفت اے خداوندِ جہاں مصلحت آں می بینم که
اب تیری کیا رائے ہے وزیر نے کہا اے شاہِ عالم میری رائے میں مناسب یہ ہے کہ

از بہرِ خدا و صدقهٔ گورِ پدر او را آزاد کنی تا مرا نیز در بلائے نیفگند گناه از من[2]
خدا کے لئے اور اپنے باپ کی قبر کے صدقے میں اُس کو آزاد کر دیجئے تاکہ یہ مجھے کسی بلا میں نہ پھنسا دے۔ قصور میرا

ست و قولِ حکیمان معتبر که گفته اند **قطعه**
ہی ہے اور عقلمندوں کی بات بھروسہ کی ہے جو انہوں نے کہا ہو

چو کردی با کلوخ انداز پیکار | سرِ خود را بہ نادانی شکستی
جب ڈھیلے باز سے تو نے لڑائی مول لی! | تو خود ہی بے وقوفی سے تو نے اپنے سر کو پھوڑا

چو تیر انداختی بر روی دشمن | چناں داں کاندر آماجش[3] نشستی
جب تو نے کسی دشمن پہ تیر چلایا تو | اس کو بھی جان لے کہ تو بھی اس کے نشانہ پر ہے

حکایت[25] مَلِکِ زوزن[4] را خواجه بود کریمُ النّفس نیک محضر که همگناں را
زوزن کے بادشاہ کا ایک وزیر تھا جو شریف اور نیک طبیعت تھا جو تمام انسانوں کی

---

[1] یعنی میں وزیر کو قتل کروں اور تو اُس کے عوض میں مجھے مار ڈال ۱۲ [2] گناہ از من است. یعنی پہلے شر کی بات میں نے ہی نکالی ہے ۱۲ [3] کاندر آماجش یعنی یہ سمجھ لے کہ دشمن بھی ضرور حملہ کرے گا [4] زوزن بروزن سوزن ایک شہر فارس کا نام جو ہرات اور نیشاپور کے درمیان تھا

در مواجہ حرمت داشتے و در غیبت نکو گفتے اتفاقاً از و حرکتے در نظر
آمنے سامنے عزت کرتا اور پیٹھ پیچھے بھی تعریف کرتا اتفاقاً اس کی کوئی حرکت بادشاہ

ملک ناپسند آمد مصادرت فرمود و عقوبت کرد و سرہنگانِ بادشاہ
کی نظر میں ناپسند معلوم ہوئی اس نے جرمانہ کر دیا اور سزا کر دی اور بادشاہ کے سپاہی

بسوابق نعمتِ او معترف بودند و بہ شکرِ آں مرتہن در مدتِ توکیلِ او
اس کے پہلے احسانوں کے اقراری تھے اور اس کے شکریہ میں گروی تھے اُس کی سپردگی کے زمانہ میں

رفق و ملاطفت کردندے و زجر و معاقبت روا نداشتندے قطعہ
وہ سپاہی اس کے ساتھ نرمی اور مہربانی کرتے اور جھڑکنا اور سزا دینا مناسب نہ سمجھتے

صلح با دشمن اگر خواہی ہر گہ ترا
تو اگر دشمن سے صلح چاہتا ہے تو جب وہ بیٹھ پیچھے

در قفا عیب کند در نظرش تحسیں کن
تیری بُرائی کرے تو اُس کے سامنے اُس کی بھلائی بیان کر

سخن آخر بدہاں میگذرد موذی را
بات آخر موذی کے منہ ہی سے ہو کر نکلتی ہے !

سخنش تلخ نخواہی دہنش شیریں کن
اگر تو اُس کی کڑوی بات نہیں سننا چاہتا تو اُسکا منہ میٹھا کردے

انچہ خطابِ ملک بود از عہدہ بعضے بیروں آمد و بہ بقیتے در زنداں بماند
بادشاہ نے جو الزامات لگائے تھے ان میں سے بعض سے وہ بری قرار ہو گیا اور باقی الزامات کی وجہ سے قیدخانہ میں رہا

آوردہ اند کہ یکے از ملوکِ نواحی در خفیہ پیغامش فرستاد کہ ملوکِ آں طرف
بیان کرتے ہیں کہ اطراف کے کسی بادشاہ نے پوشیدہ طور پر اُس کے پاس پیغام بھیجا کہ اُس طرف کے بادشاہوں نے

قدرِ چناں بزرگوار ندانستند و بے عزتی کردند اگر رائے عزیزِ فلاں
آپ جیسے بزرگوار کی قدر نہ جانی اور توہین کی اگر فلاں عزیز (یعنی آپ کی) رائے

احسن اللہ خلاصہ بجانبِ ما التفاتے کند در رعایتِ خاطرش ہر چہ تمامتر سعی
(خدا بہتر طریقہ پر آپ کو رہائی دے) ہماری جانب متوجہ ہو تو آپ کی دلداری کی ہر ممکن طریقہ پر کوشش کی

کردہ آید و اعیانِ ایں مملکت بدیدارِ او مفتقر اند و جوابِ ایں حروف را
جائے گی اور اس حکومت کے ذمہ دار آپ کے دیدار کے آرزومند ہیں اور ان حرفوں کے جواب کے

منتظر خواجہ چوں بریں وقوف یافت از خطر اندیشید در حال جوابے مختصر
منتظر ہیں وزیر کو جب اس کی خبر ہوئی تو خطرہ کا احساس کیا اور فوراً ایسا مختصر جواب

۱؎ احسن اللہ خلاصہ۔ بطریق دعا واقع ہے ۱۲ ۲؎ مفتقر یعنی محتاج۔ بسبب شدت اشتیاق کے استعمال ہوا ہے ۱۲
۳؎ از خطر الخ۔ یعنی یہ سوچا کہ ایسا نہ ہو آئندہ اس سے کوئی فتنہ فساد پیدا ہو ۱۲

کہ اگر برملا افتد فتنہ نباشد بر قفائے ورق نوشت و رواں کرد یکے از متعلقاں
اُس پرچہ کی پشت پر لکھکر روانہ کردیا کہ اگر اس کی کسی کو خبر بھی ہوجائے تو کوئی فتنہ نہ پیدا ہو متعلقین میں سے

کہ بریں واقف بود ملک را اعلام کرد کہ فلاں را کہ حبس فرمودۂ با ملوکِ
کسی نے جو اس راز سے باخبر تھا بادشاہ کو اطلاع کردی کہ فلاں جسکو آپنے قید کیا ہے اطراف کے بادشاہوں

نواحی مراسلت دارد ملک بہم برآمد و کشفِ ایں خبر فرمود قاصد
سے خط وکتابت رکھتا ہے بادشاہ کو غصہ آیا اور اس بات کی تحقیق شروع کردی۔ قاصد

را بگرفتند و رسالت برخواندند نبشتہ بود کہ حُسن ظنِ بزرگاں بیش از
کو لوگوں نے گرفتار کرلیا اور خط پڑھا اس میں یہ لکھا تھا کہ بزرگوں کا حُسنِ ظن ہماری فضیلت سے

فضیلتِ ماست و تشریفِ قبولے کہ فرمودند بندہ را امکانِ اجابتِ
زیادہ ہے اور قبول کرنے کی جو نوازش فرمائی ہے اس کا قبول کرنا میرے لئے ممکن نہیں

آں نیست بحکم آنکہ پروردۂ نعمت ایں خاندان ست و باندک مایۂ تغیّر
ہے اس لئے کہ میں اس خاندان کی نعمت کا پروردہ ہوں اور طبیعت کی ذراسی رنجش کی

خاطرے باولی نعمت قدیم بے وفائی نتواں کرد۔ فرد
وجہ سے قدیم ولی نعمت سے بے وفائی نہیں کیجاسکتی

آں را کہ بجائے تست ہر دم کرمے | عذرش بنہ ار کند بعمرے ستمے
جس کا تیرے اوپر ہردم ایک کرم ہے | اگر وہ تمام عمر میں ایک ظلم کرے تو اس کو معذور سمجھ

ملک را سیرتِ حق شناسی او خوش آمد و خلعت و نعمت بخشید و عذر
بادشاہ کو اس کی حق شناسی کی عادت پسند آئی اور جوڑا اور انعام عطا کیا اور معذرت

خواست کہ خطا کردم کہ ترا بے جرم و خطا بیازردم گفت اے خداوند
چاہی کہ مجھ سے قصور ہوا کہ تجھے بے خطا و بے جرم میں نے ستایا اس نے کہا اے آقا،

بندہ دریں حالت مر خداوند را خطائے نمی بیند بلے تقدیرِ خداوند تعالیٰ
غلام اس حالت میں آقا کی کچھ خطا نہیں سمجھتا ہاں تقدیرِ خداوندی ہی

چنیں بود کہ مرایں بندہ را مکروہے رسد پس بدستِ تو اولیٰ ترکہ حقوق
ایسی تھی کہ اس غلام کو کوئی تکلیف پہونچے تو وہ تکلیف جناب کے ہاتھوں زیادہ بہتر تھی اسلئے کہ

سوابقِ نعمت بریں بندہ داری و ایادی منّت و حکما گفتہ اند مثنوی
اس غلام پر جناب کی پہلی نعمتوں کے حقوق اور احسان کی نعمتیں ہیں اور عقلمندوں نے کہا ہے

گر گزندت رسد ز خلق مرنج
اگر مخلوق سے تجھے تکلیف پہونچے تو رنجیدہ نہو

کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج
اس لئے کہ مخلوق کی جانب سے رنج و راحت نہیں پہونچتی ہے

از خدا داں خلافِ دشمن و دوست
دشمن اور دوست کا اختلاف خدا ہی کی طرف سے جان

کہ دلِ ہر دو در تصرّفِ اوست
اس لئے کہ دونوں کے دل اسی کے قبضہ میں ہیں!

گرچہ تیر از کماں ہمی گذرد
اگرچہ تیر کمان سے چلتا ہے

از کماں دار بیند اہلِ خرد
لیکن عقلمند اُسے کمان والے کی طرف سے سمجھتے ہیں!

حکایت

یکے را از ملوکِ عرب شنیدم کہ با متعلقانِ دیوان می
میں نے عرب کے ایک بادشاہ کے بارے میں سنا کہ کچہری والوں سے کہہ

گفت کہ مرسومِ فلاں را چندانکہ ہست مضاعف کنید کہ ملازمِ درگاہ است
رہا تھا کہ فلاں شخص کی تنخواہ جس قدر ہے اس سے دُوگنی کردو کیونکہ وہ دربار کا حاضر باش ہے

و مترصدِ فرماں و دیگر خدمتگاراں بہ لہو و لعب مشغول و در ادائے
اور حکم کا منتظر رہتا ہے اور دوسرے خدمت گار کھیل کود میں مشغول اور خدمت کرنے

خدمت متہاوِن صاحبدلے بشنید فریاد و خُروش از نہادش بر آمد پرسیدندش
میں سست ہیں ایک صاحب دل نے یہ بات سن لی فریاد اور شور کرنا شروع کر دیا لوگوں نے اُس سے دریافت

کہ چہ دیدی گفت مراتبِ بندگاں بدرگاہِ خدائے تعالیٰ ہمیں مثال دارد
کیا کہ تو نے کیا دیکھا اس نے کہا کہ بندوں کے مرتبے خدا کے دربار میں بھی اسی طرح ہیں

نظم

دو بامداد گر آید کسے بخدمتِ شاہ
دو روز صبح کو اگر کوئی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو

سُوم ہر آئنہ در وے کند بلطف نگاہ
تو تیسرے روز بادشاہ اُس کو مہربانی سے دیکھے یہ

امید ہست پرستندگانِ مخلص را
اخلاص سے عبادت کرنے والوں کو یہ امید ہے

کہ نا امید نگردند ز آستانِ الٰہ
کہ وہ خدا کی چوکھٹ سے نا امید واپس نہ ہونگے

مثنوی

مہتری در قبولِ فرمان ست
حکم کے ماننے میں سرداری ہے

ترکِ فرماں دلیلِ حرمان ست
حکم نہ ماننا محرومی کی دلیل ہے

ہر کہ سیمائے[1] راستان دارد | سرِ خدمت بر آستاں دارد
جو سچوں کی پیشانی رکھتا ہے | وہ خدمت گذاری کے لئے سر چوکھٹ پر جھکائے رکھتا ہے

حکایت ظالمے را حکایت کنند کہ ہیزم درویشاں خریدے بحیف
ایک ظالم کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ وہ غریبوں کی لکڑیاں ظلم سے خریدتا

و توانگراں را دادے بہ طرح صاحبدلے بر وگذر کرد و گفت **بیت**
اور نفع کے ساتھ مالداروں کے ہاتھ فروخت کر ڈالتا ایک صاحب دل اس کے پاس سے گذرا اور کہا

ماری تو کہ ہر کرا بہ بینی بزنی | یا بُوم کہ ہر کجا نشینی بکنی
تو سانپ ہے کہ جس کو دیکھتا ہے ڈس لیتا ہے | یا اُلو ہے کہ جہاں کہیں بیٹھتا ہے اجاڑ دیتا ہے

قطعہ

زورت ار پیش می رود با ما | با خداوندِ غیب داں نرود
اگر تیرا زور ہم پر چلتا ہے | تو غیب کے جاننے والے خدا پر نہیں چلے گا

زور مندی مکن بر اہلِ زمیں | تا دُعائے بر آسماں نرود
زمین والوں پر زبردستی مت کر | تاکہ آسمان پر کوئی بد دعا نہ جائے

ظالم از گفتنِ او برنجید و روی از نصیحتش درہم کشید و بدو التفات نہ کرد
ظالم اس کے کہنے سے رنجیدہ ہو گیا اور اس کی نصیحت سے منہ پھیر لیا اور اس کی طرف توجہ نہ کی

اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ تا شبے آتشِ مطبخ در انبارِ ہیزم افتاد و
اُسکو اس کے مرتبے نے گناہ میں مبتلا کر دیا یہاں تک کہ ایک رات کو مطبخ کی آگ لکڑیوں کے ڈھیر میں لگ گئی اور

سائر املاکش بسوخت و از بسترِ نرمش بر خاکستر گرم نشاند اتفاقاً ہماں شخص بر
اس کی تمام چیزیں جل گئیں اور اس کو نرم بستر سے گرم بھوبل پر لا بٹھایا اتفاقاً وہی شخص اس کے

وے بگذشت دیدش کہ با یاران ہمی گفت ندانم کہ ایں آتش از کجا در
پاس سے گذرا اس کو دیکھا کہ دوستوں سے کہہ رہا تھا نہ معلوم کہ یہ آگ کہاں سے میری

سرائے من افتاد گفت از دُودِ دلِ درویشاں **قطعہ**
گھر میں لگی اس نے کہا غریبوں کے دل کے دھوئیں سے

---

[1] سیما کے معنی پیشانی کے ہیں۔ مگر یہاں تقدیر اور نصیب مراد ہے مطلب یہ کہ جس کی قسمت سچوں کی سی ہوگی اُس کو خدمت کرنے سے عار نہ ہوگی ۱۲

حذر کن ز دودِ درونہائے ریش
زخمی دلوں کے دھوئیں سے بچ
کہ ریشِ دروں عاقبت سر کند
کیونکہ اندر کا زخم آخر کار ظاہر ہوتا ہے
بہم بر مکن تا توانی دلے
جب تک ممکن ہو کسی دل کو پریشان نہ کر
کہ آہے جہانے بہم بر کند
اس لئے کہ ایک آہ ایک جہان کو پریشان کردیتی ہے

لطیفہ برطاقِ کیخسرو نوشتہ بود **قطعہ**
کیخسرو کے محراب پر لکھا تھا

چہ سالہائے فراوان و عمرہائے دراز
بہت سے برس اور دراز عمر
کہ خلق بر سرِ ما در زمیں بخواہد رفت
جب کہ زمین میں دفن ہوئے پر مخلوق ہمارے سر پر چلیگی
چنانکہ دست بدست آمدست ملک بما
جیساکہ ہاتھوں ہاتھ ملک ہمارے پاس آیا ہے
بدستہائے دگر ہمچنیں بخواہد رفت
اسی طرح دوسرے ہاتھوں میں چلا جائے گا

حکایت یکے در صنعتِ کشتی گرفتن سر آمدہ بود سہ صد و شصت
ایک شخص کشتی لڑنے کے فن میں مشہور تھا تین سو ساٹھ (۳۶۰)
بندِ فاخر دانستے و ہر روز از اں بنوعے کشتی گرفتے مگر گوشۂ خاطرش با جمالِ
قابلِ فخر داؤ جانتا تھا اور ہر روز ان میں سے ایک داؤ سے کشتی لڑتا تھا اتفاقاً ایک شاگرد کے
یکے از شاگرداں میلے داشت سہ صد و پنجاہ و نہ بندش در آموخت مگر یک
حسن پر اس کی طبیعت مائل تھی تین سو انسٹھ داؤ اس کو سکھا دیئے مگر ایک
بند کہ در تعلیم آں دفع انداختے و تاخیر کردے فی الجملہ پسر در قوت و صنعت
داؤں کو اس کے سکھانے میں دیر اور تاخیر کرتا خلاصہ یہ کہ وہ لڑکا طاقت اور ہنر میں
سر آمد و کسے را در زمان او با او امکان مقاومت نبودے تا بجدّیکہ
مشہور ہوگیا اور کسی کو اس کے زمانہ میں اس سے مقابلہ کی طاقت نہ تھی یہاں تک کہ اس نے
پیشِ ملکِ آں روزگار گفتہ بود کہ استاد را فضیلتے کہ بر من ست از
اس زمانہ کے بادشاہ سے یہ کہدیا تھا کہ استاذ کو میرے اوپر جو کچھ بڑائی حاصل ہے وہ
روئے بزرگی ست و حقِ تربیت دگرنہ بقوت ازو کمتر نیستم و بصنعت با او
بزرگی اور پرورش کے حق کی وجہ سے ہے ورنہ میں قوت میں اس سے کم نہیں ہوں اور فن میں اس کے

لہ چہ سالہائے الخ یہ چہ تحقیر کے لئے ہے یعنی یہ سامان اور مال و متاع کیا چیز ہے ۱۲

برابرم ملک را این سخن دشوار آمد فرمود تا مصارعت کنند مقامے متسع ترتیب
برابر ہوں بادشاہ کو یہ بات گراں گذری اُس نے کُشتی لڑنے کا حکم دیدیا ایک وسیع میدان تیار

کردند و ارکانِ دولت و اعیانِ حضرت و زور آورانِ روئے زمین
کیا اور حکومت کے عہدیدار اور دربار کے سردار اور تمام دنیا کے پہلوان

حاضر شدند پسر چوں پیلِ مست در آمد بصدمتے کہ اگر کوہِ روئین[1]
جمع ہو گئے لڑکا مست ہاتھی کی طرح اپنے زور کے ساتھ نکلا کہ اگر کانسی کا پہاڑ

بودے از جائے برکندے استاد دانست کہ جواں بقوت از و برتر
بھی ہوتا تو اُکھاڑ پھینکتا استاد سمجھ گیا کہ لڑکا قوت میں اس سے بڑھا

ست بداں بندِ غریب کہ از وے پنہاں داشتہ بود باوی در آویخت
ہوا ہے اس عجیب و غریب داؤں سے جو کہ اس سے چھپا رکھا تھا اس کے ساتھ بھڑ گیا

پسر دفعِ آں ندانست بہم بر آمد استاد از زمینش بدو دست بالائے
لڑکا اس کا توڑ نہ سمجھا پریشان ہو گیا استاد نے اس کو دونوں ہاتھوں سے اپنے سر پر

سَر بُرد و بر زمین زد غریو از خلق برخاست مَلک فرمود اُستاد را
اُٹھا لیا اور زمین پر پٹخ دیا لوگوں میں شور مچ گیا بادشاہ نے استاد کو جوڑا

خلعت و نعمت دادن و پسر را زجر فرمود و مَلامت کرد کہ با پرورندۂ خویش
اور انعام دینے کا حکم فرمایا اور لڑکے کو جھڑکا اور ملامت کی کہ تو نے اپنے پالنے والے کے ساتھ

دعویٰ مقاومت کردی و بسر نبردی گفت اے پادشاہِ روئے
مقابلہ کا دعویٰ کیا اور پھر کچھ نہ کر سکا اُس نے کہا اے روئے زمین (تمام دنیا)

زمین بزور آوری بر من دست نیافت بلکہ مرا از علمِ کُشتی دقیقہ ماندہ بود و
کے بادشاہ وہ اپنی طاقت کی وجہ سے مجھ سے نہیں جیتا بلکہ مجھ سے کشتی کے فن کا ایک پیچ باقی تھا اور

ہمہ عمر از من دریغ می داشت امروز بداں دقیقہ بر من غالب آمد
وہ تمام عمر اس کے سکھانے سے بچتا رہا آج اسی پیچ سے وہ مجھ پر غالب آ گیا

گفت از بہر چنیں روزے نگہ میداشتم کہ زِیرکاں گفتہ اند دوست
اس نے کہا اسی دن کے لئے میں نے اس کو بچا رکھا تھا کہ عقلمندوں نے کہا ہے دوست

---

[1] روئیں کانسے کو کہتے ہیں جو ایک مرکب دھات ہوتی ہے جو رانگے اور تانبے سے تیار کرتے ہیں اور یہ نہایت مضبوط ہوتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ رانگ اور پیتل سے یا تانبے اور جست سے بناتے ہیں ۱۲

راچنداں قوّت مدہ کہ اگر دشمنی کند تواند نشنیدہ کہ چہ گفت آں کہ
کو اتنی طاقت نہ دے کہ اگر وہ دشمنی کرے تو کرسکے کیا تو نے نہیں سُنا کہ اُس شخص نے

از پروردۂ خویش جفا دید **قطعہ**
جس نے اپنے پروردہ کی بیوفائی دیکھی کیا کہا

یا وفا خود نبود در عالم
یا وفا کبھی دنیا میں تھی ہی نہیں
یا مگر کس دریں زمانہ نہ کرد
یا شاید کسی نے اس زمانہ میں کی ہی نہیں ہے

کس نیا موخت علم تیر از من
مجھ سے کسی ایسے شخص نے تیر اندازی کا علم نہیں سیکھا
کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد
کہ جس نے انجام کار مجھے ہی نشانہ نہ بنایا

حکایت [۲۹] درویشے مجرّد بگوشۂ صحرائے نشستہ بود پادشاہے بر
ایک فقیر تنہا ایک جنگل کے گوشہ میں بیٹھا ہوا تھا ایک بادشاہ اُسکے پاس

وے بگذشت درویش از آنجا کہ فراغ مُلک قناعت[۱] ست یدو التفات
سے گذرا فقیر نے اس سبب سے کہ فارغ البالی قناعت کی سلطنت ہے اس کی طرف دھیان

نہ کرد سلطاں از انجا کہ سطوتِ سلطنت ست برنجید و گفت ایں طائفۂ
نہ کیا بادشاہ اس سبب سے کہ حکومت کا ایک دبدبہ ہے اس پر بگڑ گیا اور کہنے لگا کہ گدڑی پوشوں

خرقہ پوشاں امثالِ بہائم اند اہلیت و آدمیت ندارند وزیر نزدیکش آمد و گفت
کا یہ گروہ جانوروں کی طرح ہے لیاقت اور انسانیت نہیں رکھتا وزیر اس کے نزدیک آیا اور کہا

اے جوانمرد سلطانِ روئے زمین بر تو گذر کرد خدمتے نہ کردی و شرائطِ
اے مردِ خدا روئے زمین کا بادشاہ تیرے پاس سے گذرا تو نے کوئی خدمت نہ کی اور قواعد

ادب بجا نیاوردی گفت سلطان را بگوی تا توقّع خدمت از کسے دارد
آداب بجا نہ لایا اُس نے کہا بادشاہ سے کہدینا کہ خدمت کی توقع اُس سے رکھے جو

کہ توقّع بہ نعمت او دارد دیگر بدانکہ ملوک از بہر پاس رعیت اند نہ رعیت
اس سے انعام کی امید رکھتا ہے اور دوسرے یہ بھی سمجھ لے کہ بادشاہ رعایا کی نگہبانی کے لئے ہیں نہ کہ رعایا

از بہر طاعت ملوک **قطعہ**
بادشاہوں کی تابعداری کے لئے

---

[۱] قناعت۔ تھوڑی چیز پر صبر کرنا۔ زیادہ کی حرص میں نہ پڑنا۔ مطلب یہ کہ فقیر جو کہ قناعت کے ملک کا مالک ہوتا ہے ۱۲ ؛

پادشہ پاسبانِ درویش ست
پادشاہ فقیر کا چوکیدار ہے!

گرچہ رامش بفرِّ دولتِ اوست
اگرچہ اس بادشاہ کی دولت کے دبدبہ کیوجہ سے اسکا تابعدار ہے

گوسپند از برائے چوپان نیست
بھیڑ چرواہے کے لئے نہیں ہے

بلکہ چوپان برائے خدمتِ اوست
بلکہ چرواہا اس کی خدمت کے لئے ہے

قطعہ

گر یکے را تو کامران بینی
اگر تو ایک کو بامراد دیکھتا ہے

دیگرے را دل از مجاہدہ ریش
تو دوسرے کا دل محنت ومشقت سے زخمی ہے

روز کے چند باش تا بخورد
تو تھوڑے دن ٹھہر تا کہ ظالم کے

خاک مغزِ سرِ خیال اندیش
سر کے بھیجے کو مٹی کھالے

فرقِ شاہی و بندگی برخاست
بادشاہی اور غلامی کا فرق مٹ گیا

چوں قضائے نبشتہ آمد پیش
جب لکھی ہوئی تقدیر سامنے آئی

گر کسے خاکِ مردہ باز کند
اگر کوئی مُردے کی قبر کھولے

نشناسد توانگر از درویش
تو مالدار اور فقیر میں فرق نہیں کرسکتا

مَلک را گفتنِ درویش استوار آمد گفت از من چیزے بخواہ گفت آن
بادشاہ کو فقیر کی بات بھلی معلوم ہوئی اس نے کہا کہ مجھ سے کچھ مانگ فقیر نے کہا یہ

ہمی خواہم کہ دگر بارہ زحمت بمن ندہی گفت مرا پندے دہ گفت
مانگتا ہوں کہ دوبارہ آپ مجھے تکلیف نہ پہونچائیں بادشاہ نے کہا کچھ نصیحت کر فقیر نے کہا

بیت

دریاب کنوں کہ نعمت ہست بدست
کچھ کرلے اس لئے کہ اب نعمت ہاتھ میں ہے

کیں دولت و ملک میرود دست بدست
اس لئے کہ یہ دولت اور ملک ہاتھوں ہاتھ جاتا ہے

حکایت (۳۰) یکے از وزرا پیشِ ذوالنونِ[1] مصری رفت و ہمت خواست کہ
ایک وزیر حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور دعا چاہی کہ

---

[1] ذوالنون مصری۔ ایک ولی اللہ کا لقب جو مصر کے رہنے والے تھے ثوبان آپ کا نام تھا۔ ابوالفیض کنیت تھی۔ آپ کے لقب کے متعلق یہ قصہ مشہور ہے کہ آپ ایک کشتی میں سوار تھے اور وہاں ایک قیمتی موتی گم ہو گیا تھا۔ لوگوں کو (باقی بر صفحہ آئندہ)

روز و شب بخدمتِ سلطان مشغول می باشم و بخیرش امیدوار و از
دن رات بادشاہ کی خدمت میں لگا رہتا ہوں اور اس کی خیر کا امیدوار ہوں اور

عقوبتش ترساں، ذوالنون بگریست و گفت اگر من خدائے عزّوجلّ را
اس کے غصہ سے ڈرتا رہتا ہوں۔ حضرت ذوالنون رو پڑے اور فرمایا اگر میں خدائے غالب اور بزرگ سے

چناں ترسیدمے کہ تو سلطاں را از جملہ صدّیقاں بودمے
ایسا ڈرتا جیسا کہ تو بادشاہ سے ڈرتا ہے تو میرا شمار صدیقوں میں ہوتا

قطعہ

گر نبودے امیدِ راحت و رنج
اگر راحت و رنج کی امید نہ ہوتی

پائے درویش بر فلک بودے
تو فقیر کا قدم آسمان پر ہوتا

گر وزیر از خدا بترسیدے
اگر وزیر خدا سے ایسا ڈرتا جیسا کہ

ہمچناں کز مَلِک مَلَک بودے
بادشاہ سے، تو فرشتہ ہوتا

حکایت (۲۱) پادشاہے بکشتنِ اسیرے اشارت کرد گفت اے مَلِک
ایک بادشاہ نے ایک قیدی کے قتل کا حکم دیا اُس نے کہا اے بادشاہ

موجبِ خشمے کہ ترا بر من ست آزارِ خود مجوی کہ ایں عقوبت بر من بیک نفس
اس غصہ کے سبب جو آپ کو مجھ پر ہے اپنے آپ کو نہ ستایئے کہ یہ سزا تو میرے اوپر ایک سانس

سر آید و بزہِ آں بر تو جاوید بماند
میں گذر جائے گی لیکن اس کا گناہ آپ پر ہمیشہ رہے گا

قطعہ

دورانِ بقا چو بادِ صحرا بگذشت
زندگی کا زمانہ جنگل کی ہوا کی طرح گذر گیا

تلخی و خوشی و زشت و زیبا بگذشت
رنج، خوشی، بُرا، اچھا سب گذر گیا،

پنداشت ستمگر کہ جفا بر من کرد
ظالم سمجھا کہ اس نے مجھ پر ظلم کیا

بر گردنِ او بماند و بر ما بگذشت
وہ ظلم اُس کی گردن پر رہا اور ہم پر گذر گیا

مَلِک را نصیحتِ او سودمند آمد و از سرِ خونِ او در گذشت
بادشاہ کو اس کی نصیحت پسند آئی اور اس کا خون معاف کر دیا،

حکایت (۲۲) وزرائے نوشیرواں در مُہمّے[۱] از مصالحِ مملکت اندیشہ
نوشیرواں کے وزیر حکومت کی کسی ضروری مصلحت کے بارے میں سوچ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) آپ پر شبہ ہوا تو آپ نے مچھلیوں کو حکم دیا اور بے تعداد مچھلیاں ویسے موتی لے کر دریا سے نکل آئیں کتب سیر میں یہ قصہ بہ تفصیل مرقوم ہے (متعلقہ صفحہ ہذا) [۱] مُہم کوئی بڑا اہم کام جس کی وجہ سے فکر ہو ۱۲

همی کردند و هر یک از ایشاں دگرگونہ رای همی زدند و ملک همچناں
رہے تھے اور ان میں سے ہرایک جُدا قسم کی رائے دے رہا تھا اور بادشاہ نے بھی اسی طرح

تدبیرے اندیشہ کرد بزرجمہر را رائے ملک اختیار آمد وزیراں در
ایک تدبیر سوچی بزرجمہر کو بادشاہ کی رائے پسند آئی وزیروں نے پوشیدہ

نہانش گفتند رائے ملک را چہ مزیّت دیدی بر فکر چندیں حکیم گفت بموجب
طور پر اُس سے کہا تونے بادشاہ کی رائے میں اتنے عقلمندوں کی رائے کی بہ نسبت کیا فوقیت دیکھی اس نے کہا کہ اس کا

آنکہ انجام کار معلوم نیست و رائے ہمگناں در مشیّت ست کہ صواب آید
سبب یہ ہے کہ معاملہ کا نتیجہ تو معلوم نہیں ہے اور سب کی رائے مشیت خداوندی کے قبضہ میں ہے کہ ٹھیک بیٹھے

یا خطا پس موافقت رائے ملک اولیٰ ترست تا اگر خلافِ صواب آید
یا غلط تو بادشاہ کی رائے کی ہی موافقت کرنا بہتر ہے تاکہ اگر وہ غلط بھی ہو تو

بعلّت متابعت از معاتبت ایمن باشم کہ گفتہ اند **مثنوی**
اس کا کہا ماننے کی وجہ سے ناراضی سے بچا رہوں گا کیونکہ عقلمندوں نے کہا ہے

خلافِ رائے سلطاں رای جستن
بادشاہ کی رائے کے خلاف رائے قائم کرنا

بخونِ خویش باشد دست شستن
اپنے خون سے ہاتھ دھونا ہے

اگر شہ روز را گوید شب ست ایں
اگر بادشاہ دن کو کہے کہ یہ رات ہے

بباید گفت اینک ماہ و پرویں[1]
تو کہہ دینا چاہیئے کہ یہ چاند ہے اور یہ ثریا ہے

حکایت[۳۳]

شیادے گیسو[4] بافت یعنی علوی[2] ست و با قافلۂ حجاز
ایک مکار نے زلفیں گوندھی یعنی کہ وہ علوی ہے اور حاجیوں کے قافلہ کیساتھ

بشہر در آمد و چناں نمود کہ از حج می آید و قصیدۂ[3] نیکو پیش ملک برد و دعوی
شہر میں آیا اور یہ ظاہر کیا کہ حج کرکے آرہا ہے اور ایک اچھا قصیدہ بادشاہ کے سامنے لیگیا اور دعوی

لہ پرویں فارسی میں ستاروں کے گچھے کو کہتے ہیں اور وہ چھ ستارے ہیں جو خوشۂ انگور کی طرح ہیں عربی میں ان کو ثریا کہتے ہیں ۱۲۔ **سلہ** علوی۔ اولاد حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ سیّدوں کی دو شاخیں ہیں ایک اولاد حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا۔ دوسرے وہ جو دوسری بیویوں سے ہے جنکو آپ بعد رحلت جنابہ سیّدہ اپنے نکاح میں لائے تھے ۱۲۔ **سلہ** قصیدہ نظم کی ایک صنف ہے۔ جس کے مطلع کے دونوں قافیہ اور باقی شعروں کے دوسرے مصرعوں کے قافیئے ہم وزن ہوں اور اس کے کم از کم پندرہ شعر ہونا چاہیئیں۔ قصیدہ میں اکثر بادشاہوں یا امرا کی مدح کی جاتی ہے
عہ یعنی بال گوندھے جو علامت سید ہونے کی تھی ۱۲

کرد کہ وے گفتہ است مَلِک نعمتش داد و اکرام کرد و نوازش بیکراں فرمود
کیا کہ اس نے کہا ہے بادشاہ نے اس کو انعام دیا اور تعظیم کی اور بے انتہا مہربانی کی

تا یکے از نُدمائے حضرتِ پادشاہ کہ دراں سال از سفرِ دریا آمدہ بود گفت
یہاں تک کہ بادشاہ کے دربار کے ایک مصاحب نے کہا جو اسی سال دریا کا سفر کر کے آیا تھا کہ

من او را عیدِ اضحیٰ در بصرہ[۱] دیدم معلوم شد کہ حاجی نیست دیگر گفت من
میں نے بقرعید کے موقع پر اُس کو بصرہ میں دیکھا تھا تو پتہ چلا کہ وہ حاجی نہیں ہے دوسرے مصاحب نے کہا کہ میں

او را آشناسم و پدرش نصرانی بود در ملاطیہ[۲] بدانستند کہ شریف نیست
اُس کو پہچانتا ہوں اور اس کا باپ تو ملاطیہ میں ایک عیسائی تھا تو سب کو معلوم ہو گیا کہ وہ شریف النسب بھی

و شعرش را در دیوانِ انوری[۳] یافتند مَلِک فرمود تا بزنندش و نفی کنند
نہیں ہے اور اس کے اشعار انوری کے دیوان میں مل گئے بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو ماریں اور شہر بدر کر دیں

تا چندیں دروغ درہم چرا گفت گفت اے خداوندِ روئے زمین سخنے ماندہ
کہ اس نے پے درپے اتنے جھوٹ کیوں بولے اس نے کہا اے روئے زمین کے بادشاہ ایک بات رہ گئی

است در خدمت بگویم اگر راست نباشد بہر عقوبت کہ خواہی سزاوار
ہے وہ آپ کی خدمت میں عرض کر دوں اگر وہ سچی نہ ہو تو جو سزا آپ چاہیں میں اُس کا مستحق

آنم گفت آں چیست، گفت
ہوں بادشاہ نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا

قطعہ

غریبے گرت ماست پیش آورد
اگر کوئی اجنبی آپ کے سامنے چھاچھ لائے تو

دو پیمانہ آب ست و یک چمچہ دوغ
دو پیالہ پانی اور ایک چمچہ دہی ہے

اگر راست میخواہی از من شنو
اگر سچی بات سننا چاہتے ہیں تو مجھ سے سن لیجئے

جہاندیدہ بسیار گوید دروغ
جس نے دنیا زیادہ دیکھی ہو وہ جھوٹ زیادہ بولتا ہو

مَلِک را خندہ گرفت گفت ازیں راست تر سخن تا عمرِ او باشد نہ گفتہ است
بادشاہ کو ہنسی آگئی اور اس نے کہا کہ اس نے اپنی عمر بھر اس سے زیادہ سچی بات نہیں کہی ہے ، اور

فرمود تا آنچہ مامولِ اوست مہیا دارند و بخوشی او را گسیل کنند۔
حکم دیا کہ جو اس کی تمنا ہو وہ پوری کر دیں اور ہنسی خوشی اس کو رخصت کر دیں

---

[۱] بصرہ ایک شہر ہے جو عراق عرب میں واقع ہے [۲] ملاطیہ بفتح ایک شہر کا نام جو روم اور فرنگ کے درمیان واقع ہو اور وہاں ایک قلعہ نہایت مضبوط تھا [۳] انوری محمود غزنوی کے زمانے کا ایک نہایت مشہور و معروف شاعر تھا ۱۲

حکایت (۳۴) یکے از پسران ہارون الرشید پیش پدر آمد خشم آلودہ کہ مرا
ہارون الرشید کا ایک لڑکا غصہ میں بھرا ہوا باپ کے پاس آیا اور بولا کہ فلاں
فلاں سرہنگ زادہ دشنامِ مادر داد ہارون الرشید ارکانِ دولت را گفت
سپاہی کے لڑکے نے مجھے ماں کی گالی دی ہے ہارون الرشید نے ارکان دولت سے دریافت کیا
جزائے چنیں کسے چہ باشد یکے اشارت بکشتن کرد و یکے بزبان بریدن
کہ ایسے شخص کی کیا سزا ہونی چاہیے ایک نے قتل کا مشورہ دیا اور ایک نے زبان کاٹنے کا
و دیگرے بمصادرت و نفی ہارون گفت اے پسر کرم آنست کہ عفو کنی و اگر
دوسرے نے ضبطی جائیداد اور جلا وطنی کا ہارون الرشید نے کہا اے بیٹا شرافت تو یہ ہے کہ تو معاف کردے اور
نتوانی تو نیزش دشنامِ مادر دہ چندانکہ از حد در نگذرد پس آنگہ ظلم از طرفِ
اگر یہ نہیں کرسکتا تو تو بھی اُس کو ماں کی گالی دیدے اس قدر کہ حد سے نہ گذرے ورنہ پھر تیری طرف سے ظلم
تو باشد و دعویٰ از قبلِ خصم
ہوگا اور مخالف کی جانب سے دعوے

قطعہ

نہ مرد ست آں بنزدیکِ خردمند
عقلمند کے نزدیک مردہ نہیں ہے
کہ با پیلِ دماں پیکار جوید
جو مست ہاتھی سے لڑے

بلے مرد آنکس ست از روئے تحقیق
ہاں مرد وہ ہے تحقیق کے اعتبار سے
کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید
کہ جب اس کو غصہ آئے تو بیہودہ نہ بکے

حکایت (۳۵) با طائفہ بزرگاں بکشتی نشستہ بودم زورقے در پئے ما
میں بزرگوں کے ایک گروہ کے ساتھ کشتی میں سوار تھا ہمارے پیچھے ایک چھوٹی کشتی
غرق شد دو برادر بگردابے درافتادند یکے از بزرگاں گفت ملاح را کہ
ڈوب گئی اور دو بھائی بھنور میں پھنس گئے بزرگوں میں سے ایک نے ملاح سے کہا کہ
بگیر ایں ہر دو را کہ بہر یکے پنجاہ دینارت بدہم ملاح در آب رفت
ان دونوں کو پکڑلے ہر ایک کے عوض تجھے پچاس دینار دوں گا ملاح پانی میں کود پڑا
تا یکے را برہانید و آں دیگر ہلاک شد گفتم بقیتِ عمرش نماندہ بود ازیں
چنانچہ ایک کو نکال لایا اور دوسرا مرگیا میں نے کہا اس کی عمر باقی نہ تھی، اسی

سلہ ہارون الرشید خلفائے عباسیہ میں سے ایک خلیفہ کا نام تھا جو نہایت عادل ذی ہمت اور سخی تھا ۱۲

سبب در گرفتن او تاخیر کردی و دراں دیگر تعجیل ملاح بخندید و گفت انچہ تو
وجہ سے تونے اس کے پکڑنے میں دیر لگائی اور دوسرے کے پکڑنے میں جلدی کی ملاح ہنسا اور کہا جو آپ نے

گفتی یقین ست و سببے دیگر ست گفتم آں چیست گفت میل خاطر من
فرمایا وہ یقینی بات ہے اور ایک دوسرا سبب بھی ہے میں نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا میری طبیعت کا

بہ رہانیدن ایں یکے بیشتر بود کہ وقتے در بیابان ماندہ بودم مرا بر شترے
رجحان اس ایک کو بچانے کی طرف زیادہ تھا اس لئے کہ ایک دفعہ میں جنگل میں تھک گیا تھا تو اس نے مجھے اونٹ

نشاند و از دستِ آں دگر تازیانہ خوردہ بودم در طفلی گفتم صَدَقَ اللّٰہُ
پر بٹھا لیا تھا اور اس دوسرے کے ہاتھ سے میں نے بچپنے میں کوڑا کھایا تھا میں نے کہا خدا تعالیٰ نے سچ فرمایا

تَعَالٰی مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَیْھَا **قطعہ**
ہے جو نیک کام کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے اور جو برائی کرتا ہے اپنے لئے کرتا ہے

تا توانی درون کس مخراش
جب تک ممکن ہو کسی کا دل زخمی نہ کر

کاندریں[1] راہ خارہا باشد
اس لئے کہ اس راستہ میں بہت کانٹے ہیں

کارِ درویش مستمند بر آر
حاجتمند فقیر کا کام نکال دے

کہ ترا نیز[2] کارہا باشد
اس لئے کہ تیرے بھی بہت سے کام ہونے ہیں

حکایت (۳۶) دو برادر بودند یکے خدمتِ سلطاں کردے و دیگرے بسعی[3]
دو بھائی تھے ایک بادشاہ کی نوکری کرتا تھا اور دوسرا اپنے بازو

بازو خوردے بارے ایں توانگر گفت درویش را کہ چرا خدمت نہ کنی تا از
کی کمائی کھاتا تھا ایک مرتبہ اس مالدار نے اس فقیر کو کہا کہ تو بادشاہ کی نوکری کیوں نہیں کر لیتا تاکہ

مشقتِ کار کردن برہی گفت تو چرا کار نہ کنی تا از مذلتِ خدمت رستگاری
مزدوری کی محنت سے چھوٹ جائے اس نے کہا تو مزدوری کیوں نہیں کرتا تاکہ خدمتگاری کی ذلت سے چھٹکارا

یابی کہ خردمنداں گفتہ اند کہ نانِ جو خوردن و نشستن بہ کہ کمر زریں[4]
حاصل کر لے اس لئے کہ عقلمندوں نے کہا ہے کہ جو کی روٹی کھا لینا اور بیٹھ جانا زریں پیٹی باندھنے اور

---

[1] کاندریں راہ سے مراد مردم آزاری کا طریقہ ۱۲ [2] یعنی تو اوروں کے کام نکالے گا تو تیرے کام بھی نکلتے رہیں گے ۱۰ [3] سعی بازو سے مراد غالباً پیشہ وری اور ہنرمندی ہے ۱۲ [4] نوکر اور چپراسی وغیرہ بادشاہوں کی خدمت میں پٹکا باندھ کر کھڑے ہوتے تھے ۱۲

بستن و بخدمت استادن

بیت

در بار میں کھڑا رہنے سے بہتر ہے

بدست آہکِ[1] تفتہ کردن خمیر	بہ از دست بر سینہ پیش امیر
ہاتھ سے گرم چونے کو گوندھنا	امیر کے سامنے سینہ پر ہاتھ رکھنے سے بہتر ہے

قطعہ

عمر گرانمایہ دریں صرف شد	تا چہ خورم صیف و چہ پوشم شتا،
قیمتی عمر اسی میں صرف ہو گئی	کہ گرمیوں میں کیا کھاؤں اور جاڑوں میں کیا پہنوں
اے شکم خیرہ بنانے بساز	تا نہ کنی پشت بخدمت دوتا
اے بے شرم ایک روٹی پر قناعت کرلے	تاکہ خدمت گاری میں کمر دوہری نہ کرے

حکایت (۳۷) کسے مژدہ پیش نوشیروان عادل برد و گفت شنیدم کہ
کوئی آدمی نوشیرواں عادل کے پاس خوشخبری لے گیا اور کہا کہ میں نے سنا ہو کہ
فلاں دشمن ترا خدائے تعالیٰ برداشت گفت ہیچ شنیدی کہ مرا بگذاشت[2]
تیرے فلاں دشمن کو خدائے تعالیٰ نے اٹھا لیا اس نے کہا کیا تو نے یہ بھی سنا کہ اس نے مجھے چھوڑ دیا۔

اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست	کہ زندگانیِ ما نیز جاودانی نیست
اگر دشمن مر گیا تو خوشی کا موقع نہیں ہے	اس لئے کہ ہماری زندگی میں بھی ہمیشگی نہیں ہے

حکایت (۳۸) گروہے حکما در بارگاہِ کسریٰ[3] بہ مصلحتے در سخن ہمی گفتند و بزرجمہر[4]
عقلمندوں کی ایک جماعت کسریٰ کے دربار میں کسی تدبیر میں مشورہ کر رہی تھی اور بزرجمہر
کہ مہتر ایشاں بود خاموش بود سوال کردندش کہ با ما دریں بحث چرا سخن
جو ان کا سردار تھا چپ تھا انہوں نے اس سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ اس بحث میں کیوں بات چیت
نگوئی گفت وزیراں بر مثالِ اطبا اند و طبیب دارو ندہد مگر بہ سقیم
نہیں کرتے اُس نے کہا وزیروں کی مثال طبیبوں کی سی ہے اور طبیب بیمار ہی کو دوا دیتا ہے

---

[1] آہک تفتہ بدست خمیر کردن سے مراد انتہائی تکلیف۔ یعنی کسی امیر کے سامنے مودبانہ سینے پر ہاتھ رکھکر کھڑے ہونے سے بہتر ہے کہ وہ ہاتھ جلتے ہوئے چونے سے جل جائے [2] مرا بگذاشت یعنی کیا مجھے ہمیشہ کے لئے آزاد کر دیا کیا اب مجھ کو اپنی موت کا غم نہیں رہا ۱۲۔ [3] کسریٰ نوشیرواں کا نام ہے اور سب بادشاہانِ فارس کا بھی لقب ہے۔ اس کی جمع اکاسرہ ہے اور یہ بکسر کاف عربی ہے [4] بزرجمہر نوشیرواں کے وزیر اعظم کا نام تھا ۱۲ ؎

پس چوں ببینم کہ رائے شما بر صواب ست مرا بر سر آں سخن گفتن حکمت نباشد
جب میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری رائے درست ہے تو اس پر میرا بات کرنا دانائی نہ ہوگی

مثنوی

چو کارے بے فضول من برآید
جو کام میرے بات بنائے بدون نکل جائے ،
مرا در وے سخن گفتن نشاید
مجھے اس میں بات نہ کرنی چاہیئے
وگر بینم کہ نابینا و چاہ است
اگر میں دیکھوں کہ اندھا ہے اور کنواں
اگر خاموش بنشینم گناہ است
اگر پھر چپ بیٹھا رہوں تو گناہ ہے

حکایت

ہارون الرشید را چوں ملک مصر مسلّم[1] شد گفتا بخلاف آں
ہارون الرشید کا جب ملک مصر پر اقتدار ہوگیا تو اس نے کہا کہ اس سرکش کے
طاغی[2] کہ بہ غرورِ ملکِ مصر دعوئے خدائی کرد نہ بخشم ایں ملک را الا
برعکس جس نے صرف ملک مصر کے گھمنڈ میں خدائی کا دعوے کیا میں یہ ملک نہیں دوں گا مگر
بخسیس ترین بندگاں سیاہے داشت خصیب نام ملکِ مصر بوے
اپنے غلاموں میں سے بھی ادنیٰ ترین کو۔ اس کا ایک حبشی غلام خصیب نامی تھا ملک مصر اس کو
ارزانی داشت آوردہ اند کہ عقل و درایت او تا بجائے بود کہ طائفہ
بخش دیا لوگ بیان کرتے ہیں کہ اس کی عقل و سمجھ اس درجہ کی تھی کہ مصر کے
حراث مصر شکایت آوردندش کہ پنبہ کاشتہ بودیم برکنار نیل باراں
کاشتکاروں کی ایک جماعت نے شکایت کی کہ ہم نے دریائے نیل کے کنارے روئی کی کاشت کی تھی بے موسم
بے وقت آمد و تلف شد گفت پشم بایستے کاشت تا تلف نہ شدے
کی بارش سے وہ تباہ ہوگئی ہے اس نے کہا تمہیں اون بونی چاہیئے تھی تاکہ تباہ نہ ہوتی ،
صاحبدلے ایں کلام بشنید و گفت

مثنوی

ایک بزرگ نے یہ بات سنی اور کہا

---

[1] مسلّم شد۔ یعنی سونپا گیا۔ مطلب یہ کہ جب خدائے برتر نے مصر کی حکمرانی ہارون الرشید کے سپرد کردی ۱۲ [2] آں طاغی سے مراد فرعون ہے جس نے مغرور ہو کر خدائی کا دعوے کیا۔ اور آخر کار قہر خداوندی سے غرقِ دریائے نیل ہوا ۱۲ [3] ملک مصر بہت سے شہروں پر مشتمل ہے جیسے ہرماں، عین الشمس دمیاط۔ اسکندریہ وغیرہم ۱۲

اگر روزی بدانش در فزودے
اگر روزی عقل کی وجہ سے بڑھتی

زناداں تنگ تر روزی نبودے
تو بے وقوف سے بڑھکر کوئی تنگ روزی نہ ہوتا

بناداں آں چناں روزی رساند
بے وقوف کو وہ اس طرح روزی پہونچاتا ہے

کہ دانا اندراں حیراں بماند
کہ عقلمند اس میں حیران رہ جاتا ہے

مثنوی

بخت و دولت بکاردانی نیست
نصیبہ اور دولت ہنرمندی کی وجہ سے نہیں ہے

جز بتائید آسمانی نیست
یہ تو محض آسمانی تائید سے ہے

کیمیا گر بغصہ مردہ بہ رنج
کیمیا گر رنج میں غصہ سے مرگیا

ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج
بیوقوف نے ویرانے میں خزانہ پالیا

اوفتادہ است در جہاں بسیار
دنیا میں یہ بہت ہوا ہے

بے تمیز ارجمند و عاقل خوار
کہ بے تمیز صاحب مرتبہ اور عقلمند ذلیل

حکایت یکے را از ملوک کنیزک چینی آوردند خواست در حالتِ مستی
بادشاہوں میں سے ایک کے پاس چین کی لونڈی لائے۔ بادشاہ نے مستی کی حالت میں

باوے جمع آید کنیزک ممانعت کرد ملک در خشم شد و مر او را بسیاہے بخشید
چاہا کہ اُس سے ہمبستری کرے لونڈی نے روک دیا۔ بادشاہ کو غصہ آگیا اور اس کو ایک حبشی غلام کو دیدیا

کہ لب زبرینش از پرۂ بینی در گذشتہ بود و زیرینش بہ گریباں فروہشتہ
جس کا اوپر کا ہونٹ ناک کے نتھنے سے بھی اونچا تھا اور نیچے کا ہونٹ گریبان تک لٹکا ہوا تھا

ہیکلے کہ صخرِ[1] جنی از طلعت او برمیدے وعینُ القطر[2] از بغلش بچکیدے فرد
ایسا بدصورت کہ صخر نامی جن بھی اُس کی صورت دیکھکر بھاگتا اور تارکول کا چشمہ اس کی بغل سے ٹپکتا

توگوئی تا قیامت زشت روئی
تو یہ کہے گا کہ قیامت تک کے لئے بدصورتی

بروختم ست و بر یوسفؑ[3] نکوئی
اس پر ختم ہے اور حضرت یوسفؑ پر خوبصورتی

---

[1] صخر بفتح صاد مہلہ۔ ایک کریہ المنظر جن کا نام جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری چرائی تھی [2] عین القطر بعض نے ایک بدبودار روغن کے معنی میں لکھا ہے جو چیڑ کے درخت سے نکلتا ہے اور بعض نے پگھلے ہوئے تانبے کے معنی میں لکھا ہے چونکہ زنگار کی وجہ سے اُس میں بُری بو آتی ہے اس لئے یہ معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں [3] حضرت یوسف (علیہ السلام) ایک پیغمبر کا نام جو نہایت خوبصورت تھے ۱۲۔

قطعہ

شخصے نہ چناں کریہ منظر
وہ شخص نہ ایسا بدصورت

کز زشتی او خبر تواں داد
کہ جس کی بُرائی بیان کی جاسکے

وانگہ بغلش نعوذ باللہ
اور پھر اس کی بغل تو اللہ بچائے

مُردار بآفتابِ مرداد
بھادوں کی دھوپ کا سڑا ہوا مردار

آوردہ اند کہ دراں مدّت سیاہ را نفس طالب بود و شہوت غالب
لوگ بیان کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں حبشی کا نفس طالب تھا اور شہوت غالب تھی

مہرش بجنبید مُہرش برداشت بامداداں کہ مَلِک کنیزک را بجست و نیافت
اس کی محبت بھڑکی اور اس نے اس کی مُہر اکھاڑ پھینکی صبح کے وقت جب بادشاہ نے لونڈی کو تلاش کیا اور نہ پایا

حکایت بگفتندش خشم بگرفت و فرمود تا سیاہ را با کنیزک استوار بہ بند و از
تو لوگوں نے رات کا واقعہ بادشاہ کو بتایا۔ بادشاہ کو غصہ آیا اور حکم دیدیا کہ حبشی کو لونڈی کے ساتھ کس کر باندھیں اور

بامِ جوسق بقعرِ خندق در اندازند یکے از وزرائے نیک محضر روئے
بالاخانہ کی چھت سے خندق کی گہرائی میں پھینک دیں ایک نیک طبیعت وزیر نے سفارش

شفاعت بر زمین نہاد و گفت سیاہ بیچارہ را دریں خطائے نیست
کے لئے پیشانی زمین پر رکھی اور کہا حبشی بے چارے کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے

کہ سائر بندگاں بنوازشِ خداوندی مُتَعَوّد اند گفت اگر در مفاوضتِ او
اس لئے کہ تمام غلام شاہی مہربانی کے عادی ہیں اس نے کہا کہ اگر اُس سے ہمبستری میں

شبے تاخیر کردے چہ شدے کہ من اورا افزوں تر از بہائے کنیزک
ایک رات کی دیر کر دیتا تو کیا ہرج تھا کہ میں اس کو لونڈی کی قیمت سے بھی زیادہ

بدادمے گفت اے خداوند آنچہ فرمودی معلوم ست لیکن نشنیدی
دے دیتا اس نے کہا اے آقا جو کچھ آپ نے فرمایا درست ہے لیکن کیا جناب نے عقلمندوں

کہ حکما گفتہ اند دریں معنیٰ
کا قول نہیں سنا جو اسی بارے میں ہے

قطعہ

تشنۂ سوختہ بر چشمۂ حیواں چو رسد
جلا بھنا پیاسا جب آب حیات کے چشمہ پر پہونچ جائے

تو مپندار کہ از پیلِ دماں اندیشد
تو یہ نہ سمجھ کہ وہ مست ہاتھی سے ڈریگا

مُلحِدِ گرسنہ در خانۂ خالی برخواں | عقل باور نکند کز رمضاں اندیشد
بھوکا لامذہب خالی گھر میں دسترخوان پر | عقل کو یقین نہیں آتا کہ وہ رمضان کا خیال کریگا

مَلِک رااین لطیفہ پسند آمد و گفت اکنوں سیاہ را بتو بخشیدم کنیزک را
بادشاہ کو یہ لطیفہ پسند آگیا اور اس نے کہا اب حبشی غلام میں نے تجھے بخشدیا لونڈی کا

چہ کنم گفت کنیزک را ہم بہ سیاہ بخش کہ نیم خوردۂ سگ ہم اورا شاید قطعہ
کیا کروں اس نے کہا کہ لونڈی بھی حبشی کو بخشدیجئے کہ کتے کا بچا ہوا کتے ہی کے مناسب ہے

ہرگز اورا بدوستی مپسند | کہ رَوَد جائے ناپسندیدہ
دوستی کے لئے ایسے شخص کو پسند نہ کر | جو کسی بُری جگہ چلا جائے

تشنہ را دل نخواہد آبِ زلال[1] | نیم خوردہ دہانِ گندیدہ
پیاسہ بھی اس ستھرے پانی کو پینا پسند نہ کریگا | جو کسی گندہ دہن کا بچا ہوا ہو

حکایت[۱۴] اسکندرِ رومی[2] را پرسیدند کہ دیارِ مشرق و مغرب را بچہ
اسکندر رومی سے لوگوں نے پوچھا کہ مشرق و مغرب کے ممالک تونے کیسے فتح

گرفتی کہ مُلوکِ پیشیں را خزائن و عمر و مُلک و لشکر بیش ازیں بود و چنیں
کرلیئے اس لئے کہ پہلے بادشاہوں کے خزانے اور عمر اور مُلک اور لشکر اس سے بڑھے ہوئے تھے اور انکو

فتحے میسر نہ شد گفت بعون اللہ عزوجل ہر مملکتے را کہ بگرفتم رعیتش را
ایسی فتح میسر نہ آئی، اس نے کہا خدا بلند و بالا کی مدد سے جو ملک میں نے فتح کیا اس کی رعایا کو

نیازردم و رسومِ خیراتِ گذشتگاں باطل نہ کردم و نامِ پادشاہاں
میں نے نہ ستایا اور بزرگوں کی عمدہ رسموں کو میں نے موقوف نہ کیا اور بادشاہوں کا نام

جز بہ نکوئی نبردم بیت
اچھائی کے سوا نہ لیا

بزرگش نخوانند اہلِ خرد | کہ نامِ بزرگاں بزشتی برد
عقلمند اس شخص کو کبھی بڑا نہیں مانتے | جو بڑوں کا نام برائی سے لے

قطعہ

---

[1] آب زلال سے مراد صاف ٹھنڈا پانی ہے ۱۲ [2] اسکندر رومی ایک مشہور بادشاہ کا نام ہے ۱۲

ایں ہمہ ہیچ ست چوں می بگذرد	بخت و تخت و امر و نہی و گیر و دار
یہ سب کچھ کچھ بھی نہیں جبکہ جاتا رہتا ہے	نصیب، تخت شاہی، حکم چلانا، روکنا، اور پکڑ دھکڑ
نام نیک رفتگاں[1] ضائع مکن	تا بماند نام نیکت برقرار
پہلوں کے نیک نام کو ضائع نہ کر	تاکہ تیرا نیک نام باقی رہے

بابِ دوم در اخلاقِ درویشاں

دوسرا باب فقیروں کے اخلاق کے بیان میں!

حکایت (۱) یکے از بزرگاں گفت پارسائے را چہ گوئی در حق فلاں
ایک بڑے آدمی نے ایک بزرگ پارسا سے دریافت کیا فلاں عابد کے بارہ

عابد کہ دیگراں در حق وے بطعنہ سخنہا گفتہ اند گفت بر ظاہرش
میں آپ کیا فرماتے ہیں جب کہ دوسرے لوگ تو اس کے بارے میں طعنہ زنی سے باتیں کہتے ہیں اس نے کہا میں اس کے

عیب نمی بینم و در باطنش غیب[2] نمی دانم **قطعہ**
ظاہر میں کوئی عیب نہیں دیکھتا اور اس کے باطن کا میں غیب داں نہیں ہوں

ہر کہ را جامۂ پارسا بینی	پارسا داں و نیک مرد انگار
تو جس کا پارساؤں کا سا لباس دیکھے	اس کو پارسا جان اور نیک خیال کر
ور ندانی کہ در نہانش چیست	محتسب را درونِ خانہ چہ کار
اور اگر تو نہیں جانتا کہ اس کے باطن میں کیا ہے	تو کوتوال کو گھر کے اندر کی باتوں سے کیا تعلق ہے

حکایت (۲) درویشے را دیدم کہ سر بر آستانِ[3] کعبہ می مالید و می نالید
میں نے ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ کعبہ کی چوکھٹ پر سر رگڑ رہا تھا اور رو رہا تھا

و می گفت کہ یا غفور و یا رحیم تو دانی کہ از ظلوم[4] و جہول چہ آید **قطعہ**
اور کہہ رہا تھا اے غفور، اے رحیم تو جانتا ہے کہ مجھ ظالم و جاہل سے کیا ہو سکتا ہے

---

[1] رفتگاں سے مراد وہ لوگ جو اس جہان سے چلے گئے ۱۲ [2] یعنی جو کچھ باطن میں ہے وہ غیب ہے اور غیب کی مجھے خبر نہیں ۱۲ [3] آستانِ کعبہ سے مراد در و بروے کعبہ ہے۔ کیونکہ آستان کعبہ بہت بلند ہے یہ ممکن نہیں کہ کوئی اپنا سر رکھ کر اس پر سجدہ کر سکے ۱۲ [4] ظلوم و جہول۔ بہت ظالم اور بہت جاہل، چونکہ قرآن شریف میں انسان کے لئے ظلوماً جہولاً کے لفظ مستعمل ہیں اس لئے ایسا کہا ۱۲

عذرِ تقصیرِ خدمت آوردم
میں خدمت کی کمی کا عذر لے کر آیا ہوں

کہ ندارم بطاعت استظہار
اس لئے کہ عبادت پر تو بھروسہ نہیں ہے

عاصیاں از گناہ توبہ کنند
گنہگار گناہ سے توبہ کرتے ہیں!

عارفاں از عبادت استغفار
اور خدا رسیدہ اپنی عبادت سے توبہ کرتے ہیں

عابداں جزائے طاعت خواہند و بازرگاناں بہائے بضاعت من بندہ
عبادت گذار عبادت کا بدلا چاہتے ہیں اور سوداگر سامان کی قیمت میں بندہ

امید آوردہ ام نہ طاعت بدر یوزہ آمدہ ام نہ بہ تجارت **فقرہ**
امید لے کر آیا ہوں نہ بندگی میں بھیک مانگتا ہوں نہ تجارت کرنے آیا ہوں

اِصْنَعْ بِنَا مَا اَنْتَ اَهْلُهٗ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا مَا نَحْنُ اَهْلُهٗ
ہمارے ساتھ وہ کر جس کا تو اہل ہے وہ نہ کر جس کے ہم سزا دار ہیں

بیت

گر کشی ور جرم بخشی روی و سر بر آستانم | بندہ را فرماں نباشد ہرچہ فرمائی بر آنم
اگر تو مار ڈالے یا خطا معاف کردے میرا چہرہ اور سر چوکھٹ پر ہے، غلام کا کوئی حکم نہیں ہوتا جو کچھ تو حکم دے میں اسی پر قائم ہوں

قطعہ

بر درِ کعبہ سائلے دیدم
کعبہ کے دروازے پر میں نے ایک فقیر دیکھا

کہ ہمی گفت و میگرستے خوش
جو یہ کہہ رہا تھا اور خوب رو رہا تھا

می نگویم کہ طاعتم بپذیر
میں یہ نہیں کہتا کہ میری عبادت قبول کر لے

قلمِ عفو بر گناہم کش
ہاں معافی کا قلم میرے گناہ پر پھیر دے

حکایت[1] عبد القادر گیلانی را دیدند رحمۃ اللہ علیہ در حرمِ کعبہ روی
لوگوں نے شیخ عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ کعبہ کے حرم میں پیشانی

بر حصا نہادہ بود و می گفت اے خداوند ببخشای و اگر مستوجب
کنکریوں پر ٹکائے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے اے خدا بخش دے اور اگر سزا کا

عقوبتم مرا روزِ قیامت نابینا برانگیز تا در روئے نیکاں شرمسار نباشم **قطعہ**
مستحق ہوں تو مجھے قیامت میں اندھا اٹھانا تاکہ نیک آدمیوں کے سامنے مجھے شرمندگی نہ ہو

---

[1] شیخ عبد القادر گیلانی۔ ایک بزرگ کامل کا نام جو گیلان مضافات بغداد کے رہنے والے تھے جو بڑے پیر کے نام سے مشہور ہیں

روی بر خاک عجز میگویم
عاجزی کی خاک پر پیشانی ٹیک کر میں کہتا ہوں

ہر سحر گہ کہ بادمی آید
جب کہ صبح کے وقت ہوا چلتی ہے

اے کہ ہرگز فراموشت نکنم
اے وہ ذات جس کو میں کبھی نہیں بھولتا ہوں

ہیچت از بندہ یاد می آید
کچھ تجھے بھی بندہ کی یاد آتی ہے

حکایت دزدے بخانۂ پارسائے در آمد چندانکہ طلب کرد چیزی
ایک چور ایک نیک آدمی کے گھر میں گھس آیا جس قدر بھی اس نے ڈھونڈھا کچھ

نیافت دل تنگ شد پارسا را خبر شد گلیمے کہ بر آں خفتہ بود در راہِ
نہ پایا رنجیدہ ہوا نیک آدمی کو پتہ لگ گیا وہ کملی جس پر وہ سو رہا تھا چور کے

دُزد انداخت تا محروم نشود **قطعہ**
راستہ میں ڈال دی تاکہ وہ چور خالی نہ جائے

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا
میں نے سنا ہے کہ مردانِ راہِ خدا نے

دل دشمناں ہم نکردند تنگ
دشمنوں کا دل بھی تنگ نہیں کیا

ترا کے میسّر شود ایں مقام
تجھے یہ مرتبہ کیسے حاصل ہو سکتا ہے

کہ با دوستانت خلافست و جنگ
کہ تیرا تو دوستوں سے بھی اختلاف و لڑائی ہے

مودّتِ اہلِ صفا چہ در روی وچہ در قفا نہ چناں کہ از پست عیب گیرند
اہل خلوص کی دوستی خواہ آمنے سامنے ہو یا پیٹ پیچھے ایسی نہیں کہ تیرے پیچھے عیب گیری کریں

ودر پیشت میرند **فرد**
اور تیرے سامنے قربان ہوں۔

در برابر چو گوسپند سلیم
سامنے تو ایسے جیسے مسکین بکری

در قفا ہمچو گرگِ مردم دَر
پیٹ پیچھے آدم خور بھیڑیے کی طرح

ہر کہ عیبِ دگراں پیشِ تو آورد وشمرد **فرد**
جو دوسروں کے عیب تیرے سامنے لایا اور گنا

بیگماں عیبِ تو پیشِ دگراں خواہد برد
بے شک وہ تیرے عیب بھی دوسروں کے سامنے لیجائیگا

حکایت تنے چند از روندگاں متفق سیاحت بودند و شریکِ رنج و
چند سیاح سفر میں ساتھ تھے اور ایک دوسرے کے رنج و راحت

راحت خواستم کہ مرافقت کنم موافقت نکردند گفتم ایں از کرمِ اخلاق
میں شریک میں نے چاہا کہ میں بھی ہمسفر ہوں راضی نہ ہوئے میں نے کہا یہ بزرگوں کے اخلاق

بزرگاں بدیع ست روی از مصاحبتِ درویشاں بگردانیدن وفائدہ
کی شرافت سے دور ہے فقیروں کی صحبت سے منہ موڑنا اور فائدہ

دریغ داشتن کہ من در نفسِ خویش ایں قدر قوّت و سُرعت ہمی شناسم
پہنچانے میں دریغ کرنا اس لئے کہ میں اپنے نفس میں اس قدر قوت اور پھرتی دیکھتا ہوں

کہ در خدمتِ مردماں یارِ شاطر[1] باشم نہ بارِ خاطر شعر
کہ لوگوں کی صحبت میں چست یار بنوں نہ کہ طبیعت کا بوجھ

إِنْ لَمْ أَكُنْ رَاكِبَ الْمَوَاشِيْ | أَسْعىٰ لَكُمْ حَامِلَ الْغَوَاشِيْ
اگر میں کسی چوپائے پر سوار نہیں ہوں | تو میں تمہارے لئے زین پوش اٹھانیوالا بنکر کوشش کرونگا

یکے ازاں میاں گفت ازیں سخن کہ شنیدی دلتنگ مدار کہ دریں
ان میں سے ایک بولا اس بات سے جو تو نے سُنی رنجیدہ نہ ہو اس لئے کہ اسی

روزہا دُزدے بصورتِ درویشاں برآمدہ بود خود را در سلکِ صحبتِ
دوران میں ایک چور درویشوں کے لباس میں آگیا تھا اور اس نے اپنے آپ کو ہماری صحبت کی لڑی

ما منتظم کرد شعر
میں منسلک کر دیا تھا۔

چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست | نویسندہ داند کہ در نامہ چیست
آدمی کیا جانیں کہ لباس میں کون ہے! | لکھنے والا ہی جانتا ہے کہ خط میں کیا لکھا ہے

ازانجا کہ سلامت[2] حالِ درویشاں ست گمانِ فضولش نبردند و بیاری
چونکہ درویشوں کی حالت سلامتی کی ہوتی ہے انھوں نے اُس پر بدگمانی نہ کی اور دوستی

قبولش کردند مثنوی
میں اس کو قبول کرلیا

صورتِ حالِ عارفاں دلق ست | اینقدر بس چو روی در خلق ست
صوفیوں کی ظاہری علامت گدڑی ہے | یہ بات ہی کافی ہے اگرچہ مخلوق کے دکھاوے کیلئے ہو

در عمل کوش ہر چہ خواہی پوش | تاج بر سر نہ و عَلَم بر دوش
عمل میں کوشش کر اور جو چاہے پہن! | تاج سر پر رکھ اور کندھے پر جھنڈا

---

[1] یارِ شاطر۔ چالاک اور چست دوست۔ بارِ خاطر جس کا ساتھ ہونا کسی کو گراں گذرے [2] یعنی چونکہ فقیروں کا حال بدگمانی سے سلامت ہے ۱۲

ترکِ دنیا و شہوت ست و ہوس
دنیا و شہوت اور ہوس کا چھوڑنا

پارسائی نہ ترکِ جامہ و بس
پارسائی ہے نہ کہ فقط کپڑے لباس کو چھوڑنا

در قزاگند مرد باید بود
قزاگند میں بہادر آدمی ہونا چاہیے

بر مخنث سلاحِ جنگ چہ سود
ہیجڑے پر لڑائی کے ہتھیاروں کا کیا فائدہ

روزے تا بشب رفتہ بودیم و شبانگہ در پائے حصارے خفتہ کہ دُزدِ
ایک دن ہم نے رات تک سفر کیا تھا اور رات کو ایک قلعہ کی دیوار کے نیچے سوئے تھے کہ بدتمیز

بے توفیق ابریق رفیق برداشت کہ بطہارت می روم و بغارت برفت **فرد**
چور نے ساتھی کا لوٹا لیا کہ استنجے کو جاتا ہوں اور لوٹ لے گیا

پارسا بیں کہ خرقہ در بر کرد
پارسا کو دیکھو کہ گدڑی پہن لی!

جامۂ کعبہ را جُلِ خر کرد
خانۂ کعبہ کے غلاف کو گدھے کی جھول بنایا

چندانکہ از درویشاں غائب شد برجے برفت و دُرجے بدزدید تا روز روشن
جیسے ہی درویشوں سے اوجھل ہوا ایک گنبد میں گھس گیا اور ایک ڈبیہ چُرالی جب تک دن روشن

شد آں تاریک رُو مبلغے راہ رفتہ بود و رفیقانِ بے گناہ خفتہ بامداداں ہمہ
ہوا وہ رُوسیاہ کافی راستہ طے کر چکا تھا اور بے قصور ساتھی سوئے ہوئے تھے صبح کو سب

را بہ قلعہ در آوردند و بزدند و در زنداں کردند ازاں تاریخ ترکِ صحبت گفتیم و
کو قلعہ میں لائے اور سب کی پٹائی کی اور قید خانہ میں ڈال دیا اس روز سے ہم نے ساتھ چھوڑ دیا

طریقِ عزلت گرفتیم اَلسَّلَامَةُ فِی الْوَحْدَةِ **قطعہ**
اور تنہائی کا راستہ اختیار کرلیا (سلامتی تنہائی میں ہے)

چو از قومے یکے بیدانشی کرد
اگر کسی قوم میں سے ایک نے بھی بیوقوفی کی

نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را
نہ چھوٹے کی عزت رہتی ہے نہ بڑے کی

نمی بینی کہ گاوے در علف زار
کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ ایک بیل چراگاہ میں

بیالاید ہمہ گاوانِ دہ را
گانوں کی تمام گایوں کو آلودہ کردیتا ہے

گفتم سپاس و منت خدائے عزوجل را کہ از فوائدِ درویشاں محروم نماندم
میں نے کہا خدائے عزوجل کا احسان اور شکر ہے کہ فقیروں کے فائدوں سے میں محروم نہیں رہا

---

[1] شہوت سے مراد خواہشات ۱۲ [2] قزاگند بفتح کاف ایک لباس جو جنگ میں پہنا جاتا ہے کہ اس پر تلوار وغیرہ اثر نہیں کرتی کیونکہ وہ بہت نرم ہوتا ہے [3] آبریق لوٹا یا چھاگل پانی کی [4] یعنی گویا خانہ کعبہ کے غلاف سے اُس نے گدھے کی جھول بنا ملی ہے۔

اگرچہ بصورت از صحبت جدا افتادم، بدیں حکایت کہ گفتی مستفید گشتم
اگرچہ بظاہر میں ساتھ سے جدا ہو گیا لیکن جو حکایت تو نے سنائی اس سے میں نے فائدہ اٹھایا

وامثال مرا ہمہ عمر ایں نصیحت بکار آید
اور مجھ جیسے آدمیوں کے لئے تمام عمر یہ نصیحت کام آئے گی

مثنوی

بیک ناتراشیدہ در مجلسے مجلس میں ایک غیر مہذب کی وجہ سے	برنجد دل ہوشمنداں بسے بہت سے عقلمندوں کا دل رنجیدہ ہوجاتا ہے
اگر برکہ پُر کنند از گلاب اگر گلاب سے ایک حوض بھردیں	سگے در وے افتد کند منجلاب ایک کتا اس میں گرجائے تو اس کو جوہڑ بنادے

حکایت[(۶)] زاہدے مہمان پادشاہے بود چوں بطعام بنشستند کمتر ازاں
ایک عبادت گذار ایک بادشاہ کا مہمان تھا جب کھانے پر بیٹھے تو اس نے اپنے

خورد کہ ارادت او بود و چوں بنماز برخاستند بیشتر ازاں گذارد کہ عادت[۱] او بود
ارادہ سے کم کھایا اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو اس نے اپنی عادت سے زیادہ پڑھی

تا ظن صلاح در حق وے زیادت کنند **فرد**
تاکہ لوگ اس کے بارے میں نیکی کا گمان زیادہ کریں۔

ترسم نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی[۱] اے بدو مجھے ڈر ہے کہ تو کعبہ تک نہ پہونچ سکیگا	کیں رہ کہ تو میروی بترکستان[۲] ست اس لئے کہ جس راستہ پر تو چل رہا ہے یہ ترکستان جاتا ہے

چوں بمقام خود آمد سفرہ خواست تا تناول کند، پسرے داشت صاحب فراست
جب وہ اپنی قیامگاہ پر پہونچا تو دسترخوان مانگا تاکہ کھانا کھالے اس کا ایک سمجھ دار لڑکا تھا

گفت اے پدر چرا در مجلس سلطاں طعام نخوردی گفت در نظر ایشاں چیزے
اس نے کہا ابا جان آپ نے بادشاہ کی مجلس میں کھانا کیوں نہ کھایا اس نے کہا کہ میں نے انکے سامنے

نخوردم کہ بکار آید گفت نماز را ہم قضا کن کہ چیزے نکردی کہ بکار آید **قطعہ**
کچھ نہ کھایا تاکہ کام آئے اس نے کہا نماز بھی دوہرا لیجئے اس لئے کہ آپ نے کچھ نہ کیا کہ کام آسکے

اے ہنر ہا نہادہ برکف دست اے وہ انسان جو ہنروں کو ہتھیلی پر رکھے پھرتا ہے	عیب ہا برگرفتہ زیر بغل اور عیبوں کو بغل میں چھپائے پھرتا ہے

---

[۱] اعرابی، عرب کی وہ قوم جو ہمیشہ جنگلوں میں رہتی ہے ۱۲ [۲] ملک ترکستان شمالی توران میں واقع ہے اور توران شمالی ہند میں ہے ۱۲

تا چہ خواہی خریدن اے مغرور | روز درماندگی بسیم دغل
اے مغرور آخر تو کیا خرید ے گا | ضرورت کے دن کھوٹی چاندی سے

حکایت یاد دارم کہ در ایامِ طفولیت متعبد بودم وشب خیز ومولع
مجھے یاد ہے کہ میں بچپنے میں بڑا عبادت گذار اور شب بیدار تھا اور زہد و پرہیزگاری

زہد و پرہیز تا شبے در خدمتِ پدر رحمۃ اللہ علیہ نشستہ بودم وہمہ شب دیدہ
پر فریفتہ چنانچہ ایک رات کو والد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا تھا اور تمام شب نہ

برہم نہ بستہ ومصحفِ عزیز در کنار گرفتہ وطائفہ گردِ ما خفتہ پدر را گفتم ازیں
سویا تھا اور قرآن شریف بغل میں لئے ہوئے تھا اور کچھ لوگ ہمارے چاروں طرف سو رہے تھے میں نے

جماعت یکے سر برنمی دارد کہ دوگانہ بگذارد چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند
والد صاحب سے عرض کیا کہ اس جماعت میں سے کوئی بھی نہیں اٹھتا کہ دو رکعتیں پڑھے ایسے سوئے ہیں گویا کہ مرے پڑے ہیں

گفت اے جانِ پدر اگر تو نیز بخفتی ازاں بہ کہ در پوستینِ خلق افتی
انہوں نے فرمایا اے بیٹا اگر تو بھی سو جاتا تو اس سے بہتر تھا کہ لوگوں کی غیبت کرے

قطعہ

نہ بیند مدعی جز خویشتن را | کہ دارد پردۂ پندار در پیش
ڈینگے مارنیوالا اپنے سوا کسی کو نہیں دیکھتا | کیونکہ اُس کے آگے غرور کا پردہ ہے

گرت چشمِ خدا بینی بہ بخشند | نہ بینی ہیچکس عاجز تر از خویش
اگر تجھے خدا بینی کی آنکھ بخشدیں | تو تو کسی کو بھی اپنے سے زیادہ عاجز نہ دیکھے

حکایت یکے را از بزرگاں بمحفلے اندر ہمی ستودند ودر اوصافِ جمیلش
کسی بزرگ کی لوگ ایک مجلس میں تعریف کر رہے تھے اور اس کے اچھے اوصاف کے بیان

مبالغت ہمی کردند سر برآورد وگفت من آنم کہ من دانم
میں مبالغہ کر رہے تھے اس نے سر اٹھایا اور کہا میں تو ویسا ہی ہوں جیسا کہ اپنے آپکو جانتا ہوں

شعر

کُفِیتَ اَذًی یَا مَنْ یَعُدُّ مَحَاسِنِیْ | عَلَانِیَتِیْ هٰذَا وَلَمْ تَدْرِ بَاطِنِیْ
اے وہ شخص جو میری خوبیاں شمار کر رہا ہے تو ہی میرے ستانے کو کافی ہے | یہ تو میرا ظاہر ہے اور تجھے میرے باطن کی خبر نہیں

قطعہ

شخصم بچشمِ عالمیاں خوب منظر است | وز خبثِ باطنم سرِ خجلت فگندہ پیش
میرا وجود دنیا والوں کو اچھا نظر آتا ہے | اور میں اپنی اندرونی خباثت کی وجہ سے گردن جھکائے ہوں

طاؤس را بہ نقش نگارے کہ ہست خلق | تحسین کنند او خجل از زشتِ پائے خویش
طاؤس کو جو نقش و نگار حاصل ہیں انہیں پر لوگ تعریف کرتے ہیں | اور وہ اپنے پیروں کے بھدے پن سے شرمندہ ہے

حکایت (۹) یکے از صلحائے کوہِ لُبنان[۱] کہ مقاماتِ او در دیارِ عرب مذکور بود
کوہِ لبنان کے ایک بزرگ جن کے مرتبوں کا عرب کے ملکوں میں شہرہ تھا اور

کرامتِ او مشہور بجامع دمشق[۲] [۳] در آمد بر کنارِ برکہ کلاسہ طہارت ہمی ساخت
اُن کی کرامت مشہور تھی دمشق کی جامع مسجد میں آئے چونہ کے حوض کے کنارے پر وضو کر رہے تھے

پایش بلغزید و بحوض در افتاد بمشقت بسیار ازاں جائگہ خلاص یافت
اُن کا پیر پھسل گیا اور وہ حوض میں گر گئے بڑی مشکل سے اُس جگہ سے نکلے

چوں از نماز بپرداختند یکے از جملۂ اصحاب گفت مرا مشکلے ہست گفت آں
جب نماز سے فارغ ہوئے ساتھیوں میں سے ایک نے کہا مجھے ایک مشکل درپیش ہے انہوں نے فرمایا

چیست گفت یاد دارم کہ شیخ بر روئے دریائے مغرب برفت و قدمش
کیا؟ اس نے کہا مجھے یاد ہے کہ جناب دریائے مغرب کی سطح پر چلے اور جناب کا پیر بھی

تر نشد امروز چہ حالت بود کہ دریں قامتے آب از ہلاک چیزے نماند شیخ
تر نہ ہوا۔ آج کیا ہوا تھا کہ اس قدِ آدم پانی کے اندر مرنے میں کوئی کسر نہیں رہی تھی شیخ

سر بجیبِ تفکر فرو بردہ پس از تأمل بسیار سر بر آورد و گفت نشنیدہ کہ
نے فکر کے گریبان میں سر جھکا لیا اور بہت غور کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا کیا تو نے نہیں سنا کہ

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم گفت لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ
کہ عالم کے سردار نے (اُن پہ درود و سلام) فرمایا ہے میرا خدا کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے جس میں میرے ساتھ

وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ و نگفت علی الدوام وقتے چنیں بودے کہ بجبرئیل و میکائیل[۴]
نہ مقرب فرشتے کیلئے گنجائش ہوتی ہے نہ کسی مرسل نبی کے لئے اور انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ بات ہمیشہ رہتی ہے ایک وقت تو وہ ہوتا تھا کہ

نپرداختے و دیگر وقت با حفصہؓ[۵] و زینبؓ[۶] در ساختے مُشَاہَدَۃُ الْاَبْرَارِ بَیْنَ
جبرئیل و میکائیل کی طرف بھی متوجہ نہ ہوتے تھے اور دوسرے وقت حضرت حفصہ اور زینب کے ساتھ رہتے تھے نیکوں کیلئے مشاہدہ تجلی اور

---

[۱] لُبنان بضم لام۔ ایک پہاڑ کا نام جو ملکِ شام میں ہے اور زمانۂ سعدیؒ میں فقراء اور صلحاء کا مسکن تھا [۲] جامع مسجد بڑی مسجد جس میں جمعہ ہوتا ہو [۳] دمشق ملکِ شام کے ایک شہر کا نام ۱۲ [۴] جبرئیلؑ و میکائیل دو مقرب فرشتوں کا نام ۱۲ [۵] حضرت حفصہؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حرم محترم جو حضرت عمر فاروق رضؓ کی لڑکی تھیں اور ہجرت کے تیسرے سال آپ کا نکاح ہوا ۱۲ [۶] زینبؓ آپ بھی رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم تھیں اور جحشؓ صحابی کی لڑکی تھیں جحش بفتح جیم و حائے حطی ۱۲

فرد التَّجَلِّی وَالْاِسْتِتَارِ می نمایند و می ربایند
پردہ پوشی کے درمیان ہے دیدار کراتے ہیں اور دل اچک لیجاتے ہیں

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی
آپ دیدار بھی کراتے ہیں اور پرہیز بھی کرتے ہیں

بازارِ خویش و آتش ما تیز می کنی
اپنی قدر کو اور ہماری آگ کو زیادہ کرتے ہیں

قطعہ

اُشَاهِدُ مَنْ اَهْوٰی بِغَیْرِ وَسِیْلَةٍ
میں اپنے محبوب کا مشاہدہ کرتا ہوں بغیرِ وسیلہ کے

فَیَلْحَقُنِیْ شَانٌ اَضَلُّ طَرِیْقًا
تو مجھ پر ایسی حالت طاری ہوتی ہے جس میں راستہ بھٹک جاتا ہوں

یُؤَجِّجُ نَارًا ثُمَّ یُطْفِیْ بِرَشَّةٍ
وہ آگ بھڑکاتا ہے پھر پانی چھڑک کر اس کو بجھاتا ہے

لِذَالِكَ تَرَانِیْ مُحْرَقًا وَّغَرِیْقًا
اسی وجہ سے تو مجھے جلا ہوا اور ڈوبا ہوا دیکھے گا،

مثنوی

یکے پرسید ازاں گم کردہ فرزند
کسی نے اس بیٹے گم کئے ہوئے (یعنی حضرت یعقوب) سے

کہ اے روشن گہر پیر خردمند
پوچھا، کہ اے روشن دل عقلمند بوڑھے

ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی
تو نے اس لڑکے کے کرتے کی خوشبو مصر سے سونگھ لی

چرا در چاہِ کنعانش[۱] ندیدی
اس کو کنعان کے کنویں میں کیوں نہ دیکھا

بگفت احوالِ ما برقِ جہان ست
اس نے کہا ہمارے احوال کوندنے والی بجلی کے سے ہیں

دمے پیدا و دیگر دم نہان ست
جو ایک دم ظاہر اور پھر فوراً پوشیدہ ہو جاتی ہے

گہے بر طارمِ[۲] اعلیٰ نشینم
کبھی میں بلند بالاخانہ پر بیٹھتا ہوں

گہے بر پشتِ پائے خود نہ بینم
کبھی اپنے پیر کو بھی نہیں دیکھتا ہوں

---

[۱] کنعان وہ جگہ جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام تشریف فرما تھے اور اُسی جگہ حضرت یوسف علیہ السلام کا مسکن تھا۔ اُسی کنعان کے کنویں میں بھائیوں نے ازراہِ عداوت حضرت یوسف علیہ السلام کو گوناگوں ایذائیں دیکر ...... ڈالا تھا۔ مطلب یہ کہ آپ اس قدر روشن دل ہیں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص مصر سے آرہی تھی تو اس وقت آپ نے فرمایا کہ مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے مگر جبکہ یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا تو آپ کو کیوں خبر نہ ہوئی حالانکہ وہ کنواں کنعان ہی میں موجود تھا ۱۲۔ [۲] طارم سے مراد قربِ الٰہی کا مقام جہاں کشف ہوتا ہے ۱۲۔

اگر درویش بر حالے بماندے | سرِ دست[1] از دو عالم بر فشاندے
اگر فقیر ایک حالت پر رہتا | تو دونوں عالم سے دستکش ہو جاتا

حکایت (۱۰) در جامع بعلبک[2] وقتے کلمہ چند ہمی گفتم بطریق وعظ با جماعتے
بعلبک کی جامع مسجد میں ایک وقت میں وعظ کے طور پر چند کلمے ایسی جماعت

افسردہ دل مردہ راہ از عالمِ صورت بعالمِ معنیٰ نبردہ دیدم کہ نفسم در نمی گیرد و
کے سامنے بیان کر رہا تھا جو افسردہ اور مردہ دل تھی عالم ظاہر سے عالمِ باطن کی طرف جس نے راستہ طے نہ کیا تھا میں نے دیکھا کہ

آتشم در ہیزمِ تر اثر نمی کند دریغ آمدم تربیتِ ستوراں و آئینہ داری در
میری نصیحت اثر نہیں کر رہی ہے اور میری آگ تر لکڑیوں میں نہیں لگ رہی ہے مجھے جانوروں کی تربیت اور اندھوں کے

محلّتِ کوراں ولیکن[3] درِ معنیٰ باز بود و سلسلۂ سخن دراز در معنیٰ ایں آیت کہ
محلہ میں آئینہ داری سے افسوس ہوا لیکن معانی کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور بات کا سلسلہ دراز تھا اس آیت کے معنی

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ سخن بجائے رسانیدہ بودم کہ میگفتم قطعہ
میں کہ "اور ہم گردن کی رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں" میں نے بات یہاں تک پہونچائی تھی کہ میں کہہ رہا تھا

دوست نزدیکتر از من بمن ست | ویں عجب تر کہ من از وے دورم
دوست مجھ سے بھی زیادہ مجھ سے قریب ہے | اور یہ بہت ہی زیادہ تعجب کی بات ہے کہ میں اس سے دور ہوں

چہ کنم باکہ تواں گفت کہ او | در کنارِ من و من مہجورم
کیا کروں کس سے یہ بات کہوں کہ وہ | میری بغل میں ہے اور میں جدا ہوں

من از شرابِ ایں سخن مست بودم و فضالۂ[4] قدح در دست کہ روندۂ بر کنارِ
میں اس بات کے نشہ سے مست تھا اور پیالہ کا پسماندہ ہاتھ میں تھا کہ ایک گذرنیوالا مجلس

مجلس گذر کرد و دورِ آخر در وے اثر نعرۂ[5] بزد کہ دیگراں بموافقتِ وے در
کے کنارے سے گذرا اور آخری دور نے اس پر اثر کیا اس نے ایک ایسا نعرہ مارا کہ دوسرے بھی اس کے ساتھ

خروش آمدند و حاضرانِ مجلس در جوش گفتم سبحان اللہ دُورانِ باخبر در حضور
نعرے مارنے لگے اور حاضرین مجلس کو جوش آ گیا۔ میں نے کہا سبحان اللہ باخبر جو کہ دور ہیں وہ بھی قریب ہیں

---

[1] سرِ دست از چیزے بر فشاندن کے معنی کسی شے کو ترک کرنا ۱۲ [2] بعلبک شام کے ایک شہر کا نام ہے چونکہ وہاں کے لوگ بعل نام ایک بُت کی پرستش کرتے تھے اس لئے اس نام سے موسوم ہوا ۱۲ [3] یعنی ابھی میں وعظ بیان کر ہی رہا تھا ۱۲ [4] فضالہ قدح سے مراد یہ کہ کچھ کلمات ابھی کہنے کیلئے باقی تھے ۱۲ [5] نعرہ زور کی چیخ یا آواز ۱۲

ونزدیکانِ بے بصر دُور

اور اندھے نزدیک دور ہیں

قطعہ

فہمِ سخن گر نکند مُستمع
اگر سننے والا بات ہی نہ سمجھے تو

قوّتِ طبع از متکلم مجوی
بولنے والے کی قوتِ طبع کی تلاش نہ کر

فسحتِ میدانِ ارادت بیار
عقیدت کے میدان کی وسعت لا

تا بزند مردِ سخنگوی گوی
تاکہ بات کہنے والا گیند پھینکے

حکایت

شبے در بیابانِ مکہ از بیخوابی پائے رفتنم بماند سر بنہادم و
ایک رات مکہ کے صحرا میں نہ سونے کی وجہ سے میرے اندر چلنے کی طاقت نہ رہی میں سونے لیٹ گیا

شُتربان را گفتم دست از من بدار
اور میں نے اونٹ والے سے کہا کہ مجھے چھوڑ جا

قطعہ

پائے مسکین پیادہ چند رود
بیچارے پیدل چلنے والے کا پیر کتنا چلے

کز تحمّل سُتوہ شد بُختی
جبکہ بختی اونٹ بھی بوجھ اٹھانے سے عاجز آجائے

تا شود جسمِ فربہے لاغر
سختی کی وجہ سے جبتک موٹا جسم لاغر ہو

لاغرے مُردہ باشد از سختی
لاغر جسم مُردہ ہو جائے گا

گفت اے برادر حرم[1] در پیش ست و حرامی[2] از پس اگر رفتی بُردی و اگر خفتی
اس نے کہا اے بھائی حرم سامنے ہے اور پیچھے ڈاکو ہیں اگر چلا چلے گا کام مار لیگا اور اگر سو جائیگا

مُردی نشنیدۂ کہ گفتہ اند

تو مرجائے گا کیا تو نے نہیں سنا کہ لوگوں نے کہا ہے

بیت

خوش ست زیرِ مُغیلاں براہِ بادیہ خفت
بیابان کے راستہ میں کیکر کے درخت کے تلے سوجانا اچھا معلوم ہوتا ہے

شبِ رحیل ولے ترکِ جاں بباید گفت
کوچ کی رات میں۔ اور لیکن جان کو خیرباد کہدینا چاہیے

حکایت

پارسائے را دیدم بر کنارِ دریا کہ زخمِ پلنگ داشت و بہیچ دارُو
میں نے ایک نیک آدمی کو دریا کے کنارے پر دیکھا جس کو چیتے نے زخمی کردیا تھا اور کسی دوا

بہ نمی شد مدّت ہا دراں رنجور بود و شکرِ خدائے عزوجلّ علی الدّوام گفتے
سے اچھا نہ ہوتا تھا ایک زمانہ دراز تک اس تکلیف میں مبتلا رہا اور ہمیشہ خدائے عزوجل کا شکر ادا کرتا

[1] حرم۔ خانہ کعبہ ۱۲ [2] حرامی۔ قزاق چور ۱۲

پرسیدندش که شکر چه میگوئی گفت شکر آنکه بمصیبتے گرفتارم نه بمعصیتے
لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو شکر کس چیز کا ادا کرتا ہے اس نے کہا اس کا کہ مصیبت میں گرفتار ہوں کہ گناہ میں

قطعه

اگرم زار بکشتن دهد آں یارِ عزیز
اگر مجھ لاغر کو وہ یار عزیز قتل کرنے کیلئے دیدے
تا نگویم که دراں دم غمِ جانم باشد
میں ہرگز یہ نہ کہونگا کہ اس وقت مجھے اپنی جان کا غم ہوگا

گویم از بندهٔ مسکیں چه گنه صادر شد
میں یہ کہونگا کہ عاجز بندہ سے کیا خطا ہوئی
که دل آزرده شد از من غمِ آنم باشد
کہ تو مجھ سے رنجیدہ ہوا مجھے اس کا غم ہوگا

بلے مردانِ خدا مصیبت را بر معصیت اختیار کنند نه بینی که یوسفِ صدیق دراں
ہاں اللہ والے گناہ پر مصیبت کو ترجیح دیتے ہیں۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ حضرت یوسف صدیق نے اس

حالت چه گفت قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْهِ ؎
حالت میں کیا کہا انہوں نے فرمایا اے خدا میرے لئے قید خانہ اس بات سے بہتر ہے جس کی طرف وہ مجھے بلا رہی ہیں

حکایت (۱۳) درویشے را ضرورتے روئے نمود گلیمے از خانهٔ یارے بدزدید
ایک فقیر کو ایک ضرورت پیش آگئی اُس نے دوست کے گھر سے کملی چرا لی

و نفقه کرد حاکم فرمود که دستش ببُرید صاحبِ گلیم شفاعت کرد که من او را بحل
اور خرچ کر ڈالی حاکم نے حکم دیدیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالو کملی والے نے سفارش کی کہ میں نے اس کو معاف

کردم گفتا بشفاعتِ تو حدِ شرع فرو نگذارم گفت آنچه فرمودی راست ست
کردیا! قاضی نے کہا تیری سفارش سے میں شرعی حد نہیں چھوڑوں گا اس نے کہا جو کچھ آپ نے فرمایا درست ہے

ولیکن هر که از مال وقف چیزے بدزدد قطعش لازم نیاید که الفقیر لا یملک هر چه
لیکن وقف مال سے اگر کوئی چرالے تو اس کا ہاتھ نہیں کٹتا ہے اس لئے کہ فقیر کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اور جو

درویشاں راست وقفِ محتاجان ست حاکم از وے دست بداشت و
فقیروں کے پاس ہے وہ ضرورتمندوں پر وقف ہے حاکم نے اس کو چھوڑ دیا اور

ملامت کردن گرفت که جہاں بر تو تنگ آمده بود که دزدی نکردی الّا از خانهٔ
ملامت کرنی شروع کردی کہ ساری دنیا تجھ پر تنگ ہو گئی تھی کہ تو نے چوری بھی کی تو ایک ایسے دوست

چنیں یارے گفت اے خداوند نشنیده که گفته اند خانهٔ دوستاں
کے گھر سے اُس نے کہا اے جناب کیا آپ نے نہیں سنا تھا لوگوں نے کہا دوستوں کے گھر میں

شعر

بروب و درِ دشمناں مکوب
جھاڑو پھیر دے اور دشمن کا دروازہ نہ کھٹکھٹا

چوں فرومانی بہ سختی تن بعجز اندر مدہ | دشمناں را پوست برکن و دوستاں را پوستیں
جب سختی کی وجہ سے پریشاں ہو تو عاجز نہ بن | دشمنوں کی کھال اور دوستوں کا پوستین اتار دے

حکایت[۴] یکے از پادشاہاں پارسائے را دید گفت ہیچت از ما یاد می آید گفت
ایک بادشاہ نے ایک درویش کو دیکھا کہا کبھی تمہیں ہماری یاد بھی آتی ہے اُس نے کہا
بلے وقتے کہ خدائے را فراموش می کنم
ہاں اس وقت جب خدا کو بھلا دیتا ہوں

فرد

ہر سو دود آنکس ز درِ خویش براند | واں را کہ بخواند بدر کس ندواند
جس کو وہ اپنے دروازے سے بھگا دیتے ہیں وہ ہر جانب دوڑا پھرتا ہے | اور جس کو وہ بلا لیتے ہیں اُس کو کسی کے دروازے پر نہیں دوڑاتے

حکایت[۵] یکے از صالحان بخواب دید پادشاہے را در بہشت و پارسائے
نیک لوگوں میں سے ایک نے خواب دیکھا ایک بادشاہ جنت میں ہے اور ایک درویش
را در دوزخ پرسید کہ موجبِ درجاتِ ایں چیست و سببِ درکاتِ
دوزخ میں اس نے دریافت کیا کہ اسکے اچھے درجوں اور اس کے برے درجوں کا کیا سبب
آں چہ کہ مردم بخلافِ آں می پنداشتند ندا آمد کہ ایں پادشاہ بارادتِ
ہے اسلئے کہ لوگ تو اس کے خلاف سمجھ رہے تھے غیب سے آواز آئی یہ بادشاہ تو فقیروں
درویشاں در بہشت ست و ایں پارسا بتقربِ پادشاہاں در دوزخ
کی عقیدت کی وجہ سے بہشت میں ہے اور یہ نیک، بادشاہوں کے تقرب کی وجہ سے جہنم میں ہے

قطعہ

دلقت بچہ کار آید و تسبیح و مرقع | خود را ز علہائے نکوہیدہ بری دار
تیری کملی اور تسبیح اور گدڑی کس کام آئے گی | تو اپنے آپ کو برے کاموں سے بچا
حاجت بکلاہِ برکی[۲] داشتنت نیست | درویش صفت باش و کلاہِ تتری[۳] دار
برکی ٹوپی اوڑھنے کی ضرورت نہیں ہے | فقیروں کی طرح رہ اور تاتاری ٹوپی اوڑھ

حکایت[۶] پیادہ سر و پا برہنہ با کاروانِ حجاز از کوفہ بدر آمد و ہمراہِ ما شد
ایک پیدل چلنے والا ننگے سر ننگے پاؤں حجاز کے قافلہ کے ساتھ کوفہ سے نکلا اور ہمارا ساتھی ہو گیا

---

[۱] یعنی اس بادشاہ کو درویشوں سے عقیدت تھی۔ اور اس فقیر کو بادشاہوں کی صحبت کا شوق تھا [۲] برکی بفتح اول و دوم منسوب ہے برک کی طرف۔ اور برک اونٹ کی اُون کا بنا ہوا ایک موٹا کپڑا ہوتا ہے جس کی ٹوپی وغیرہ نادار لوگ بناتے تھے۔ [۳] تتری۔ تتر کی طرف منسوب ہے جو تاتار کا مخفف ہے اور تاتار ترکستان کا ایک شہر ہے۔ شیخ کے زمانہ تک وہاں اسلام نہیں پھیلا تھا اور وہ لوگ کفار تھے اپنی وضع ویسی ہی رکھتے تھے (باقی برصفحہ آئندہ)

نظر کردم کہ معلومی نداشت خراماں ہمی رفت و میگفت
میں نے دیکھا کہ اُس کے پاس کچھ نہ تھا اکڑ کر چل رہا تھا اور کہہ رہا تھا

قطعہ

نہ باشتر بر سوارم نہ چو اشتر زیر بارم
نہ تو اونٹ پر سوار ہوں نہ اونٹ کی طرح لدا ہوا ہوں

نہ خداوندِ رعیت نہ غلامِ شہریارم
نہ رعیت کا بادشاہ ہوں نہ بادشاہ کا غلام ہوں

غمِ موجود و پریشانیٔ معدوم ندارم
نہ موجود کا غم نہ معدوم کی پریشانی رکھتا ہوں

نفسے میزنم آسودہ و عمرے میگزارم
آرام سے سانس لیتا ہوں اور عمر گذارتا ہوں

اشتر سوارے گفتش اے درویش کجا میروی برگرد کہ بہ سختی بمیری نشنید و قدم در
ایک اونٹ سوار نے اس سے کہا اے فقیر کہاں جا رہا ہے واپس ہو جا ورنہ مصیبت سے مرجائے گا اس نے نہ سنا اور صحرا

بیاباں نہاد و برفت چوں بہ نخلۂ محمود برسیدیم توانگر را اجل فرا رسید
کی طرف چل دیا جب ہم نخلۂ محمود کے پاس پہونچے مالدار کو موت آگئی

درویش بہ بالینش فرود آمد و گفت **مصرع** ما بہ سختی نمردیم و تو بر بختی بمردی
فقیر اس کے سرہانے آیا اور بولا ہم تو سختی سے نہ مرے اور تو بختی اونٹ پر مرگیا

بیت

شخصے ہمہ شب بر سرِ بیمار گریست
ایک شخص تمام رات بیمار کے سرہانے رویا

چوں روز آمد بمرد و بیمار بزیست
جب دن ہوا وہ مرگیا اور بیمار اچھا ہو گیا

قطعہ

اے بسا اسپِ تیز رو کہ بماند
بہت سے تیز رو گھوڑے ہیں جو منزل سے رہ گئے

کہ خرِ لنگ جان بمنزل برد
اچانک لنگڑا گدھا اپنی جان منزل تک لیگیا

بسکہ در خاک تندرستاں را
ہم نے بہت سے تندرستوں کو خاک کے نیچے دفن

دفن کردیم و زخم خوردہ نمرد
کر دیا اور زخمی نہ مرا

حکایت عابدے[۱] را پادشاہے طلب کرد اندیشید کہ داروئے بخورم
ایک عبادت گذار کو ایک بادشاہ نے طلب کیا اس نے سوچا کہ کوئی دوا کھالوں

تا ضعیف شوم تا مگر اعتقادے کہ در حقِ من دارد زیادت کند آوردہ اند کہ
تاکہ کمزور ہو جاؤں شاید وہ عقیدت جو اس کو میرے بارے میں ہے بڑھ جائے، لوگوں نے بیان کیا کہ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) یا یہ کہ وہاں کے آدمی اکثر مالدار ہوتے تھے اور لباسِ فاخرہ پہنتے تھے۔ غرض کلاہ و تتری سے مراد پر تکلف ٹوپی ہے ۱۲ (متعلقہ صفحہ ہٰذا) [۱] عابد عبادت کرنے والا ۱۲ ÷

داروئے قاتل بود بخورد و بمرد **قطعہ**
ایک قاتل دوا اس نے کھائی اور مرگیا

آنکہ چوں پستہ دیدمش ہمہ مغز | پوست بر پوست بود ہچو پیاز
جس کو میں نے پستہ کی طرح گری ہی گری سمجھا تھا | وہ پیاز کی طرح چھلکے پر چھلکا تھا

پارسایان روئے در مخلوق | پشت بر قبلہ می کنند نماز
وہ پارسا جن کی توجہ مخلوق کی طرف ہے | وہ قبلہ کی طرف پشت کر کے نماز ادا کر رہے ہیں

فرد

چوں بندہ خدائے خویش خواند | بایدؔ کہ بجز خدا نداند
جب بندہ اپنے خدا کو پکارے | تو اس کو چاہیئے کہ خدا کے سوا کسی کو نہ پہچانے

حکایت کاروانے را در زمین یونانؔ دزداں بزدند و نعمت
یونان کے علاقہ میں چوروں نے ایک قافلہ کو لوٹ لیا اور بے اندازہ

بے قیاس بردند بازارگاناں گریہ وزاری بسیار کردند و خدا و پیمبر را
دولت لے گئے سوداگر بہت روئے پیٹے اور خدا اور رسول کی

بشفاعت آوردند فائدہ نبود **شعر**
دُہائی دی کچھ فائدہ نہ ہوا

چو پیروز شد دزدِ تیرہ رواں | چہ غم دارد از گریۂ کارواں
جب سیاہ دل چور کامیاب ہو گیا | تو اس کو قافلہ کے رونے پیٹنے کا کیا غم

لقمان حکیم اندراں کارواں بود یکے گفتش از کاروانیان ایناں را مگر
اس قافلہ میں لقمان حکیم بھی تھا۔ قافلہ والوں میں سے کسی نے اس سے کہا ان ڈاکوؤں کو کچھ نصیحت

نصیحتے کنی و موعظت گوئی باشد کہ برخے از مال ما دست بدارند کہ دریغ
کر اور وعظ سُنا ہو سکتا ہے کہ ہمارا کچھ مال چھوڑ جائیں اس لئے کہ اس قدر

باشد چندیں نعمت کہ ضائع شود گفت دریغ باشد کلمۂ حکمت
مال کے ضائع ہو جانے پر افسوس ہوگا اس نے کہا ان سے حکمت کی بات کہنے پر

لہ یعنی خلوصِ کامل چاہیئے ۱۲ ۲ہ یونان ایک ملک کا نام ۱۲

بایشاں گفتن قطعہ

آہنے راکہ موریانہ بخورد
(جس لوہے کو زنگ نے کھا لیا)
نتواں برد از و بہ صیقل زنگ
(صیقل سے اس کا زنگ دور نہیں کیا جاسکتا)

باسیہ دل چہ سود گفتن وعظ
(سیاہ دل کو وعظ سنانے سے کیا فائدہ)
نہ رود میخ آہنی در سنگ
(لوہے کی کیل پتھر میں نہیں گڑتی)

قطعہ

بروزگار سلامت شکستگاں دریاب
(سلامتی کے زمانہ میں شکستہ دلوں کی مدد کر)
کہ جبر خاطر مسکیں بلا بگرداند
(کیونکہ کسی عاجز کے دل کو جوڑنا مصیبت ٹالتا ہے)

چو سائل از تو بزاری طلب کند چیزے
(اگر کوئی مانگنے والا عاجزی سے تجھ سے کوئی چیز مانگے)
بدہ وگرنہ ستمگر بزور بستاند
(تو اس کو دیدے ورنہ کوئی ظالم زور سے لیلے گا)

حکایت (۱۹) چندانکہ مرا شیخ اجل ابوالفرج بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ بترک
(جس قدر مجھے بڑے شیخ ابوالفرج ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ گانا سننے کے چھوڑنے کا)
سماع فرمودے وبخلوت و عزلت اشارت کردے عنفوان شبابم غالب
(حکم فرماتے اور گوشہ نشینی اور تنہائی کا مشورہ دیتے میری جوانی کا آغاز غالب)
آمدے وہوا وہوس طالب ناچار بخلاف رائے مربی قدمے چند
(آجاتا اور خواہش نفسانی اور ہوس طالب ہوتی مجبوراً اپنے مربی کی رائے کے خلاف چند قدم)
برفتمے واز سماع و مخالطت حظے برگرفتمے وچوں نصیحت شیخم یاد آمدے
(چلتا اور گانا سننے اور میل جول سے بڑا مزا اُٹھاتا اور جب مجھے اپنے شیخ کی نصیحت یاد آتی)
گفتمے فرد
(تو میں کہتا)

قاضی ار بامانشیند برفشاند دست را
(قاضی اگر ہمارا ہم مجلس ہو تو رقص کرے)
محتسب گرمی خورد معذور دارد مست را
(اگر محتسب شراب پی لے تو شرابی کو معذور سمجھے)

لہ صیقل زنگ چھڑانا۔ اور زنگ چھڑانے کا آلہ ۱۲ ۲ہ وعظ نصیحت ۱۲ ۳ہ مربی۔ پالنے والا محسن ۱۲

۴ہ یعنی میں گانا سننے کے لئے اِدھر اُدھر جاتا ۱۲

تا شبے بمجمعے برسیدم و دراں میاں مطربے دیدم **بیت**

یہاں تک کہ ایک رات میں ایک مجمع میں پہونچا اور اُن میں ایک گویئے کو دیکھا

گوئی رگِ جاں میگسلد زخمۂ[1] ناسازش	ناخوشتر از آوازۂ مرگِ پدر آوازش
تو یہ کہے گا کہ اس کی بے تکی مضراب رگ کو چھیلے ڈالتی ہے	باپ پر رونے سے بھی زیادہ بری اس کی آواز ہے

گاہے انگشت حریفاں از و در گوش و گہے برلب کہ خاموش **شعر**

اہل مجلس کی انگلیاں کبھی تو اس کی وجہ سے کانوں میں ہوتیں اور کبھی ہونٹ پر کہ خاموش رہ

نُهَاجِرُ اِلٰی صَوْتِ الْاَغَانِیْ طِیْبَةً	وَاَنْتَ مُغَنٍّ اِنْ سَکَتَّ نَطِیْبُ
ہم گانوں کی آواز پر خوشی کی وجہ سے بھر کائے جاتے ہیں	اور تو ایسا گویا ہے کہ اگر چپ رہے تو ہم خوش ہوں

بیت

نہ بیند کسے در سماعت خوشی	مگر وقتِ رفتن کہ دم درکشی
تیرا گانا سننے میں کسی کو خوشی محسوس نہیں ہوتی	مگر تیرے جانے کے وقت کہ جب تو خاموش ہو جائے

مثنوی

چوں باواز آمد آں بربط[2] سرای	کدخدا را گفتم از بہر خدای
جب وہ بربط پر گانے والا زور سے گایا	میں نے صاحب خانہ سے کہا خدا کے لئے
پنبہ ام در گوش کن تا نشنوم	یا درم بکشای تا بیروں روم
میرے کانوں میں روئی ٹھونس دے تاکہ میں سن سکوں	یا میرے لئے دروازہ کھولدے تاکہ باہر نکل جاؤں

فی الجملہ پاس خاطر یاراں را موافقت کردم و شبے بچندیں محنت بروز آوردم

خلاصہ یہ کہ دوستوں کی طبیعت کا لحاظ کرکے موافقت کی اور ایک رات بڑی مشکل سے کاٹ کر میں نے صبح کی۔

قطعہ

مؤذن بانگِ بے ہنگام برداشت	نمیداند کہ چند از شب گذشت ست
مؤذن نے بے وقت اذان کہہ ڈالی	وہ یہ نہیں جانتا کہ رات کا کسقدر حصہ گذرا ہے

---

[1] زخمہ یعنے مضراب وہ چھلا وغیرہ جس سے ستار یا اور اسی قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں ۱۲ [2] بربط ایک باجہ جو سارنگی کی طرح سے بط کے سینے سے مشابہ ہوتا ہے ۱۲

درازیِ شب از مژگانِ من پرس
رات کی درازی میری پلکوں سے دریافت کر

کہ یکدم خواب در چشمم نگشت ست
اس لئے کہ ایک لمحہ نیند میری آنکھوں میں نہیں آئی ہے

بامداداں بحکمِ تبرک دستارے از سر و دینارے از کمر بکشادم و پیشِ مغنی
صبح کو اپنے سر سے میں نے دستار اتاری اور پٹکے سے دینار کھولا اور بطور تبرک گویئے کے سامنے میں نے

بنہادم و در کنار گرفتم و بسے شکر گفتم یاراں ارادتِ من در حقِ وے خلافِ[1]
رکھدیا اور اس سے بغلگیر ہوا اور اس کا بہت شکریہ ادا کیا دوستوں نے میری اس سے ارادتمندی

عادت دیدند و بر خفتِ عقلم نہفتہ بخندیدند یکے ازاں میاں زبان تعرّض
عادت کے خلاف دیکھی اور میری بیوقوفی پر چپکے چپکے ہنسے ان میں سے ایک نے اعتراض کے لئے زبان

دراز کرد و ملامت کردن آغاز کہ ایں حرکت مناسبِ رائے خردمنداں
دراز کی اور ملامت کرنی شروع کردی کہ یہ حرکت تو نے عقلمندوں کی رائے کے مناسب

نکردی خرقہ[2] مشائخ بچنیں مطربے دادن کہ ہمہ عمرش درمے در کف نبودہ
نہیں کی بزرگوں کا دیا ہوا خرقہ ایسے گویئے کو دیدیا کہ جس کے ہاتھ میں تمام عمر ایک درم نہیں رہا

است و قراضۂ[3] در دف
ہے اور سونے کا ریزا بھی دف میں نہیں پڑا ہے۔

مثنوی

مطربے دور ازیں خجستہ سرای
ایسا گویا خدا کرے اس مبارک گھر کو دور رہے

کس دو بارش ندید در یکجای
کسی نے اس کو ایک جگہ دو بارہ نہ دیکھا

راست چوں بانگش از دہن برخاست
سچ مچ جب اس کی آواز منہ سے نکلی

خلق را موی بر بدن برخاست
مخلوق کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوگئے

مرغِ ایواں ز ہولِ او برمید
محل کے پرندے اس کی دہشت کو بھاگ گئے

مغزِ ما خورد و حلقِ خود بدرید
اس نے ہمارا بھیجا کھالیا اور اپنا حلق پھاڑا

گفتم زبانِ تعرّض مصلحت آنست کہ کوتاہ کنی بحکمِ آں کہ مرا کرامتِ ایں
میں نے کہا مناسب یہ ہے کہ اعتراض کی زبان کو تو کم کرے اس لئے کہ مجھ پر اس شخص کی کرامت

شخص ظاہر شد گفت مرا بر کیفیتِ آں واقف گرداں تا ہمچنیں تقرب نمایم
ظاہر ہوگئی اس نے کہا مجھے اس کی کیفیت سے خبردار کرتا کہ اسیطرح میں نزدیکی اختیار کروں

---

[1] یعنی یہ بات میری عادت کے خلاف تھی ۱۲ [2] وہ خرقہ جو سعدیؒ نے اُس کو دیا تھا وہ بزرگوں کا تبرک تھا ۱۲
[3] گانیوالوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اس انعام کو جو محفلوں میں اُن کو ملتا ہے سارنگی کے سوراخ یا دف وغیرہ میں رکھتے جاتے ہیں

ودر مطایبت کہ کردم استغفار کنم گفتم بعلّت آں کہ شیخ اجلّم بارہا بترکِ سماع
اور اس مذاق پر جو میں نے کیا توبہ کروں میں نے کہا سبب یہ ہے کہ میرے بڑے شیخ نے بہت سی مرتبہ گانا

فرمودہ است و مواعظِ بلیغ گفتہ و در سمعِ قبولِ من نیامدہ تا امشب کہ مراطالع
سننا چھوڑنیکا حکم فرمایا اور بہت نصیحتیں فرمائیں اور میرے قبولیت کے کان میں نہ پڑیں یہانتک کہ آج کی رات

میمون وبختِ ہمایوں بدیں بقعہ رہبری کرد و بدستِ ایں توبہ کردم
متبرک ستارے اور بابرکت نصیبے نے میری اس سرزمین کی طرف رہبری کردی اور اس گوئیے کے ہاتھ پر میں نے

کہ بقیّتِ زندگانی گردِ سماع و مخالطت نگردم قطعہ
توبہ کرلی کہ باقی عمر گانا سننے اور میل جول کرنے کے قریب بھی نہ پھٹکونگا

آوازِ خوش از کام و دہان و لبِ شیریں
عمدہ آواز شیریں حلق اور منہ اور ہونٹوں سے

گر نغمہ کند ور نکند دل بفریبد
خواہ نغمہ پیدا کرے یا نہ کرے دلفریب ہوتی ہے

ور پردۂ عشاق و نہاوند و حجاز ست
اور اگر عشاق اور نہاوند اور حجاز کا سُر ہو

از حنجرۂ مطربِ مکروہ نزیبد
مکروہ گوییے کے حلق سے زیب نہیں دیتا

حکایت (۲۰)

لقمان را گفتند کہ ادب از کہ آموختی گفت از بے ادباں ہر
لقمان حکیم سے لوگوں نے دریافت کیا کہ تونے ادب کس سے سیکھا اس نے کہا بے ادبوں سے جو

چہ از ایشاں در نظرم ناپسند آمد از فعلِ آں پرہیز کردم قطعہ
کچھ ان سے میری نگاہ میں پسند نہ آیا اس کے کرنے سے میں نے پرہیز کیا

نگویند از سرِ بازیچہ حرفے
مذاق کے طور پر بھی (لوگ) کوئی ایسی بات نہیں کہتے

کزاں پندے نگیرد صاحبِ ہوش
کہ اس سے صاحبِ ہوش نصیحت حاصل نہ کرلے

وگر صد بابِ حکمت پیشِ ناداں
اگر دانائی کی سو باتیں بھی نادان کو پڑھکر سنائیں

بخوانند آیدش بازیچہ در گوش
تو اس کے کان میں مذاق ہی پڑتی ہے

حکایت (۲۱)

عابدے را حکایت کنند کہ بشب دہ من بخوردے و تا سحر
ایک عابد کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں دس سیر کھا جاتا اور صبح تک

ختمے بکردے صاحبدلے بشنید و گفت اگر نیمہ نان بخوردے و بخفتے بسیار
ایک قرآن ختم کرلیتا ایک صاحب دل نے سنا اور کہا اگر آدھی روٹی کھاتا اور سوجاتا تو اس سے

ف مواعظ بلیغ یعنی بڑی گہری گہری نصیحتیں ۱۲، ؎ عُشّاق۔ نَہاوند۔ حجاز۔ یہ موسیقی کے تین سروں کے نام ہیں۔ عُشّاق کا وقت دو گھڑی دن رہے اور نُہاوند بضم نون اس کا وقت آدھی رات ہے اور حجاز کا وقت دوپہر ہے ۱۲

ازیں فاضل تر بودے **قطعہ**
بہت زیادہ بہتر ہوتا

اندروں از طعام خالی دار
پیٹ کو کھانے سے خالی رکھ
تہی از حکمتی بعلتِ آں
تو دانائی سے اسی لئے خالی ہے

تا درو نورِ معرفت بینی
تاکہ تو اس میں معرفت کا نور دیکھے
کہ پُری از طعام تابینی
کہ تیرا ناک تک پیٹ بھرا ہے

حکایت بخشایشِ الٰہی گم شدہ را[۱] در مناہی چراغ توفیق فرا راہ داشت
ایک گناہوں میں گم شدہ کے لئے خدا کی بخشش نے توفیق کا چراغ راستہ کے سامنے رکھدیا

تا بحلقۂ اہلِ تحقیق درآمد بیمن درویشاں وصدقِ نفسِ ایشاں ذمائمِ اخلاق
چنانچہ وہ اہلِ تحقیق کے حلقہ میں آ گیا درویشوں کی برکت اور ان کی روحانیت کی سچائی کی وجہ سے اُس کے بُرے

او بحمائد مُبدّل گشت دست از ہوا و ہوس کوتاہ کرد و زبانِ طاعناں در
اخلاق عمدہ عادات سے بدل گئے اس نے خواہش نفسانی اور ہوس سے ہاتھ کھینچ لیا اور طعنہ زنوں کی زبان اس

حق وے ہمچناں دراز کہ برقاعدۂ اوّل ست و زہد و صلاحش نامعوّل **فرد**
کے بارے میں اُسی طرح دراز رہی کہ وہ پہلی حالت پر ہے اور اس کا تقویٰ اور نیکی بے بھروسہ ہو

بعذر و توبہ تواں رستن از عذابِ خدای
عذر اور توبہ کے ذریعہ عذابِ خداوندی کو چھٹکارا حاصل

ولیک می نتواں از زبانِ مردم رست
ہو سکتا ہے لیکن انسانوں کی زبان سے چھٹکارا نہیں حاصل ہو سکتا

طاقت جورِ زبانہا نیاورد و شکایت پیش پیرِ طریقت برد و گفت از زبانِ مردم
زبانوں کے ظلم و ستم کی برداشت نہ کر سکا اور پیرِ طریقت کے پاس شکایت لے کر گیا اور کہا لوگوں کی زبان سے میں

بر نجم جوابش داد کہ شکر ایں نعمت چگونہ گذاری کہ بہتر از انی کہ می پندارندت
تکلیف میں ہوں انہوں نے اس کو جواب دیا کہ تو اس نعمت کا شکر کیسے ادا کر سکتا ہے کہ تو اس سے بہتر ہے جیسا کہ وہ تجھے سمجھ رہے ہیں

قطعہ

چند گوئی کہ بد اندیش و حسود
تو یہ شکایت کب تک کرتا رہیگا کہ بد اندیش اور حاسد

عیب گویانِ من مسکین اند
مجھ غریب کے عیب گو ہیں ،

---

[۱] یعنی ایک گناہ گار نے امورِ ممنوعہ شرعی سے توبہ کی اور خدا کی رحمت نے اس کو اس بات پر آمادہ کیا۔

گہ بخوں ریختنم برخیزند
کبھی میری خونریزی کے لئے کھڑے ہوتے ہیں

گہ بہ بدخواستنم بنشینند
کبھی میری بدخواہی کے لئے جمع ہو کر بیٹھتے ہیں

نیک باشی و بدت گوید خلق
تو نیک ہو اور مخلوق تجھے بد کہے

بہ کہ بد باشی و نیکت بینند
یہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ تو بد ہو اور تجھے نیک کہیں

لیکن مرا کہ حسنِ ظنِ خلائق در حقِ من بکمال ست و من در عین نقصان روا
لیکن میرے لئے کہ مخلوق کا حسن ظن میرے کمال کے بارے میں ہے اور میں عین نقصان میں جائز

باشد اندیشہ کردن و تیمار خوردن
ہوگا خوف کرنا اور غم کھانا

شعر

اِنِّیْ لَمُسْتَتِرٌ مِّنْ عَیْنِ جِیْرَانِیْ[1]
میں اپنے پڑوسیوں کی آنکھ سے چھپا ہوا ہوں

وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِسْرَارِیْ وَاِعْلَانِیْ
اور اللہ میرا ظاہر و باطن جانتا ہے

قطعہ

دَر بستہ بروئے خود ز مردم
اپنا دروازہ آدمیوں کی آمد و رفت کیلئے بند کیا ہو کہ

تا عیب نگسترند ما را
تاکہ وہ ہمارے عیب نہ پھیلا سکیں

در بستہ چہ سود عالم الغیب
بند دروازے سے کیا فائدہ

دانائے نہان و آشکارا
عالم الغیب تو پوشیدہ اور ظاہر کا جانکار ہے

حکایت (۲۳)

پیش یکے از مشائخ کبار گلہ کردم کہ فلاں در حقِ من بفساد
بڑے بزرگوں میں سے ایک بزرگ کے پاس میں یہ شکایت لے گیا کہ فلاں شخص نے میری بدی پر

گواہی دادہ است گفت بصلاحش[2] خجل کن
گواہی دی ہے اس نے کہا تو نیکی کرکے اس کو شرمندہ کر دے

رباعی

تو نیکو روش باش تا بدسگال
تو نیک چلن رہ تاکہ دشمن کو

بنقصِ تو گفتن نیابد مجال
تیرا عیب بیان کرنے کی مجال نہ ہو

---

[1] یعنی اگر میں افسوس کروں تو ٹھیک ہے کہ میں اچھا نہیں ہوں اور لوگ مجھے اچھا جانتے ہیں۔ تجھے کس بات کا غم ہے تو تو اس سے بہتر ہے جیسا کہ تیرے لئے لوگوں کا خیال ہے ۱۲ [2] یعنی ہمسائے میرا حال نہیں جانتے ۱۲ [3] یعنی تو نیکی کرتا رہ تیری نیکیاں دیکھ کر وہ خود ہی اپنی جگہ پر شرمندہ ہو جائے گا ۱۲

چو آہنگِ بربط بود مستقیم | کے از دستِ مُطرب خورد گوشمال
جب سارنگی کی آواز ٹھیک ہو | تو وہ گویئے کے ہاتھ سے کب کان اینٹھوائے

حکایت (۲۲) یکے را از مشائخ پرسیدند کہ حقیقتِ تصوّف چیست گفت
بزرگوں میں سے کسی ایک سے لوگوں نے پوچھا کہ تصوف کی حقیقت کیا ہے انہوں نے فرمایا
ازیں پیش طائفہ بودند در جہاں بصورت پراگندہ و بمعنی جمع واکنوں خلقے اند
کہ اب سے پہلے دنیا میں ایک گروہ ہوتا تھا جن کی صورت پراگندہ اور دل مطمئن ہوتا تھا اور اب ایک مخلوق ہے
بظاہر جمع و بدل پراگندہ **قطعہ**
جن کا ظاہر مطمئن ہے لیکن دل پراگندہ۔

چو ہر ساعت از تو بجائے رود دل | بہ تنہائی اندر صفائے نہ بینی
جب ہر وقت تیرا دل ہر جگہ بھٹکتا ہے | تو خلوت میں بھی تو رونق نہ دیکھے گا
ورت مال و جاہ است و زرع و تجارت | چو دل با خدا ایست خلوت نشینی
اور اگر تیرے پاس مال اور مرتبہ اور کھیتی اور تجارت ہے | جبکہ تیرا دل خدا سے لگا ہے تو خلوت نشین ہے

حکایت (۲۳) یاد دارم کہ شبے در کاروانے ہمہ شب رفتہ بودم و سحر بر
مجھے یاد ہے کہ ایک قافلہ کے ساتھ رات بھر میں چلا تھا اور صبح کے وقت ایک
کنارِ بیشہ خفتہ شوریدۂ کہ دراں سفر ہمراہِ ما بود سحر گاہاں نعرہ بزد و راہِ بیاباں
جنگل کے کنارے سو رہا ہوا تھا کہ ایک دیوانہ نے جو اس سفر میں ہمارے ساتھ تھا صبح کے وقت نعرہ مارا اور جنگل کا
گرفت و یک نفس آرام نیافت چوں روز شد گفتمش آں چہ حالت بود
راستہ لیا اور ایک گھڑی بھی آرام نہ کیا جب دن نکل آیا تو میں نے اس سے کہا وہ کیا حالت تھی
گفت بلبلاں را دیدم کہ بنالش در آمدہ بودند از درخت و کبکاں از کوہ و غوکاں
اس نے کہا میں نے دیکھا کہ بلبلیں درختوں پر سے نالہ کر رہی تھیں اور چکوریں پہاڑ سے اور مینڈکیں
از آب و بہائم از بیشہ اندیشہ کردم کہ مروّت نباشد ہمہ در تسبیح و من در غفلت
پانی سے اور چوپائے جنگل سے میں نے سوچا کہ یہ انسانیت نہ ہوگی کہ سب تو تسبیح میں ہوں اور میں غفلت میں
خفتہ کجا روا باشد **قطعہ**
سویا ہوا یہ بات کیسے جائز ہو سکتی ہے

دوش مرغے بصبح مینالید | عقل و صبرم ببرد و طاقت و ہوش
کل رات ایک پرند صبح کے وقت نالہ کر رہا تھا | اسی نے میری عقل و صبر اور طاقت و ہوش گم کر دیئے

یکے از دوستانِ مخلص را | مگر آوازِ من رسید بگوش
میرے دوستوں میں سے ایک مخلص کے | کان میں شاید آواز پہونچی
گفت باور نداشتم کہ ترا | بانگِ مرغے چنیں کند مدہوش
اس نے کہا مجھے یقین نہیں کہ تجھے | ایک پرندکی آواز اس قدر بے ہوش کردیگی
گفتم ایں شرطِ آدمیت نیست | مرغ تسبیح خوان و من خاموش
میں نے کہا یہ انسانیت کی شرط نہیں ہے | کہ پرند تو تسبیح خواں ہو اور میں خاموش ہوں

حکایت (۲۶) وقتے در سفرِ حجاز طائفۂ جوانانِ صاحب دل ہمراہِ ما بودند ہمدم
ایک وقت حجاز کے سفر میں صاحب دل جوانوں کا ایک گروہ ہمارے ساتھ تھا ایک دوسرے کے
وہم قدم وقتہا زمزمہ بکردندے و بیتے محققانہ برگفتندے و عابدے در
رفیق اور ساتھی اکثر گانا گاتے اور محققانہ شعر پڑھتے اور ایک عبادت گذار اسی
سبیل منکرِ[۱] حالِ درویشاں بود و بیخبر از دردِ ایشاں تا برسیدیم بنخیل[۲] بنی ہلال
راستہ میں فقیروں کی حالت کا منکر اور ان کے درد سے بے خبر تھا یہاں تک کہ ہم نخیل بنی ہلال تک پہونچے
کودکِ سیاہ از حیِّ عرب بدر آمد و آوازے برآورد کہ مرغ از ہوا در آورد
عرب کے قبیلہ سے ایک حبشی لڑکا نکلا اور ایسی آواز نکالی کہ پرندوں کو فضا سے اتار لیا
شترِ عابد را دیدم کہ برقص اندر آمد و عابد را بینداخت و راہ بیاباں گرفت و برفت
میں نے اس عبادت گذار کے اونٹ کو دیکھا کہ ناچنے لگا اور عبادت گذار کو گرا دیا اور جنگل کا راستہ پکڑا اور چلا
گفتم اے شیخ در حیوانے اثر کرد و ترا ہمچناں تفاوت نمی کند **نظم**
گیا میں نے کہا شیخ صاحب گانے نے جانور میں اثر کیا اور تجھ میں اسطرح کوئی فرق پیدا نہیں کرتا ہے

دانی چہ گفت مرا آں بلبلِ سحری | تو خود چہ آدمیٔ کز عشق بیخبری
تجھے معلوم ہے کہ صبح کی چہچہانے والی بلبل نے مجھے کیا کہا۔ تو کیسا آدمی ہے کہ عشق سے بے خبر ہے
اُشتر بشعرِ عرب در حالتست و طرب | گر ذوق نیست ترا کژ طبع جانوری شعر
عربی شعر سے اونٹ بھی وجد اور مستی میں ہے۔ اگر تجھے ذوق (سماع) نہیں ہے تو تو ٹیڑھی طبیعت کا جانور ہے

---

[۱] منکرِ حالِ درویشاں بود یعنی وہ یہ کہتا تھا کہ فقیروں اور صوفیوں کو جو حال آتا ہے اس کی کوئی اصلیت نہیں یہ تصنع ہے ۱۲ ؛
[۲] نخیل بنی ہلال۔ بعض شراح نے لکھا ہے کہ نخیل کھجوروں کا باغ۔ ہلال ایک شخص تھا کہ اس کی اولاد کی طرف یہ منسوب تھا۔ بعض جگہ متن میں نخلہ بنی ہلال ہے اور وہ ایک موضع کا نام ہے جو مکہ کے راستہ میں پڑتا ہے غالباً فارس سے جاتے ہوئے یہ جگہ پڑتی ہوگی ۱۲ ؛

وَعِنْدَ هُبُوبِ النَّاشِرَاتِ عَلَى الْحِمَى | تَمِيلُ غُصُونُ الْبَانِ لَا الْحَجَرُ الصَّلْدُ
جنگل میں ہوا کے چلتے وقت | بان کی شاخیں جھومتی ہیں نہ کہ ٹھوس پتھر

مثنوی

بذکرش ہر چہ بینی در خروش ست | ولے داند دریں معنیٰ کہ گوش ست
اُس کی یاد میں تو جس کو دیکھے شور مچا رہا ہے | مگر اس کو وہی سمجھتا ہے جس کے کان ہوں
نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست | کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانیست
صرف بلبل ہی اس کے پھول پر تسبیح خواں نہیں ہے | بلکہ ہر کانٹا اس کی تسبیح میں زبان بنا ہوا ہے

حکایت یکے را از ملوک مدّت عمر سپری شد و قائم مقامے نداشت
ایک بادشاہ کی عمر ختم ہو گئی اور وہ کوئی قائم مقام نہ رکھتا تھا
وصیّت کرد کہ بامداداں نخستیں کسے کہ از شہر در آید تاج شاہی بر سر وے نہید و
اس نے وصیت کی کہ صبح کو جو شخص سب سے پہلے شہر کے دروازے سے اندر آئے شاہی تاج اس کے سر پر رکھدو اور
تفویض مملکت بوے کنید اتفاقاً اوّل کسے کہ در آمد گدائے بود ہمہ عمر او لقمہ
حکومت اس کے سپرد کردو اتفاقاً سب سے پہلے جو اندر آیا وہ ایک فقیر تھا جس نے تمام عمر ٹکڑے
اندوختہ و رقعہ بر رقعہ دوختہ ارکان دولت و اعیان حضرت وصیّت مَلِک بجا
جمع کئے اور پیوند پر پیوند لگائے دولت کے ارکان نے اور دربار کے سرداروں نے بادشاہ کی وصیت کو
آوردند و تسلیم مفاتیح قلاع و خزائن بدو کردند و مدّتے مُلک راند تا بعضے
پورا کر دیا اور قلعوں کی اور خزانوں کی چابیاں اس کے سپرد کر دیں اور ایک زمانے تک وہ حکومت کرتا رہا یہانتک کہ
امرائے دولت گردن از اطاعت او بہ پیچیدند و ملوک از ہر طرف بمنازعت
حکومت کے بعض امیروں نے اس کی فرمانبرداری سے گردن موڑ لی اور چاروں طرف کے بادشاہ جھگڑا کرنے
برخاستند و بمقاومت لشکر آراستند فی الجملہ سپاہ و رعیت بہم بر آمدند و برخے
کھڑے ہو گئے اور انہوں نے مقابلہ کے لئے لشکر تیار کیا خلاصہ یہ کہ سپاہی اور رعیت متفق ہو گئے اور ملک کا
طرف بلاد از قبضۂ تصرّف او بدر رفت درویش ازیں واقعہ خستہ خاطر بود
ایک جانب کا کچھ حصہ اس کے قبضہ سے نکل گیا فقیر اس واقعہ سے شکستہ دل تھا
تا یکے از دوستان قدیمش کہ در حالت درویشی قرین او بود از سفر باز آمد
یہاں تک کہ اس کے پہلے دوستوں میں سے ایک دوست جو کہ درویشی میں اس کا ساتھی تھا سفر کو واپس آیا

و در چناں مرتبہ دیدش گفت منّت خدائے را عزّ و جلّ کہ بختِ بلندت یاوری کرد
اور اس نے اس کو اس حالت میں دیکھکر کہا خدائے عزوجل کا احسان ہے کہ تیرے بلند نصیبے نے مدد کی

و اقبال و دولت رہبری تا گلت از خار و خارت از پا بر آمد اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا
اور اقبال و دولت نے رہبری کی چنانچہ تیرے لئے پھول کانٹے سے اور کانٹا تیرے پیر کو نکل گیا بے شک تنگی کیساتھ آسانی ہے

شعر

شگوفہ گاہ شگفت ست و گاہ خوشیدہ
کلی کبھی کھلتی ہے کبھی خشک ہو جاتی ہے

درخت وقت برہنہ ست و وقت پوشیدہ
درخت کبھی ننگا ہوتا ہے اور کبھی سرسبز

گفت اے عزیز تعزیتم گوی کہ جائے تہنیت نیست آنگہ کہ تو دیدی غم نانے
اس نے کہا اے عزیز میری ماتم پرسی کر اس لئے کہ مبارکبادی کا کوئی موقع نہیں ہے اسوقت جب تونے دیکھا تھا تو مجھے

داشتم و امروز غم جہانے
ایک روٹی کی فکر تھی اور اب ایک جہان کی فکر ہے

مثنوی

اگر دنیا نباشد دردمندیم
اگر دنیا نہ ہو تو ہم دردمند ہیں

وگر باشد بمہرش پائے بندیم
اور اگر مل جائے تو اس کی محبت میں گرفتار ہیں

بلائے زیں جہاں آشوب تر نیست
کوئی مصیبت اس دنیا سے زیادہ بری نہیں ہے

کہ رنج خاطرست ار ہست ور نیست
کیونکہ ہونے نہ ہونے دونوں صورت میں دل کیلئے تکلیف کا سبب ہے

قطعہ

مطلب گر توانگری خواہی
اگر مالداری چاہتا ہے تو سوائے قناعت کے

جز قناعت کہ دولتست ہنی
کچھ طلب نہ کر اس لئے کہ یہی خوشگوار دولت ہے

گر غنی زر بدامن افشاند
اگر مالدار دامن بھر کر سونا بکھیرے

تا نظر در ثواب او نہ کنی
ہرگز اس کے ثواب کی طرف دھیان نہ کرنا

کز بزرگاں شنیدہ ام بسیار
اس لئے کہ میں نے بزرگوں سے بہت سنا ہے

صبر درویش بہ کہ بذل غنی
فقیر کا صبر مالدار کے خرچ کرنے سے بہتر ہے

فرد

اگر بریاں کند بہرام گورے[۱] | نہ چوں پائے ملخ باشد زمورے
اگر بہرام ایک گورخر کو بھی بھونے | تو چیونٹی کی جانب سے ایک ٹڈی کے پیر کی برابر نہیں ہے

حکایت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ[۲] ہر روز بخدمت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمدے گفت یا اباھریرۃ زرنی غبًّا تزدد حبًّا یعنی ہر روز میا
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہر روز آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے آنحضورؐ نے فرمایا اے ابوہریرہ ایک دن بیچ کر کے مجھ سے ملاقات کیا کرو محبت بڑھے گی یعنی ہر روز نہ آیا

تا محبت زیادہ شود صاحبدلے راگفتند بدیں خوبی کہ آفتاب ست نشنیدہ
کرو تاکہ محبت میں اضافہ ہو ایک صاحب دل سے لوگوں نے کہا کہ سورج کی اسقدر خوبی کے باوجود ہم نے یہ

ایم کہ کسے اورا دوست گرفتہ است وعشق آوردہ گفت از برائے آنکہ ہر روز
نہیں سنا کہ کسی نے اُس کو دوست جانا ہو اور اس سے عشق کیا ہو اس نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ تم اس کو ہر روز

می توانش دید مگر در زمستاں کہ محجوب ست ومحبوب **شعر**
دیکھ سکتے ہو مگر موسم سرما میں کہ وہ پردے میں ہے اور محبوب ہے

بدیدار مردم شدن عیب نیست | ولیکن نہ چنداں کہ گویند بس
لوگوں کے سامنے آنا عیب نہیں ہے | لیکن نہ کہ اسقدر کہ بس کہنے لگیں!

اگر خویشتن راملامت کنی | ملامت نباید شنیدن زکس
اگر تم خود اپنے آپ کو ملامت کرنا شروع کردو | تو پھر کسی سے ملامت سننے میں نہ آئیگی

حکایت یکے از بزرگاں بادے مخالف در شکم پیچیدن گرفت وطاقت
ایک بزرگ کے پیٹ میں ریح نے اینچ پینچ شروع کیا اور اس کے روکنے

ضبط آں نداشت پس بے اختیار ازوے صادر شد گفت اے درویشاں
کی طاقت نہ رہی تو وہ بے اختیار نکل گئی اس نے کہا اے درویشو!

---

[۱] بہرام عراق کے ایک بادشاہ کا نام تھا جو بیحد سخی اور عیش پرست مگر عقلمند تھا۔ [۲] گورے سے مراد گورخر چونکہ بہرام اکثر گورخر کا شکار کھیلتا تھا اس واسطے بہرام گور کے نام سے مشہور ہوا۔ مراد یہ ہے کہ گورخر پورے کا پورا اتنا مقبول نہیں جتنا کہ ایک چیونٹی سے ٹڈی کی ٹانگ یعنی کم استطاعت والے کی عبادت اور صدقہ زیادہ مقبول ہے بمقابلہ مالدار اور دولتمند کے ۱۲ [۳] ابو ہریرہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ایک مقرب صحابی کی کنیت ہے۔ جن کا نام زمانۂ جاہلیت میں جبکہ وہ اسلام نہ لائے تھے عبدالشمس تھا۔ بعد مشرف بہ اسلام ہونے کے عبدالرحمٰن نام رکھا گیا چونکہ وہ بلی بہت پالتے تھے ایک روز رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو بلی ساتھ تھی آپؐ نے دیکھکر فرمایا انت ابوہریرہ اسیوقت سے اُن کی یہ کنیت مشہور ہوئی۔

مرا در پنجہ کردم اختیارے نبود و بزہ و ے برمن ننوشتند و راحتے بدرونِ
جو کچھ میں نے کیا اس پر میرا قابو نہ تھا اور فرشتوں نے اس کا گناہ میرے نامۂ اعمال میں نہیں لکھا اور

من رسید شما نیز بکرم معذور دارید **شعر**
راحت میرے اندر آئی تم بھی کرم کرکے مجھے معذور سمجھو

شعر

شکم زندانِ باد ست اے خردمند
اے عقلمند پیٹ ریح کا قیدخانہ ہے

ندارد ہیچ عاقل باد دربند
کوئی عقلمند ریح کو قیدخانہ میں نہیں رکھتا

چو باد اندر شکم پیچد فرو ہل
جب ریح پیٹ میں پیچ پیدا کرے اس کو چھوڑ دو

کہ باد اندر شکم بار یست بردل
اسلئے کہ ریح پیٹ میں رہ کر دل پر بوجھ ڈالتی ہے

شعر

حریفِ گرانجانِ ناسازگار
سخت جان اور مخالف دشمن!

چو خواہد شدن دست پیشش مدار
اگر جانا چاہے تو اُس کو نہ روکو!

حکایت (۳) از صحبتِ یارانِ دمشق[1] ملالتے پدید آمدہ بود سر در بیابانِ قدس[2]
دمشق کے دوستوں کی صحبت سے میں تنگدل ہوگیا تھا قدس کے جنگل کی طرف میں نکل

نہادم و با حیوانات اُنس گرفتم تا وقتے کہ اسیر قیدِ فرنگ[3] شدم و در خندقِ[4] طرابلس[5]
کھڑا ہوا اور میں نے جانوروں سے محبت پیدا کرلی یہاں تک کہ میں فرنگیوں کا قیدی ہوگیا اور انہوں نے یہودیوں کے

با جہود[6] انم بکارِ گل داشتند یکے از رؤسائے حلب[7] کہ سابقہ معرفتے درمیانِ
ساتھ مجھے بھی طرابلس کی خندق کی مٹی کے کام پر لگا دیا حلب کا ایک رئیس جس سے میری پہلی جان پہچان

---

[1] دمشق شام کے ایک شہر کا نام ہے ۱۲ [2] قدس حوالی بیت المقدس کی زمین۔ اور بعض نے بیان کیا ہو کہ ایک بڑے پہاڑ کا نام ہے جو بیت المقدس کے قریب واقع ہے ۱۲ [3] فرنگ۔ فرنس کا مفرس جو اب فرانس کے نام سے مشہور ہے۔ زمانۂ شیخ میں بھی یہ عیسائیوں کا مسکن اور دار السلطنت تھا ۱۲ [4] خندق کھائی کو کہتے ہیں ۱۲ [5] طرابلس بفتح طا و ضم با شام کے ایک شہر کا نام ہے اور اسی نام کا دوسرا شہر ہے جس کو طرابلس الغرب کہا جاتا ہے ۱۲ [6] جہود۔ یہودی کے معنی میں ہے۔ جو کا فرمو سائی کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں شاید عیسائی مراد ہو۔ یا یہ کہ اس قیدِ فرنگ میں یہودی بھی تھے اُنھیں کے ساتھ مجھے بھی رکھا گیا ۱۲
[7] حلب بفتح اول و دوم شام کے ایک شہر کا نام ہے ۱۲ [8] حریف بمعنے ہم پیشہ۔ مجازاً دشمن کو کہتے ہیں ۱۲

مابود گذر کرد وبشناخت گفت اینچہ حالتست کہ موجبِ ملالت ست گفتم
تھی وہاں سے گذرا اور اس نے پہچان لیا اور کہا یہ کیا حالت ہے جو کہ تکلیف دہ ہے میں نے کہا
چگویم **قطعہ**
کیا بتاؤں

ہمیگریختم از مرد ماں بکوہ و بدشت
میں آدمیوں سے پہاڑ اور جنگل کی طرف بھاگتا تھا
کہ از خدائے نبودم بدیگری پرداخت
اس لئے کہ سوائے خدا کے میری توجہ کسی کی طرف نہ تھی
قیاس کن کہ چہ حالم بود درین ساعت
سمجھ لو کہ اس وقت میرا کیا حال ہوگا
کہ در طویلۂ نامردم باید ساخت
جب کہ جانوروں کے اصطبل میں مجھے نباہنی پڑی

فرد

پائے در زنجیر پیش دوستاں
قیدی بن کر دوستوں کے سامنے رہنا بہتر ہے
بہ کہ با بیگانگاں در بوستاں
بہ نسبت اس کے کہ بیگانوں کیساتھ باغ میں

برحالتِ من رحمت آورد و بدہ دینار[۵۱] از قیدِ فرنگم باز خرید وباخویشتن بہ حلب
اُس کو میری حالت پر رحم آگیا اور اس نے دس دینار دے کر مجھے فرنگیوں کی قید سے چھڑا لیا اور مجھے اپنے ساتھ حلب
بُرد دُخترے داشت بنکاح من درآورد بکابین[۵۲] صد دینار چوں مُدتے برآمد
لے گیا اُس کی ایک لڑکی تھی جس کی اس نے سو دینار مہر پر مجھ سے شادی کر دی جب ایک زمانہ گذر گیا
بدخوئی وستیزہ روئی آغاز کرد و زباں درازی کردن گرفت وعیش مرا منغص
اُس نے بدمزاجی اور لڑائی شروع کر دی اور زبان درازی کرنے لگی اور اُس نے میرا جینا
میکرد **شعر**
دوبھر کر دیا

زنِ بد در سرائے مردِ نکو
نیک آدمی کے گھر میں بد عورت
ہمدریں عالم ست دوزخ[۵۳] او
اسی عالم میں اس کے لئے دوزخ ہے
زنہار از قرینِ بد زنہار
بُرے ساتھی سے خدا بچائے
وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ
اے ہمارے پروردگار ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا

---

۵۱ دینار۔ ایک سکہ سونے کا جس کا وزن ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا تھا ۱۲ ۔ ۵۲ کابین مہر کو کہتے ہیں ۱۲ ۔ ۵۳ دوزخ۔ جس کو ہندی میں نرک کہتے ہیں ۱۲ ؎

بارے زبانِ تعنّت دراز کردہ ہمی گفت تو آں نیستی کہ پدرم ترا از قیدِ فرنگ بدہ
ایک مرتبہ طعنہ زنی کی زبان درازی کے ساتھ کہہ رہی تھی کیا تو وہی نہیں ہے کہ میرے باپ نے تجھے دس دینار دیکر

دینار باز خرید گفتم بلے من آنم کہ بہ دہ دینار از قیدِ فرنگم باز خرید و بصد دینار
فرنگیوں کی قید سے چھڑایا میں نے کہا ہاں بے شک میں وہی ہوں کہ دس دینار دیکر فرنگیوں کی قید سے مجھے چھڑایا اور سو

بدستِ تو گرفتار کرد
دینار کے عوض تیرے ہاتھوں گرفتار کر دیا

اشعار

شنیدم گوسپندے را بزرگے
میں نے سنا کہ ایک بزرگ نے ایک بکری کو

رہانید از دہان و دستِ گرگے
بھیڑیئے کے منہ اور پنجے سے چھڑایا

شبانگہ کارد بر حلقش بمالید
رات کو اس کے گلے پر چھری پھیر دی

رَوانِ گوسفند از وے بنالید
بکری کی جان اُس سے فریاد کرنے لگی

کہ از چنگالِ گرگم در ربودی
کہ بھیڑیئے کے پنجے سے تو نے مجھے چھڑا لیا

چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی
جب میں نے غور کیا انجام کار تو خود بھیڑیا تھا

حکایت

یکے از پادشاہاں عابدے را پرسید کہ عیال داشت اوقاتِ
ایک بادشاہ نے ایک عبادت گذار سے جو کہ بال بچے دار تھا پوچھا کہ تیری اوقات

عزیزت چوں میگذرد گفت ہمہ شب در مناجات و سحر در دعائے حاجات و
بسری کیسے ہوتی ہے اس نے کہا تمام رات مناجات میں اور صبح حاجتوں کے پورا ہونے کی دعا میں

ہمہ روز در بندِ اخراجات مَلِک را مضمونِ اشارت عابد معلوم گشت فرمود تا
اور تمام دن اخراجات کے فکر میں، بادشاہ کو عابد کے اشارے کا مقصد معلوم ہوگیا حکم دیا کہ

وجہِ کفافِ او[۱] معین دارند تا بارِ عیال از دل او برخیزد
اس کی وجہ معاش مقرر کردیں تاکہ بال بچوں کا فکر اس کے دل سے جاتا رہے۔

مثنوی

اے گرفتارِ پائے بندِ عیال[۲]
اے بال بچوں کی بیڑی میں گرفتار

دگر آزادگی مبند خیال
پھر آزادی کا خیال نہ کرنا

غمِ فرزند و نان و جامہ و قوت
اولاد، روٹی، کپڑے اور روزی کا غم

بازت آرد ز سیر در ملکوت
تجھے عالمِ ملکوت کی سیر سے واپس لے آئیگا

[۱] وجہ کفاف۔ وہ آمدنی جس سے روزانہ کا ضروری خرچ چل سکے ۱۲ [۲] یعنی جب تو بچوں اور بیوی کی فکرِ معاش کے غم میں گرفتار ہے تو پھر اب تو کبھی آزاد نہیں ہو سکتا ۱۲

همه روز اتفاق می سازم — که بشب با خدای پردازم
تمام دن یہ نیت کرتا ہوں — کہ رات کو خدا کی عبادت میں لگوں گا

شب چو عقد نماز بربندم — چه خورد بامداد فرزندم
رات کو جب نماز کی نیت باندھتا ہوں — (تو فکر ہوتی ہے) صبح کو بال بچے کیا کھائیں گے

حکایت (۳۲) یکے از متعبداں در بیشه زندگانی کردے و برگ درختاں خوردے
ایک عبادت گذار جنگل میں زندگی گذارتا اور درختوں کے پتے کھا لیتا

پادشاہے بحکم زیارت نزدیک وے رفت گفت اگر مصلحت بینی بشهر از برائے
ایک بادشاہ زیارت کے لئے اس کے پاس گیا اور کہا اگر آپ مناسب سمجھیں تو شہر میں آپکے واسطے

تو مقامے بسازم که فراغ عبادت ازیں به دست دهد و دیگراں هم ببرکات انفاس
ایک قیامگاہ تیار کر دوں تاکہ عبادت کے لئے اس سے عمدہ فارغ البالی آپکو میسر آجائے اور دوسرے بھی جناب کے

شما مستفید گردند و بمصالح اعمال شما اقتدا کنند زاهد را ایں سخن قبول نیامد
سانسوں کی برکتوں سے فیضیاب ہوں اور آپ کے نیک کاموں کی پیروی کریں زاہد کو یہ بات پسند نہ آئی

روی برتافت یکے از وزیراں گفتش پاس خاطر ملک را روا باشد که دو سه
منہ پھیر لیا ایک وزیر نے اُس کو کہا بادشاہ کی خاطر داری کے لئے مناسب ہوگا کہ دو تین

روزے بشهر آئی و کیفیت مکان معلوم کنی پس اگر صفای وقت عزیزاں
روز کے لئے آپ شہر میں آجائیں اور قیامگاہ کی کیفیت دیکھ لیں اگر پھر جناب کے پاک و صاف اوقات

را از صحبت اغیار کدورتے باشد اختیار باقی ست آورده اند که عابد بشهر
غیروں کی صحبت سے مکدر ہوں تو اختیار باقی ہے بیان کرتے ہیں کہ عابد شہر میں

درآمد و بستانسرائے خاص ملک بدو پرداختند مقامے دلکشای رواں آسای
آگیا اور ایک باغیچہ دار محل خاص بادشاہ کا اس کے سپرد کر دیا فرحت خیز روح کو تسکین دینے والی

چوں بهشت
بہشت جیسی جگہ

مثنوی

گل سرخش چو عارض خوباں — سنبلش همچو زلف محبوباں
اس کا گلاب معشوقوں کے رخسار کی طرح — اُس کا سنبل محبوبوں کی زلف کی طرح

همچناں از نهیب برد عجوز — شیر ناخورده طفل دایه هنوز
ایام عجوز کی ٹھنڈک کی غارت گری کے باوجود نرم و نازک جیسا کہ وہ نوزائیدہ بچہ جس نے دایہ کا دودھ بھی نہ پیا ہو۔

شعر

وَافَانِیْنُ عَلَیْھَا جُلْنَارُ | عُلِّقَتْ بِالشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارُ
اور شاخیں جن پر گل انار لگے ہوئے ہیں | گویا کہ سرسبز درخت پر آگ لٹکا دی گئی ہو

مَلِکْ درحال کنیزکِ ماہرو پیشِ او فرستاد کہ وصفش اینست **شعر**
بادشاہ نے فوراً چاند سے ٹکڑے والی باندی اس کے پاس بھیجدی جس کی صفات یہ تھیں

ازیں مہ پارۂ عابد فریبے | مَلائِک صورتے طاؤس زیبے
ایسی چاند کا ٹکڑا، عبادت گذار کو بھانے والی | فرشتہ صورت، مور کی سی زینت والی،

کہ بعد از دیدنش صورت نہ بندد | وجودِ پارسایاں را شکیبے
کہ جس کو دیکھنے کے بعد پارساؤں کے لئے | صبر کی کوئی صورت نہ رہے

ہمچناں در عقبش غلامے بدیع الجمال لطیف الاعتدال **قطعہ**
اسی طرح اُس کے بعد ایک غلام بھیجا جو کہ نادر حسن والا سڈول بدن والا تھا

هَلَكَ النَّاسُ حَوْلَهٗ عَطَشًا | وَهُوَ سَاقٍ يَرٰى وَلَا يَسْقِيْ
لوگ اس کے چاروں طرف پیاسے مر گئے | اور وہ ایسا ساقی ہے جو دیکھتا ہے اور سیراب نہیں کرتا ہے

دیدہ از دیدنش نگشتے سیر | ہمچناں کز فرات مستسقی
آنکھ اُس کے دیکھنے سے سیر نہیں ہوتی | جیسا کہ فرات سے استسقاء کا مریض سیراب نہیں ہوتا

عابد از طعامہائے لذیذ خوردن گرفت و کسوتہائے لطیف پوشیدن و از فواکہ
عابد نے لذیذ کھانے شروع کئے اور عمدہ لباس پہننا شروع کیا اور پھلوں

و مشموم و حلاوات تمتع یافتن و در جمالِ غلام و کنیزک نظر کردن کہ خردمنداں
اور خوشبو اور مٹھائیوں سے مزے لینے شروع کئے اور لڑکی اور لڑکے کے حسن کو دیکھنا شروع کیا اسلئے کہ عقلمندوں

گفتہ اند زلفِ خوباں زنجیر پائے عقل ست و دامِ مرغ زیرک **بیت**
نے کہا ہے کہ حسینوں کی زلف عقل کے پیر کی بیڑی ہے اور چالاک پرند کیلئے جال ہے

درسرکارِ تو کردم دل و دیں باہمہ دانش | مرغ زیرک بحقیقت منم امروز تو دامے
دل اور دین باوجود تمام ذہانت کے میں نے تیرے عشق میں خرچ کر دیا | میں آج حقیقت میں چالاک پرندہ اور تو جال ہے

فی الجملہ دولتِ وقتِ مجموعش بزوال آمد چنانکہ گفتہ اند **قطعہ**
خلاصہ یہ کہ اس کی دلجمعی کے وقت کی دولت کو زوال آگیا جیسا کہ لوگوں نے کہا ہے

هر که هست از فقیه و پیر و مرید
جو کوئی بھی فقیہ، پیر، مرید

وز زبان آوران پاک نفس
اور پاک طینت شاعروں میں سے ہے

چوں بہ دنیائے دوں فرود آمد
جب کبھی دنیا میں پھنس گیا

بعسل در بماند همچو مگس
تو مکھی کی طرح شہد میں پھنس کر رہ گیا

بارِ دیگر ملک بدیدن اور غبت کرد عابد را دید از ہیاتِ نخستیں بگردیدہ و سرخ و
بادشاہ نے دوسری مرتبہ اُس کو دیکھنے کی رغبت کی عابد کو پہلی حالت سے پھرا ہوا سرخ و

سفید بر آمدہ و فربہ شدہ و بر بالشِ دیبا[1] تکیہ زدہ و غلام پری پیکر بمروحۂ طاؤسی
سفید، موٹا، دیبا کے تکیہ پر سہارا لگائے ہوئے اور ایک پری جیسے جسم والا لڑکا مور کے

بر بالائے سر ایستادہ بر سلامتِ حالش شادمانی کرد و از ہر درے سخن گفتند
پروں کا پنکھا لئے ہوئے سرہانے کھڑا ہوا دیکھا۔ اُس کی حالت کی سلامتی پر خوش ہوا چاروں طرف کی باتیں شروع

تا ملک بانجامِ سخن گفت چنانکہ من ایں ہر دو طائفہ را دوست میدارم کس
ہوئیں یہاں تک کہ بادشاہ نے آخر میں کہا جیسا کہ میں اِن دو گروہوں کو دوست رکھتا ہوں کوئی نہیں رکھتا

ندارد یکے علماء و دیگر زہاد وزیرِ فیلسوف جہاں دیدہ حاذق کہ با وے بود گفت
ایک علماء، دوسرے زاہد لوگ۔ فلسفی وزیر جہاں دیدہ ماہر جو اس کے ساتھ تھا بولا

اے خداوندِ روئے زمین شرطِ دوستی آنست کہ با ہر دو طائفہ نکوئی کنی
اے روئے زمین کے بادشاہ دوستی کا طریقہ تو یہ ہے کہ آپ ان دونوں گروہوں کیساتھ نیکی کریں

علماء را زر بدہ تا دیگر بخوانند و زاہداں را چیزے مدہ تا زاہد بمانند **قطعہ**
عالموں کو تو روپیہ دیجئے تاکہ وہ مطالعہ میں لگیں اور زاہد کو کچھ نہ دیجئے تاکہ وہ زاہد رہ سکیں

خاتونِ خوبصورت و پاکیزہ روی را
خوبصورت اور پاکیزہ چہرے والی عورت کے لئے

نقش و نگار و خاتمِ فیروزہ[2] گو مباش
نقش و نگار اور فیروزہ کی انگوٹھی نہ ہو تو کوئی نقصان نہیں

درویشِ نیک سیرتِ فرخندہ روی را
نیک سیرت اور بابرکت چہرے والے درویش کے پاس

نانِ رباط و لقمۂ دریوزہ گو مباش
خانقاہ کی روٹی اور بھیک کا لقمہ نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں

فرد

تا مراہست دیگرم باید
جب تک مجھ میں "اور چاہیئے" باقی ہے

گر نخوانند زاہدم شاید
اگر مجھے زاہد نہ کہیں تو مناسب ہے

---

[1] دیبا۔ ایک نفیس ریشمی کپڑا ہوتا ہے ۱۲ [2] فیروزہ ایک قیمتی پتھر جو آسمانی رنگ کا ہوتا ہے ۱۲

فرد

نہ زاھد را درم باید نہ دینار
زاہد کو نہ درم چاہیئے نہ دینار

چو بستد زاہدے دیگر بدست آر
اگر وہ لینے لگے تو دوسرا زاہد تلاش کر

قطعہ

آنرا کہ سیرتِ خوش و سریست باخدای
جس کی اچھی عادت اور خدا سے راز و نیاز ہو

بے نانِ وقف[1] و لقمۂ دریوزہ زاہد ست
وقف کی روٹی اور بھیک کے لقمہ بغیر(بھی) وہ زاہد ہے

انگشتِ خوبروی و بناگوشِ دلفریب
خوبصورت انگلی اور دلفریب کان کی لَو،

بے گوشوار و خاتمِ فیروزہ شاہد ست
کان کے آویزے اور فیروزے کی انگوٹھی کے بغیر(بھی) محبوب ہے

حکایت ۳۳

مطابقِ ایں سخن ہمچنیں پادشاہے را مہمے پیش آمد گفت اگر انجامِ
اِس قصہ کی مانند اسی طرح ایک بادشاہ کو ایک مہم پیش آگئی اس نے کہا کہ اگر اس

ایں حالت بمرادِ من بر آید چندیں درم دہم زاہداں را چوں حاجتش بر آمد و تشویشِ
حالت کا انجام میری مراد کے موافق ہو جائے تو میں اس قدر درم زاہدوں کو دونگا۔ جب اس کی حاجت پوری ہو گئی اور

خاطرش برفت وفائے نذرش[2] بوجودِ شرط لازم آمد یکے را از بندگانِ خاص
اُس کی طبیعت کی پریشانی رفع ہو گئی تو شرط پوری ہو جانے کی وجہ سے اُس کو منت کا پورا کرنا ضروری ہو گیا۔ اُس نے ایک خاص غلام کو

کیسۂ درم[3] داد تا بزاہداں صرف کند گویند غلامے عاقل و ہشیار بود ہمہ روز بگردید
درم کی تھیلی دی تا کہ زاہدوں پر خرچ کر دے لوگ کہتے ہیں غلام عقلمند اور ہوشیار تھا تمام دن گھومتا پھرا

و شبانگہ باز آمد و درمہارا[4] بوسہ داد و پیشِ ملک نہاد و گفت زاہداں را چنداں
اور شام کو واپس آگیا۔ درموں کو چوما اور بادشاہ کے سامنے رکھدیا اور کہا میں نے زاہدوں کی

کہ طلب کردم نیافتم گفت ایں چہ حکایت ست انچہ من دانم دریں ملک چہار صد
بہت تلاش کی وہ نہ مل سکے بادشاہ نے کہا یہ کیا قصہ ہے میرے علم کے مطابق اس ملک میں چار سو

---

[1] وقف سے مراد یہاں خیرات ہے۔ ورنہ اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ کوئی جائداد وغیرہ صرف نیک کاموں کے لئے چھوڑ دی گئی ہو کہ اس کی آمدنی سے تمام اس قسم کے مصارف پورے ہو سکیں ۱۲ [2] نذر ۔ منت ماننا ۱۲ [3] درم ایک سکہ کا نام جو زمانہ سابق میں ہوتا تھا۔ اس کا وزن بعض کے نزدیک ساڑھے تین ماشہ اور بعض کے نزدیک دو ماشہ دو رتی ہوتا تھا یہ سکہ چاندی کا تھا ۱۲ [4] درمہارا بوسہ داد۔ درموں کو بوسہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ آقا کی امانت (باقی برصفحہ آئندہ)

زاہد ست گفت اے خداوندِ جہاں آنکہ زاہد ست نمی ستاند و آنکہ می ستاند
زاہد ہیں اس نے کہا کہ اے شاہ عالم جو زاہد ہے وہ تو لیتا نہیں اور جو لیتا ہے وہ
زاہد نیست ملک بخندید و ندیمان[۱] را گفت چندانکہ مرا در حقِ درویشاں و خدا
زاہد نہیں بادشاہ ہنسا اور مصاحبوں سے بولا مجھے جس قدر درویشوں اور خدا پرستوں
پرستاں ارادت ست و اقرار ایں شوخ دیدہ را عداوت ست و انکار و
سے عقیدت اور اقرار ہے اس شریر کو اُسی قدر دشمنی اور انکار ہے
حق بجانبِ اوست
لیکن صحیح بات اسی کی ہے

شعر

زاہد کہ درم گرفت و دینار جو زاہد درم اور دینار لے لے	زاہد تر از و یکے بدست آر اُس سے اور زیادہ زاہد تلاش کر

حکایت (۳۴) یکے از علمائے راسخ را پرسیدند چہ گوئی در نان وقف گفت اگر
ایک کامل عالم سے پوچھا وقف کی روٹی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے
نان از بہرِ جمعیتِ خاطر می ستاند حلال ست و اگر جمع از بہرِ نان می نشیند حرام۔
اُس نے کہا اگر روٹی سکونِ قلبی کے لئے لیتا ہے تو جائز ہے اور اگر سکونِ قلبی کیساتھ روٹی حاصل کرنے کیلئے بیٹھا ہے تو حرام ہے

بیت

نان از برائے کُنجِ عبادت گرفتہ اند درویشوں نے روٹی کھانا، گوشۂ عبادت کے لئے اختیار کیا ہے	صاحبدلاں نہ کُنجِ عبادت برائے ناں نہ کہ گوشۂ عبادت روٹی کے لئے

حکایت (۳۵) درویشے بمقامے درآمد کہ صاحبِ آں بُقعہ کریم النفس بود طائفہ
ایک فقیر کسی ایسی جگہ پہونچا جہاں کا مالک سخی تھا بزرگوں کی
اہلِ فضل در صحبتِ او ہر یکے بذلہ و لطیفہ ہمی گفتند و درویش راہِ بیاباں قطع
ایک جماعت اس کے پاس رہتی تھی اور ہر ایک خوش طبعی کی بات اور لطیفے کہتا تھا. فقیر صحرا کا سفر کرکے
کردہ بود و ماندہ شدہ و چیزے نخوردہ یکے ازاں میاں بطریقِ ظرافت
آیا تھا اور تھک چکا تھا اور کچھ کھائے ہوئے نہ تھا ان میں سے ایک نے مذاق میں

(بقیہ صفحہ گذشتہ) واپس کرتے وقت ہر خادم اُس کو چومتا تھا. یا تعظیماً کہ بادشاہ کا نام اُن پر کھدا ہوا تھا ۱۲ ف
(متعلقہ صفحہ ہذا) سلہ بادشاہ کے مصاحب ہم صحبت ۱۲ ف

گفت تراہم چیزے بباید گفت مرا چوں دیگراں فضل وادبے نیست و چیزے
کہا آپ کو بھی کچھ کہنا چاہیئے اس نے کہا مجھے دوسروں کی طرح بزرگی اور ادب حاصل نہیں ہے اور میں نے
نخواندہ ام بیک بیت از من قناعت کنید ہمگناں برغبت گفتند بگو گفت شعر
کچھ پڑھا لکھا بھی نہیں ہے میری جانب سے تو بس ایک شعر سن لو سب نے شوق سے کہا فرمایئے اس نے کہا

من گرسنہ در برابرِ سفرۂ ناں	ہمچو عزبم بر درِ حمامِ زناں
میں فاقہ زدہ روٹی کے دسترخوان کے پاس	ایسا ہی ہوں جیسا کہ بدون بیوی کا عورتوں کے حمام کے دروازے پر

یاراں نہایت عجز او بدانستند و سفرہ پیش او آوردند صاحبِ دعوت گفت اے
دوستوں نے اس کی انتہائی عاجزی کا اندازہ لگالیا اور اس کے سامنے دسترخوان بچھایا میزبان نے کہا اے یار
یار زمانے توقف کن کہ پرستارانم کوفتہ بریاں ہمی سازند درویش
تھوڑی دیر ٹھہر جا کہ میرے نوکر بھنے ہوئے کوفتے تیار کررہے ہیں فقیر نے
سر برآورد و بخندید و گفت شعر
سر اٹھایا اور ہنسا اور کہا

کوفتہ بر سفرۂ من گو مباش	کوفتہ را نانِ تہی کوفتہ است
اگر میرے دسترخوان پر کوفتہ نہیں ہے تو کوئی مضائقہ نہیں	تھکے ہوئے کے لئے تو روکھی روٹی بھی کوفتہ ہے

حکایت[۳۰] مریدے گفت پیر را چہ کنم کز خلائق برنج اندرم از بس کہ
ایک مرید نے ایک پیر سے کہا کیا کروں میں مخلوق سے تکلیف میں ہوں۔ چونکہ
بزیارتِ من ہمی آیند و اوقاتِ مرا از تردّدِ ایشاں تشویش می باشد گفت ہر چہ
مجھ سے ملنے آتے ہیں اور میرے اوقات ان کے آنے جانے سے گڑبڑ ہوتے ہیں اس نے کہا جو
درویشانند مر ایشاں را وامے بدہ وانچہ توانگر انند از ایشاں چیزے بخواہ کہ
فقیر ہیں ان کو قرض دیدے اور جو مالدار ہیں ان سے کچھ مانگ لے پھر
یکے گردِ تو نگردد بیت
تیرے گرد کوئی بھی چکر نہ کاٹے گا

گر گدا پیشرو لشکرِ اسلام بود	کافر از بیم توقع برود تا درِ چیں
اگر لشکرِ اسلام کے آگے آگے فقیر ہو	تو کافر اس کے سوال کے ڈر سے چین کے قلعہ تک بھاگ جائیگا

حکایت[۳۱] فقیہے پدر را گفت ہیچ ازیں سخنانِ دلاویز رنگین متکلماں در من اثر
ایک فقیہ نے اپنے والد سے کہا واعظوں کی ان رنگین باتوں کا میرے دل پر کوئی اثر

نمی کند بحکم آنکہ نمی بینم مرایشاں راکردارے موافق گفتار **مثنوی**
نہیں ہوتا کیونکہ میں ان کا عمل قول کے مطابق نہیں دیکھتا ہوں

ترکِ دنیا بمردم آموزند | خویشتن سیم وغلہ اندوزند
دنیاکو ترکِ دنیا کا سبق پڑھاتے ہیں | خود چاندی اور غلہ جمع کرتے ہیں

عالمے راکہ گفت باشد وبس | ہرچہ گوید نگیرد اندر کس
جس عالم کا صرف کہنا ہی کہنا ہو | وہ جو کچھ کہیگا اس کا اثر کسی پر نہ ہوگا

عالم آں کس بود کہ بد نکند | نہ بگوید بخلق وخود نہ کند
عالم تو وہ ہے جو بُرے کام نہ کرے | نہ یہ کہ مخلوق کو کہتا رہے اور خود عمل نہ کرے

آیت أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ
کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنی ذاتوں کو بھول جاتے ہو

بیت

عالم کہ کامرانی وتن پروری کند | اوخویشتن گم ست کرا رہبری کند
وہ عالم جو عیش اور تن پروری کرے | وہ خود گمراہ ہے کس کو راستہ بتائے گا

پدر گفت اے پسر بمجرد ایں خیال باطل نشاید روی از تربیت ناصحاں بگردانیدن
باپ نے کہا اے بیٹے محض اس باطل خیال کی وجہ سے نصیحت کرنے والوں کی تربیت سے روگردانی نہ کرنی

وعلمارا بضلالت منسوب کردن ودر طلب عالم معصوم از فوائد علم محروم ماندن
چاہیے اور علماء کو گمراہی کی طرف منسوب کرنا اور معصوم عالم کی تلاش میں علم کے فوائد سے محروم رہنا

ہمچو نابینائے کہ شبے در وحل افتادہ بود ومی گفت آخر اے مسلماناں چراغے
اس اندھے کی طرح ہے کہ جو ایک رات کیچڑ میں پھنس گیا تھا اور کہہ رہا تھا اے مسلمانو! میرے راستہ میں

فرا راہ من دارید زنے فارحہ بشنید وگفت توکہ چراغ نمی بینی بچراغ چہ بینی
ایک چراغ رکھ دو ایک خوش مزاج عورت نے سنا اور کہا جب تجھے چراغ ہی نظر نہیں آتا چراغ سے کیا دیکھیگا

ہمچنیں مجلس وعظ چوں کلبۂ بزاز ست آنجا تا نقدے ندہی بضاعتے نستانی و
اسی طرح وعظ کی مجلس بزاز کی دوکان کی طرح ہے وہاں جب تک نقد نہ دوگے سامان نہیں لے سکتے ہو اور

اینجا تا ارادتے نیاوری سعادتے نبری **قطعہ**
اس مجلس وعظ میں جب تک عقیدت سے نہ آؤگے کوئی نیکبختی نہ حاصل کرسکوگے

گفتِ عالم بگوشِ جاں بشنو | ور نماند بہ گفتنش کردار
عالم کی بات دل سے سنو | اگرچہ اس کا عمل قول کی مانند نہو

باطل ست انچہ مدعی گوید
ڈینگیں مارنے والا یہ غلط کہتا ہے

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار
کہ سویا ہوا سوئے ہوئے کو کب بیدار کر سکتا ہے

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
انسان کو چاہیئے کہ کان میں ڈال لے

ورنبشت ست پند بر دیوار
اگرچہ نصیحت دیوار پر لکھی ہو!

قطعہ

صاحبدلے بمدرسہ آمد زخانقاہ
ایک صاحبدل خانقاہ سے مدرسہ میں آگیا

بشکست عہد صحبت اہل طریق را
درویشوں کی صحبت کے عہد کو توڑ کر

گفتم میان عالم و عابد چہ فرق بود
میں نے دریافت کیا عالم اور عابد میں کیا فرق تھا

تا کردی اختیار ازاں ایں فریق را
کہ تو نے اُس فریق کو چھوڑ کر اس فریق کو پسند کیا

گفت او گلیم خویش بدر میبرد ز موج
اُس نے کہا وہ اپنی گدڑی موج سے بچا کر لیجاتا ہے

ویں جہد میکند کہ بگیرد غریق را
اور یہ یہ کوشش کرتا ہے کہ ڈوبنے والے کی دستگیری کرے

حکایت (۳۸) یکے بر سر راہے خفتہ بود و زمامِ اختیار از دست رفتہ
ایک شخص راستہ کے کنارے سویا ہوا تھا اور اختیار کی باگ اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی

عابدے بروے گذر کرد و دراں حالت مستقبح او نظر کرد جواں از
ایک عابد اُس کے پاس سے گذرا اور اُس کی بُری حالت کو دیکھنے لگا جوان نے مستی

خوابِ مستی سر بر آورد و گفت وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ شعر
کی نیند سے سر اُٹھایا اور کہا وہ جب کسی بیہودہ کے پاس سے گذرتے ہیں تو شرافت سے گذرتے ہیں

اِذَا رَاَيْتَ اَثِيْمًا
جب تو کسی گنہ گار کو دیکھے

كُنْ سَاتِرًا وَّحَلِيْمًا
تو پردہ پوش اور بردبار بن جا

يَا مَنْ يُّقَبِّحُ اَمْرِيْ
اے وہ کہ جو میرے معاملہ کی برائیاں بیان کرتا ہے

لِمْ لَا تَمُرُّ كَرِيْمًا
تو شریفانہ کیوں نہیں گذر جاتا

قطعہ

---

۵ گنہگار بھی اس سے مراد لے سکتے ہیں ۱۲

مَتاب اے پارساروی از گنہگار
اے پارسا گنہگار سے منہ نہ موڑ
بنخشایندگی دَر وَے نظر کن
اس پر معافی کی نگاہ ڈال!

اگر من ناجواں مَردم بہ کردار
اگر میں اپنے کارناموں کی وجہ سے بے ہمت ہوں
تو بر من چوں جوانمرداں گذر کن
تو ہمت والوں کی طرح میرے پاس سے گذر جا

حکایت (۳۹)

طائفۂ رِنداں بخلافِ درویشے بدر آمدند وسخنان ناسزا
رندوں کا ایک گروہ ایک درویش کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا اور اُنکو برا
گفتند و بزدند و برنجانیدند شکایت از بے طاقتی پیش پیر طریقت[۱] برد کہ چنیں
بھلا کہا اور پیٹا اور ستایا وہ اپنی لاچاری کی شکایت پیرِ طریقت کے پاس لے گیا کہ میری
حالے رفت گفت اے فرزند خرقۂ درویشاں جامۂ رضاست[۲] ہر کہ دریں کسوت
حالت ہوئی اُس نے کہا اے بیٹا فقیروں کی گدڑی رضا کا لباس ہے جو اِس لباس کو پہنکر
تحمّل بیمرادی نکند مدّعی ست نہ درویش وخرقہ برو حرام ست

فرد

نامرادی کی برداشت نہ کرے وہ خواہ مخواہ کا دعویدار ہے فقیر نہیں ہے اور گدڑی پہننا اس پر حرام ہے

دریائے فراواں نشود تیرہ بسنگ
بڑا دریا ایک پتھر سے گدلا نہیں ہوتا
عارف کہ برنجد تنک آبست ہنوز
جو عارف رنجیدہ ہو وہ ابھی تھوڑے پانی میں ہے

قطعہ

گر گزندت رسد تحمّل کن
اگر تجھے کوئی تکلیف پہونچے تو برداشت کر
کہ بعفو از گناہ پاک شوی
کیونکہ معاف کرکے تو گناہ سے پاک ہو جائیگا

اے برادر چو عاقبت خاک ست
اے بھائی جب انجام کار خاک ہونا ہے
خاک شو پیش ازاں کہ خاک شوی
تو خاک بننے سے پہلے خاک بن جا

حکایتِ (۴۰) منظوم

ایں حکایت شنو کہ در بغداد
یہ قصہ سنو کہ بغداد میں
رایت و پردہ را خلاف افتاد
جھنڈے اور پردے میں اختلاف ہو گیا

---

[۱] روحانی پیشوا۔ [۲] رضا۔ حکم خدا پر راضی اور شاکر رہنا۔

رایت از گردِ راہ و رنجِ رکاب
جھنڈے نے راستہ کی گرد اور ساتھ رہنے کی تکلیف

گفت با پردہ از طریقِ عتاب
کا حال غصہ سے پردہ کو سنایا

من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم
میں اور تو دونوں بادشاہ کے نوکر ہیں

بندۂ بارگاہِ سلطانیم
شاہی دربار کے غلام ہیں!

من زخدمت دمے نیاسودم
میں نے خدمت سے ایک سانس کیلئے بھی آرام نہ پایا

گاہ و بیگاہ در سفر بودم
وقت بے وقت سفر میں رہا

تو نہ رنج آزمودہ نہ حصار
تو نے نہ رنج سہا نہ قلعہ دیکھا

نہ بیابان و باد و گردِ غبار
نہ جنگل اور ہوا اور نہ گرد و غبار

قدم من بسعی پیشتر ست
کوشش میں میرا قدم آگے ہے

پس چرا عزتِ تو بیشتر ست
پھر تیری عزت کیوں زیادہ ہے

تو بر بندگانِ مہ روئی
تو چاند سے مکھڑے والے غلاموں کے پاس ہے

با کنیزانِ یاسمن بوئی
چنبیلی جیسی خوشبو والی لونڈیوں کے ساتھ

من فتادہ بدستِ شاگرداں
میں نوکروں کے ہاتھ میں پڑا ہوں

بسفر پائے بند و سر گرداں
سفر کا پابند اور حیران

گفت من سر بر آستاں دارم
اس نے کہا میں تو چوکھٹ پر اپنا سر رکھے ہوئے

نہ چو تو سر بر آسماں دارم
ہوں۔ تیری طرح آسمان پر سر نہیں رکھتا

ہر کہ بیہودہ گردن افرازد
جو شخص خواہ مخواہ گردن ابھارتا ہے

خویشتن را بگردن اندازد
وہ اپنے آپ کو گردن کے بل گراتا ہے

حکایت (۱۱) یکے از صاحبدلاں زور آزمائے را دید بہم برآمدہ و کف بر
ایک صاحبدل نے ایک پہلوان کو دیکھا غصہ میں بھرا ہوا اور منہ سے
دہاں انداختہ گفت ایں را چہ حالتست گفتند فلاں دشنام دادش
جھاگ پھینکتا ہوا اس نے کہا اس کا کیا حال ہے لوگوں نے کہا فلانے نے اس کو گالی دی ہے
گفت ایں فرومایہ ہزار من سنگ بر میدارد و طاقت سخنے نمی آرد **قطعہ**
اس نے کہا یہ کمینہ ہزار من کا پتھر اٹھا لیتا ہے اور ایک بات کی برداشت نہیں کر سکتا

لافِ سر پنجگی و دعوئے مردی بگذار
پہلوانی کی ڈینگیں اور بہادری کا دعویٰ چھوڑ

عاجز نفسِ فرومایہ چہ مردے چہ زنے
کمینہ نفس سے عاجز مرد و عورت برابر ہے

گرت از دست برآید دہنے شیریں کن
اگر تجھ سے ہو سکے تو کسی منہ کو میٹھا کر
مردی آں نیست کہ مشتے بزنی بر دہنے
بہادری یہ نہیں ہے کہ تو کسی منہ پر مکا مارے

قطعہ

اگر خود بر درد پیشانئے پیل
اگر ہاتھی کی پیشانی پھاڑ دے
نہ مرد ست آنکہ در وے مردمی نیست
تو بھی وہ بہادر نہیں ہے جس میں انسانیت نہیں ہے
بنی آدم سرشت از خاک دارند
آدم کی اولاد کی پیدائش مٹی سے ہے
اگر خاکی نباشد آدمی نیست
اگر وہ متواضع نہیں ہے تو آدمی نہیں ہے

حکایت بزرگے را پرسیدم از سیرت اخوان صفا گفت کمینہ آنکہ مراد
میں نے ایک بزرگ سے کامل درویشوں کی عادت کے بارے میں دریافت کیا اس نے کہا کم از کم
خاطر یاراں بر مصالح خویش مقدم دارد حکما گفتہ اند برادر کہ در بند خویش ست
یہ ہے کہ دوستوں کے کام کو اپنی مصلحتوں پر مقدم رکھے عقلمندوں نے کہا ہے وہ بھائی جو اپنی فکر میں لگا ہے
نہ برادر ست و نہ خویش ست
وہ نہ بھائی ہے نہ اپنا ہے

فرد

ہمرہ اگر شتاب کند در سفر بایست
ساتھی اگر سفر میں جلدی کرے تو تو ٹھہر جا
دل در کسے مبند کہ دل البتہ تو نیست
اس سے تو دل نہ لگا جس کا دل تجھ سے لگا ہوا نہیں ہے

فرد

چوں نبود خویش را دیانت و تقوےٰ
اگر اپنے میں دینداری اور پرہیزگاری نہ ہو
قطع رحم بہتر از مودت قربےٰ
تو پھر رشتہ داروں کی دوستی سے قطع رحم بہتر ہے

یاد دارم کہ یکے مدعی دریں بیت بر قول من اعتراض کردہ بود و گفتہ کہ
مجھے یاد ہے کہ ایک مخالف نے میرے اس شعر پر اعتراض کیا تھا اور اس نے کہا تھا کہ
حق تعالیٰ در کتاب مجید از قطع رحم نہی کردہ است و بمودت ذوالقربیٰ[۱] فرمودہ
حق تعالےٰ نے قرآن مجید میں قطع رحم سے منع کیا ہے اور رشتہ داروں سے دوستی کا حکم دیا ہے

---

[۱] ذوی القربیٰ۔ قریبی رشتہ دار اور قریبی عزیز ۱۲

وانچہ تو گفتی مناقض آنست گفتم آیت وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ
اور تونے یہ جو کچھ کہا ہے اُس کے خلاف ہے میں نے کہا۔ آیت اور اگر وہ تجھ سے جھگڑیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرو

مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا
اُس کو جس کا تجھے علم بھی نہیں ہے تو تو اُن کی : مان

بیت

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد
ہزار عزیز جو خدا سے بے گانے ہوں

فدائے یک تن بیگانہ کآشنا باشد
اُس ایک بیگانے پر قربان جو خدا شناس ہو

حکایت منظوم (۲۴)

پیر مردے لطیف در بغداد
ایک خوش مزاج بڈھے نے بغداد میں

دُخترک را بہ کفش دوزے داد
اپنی چھوٹی لڑکی کو ایک موچی سے بیاہ دیا

مردک سنگدل چناں بگزید
اُس نالائق سنگدل نے لڑکی کا ہونٹ

لب دختر کہ خون ازو بچکید
ایسا کاٹا کہ اُس سے خون ٹپکنے لگا

بامداداں پدر چناں دیدش
صبح کو باپ نے اُس لڑکی کو اس طرح دیکھا

پیش داماد رفت و پرسیدش
داماد کے پاس گیا اور اس سے پوچھا

کاے فرومایہ ایں چہ دندانست
کہ اے کمینے یہ کیسے دانت ہیں

چند خائی لبش نہ انبانست (۱)
تو اُس کے ہونٹ کتنے چبائیگا وہ دھوڑی تو نہیں ہیں

بمزاحت نگفتم ایں گفتار
میں نے یہ بات تجھ سے مذاق میں نہیں کہی

ہزل بگذار و جد ازو بردار
مذاق کو چھوڑ اور اس سے فائدہ اُٹھا

خوئے بد در طبیعتے کہ نشست
بری عادت جو طبیعت میں سما جائے

نہ رود جز بوقت مرگ از دست
تو پھر وہ موت کے وقت کے سوا نہیں جاتی

حکایت (۲۵)

آوردہ اند کہ فقیہے (۲) دخترے داشت بغایت زشت روبجائے
لوگ بیان کرتے ہیں کہ ایک فقیہ کی نہایت بدصورت لڑکی تھی وہ بڑی

زناں رسیدہ باوجود جہاز و نعمت کسے در مناکحت او رغبت نمی کرد فرد
(یعنی بالغ) ہوگئی اور باوجود جہیز اور دولت کے کوئی اُس سے نکاح کی خواہش نہ کرتا تھا

---

(۱) انبان اُس چمڑے کو کہتے ہیں جسے دباغت دی گئی ہو۔ مطلب یہ ہے کہ اُس کے ہونٹ دباغت دیا ہوا چمڑا نہیں ہے کہ اُس پر تیرا کاٹنا کوئی اثر نہ کرے ۱۲ (۲) فقیہ۔ جو شخص علم فقہ جانتا ہو ۱۲

زشت باشد دبیقیؔ و دیبا | کہ بود بر عروسِ نازیبا
دیبقی اور زربفت کپڑا بھی برا ہے | جو بدصورت دلہن پر ہو!

فی الجملہ بحکمِ ضرورت با ضریرے عقدِ نکاحش بستند و آوردہ اند کہ حکیمے دراں
خلاصہ کلام یہ کہ مجبوراً لوگوں نے ایک اندھے سے اس کی شادی کر دی لوگ بیان کرتے ہیں کہ ایک طبیب اسی

تاریخ از سراندیپؔ آمدہ بود کہ دیدۂ نابینا را روشن ہمی کرد فقیہ را گفتند چرا داماد
زمانہ میں سراندیپ سے آیا ہوا تھا جو اندھے کو سماکا کر دیتا تھا لوگوں نے فقیہ سے کہا اپنے داماد

خود را علاج نہ کنی گفت ترسم کہ بینا شود و دخترم را طلاق دہد ع
کا علاج کیوں نہیں کرا لیتے ہو اس نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر بینا ہو گیا تو میری لڑکی کو طلاق دیدے گا

شوئے زنِ زشت روئے نابینا بہ
بدصورت عورت کا شوہر اندھا ہی مناسب ہے

حکایت

پادشاہے بدیدۂ استحقار در طائفۂ درویشاں نظر کرد یکے
ایک بادشاہ درویشوں کے گروہ کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا ان

ازاں میاں بفراست بجائے آورد و گفت اے مَلِک ما دریں دنیا بہ عیش
میں سے ایک ذہانت سے سمجھ گیا اور اس نے کہا اے بادشاہ ہم اس دنیا میں عیش میں

از تو خوشتریم و بہ جلش از تو کمتریم و بمرگ برابریم و بقیامت بہتر انشاء اللہ
تجھ سے زیادہ خوش ہیں اور لشکر میں تجھ سے کم ہیں اور مرنے میں برابر ہیں اور قیامت میں بہتر ہیں انشاء

تعالےٰ
اللہ تعالیٰ

مثنوی

اگر کشور کشائے کامران ست | وگر درویش حاجتمندِ نان ست
اگر کوئی دنیا کا فتح کرنے والا بامراد ہے | اور اگر فقیر روٹی کا محتاج ہے

دراں ساعت کہ خواہند ایں و آں مُرد | نخواہند از جہان بیش از کفن برد
جبکہ یہ اور وہ مریں گے اس وقت | دنیا سے کفن سے زیادہ کچھ نہ لیجائیں گے

چو رخت از مملکت بربست خواہی | گدائی بہترست از پادشاہی
جب تجھے بادشاہت سے بوریہ بستر باندھنا ہی پڑیگا | تو پھر بادشاہی سے فقیری بہتر ہے

۱؎ بکسر اول دبیقی ایک باریک ریشمی کپڑا ہوتا ہے جو مصر میں بنا جاتا تھا۔ ۱۲ ۲؎ سراندیپ ایک جزیرہ کا نام ہے جو ہندوستان سے ملحق جانب جنوب واقع ہے ۱۲

طریقت ظاہر درویشی جامۂ ژندست وموئے سترده وحقیقت آں دل
فقیری کی ظاہری حالت پرانا کپڑا اور منڈا ہوا سر ہے اور اس کی حقیقت زنده
زنده ونفس مرده
دل اور مرا ہوا نفس ہے

قطعہ

نہ آنکہ بر در دعوی نشیند از خلقی	وگر خلاف کنندش بجنگ برخیزد
نہ وہ کہ جو دعوی کے دروازے پر بیوقوفی سے بیٹھے	اور اگر لوگ اس سے اختلاف کریں تو لڑنے کھڑا ہو جائے
کہ گرز کوه فرو غلطد آسیا سنگے	نہ عارفست کہ از راہ سنگ برخیزد
اگر چکی کے پاٹ جیسا پتھر بھی پہاڑ سے لڑھک کر آئے	تو وہ فقیر نہیں ہے جو پتھر کے راستے سے اٹھ کھڑا ہو

طریقت طریق درویشاں ذکرست وشکر وخدمت وطاعت وایثار وقناعت
فقرا کا طریقہ ذکر خداوندی اور شکر کرنا ہے اور خدمتگاری اور فرماں برداری اور ایثار کرنا اور صبر کرنا
وتوحید و توکل وتسلیم وتحمل ہر کہ بدیں صفتہا کہ گفتم موصوف ست بحقیقت
اور توحید پر قائم رہنا اور توکل کرنا اور راضی برضا رہنا اور برداشت کرنا ہر جو ان باتوں سے موصوف ہو وہ حقیقتاً
درویش ست واگر در قباست اما ہرزه گرد بے نماز ہواپرست ہوس بازکہ روزہا
فقیر ہے اور اگرچہ قبا پہنے ہو۔ لیکن مارا مارا پھرنے والا بے نماز خواہش کا پجاری ہوسناک جو شہوتوں میں
بشب آرد در بند شہوت وشبہا روز کند در خواب غفلت وبخورد ہر چہ
دنوں کو رات کرے اور راتوں کو خواب غفلت میں دن کرے۔ اور جو بھی ہاتھ لگے
درمیاں آید وبگوید ہر چہ برزباں آید رندست واگر در عباست

قطعہ

اڑا جائے اور جو بھی منہ میں آئے بک ڈالے وہ رند ہے اگرچہ عبا پہنے ہو

اے درونت برہنہ از تقوی	کز بروں جامۂ ریا داری
اے وہ کہ تیرا باطن پرہیزگاری سے خالی ہے	کہ باہر سے تو ریائی کپڑے پہنے ہے
پردۂ ہفت رنگ در بگذار	تو کہ در خانہ بوریا داری
دروازہ پر سات رنگ کے پردے نہ ڈال	جبکہ تو گھر میں بوریا رکھتا ہے

ا؎ یعنی ظاہری فقیری کا نشان یہ ہے اور اصل میں فقیری یہ ہے کہ دل زندہ اور نفس مردہ ہو ۱۲
۲؎ یعنی عارف اس کو نہیں کہتے کہ خالی دعوے ہی دعوے کرے اور اگر اس کے دعوے سے اختلاف کیا جائے تو وہ جنگ پر آمادہ ہو جائے ۱۲ ۳؎ یعنی ظاہری زینت سے کوئی کام نہیں چلتا ۱۲
۴؎ قبا سے مراد لباس معززہ ۱۲

مثنوی

دیدم گُلِ تازہ چند دستہ
میں نے تازہ پھولوں کے چند گُلدستے

بر گنبدے از گیاہ بستہ
ایک گنبد پر گھاس سے بندھے رکھے دیکھے

گفتم چہ بود گیاہِ ناچیز
میں نے کہا حقیر گھاس کیا تھی

تا در صفِ گُل نشیند او نیز
کہ وہ بھی پھولوں کی صف میں بیٹھتی

بگریست گیاہ و گفت خاموش
گھاس رو پڑی اور اس نے کہا چپ رہ

صحبت نہ کند کرم فراموش
شرافت دوستی کو نہیں بھلاتی

گر نیست جمال و رنگ و بویم
اگرچہ مجھ میں حسن اور رنگ و بو نہیں ہے

آخر نہ گیاہِ باغ اویم
پھر بھی کیا میں اس کے باغ کی گھاس نہیں ہوں

من بندۂ حضرتِ کریم
میں ایک کریم کے دربار کا غلام ہوں

پروردۂ نعمتِ قدیم
اُس کی قدیم نعمتوں کا پلا ہوا ہوں

گر بے ہنرم و گر ہنرمند
خواہ میں بے ہنر ہوں یا ہنرمند

لطف ست امیدم از خداوند
مجھے مالک سے مہربانی کی امید ہے

با آنکہ بضاعتے ندارم
حالانکہ میرے پاس کوئی پونجی نہیں ہے

سرمایۂ طاعتے ندارم
فرمانبرداری کا سرمایہ بھی میرے پاس نہیں ہے

او چارۂ کارِ بندہ داند
وہ بندے کے کام کا علاج جانتا ہے

چوں ہیچ وسیلتش نماند
جبکہ اس کا کوئی وسیلہ نہیں رہتا

رسم ست کہ مالکانِ تحریر
یہ طریقہ ہے کہ آزاد کرنے کے مالک

آزاد کنند بندۂ پیر
بڈھے غلام کو آزاد کر دیتے ہیں

اے بار خدائے عالم آرای
اے خدائے بزرگ عالم کو زینت دینے والے

بر سعدیِ پیرِ خود ببخشای
اپنے بڈھے سعدی کو بخش دے

سعدی رہِ کعبہ رضا[1] گیر
اے سعدی رضاء خداوندی کے کعبہ کا راستہ اختیار کر

اے مردِ خدا رہِ خدا گیر
اے بندۂ خدا خدا کے راستہ پر چل

---

[1] خدا کے فرمائے ہوئے حکم پر۔ یا خدا کی مرضی پر راضی رہنا۔

بدبخت کسیکہ سر بتابد | زیں در کہ درِ دگر نیابد
وہ بدبخت ہے جو اس در سے منہ موڑے | کیونکہ وہ دوسرا دروازہ نہ پائے گا

حکایت حکیمے را پرسیدند از سخاوت و شجاعت کدام بہترست گفت
ایک عقلمند سے دریافت کیا کہ سخاوت اور بہادری میں کونسی چیز بہتر ہے اس نے کہا
آں کس را کہ سخاوت ست بہ شجاعت حاجت نیست **فرد**
جس میں سخاوت ہے اُس کو شجاعت کی ضرورت نہیں ہے

نبشت ست بر گورِ بہرام گور | کہ دستِ کرم بہ زبازوے زور
بہرام گور کی قبر پر لکھا ہوا ہے | کہ سخاوت کا ہاتھ زور کے بازو سے بہتر ہے

قطعہ

نماند حاتمِ طائی ولیک تا بہ ابد | بماند نامِ بلندش بہ نیکوئی مشہور
حاتم طائی نہ رہا لیکن ہمیشہ | اُس کا بلند نام نیکی میں مشہور رہے گا
زکوٰۃِ مال بدر کن کہ فضلۂ رز را | چو باغباں بزند بیشتر دہد انگور
مال کی زکوٰۃ نکالتا رہ اس لئے کہ جب باغبان | انگور کی بیکار شاخیں تراش دیتا ہے تو انگور زیادہ آتا ہے

بابِ سوم در فضیلتِ قناعت

تیسرا باب قناعت کی فضیلت کے بیان میں

حکایت خواہندۂ مغربی در صفِ بزازانِ حلب می گفت اے
افریقہ کا رہنے والا ایک بھکاری حلب کے بزازوں کے بازار میں کہہ رہا تھا اے
خداوندانِ نعمت اگر شمارا انصاف بودے و مارا قناعت رسمِ سوال
دولت مندو اگر تم میں انصاف ہوتا اور ہم میں قناعت تو سوال کا رواج
از جہاں برخاستے **قطعہ**
دنیا سے ختم ہوجاتا

لہ شجاعت بفتح دلیری ۱۲ ؎ یعنی وہ ہاتھ جو سخاوت اور بخشش کرتا ہے وہ قوی بازو سے زیادہ بہتر ہے ؎ حاتم طائی عرب کا ایک مشہور و معروف سخی ۱۲ ؎ اَبَد وہ مستقبل زمانہ جس کی انتہا نہ ہو ۱۲

اے قناعت توانگرم گرداں | کہ ورائے تو ہیچ نعمت نیست
اے قناعت تو مجھے مال دار کر دے | کہ تجھ سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے

کنج صبر اختیار لقمان ست | ہر کہ را صبر نیست حکمت نیست
صبر کا گوشہ حضرت لقمان کا پسندیدہ ہے | جس کو صبر حاصل نہیں ہے اسکو دانائی حاصل نہیں ہے

حکایت (۲) دو امیر زادہ در مصر بودند یکے علم آموخت و دیگر مال
مصر میں دو امیر زادے تھے ایک نے علم سیکھا اور دوسرے نے مال

اندوخت عاقبۃ الامر آں علامہ گشت وآں دیگر عزیز مصر شد پس
جمع کیا انجام کار وہ بڑا عالم ہو گیا اور وہ دوسرا مصر کا وزیر ہو گیا پس

آں توانگر بچشم حقارت در فقیہ نظر کردے و گفتے من بہ سلطنت رسیدم
وہ مال دار فقیہ کو حقارت کی آنکھ سے دیکھتا اور کہتا میں حکومت پر پہونچ گیا

وایں ہمچناں در مسکنت بماند گفت اے برادر شکر نعمت باری عز اسمہ
اور یہ اسی طرح فقر میں رہا اس نے کہا اے بھائی اللہ کی نعمت کا شکر مجھ پر

ہمچناں برمن افزوں ترست کہ میراث پیغمبراں یافتم یعنی علم و ترا میراث
زیادہ واجب ہے کیونکہ میں نے پیغمبروں کی میراث پائی یعنی علم اور تجھے فرعون

فرعون و ہامان رسیدہ یعنی ملک مصر **مثنوی**
وہامان کی میراث ملی یعنی مصر کی حکومت

من آں مورم کہ در پایم بمالند | نہ زنبورم کہ از نیشم بنالند
میں تو وہ چیونٹی ہوں جس کو پیر سے مل دیں | وہ بھڑ نہیں ہوں کہ میرے ڈنک سے روئیں

کجا خود شکر ایں نعمت گذارم | کہ زور مردم آزاری ندارم
اس نعمت کا شکر بھلا میں کیسے ادا کروں | کہ مجھ میں آدمیوں کو ستانے کی طاقت نہیں ہے

حکایت (۳) درویشے را شنیدم کہ در آتش فاقہ می سوخت و خرقہ
ایک فقیر کے بارے میں میں نے سنا کہ فاقہ کشی کی آگ میں جلتا تھا اور پیوند

لہ تھوڑی چیز پر صبر کرنا ۱۲ ۔ ۲ے لقمان اگرچہ خاص ایک بزرگ پیغمبر او حکیم کا نام ہے مگر یہاں ہر عقلمند سے مراد ہے ۱۲ ۔ ۳ے عزیز زمانۂ سابق میں وزیر مصر کو عزیز کہتے تھے ۱۲ ۔ ۴ے میراث پیغمبراں سے مراد علم ۔ میراث بمعنی ترکہ ۔ ورثہ ۱۲ ۔ ۵ے فرعون قدیم بادشاہان مصر کا خطاب تھا ۔ جمع فراعنہ ۔ مگر یہ فرعون وہ تھا جس نے خدائی کا دعوے کیا تھا ۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اسی زمانہ میں تھے ۔ ہامان فرعون کا وزیر تھا ۱۲ ۔

بخرقہ می دوخت و تسکین خاطرِ خود را می گفت **شعر**
پر پیوند لگاتا تھا اور اپنی تسلی کے لئے کہتا تھا

بنانِ خشک قناعت کنیم و جامۂ دلق | کہ رنجِ محنتِ خود بہ کہ بارِ منّتِ خلق
خشک روٹی پر ہم صبر کریں اور گدڑی پر | کیونکہ اپنی مصیبت کا رنج مخلوق کے احسان کے بوجھ سے اچھا ہے

کسے گفتش چہ نشینی کہ فلاں دریں شہر طبعے کریم دارد و کرمے عمیم میان
کسی نے اس سے کہا تو کیوں بیٹھا ہے، اس شہر میں فلاں شخص بہت اچھی سخاوت کا ہے اور اس کا کرم عام ہے اور وہ

بخدمتِ آزادگان بستہ و بر درِ دلہا نشستہ اگر بر صورتِ حالِ چنانکہ
آزاد لوگوں کی خدمت کے لئے کمر کسے ہوئے ہے اور لوگوں کی دلجوئی کرتا رہتا ہے اگر اس صورتِ حال کی جیسی کہ

ہست وقوف یابد پاسِ خاطرِ عزیزاں داشتن منّت دارد و غنیمت شمارد
ہے اطلاع پالے تو وہ عزیزوں کی خاطرداری کو اپنے اوپر احسان سمجھے اور غنیمت شمار کرے

گفت خاموش کہ در پستی مردن بہ کہ حاجت پیش کسے بردن **قطعہ**
اس نے کہا چپ رہیئے کیونکہ پستی کی حالت میں مرجانا کسی کے سامنے حاجت لیجانے سے بہتر ہے

ہم رقعہ دوختن بہ و الزامِ کنجِ صبر | کز بہر جامہ رقعہ بر خواجگاں نبشت
پیوند لگالینا اور صبر کے گوشہ میں بیٹھا رہنا اس سے | بہتر ہے کہ کپڑوں کے لئے بڑے لوگوں کو خط لکھے

حقا کہ با عقوبتِ دوزخ برابر ست | رفتن بپایمردیِ ہمسایہ در بہشت
یقیناً دوزخ کی سزا کی برابر ہے | پڑوسی کی مدد سے جنت میں جانا

حکایت (۴) یکے از ملوکِ عجم طبیبے حاذق را بخدمتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ
عجم کے ایک بادشاہ نے ایک ماہر طبیب کو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وآلہ وسلم فرستاد سالے چند در دیارِ عرب بود کسے تجربتے پیش وے نیامد
کی خدمت میں بھیجا کئی سال عرب کے ملک میں رہا کوئی شخص تجربہ کے لئے بھی اس کے پاس نہ آیا

و معالجتے از وے درنخواست پیش پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمد و گلہ کرد کہ
اور کسی قسم کے علاج کی اس سے درخواست نہ کی آں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور شکایت

مرایں بندہ را برائے معالجتِ اصحاب بخدمت فرستادہ اند دریں مدت
کی کہ اس خادم کو خاص طور پر تو آپ کے ساتھیوں کے علاج کے لئے جناب کی خدمت میں بھیجا ہے لیکن اس مدت میں

کسے التفاتے نہ کرد تا خدمتے کہ بر بندہ معین ست بجا آرد رسول علیہ السلام
کسی نے میری طرف توجہ بھی نہ کی کہ میں متعینہ خدمت انجام دیتا آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

گفت ایں طائفہ راطریقے ہست کہ تا اشتہا غالب نہ شود نخورند وہنوز
نے فرمایا ان لوگوں کا ایسا طریقہ ہے کہ جب تک بھوک مجبور نہیں کرتی ہے یہ نہیں کھاتے

اشتہا باقی بود کہ دست از طعام بدارند حکیم گفت ہمین ست موجب تندرستی
اور ابھی بھوک باقی ہوتی ہے کہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں طبیب بولا کہ تندرستی کا یہی سبب ہے

زمین خدمت ببوسید و رفت
دربار کی زمین کو بوسہ دیا اور چلا گیا

مثنوی

سخن آنگہ کند حکیم آغاز
دانا آدمی بات اس وقت شروع کرتا ہے

یا سر انگشت سوئے لقمہ دراز
یا پورو ئے لقمہ کی طرف اس وقت بڑھاتا ہے

کہ زناگفتنش خلل زاید
جب کہ اس کے نہ بولنے سے نقصان ہو

یا زناخوردنش بجاں آید
یا نہ کھانے سے دم مرنے لگے

لاجرم حکمتش بود گفتار
پھر لامحالہ اس کا بولنا دانائی ہوگا

خوردنش تندرستی آرد بار
اس کا کھانا تندرستی کے لئے بار آور ہوگا

حکایت

درسیرت اردشیر بابکاں[1] آمدہ است کہ حکیم عرب را پرسیدند
اردشیر بابکاں کی سوانح حیات میں مذکور ہے کہ عرب کے ایک حکیم سے لوگوں نے

کہ روزے چہ مایہ طعام باید خوردن گفت صد درم سنگ کفایت کند گفت
پوچھا کہ ایک دن میں کس قدر کھانا کھانا چاہیئے اس نے کہا اُنتیس تولہ کی بقدر کافی ہوگا اس نے کہا

ایں قدر چہ قوت دہد گفت هٰذَا الْمِقْدَارُ يَحْمِلُكَ وَمَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ فَاَنْتَ
یہ مقدار کیا قوت پہونچائے گی اُس نے کہا یہ مقدار تجھے اُٹھائے گی اور اس سے زیادہ کو تو

حَامِلُهٗ یعنی ایں قدر ترا بر پا میدارد و ہرچہ بریں زیادت کنی حمال آنی
اُٹھائے پھریگا یعنی یہ مقدار تو تجھے کھڑا رکھے گی اور اگر اس سے تو بڑھائے گا تو تو اُسکا بوجھ بردار ہوگا

شعر

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن ست
کھانا تو جینے اور یاد خداوندی کرنے کے لئے ہے

تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن ست
تو اس کا معتقد ہے کہ زندگی کھانے کے لئے ہے

---

[1] سیرت اردشیر بابکاں۔ سیرت کے معنی اگرچہ عادت کے ہیں مگر یہاں اس کتاب تاریخ سے مراد ہے جس میں اردشیر بابکاں کا حال مرقوم ہے اردو میں فتح الف وسکون را اور دال موقوف ہے اور شیر بیائے مجہول در بابکان در بار موجود ہے۔ یہ ساسان بن ساسان نبیرہ بہمن۔ اور بابک کے نواسے کا نام تھا۔ یہ نہایت دلیر اور عظیم الشان بادشاہ تھا ۱۲ منہ۔ ان دونوں شعروں میں لف و نشر مرتب ہے ۱۲

حکایت(۱) دو درویشِ خراسانی ملازمِ صحبتِ یکدیگر سفر کردندے یکے
خراسان کے دو فقیر ایک دوسرے کے ساتھ سفر کرتے ایک
ضعیف بود کہ بعد دو شب افطار کردے دیگرے قوی کہ روزے سہ بار
کمزور تھا جو کہ دو رات کے بعد افطار کرتا دوسرا قوی تھا جو کہ ایک دن میں تین بار
خوردے اتفاقاً بر درِ شہرے بہ تہمتِ جاسوسی گرفتار آمدند ہر دو را بخانہ در
کھاتا اتفاقاً ایک شہر کے دروازے پر جاسوسی کی تہمت میں گرفتار ہو گئے دونوں کو ایک گھر میں
کردند و بہ گل در آوردند بعد از دو ہفتہ معلوم شد کہ بے گناہانند در بکشادند
بند کر دیا اور مٹی سے لیپ دیا دو ہفتہ کے بعد پتہ چلا کہ دونوں بے قصور ہیں دروازہ کھول دیا
قوی را دیدند مردہ وضعیف جاں بسلامت بردہ مردم دریں عجب
قوی کو مردہ دیکھا اور ضعیف جان بچا لے گیا لوگوں کو اس پر تعجب
بماندند حکیمے گفت خلافِ ایں عجب بودے کہ ایں بسیار خوار
ہوا ایک عقلمند نے کہا اس کے برخلاف تعجب ہوتا اس لئے کہ یہ بہت کھانے والا
بودہ است طاقتِ بے نوائی نیاورد وہلاک شد وآں دگر خویشتن دار
تھا بے سامانی کی سہار نہ کر سکا اور مر گیا اور وہ دوسرا صابر
بود لاجرم بر عادتِ خود صبر کرد و بسلامت خلاص یافت **قطعہ**
تھا لامحالہ اپنی عادت کے مطابق اس نے صبر کیا اور سلامتی سے بچ گیا

چو کم خوردن طبیعت شد کسے را
اگر کسی کو کم کھانے کی عادت ہو گئی
چو سختی پیشش آید سہل گیرد
جب اس کو سختی پیش آجائے تو آسانی ہو
وگر تن پرورست اندر فراخی
اور اگر تن پرور ہے وسعت کی حالت میں
چو تنگی بیند از سختی بمیرد
جب تنگی دیکھتا ہے تو سختی کی وجہ سے مر جاتا ہے

حکایت(۲) یکے از حکما پسر را نہی ہمی کرد از بسیار خوردن کہ سیری
ایک دانا آدمی اپنے لڑکے کو بہت زیادہ کھانے سے روکتا تھا کہ پیٹ بھر کر کھانا
مردم را رنجور کند گفت اے پدر گرسنگی خلق را بکشد نشنیدہ کہ ظریفاں
آدمی کو بیمار ڈال دیتا ہے اس نے کہا ابا جان بھوک انسانوں کو مار ڈالتی ہے کیا آپ نے یہ نہیں سنا کہ خوش طبع

سلہ خُراسان ایران کا ایک شہر ہے ۱۲

گویند بہ سیری مردن بہ کہ گرسنگی بردن گفت اندازہ نگہدار کُلُوْا
لوگ کہتے ہیں بھوکا رہنے سے پیٹ بھرا مرنا بہتر ہے اُس نے کہا اندازہ کا خیال رکھو کھاؤ

وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا
اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو

شعر

نہ چنداں بخور کز دہانت برآید
نہ اتنا کھا کہ تیرے منہ سے نکل پڑے

نہ چندانکہ از ضعف جانت برآید
نہ اتنا کہ کمزوری کی وجہ سے تیری جان نکل جائے

قطعہ

با آنکہ در وجود طعام ست عیش نفس
اس کے باوجود کہ کھانیکا ہونا نفس کا عیش ہے

رنج آورد طعام کہ بیش از قدر بود
لیکن وہ کھانا تکلیف پہونچاتا ہے جو مقدار سے زیادہ ہو

گر گلشکر خوری بہ تکلف زیاں کند
اگر تو بے بھوک گلشکر مٹھائی بھی کھائیگا تو مضر ہوگی

ور نان خشک دیر خوری گلشکر بود
اور اگر بھوک میں سوکھی روٹی کھائیگا تو گلشکر ہوگی

حکایت رنجورے را گفتند دلت چہ میخواہد گفت آں کہ دلم چیزے نخواہد
ایک بیمار سے لوگوں نے پوچھا تیرا جی کس چیز کو چاہتا ہے اس نے جواب دیا کہ میرا دل کسی چیز کو نہ چاہے۔

شعر

معدہ چو پر گشت و شکم درد خاست
معدہ جب بھر جائے اور پیٹ کا درد اٹھے

سود ندارد ہمہ اسباب راست
تو تمام سیدھی تدبیریں فائدہ نہیں دیتی ہیں

حکایت (۹) بقالے را درمے چند بر صوفیاں گرد آمدہ بود در واسط
واسط شہر میں ایک غلہ فروش کے چند درم صوفی لوگوں پر قرض ہوگئے تھے وہ غلہ فروش

ہر روز مطالبت کردے و سخنہائے باخشونت گفتے اصحاب از تعنت او
ہر روز اُن پر تقاضہ کرتا اور سخت باتیں کہتا صاحبان اس کی سختی سے

لہ گلشکر گلقند کو بھی کہتے ہیں اور اس کے علاوہ ایک مٹھائی کا بھی نام ہے ۱۲ ۲ہ بقال اگرچہ سبزی فروش کے معنی میں آتا ہے مگر غلہ فروش کے معنی میں بھی قدیم سے مستعمل ہے اور یہاں یہی مراد ہے ۱۲ ۳ہ صوفیاں سے مراد ہے کمل پوش فقیر ۱۲ ۴ہ واسط فارس کے ایک شہر کا نام ہے۔ واسطی قلم اسی کی طرف منسوب ہے ۱۲

خستہ خاطر ہمی بودند واز تحمّل چارۂ نبود صاحبدلے درانمیاں گفت نفس را
شکستہ خاطر ہوتے تھے اور برداشت کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا ایک صاحبدل نے ان میں سے کہا نفس سے

وعدہ دادن بطعام آسان ترست کہ بقال را بدرم **قطعہ**
کھانے کا وعدہ کرنا زیادہ آسان ہے بنیئے سے درم کا وعدہ کرنے

ترکِ احسانِ خواجہ اولے تر | کا حتمال جفائے بوّا باں
بڑے آدمی کا احسان نہ لینا زیادہ اچھا ہے | بنسبت ڈیوڑھی بانوں کے ظلم سہنے کے
بہ تمنائے گوشت مُردن بہ | کہ تقاضائے زِشتِ قصّاباں
گوشت کی تمنا میں مرجانا بہتر ہے | بنسبت قصائیوں کے بُرے تقاضے کے

حکایت[1] جوان مَردے را در جنگِ تاتار جراحتے رسید کسے گفت
ایک بہادر کو تاتار کی جنگ میں ایک زخم لگا کسی نے اس سے کہا

فلاں بازرگاں نوشدارو دارد اگر بخواہی باشد کہ دریغ ندارد و
فلاں تاجر کے پاس نوشدارو ہے اگر تو مانگے تو ہوسکتا ہے کہ منع نہ کرے اور

گویند کہ بازرگاں بہ بخل معروف بود **شعر**
لوگ کہتے ہیں کہ وہ تاجر بخل میں مشہور تھا

گر بجائے نانش اندر سفرہ بودے آفتاب | تاقیامت روزِ روشن کس ندیدے درجہاں
اگر اس کے دسترخوان پر روٹی کی بجائے آفتاب ہوتا | تو قیامت تک دنیا میں کوئی روزِ روشن نہ دیکھ سکتا

جوانمرد گفت اگر دارو خواہم ازو دہد یا ندہد و اگر دہد نفع کند یا نہ کند
جواں مرد نے کہا اگر میں اس سے دوا مانگوں تو وہ دے یا نہ دے اور اگر دے تو وہ دوا فائدہ کرے یا نہ کرے

بارے خواستن ازو زہر کشندہ است **شعر**
تو اب اس سے مانگنا قاتل زہر ہے

ہر چہ از دوناں بہ منّت خواستی | در تن افزودی واز جاں کاستی
کمینوں سے خوشامد کرکے تونے جو مانگا | بدن میں تو تونے بڑھالیا اور روح کو گھٹا لیا

حکیماں گفتہ اند اگر آبِ حیات[2] فروشند فی المثل بآبروی دانا نخرد کہ
عقلمندوں نے کہا ہے اگر آبِ حیات مثلاً آبرو کے بدلے بیچتے ہوں تو عقلمند کبھی نہ خریدے گا اس لئے کہ

---

[1] نوشدارو ایک دوا کا نام ہے جو زخموں اور ان کی تمام تکالیف کو دور کرتی ہے ۱۲

[2] آبِ حیات۔ امرت ۱۲ ؎

مُردن بعزّت بہ از زندگانی بمذلّت — **شعر**
عزت سے مرنا ذلت کے جینے سے بہتر ہے

اگر حنظل خوری از دستِ خوش روی | بہ از شیرینی از دست ترش روی
اگر اچھی عادت والے کے ہاتھ سے تو اِیلوا کھالے | تو بد مزاج کے ہاتھ سے مٹھائی کھانے سے بہتر ہے

حکایت یکے از علما خورندہ بسیار داشت و کفاف اندک یکے را از
ایک عالم کے گھر میں کھانے والے بہت تھے اور آمدنی کم تھی اسے ایک بڑے
بزرگان کہ معتقدِ او بود گفت روی از توقعِ او درہم کشیدہ تعریض سوال از اہل
سے جو اس کا معتقد تھا یہ حال کہا اس نے اس کی تمنا سے روگردانی کی اور اہلِ ادب کی جانب سے

ادب در نظرش قبیح آمد — **قطعہ**
کبھی سوال کا ہونا اس کی نگاہ میں برا لگا

زبخت روی ترش کردہ پیش یارِ عزیز | مرو کہ عیش برو نیز تلخ گردانی
کسی عزیز دوست کے سامنے بدنصیبی کی وجہ سے منہ بگاڑ کر | نہ جا۔ ورنہ تو اس کا جینا بھی تلخ کردیگا

بحاجتے کہ روی تازہ روی و خنداں رو | فرو نہ بندد کارِ کشادہ پیشانی
کسی ضرورت کیلئے اگر تو جائے تو تازہ رو اور ہنستا ہوا جا | اس لئے کہ ہنس مکھ آدمی کا کام نہیں رکتا

آوردہ اند کہ اندکے در وظیفۂ او زیادت کرد و بسیارے از ارادت کم
لوگوں نے کہا ہے کہ اس نے اس کا تھوڑا سا وظیفہ بڑھا دیا اور عقیدت بہت کم کردی
دانشمند چوں پس از چند روز مودتِ معہود بر قرار ندید گفت — **شعر**
اس عقلمند نے چند دن کے بعد جب پہلی دوستی کو برقرار نہ دیکھا تو کہا

بِئْسَ الْمَطَاعِمُ حِیْنَ الذُّلِّ تَکْسِبُهَا | اَلْقِدْرُ مُنْتَصِبٌ وَّالْقَدْرُ مَخْفُوْضٌ
وہ کھانے برے ہیں جنہیں تو ذلت کی حالت میں | حاصل کرے۔ ہانڈی تو چڑھی اور قدر گھٹی

فرد

نانم افزود و آبرویم کاست | بے نوائی بہ از مذلّتِ خواست
میری روٹی بڑھ گئی اور آبرو گھٹ گئی | مانگنے کی ذلت سے تو بے سروسامانی ہی بہتر ہے

سلہ اُس کی اُمید سے مُنہ پھیر لیا یعنی ناراض ہوگیا۔ اس لئے کہ اہل ادب کا سوال کرنا بُرا ہوتا ہے ۱۲

حکایت (۱۲) درویشے را ضرورتے پیش آمد کسے گفت فلاں نعمتے
ایک فقیر کو ایک ضرورت پیش آگئی کسی نے اُس سے کہا کہ فلاں شخص بہت

دارد کابل و کرم نفسی شامل اگر بر حاجتِ تو واقف گردد ہمانا کہ در قضائے
مال دار ہے اور اس میں سخاوت بھی ہے اگر تیری ضرورت سے باخبر ہو جائے تو یقیناً اُس کے پورا

آں توقف رَوا ندارد گفت من اورا ندانم گفت مَنَت رہبری کنم
کرنے میں دیر نہ کرے اس نے کہا میں اس کو نہیں جانتا ہوں اس نے کہا میں تجھے پہونچا دوں گا

دستش گرفت تا بمنزل آں شخص در آورد یکے را دید لب فروہشتہ
اُس نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور اس کو اُس شخص کے گھر پہونچا دیا۔ اس نے ایک آدمی کو دیکھا ہونٹ لٹکائے

و تند نشستہ برگشت و سخن نگفت کسے گفتش چہ کردی گفت عطائے
ہوئے اور غصے میں بیٹھے ہوئے وہ واپس ہو گیا اور کچھ نہ کہا کسی نے اس سے پوچھا تو نے کیا کیا اُس نے کہا میں نے

اورا بہ لقائے او بخشیدم قطعہ
اس کی بخشش اُس کی ملاقات پر قربان کردی

مبر حاجت بنزدیکِ ترش روی
بدمزاج کے پاس اپنی حاجت نہ لیجا

کہ از خوئے بدش فرسودہ گردی
اس لئے کہ اس کی بدمزاجی سے تجھے تکلیف ہوگی

اگر حاجت بَری نزدِ کسے بَر
اگر حاجت لیکر جائے تو ایسے شخص کے پاس لیجا

کہ از رُویش بنقد آسودہ گردی
کہ اس کے دیدار سے ہی تجھے فوراً راحت حاصل ہو

حکایت (۱۳) خشک سالی در اسکندریہ[۱] پدید آمد چنانکہ عنانِ طاقتِ
اسکندریہ میں ایک سال قحط پڑا ایسا کہ فقیروں کے ہاتھ سے

درویشاں از دست رفتہ بود و درہائے آسماں بر زمین بستہ و فریادِ اہلِ
طاقت کی باگ چھوٹ گئی تھی اور آسمان کے دروازے زمین پر بند ہو گئے تھے اور زمین

زمین بہ آسماں پیوستہ قطعہ
والوں کی فریاد آسمان تک پہونچ رہی تھی

نماند جانور از وحش و طیر و ماہی و مور
وحشی اور پرندا اور مچھلی اور چیونٹی میں سے کوئی جانور ایسا

کہ بر فلک نشد از بیمرادی افغانش
نہ رہا کہ بیمرادی کی وجہ سے آسمان پر اُس کی فریاد نہ پہونچی ہو

---

[۱] اسکندریہ۔ ملک مصر میں ایک شہر کا نام ہے جو سکندر نے آباد کیا تھا ۱۲

عجب کہ دُود دلِ خلق جمع می نشود
تعجب ہے کہ لوگوں کے دلوں کی آہ کا دھواں جمع نہیں ہوتا ہے

کہ ابر گردد و سیلابِ دیدہ بارانش
جو ابر بن جائے اور آنکھوں کا سیلاب اس کی بارش ہو

در چنیں سالے مخنثے دور از دوستاں کہ سخن در وصفِ او ترکِ اَدَب است
ایسے سال میں ایک ہیجڑا دوستوں سے دُور، کہ اُس کے اوصاف کی بات بیان کرنا بے ادبی ہے

خاصۃً در حضرتِ بزرگاں و بطریق اہمال ازاں درگذشتن ہم نشاید کہ طائفہ
خاص طور پر بزرگوں کے سامنے اور اس کے بیان کو چھوڑتے ہوئے گذرنا بھی مناسب نہیں ورنہ کچھ لوگ

برعجزِ گوینده[1] حمل کنند بریں دو بیت اختصار کنیم کہ اندک دلیل
بیان کرنے والے کے عجز پر محمول کریں گے ہم ان دو شعروں پر معاملہ مختصر کرتے ہیں کہ تھوڑا بہت سے

بسیارے باشد و مشتے نمونۂ خروارے
کی دلیل ہوتا ہے اور ایک مٹھی بوری کا نمونہ ہوتی ہے

قطعہ

تتری[2] گر کشد مخنث را
اگر ہیجڑے کو تاتاری کافر مار ڈالے

تتری را دگر نباید کشت
تو تاتاری کو پھر نہ مارنا چاہیئے!

چند باشد چو جسرِ[3] بغدادش
اکثر مرتبہ ہوتا ہے کہ بغداد کے پل کی طرح

آب در زیر و آدمی بر پشت
پانی اس کے نیچے بہتا ہے اور آدمی پشت پر ہوتا ہے

چنیں شخصے کہ یک طرف از نعتِ او شنیدی دریں سال نعمتِ بیکراں
ایسا شخص کہ جس کی تھوڑی سی تعریف تم نے سنی اس قحط کے سال میں بے انتہا دولت کا

داشت تنگدستاں را سیم و زر دادے و مسافراں را سفرہ نہادے
مالک تھا تنگدستوں کو سونا چاندی دیتا اور مسافروں کے لئے دسترخوان بچھاتا تھا

گروہے درویشاں از جورِ فاقہ بطاقت رسیدہ بودند آہنگِ دعوت
فقیروں کی ایک جماعت نے جو فاقہ کے ظلم سے جان سے عاجز آگئی تھی اس کے یہاں دعوت کھانے کا

---

[1] یعنی کچھ لوگ یہ سمجھیں گے کہ بیان کرنے والا بیان نہ کر سکا ۱۲ [2] تتری بفتح اول و دوم تاتاری کا مخفف ہے جو منسوب ہے تاتار سے جو ترکستان کا ایک شہر ہے۔ شیخ کے زمانے میں یہاں اسلام نہیں آیا تھا۔ اور یہاں کے سب لوگ کافر تھے۔ اور ان کے ہاتھ سے اکثر مسلمان اور مسلمانوں کے شہر تباہ ہوئے۔ چنانچہ سلاطین چنگیزیہ کی افواج میں اکثر کافران تاتاری شامل تھے۔ شیخ کا یہ کہنا کہ کافر اگر مخنث کو مار ڈالے تو اس کو قصاص میں نہ مارنا چاہیئے بر سبیلِ مزاح ہے نہ کہ حکم شرعی ۱۲ [3] جسر بمعنے پل۔ یہ پل شہر بغداد میں وسط شہر میں واقع تھا اور خلائق کی اس پر بہت زیادہ آمد و رفت رہتی تھی ۱۲

او کردند و مشورت بمن آوردند سر از موافقت باز زدم و گفتم قطعه
قصد کیا اور مجھ سے مشورہ کرنے آئے میں نے موافقت کرنے سے انکار کیا اور کہا

نخورد شیر نیم خوردۂ سگ
شیر کتے کا بچا ہوا نہیں کھاتا
گر بہ سختی بمیرد اندر غار
اگرچہ سختی سے غار کے اندر مرجائے

تن بہ بےچارگی و گرسنگی
بےچارگی اور بھوک پر راضی ہو جا
بنہ و دست پیش سفلہ مدار
اور کمینے کے سامنے ہاتھ نہ پھیلا!

گر فریدوں شود بہ نعمت و ملک
اگرچہ دولت و ملک کے اعتبار سے فریدوں ہو جائے
بے ہنر را ہیچ کس مشمار
بے ہنر کو کسی شمار میں نہ لا!

پرنیاں[1] و نسیج بر نا اہل
نا اہل پر پرنیاں اور نسیج ایسے ہیں جیسے
لاجورد[2] و طلاست بر دیوار
دیوار پر لاجورد اور سونا

حکایت[۱۲]

حاتم طائی را گفتند از خود بزرگ ہمت تر در جہاں دیدہ
حاتم طائی سے لوگوں نے دریافت کیا کہ تو نے دنیا میں اپنے سے زیادہ کوئی ہمت والا دیکھا

یا شنیدہ گفت بلے روزے چہل شتر قربان کردہ بودم امرائے عرب
ہے یا سنا ہے اس نے کہا ہاں میں نے ایک روز عرب کے مال داروں کے لئے چالیس اونٹ ذبح کئے تھے

را پس بگوشۂ صحرائے بحاجتے بروں رفتہ بودم خار کشے را دیدم پشتہ
پھر میں جنگل کی طرف ایک ضرورت کے لئے گیا تھا کہ میں نے ایک لکڑہارے کو دیکھا

خار فراہم آوردہ گفتمش بمہمان حاتم چرا نروی کہ خلقے بر سماط او گرد آمدہ
جس نے لکڑیوں کا گٹھا جمع کر رکھا تھا میں نے اس سے کہا کہ حاتم کے یہاں مہمان کیوں نہیں بنجاتا کیونکہ لوگ اس کے

اند گفت فرد
دسترخوان پر جمع ہیں اس نے کہا۔

ہر کہ ناں از عمل[3] خویش خورد
جو اپنی کمائی کی روٹی کھائے ،
منت حاتم طائی نبرد
وہ حاتم طائی کا احسان نہیں اٹھاتا ہے

انصاف دادم کہ من او را بہ ہمت و جوانمردی بیش از خود دیدم
میں نے انصاف کیا کہ میں نے اس کو ہمت و جواں مردی میں اپنے سے زیادہ دیکھا

---

[1] پرنیاں اور نسیج دو ریشمی کپڑوں کے نام ہیں ۱۲۔ [2] لاجورد ایک قیمتی معدنی پتھر ہے جو نیلگوں ہوتا ہے اور نقاش ہونے کے قریب لاجورد کے نقش و نگار بھی بناتے ہیں ۱۲۔ [3] از عمل خویش سے مراد اپنی محنت مزدوری ۱۲

حکایت موسیٰ علیہ السلام درویشے را دیداز برہنگی بریگ اندر شدہ
موسیٰ علیہ السلام نے ایک فقیر کو دیکھا جو ننگا ہونے کی وجہ سے ریت میں گھسا ہوا تھا

گفت اے موسیٰؑ دعا کن تا خدائے عزوجل مرا کفافے دہد کہ از بے طاقتی
اس نے کہا اے موسیٰؑ دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے گذارے کے مطابق دے اس لئے کہ بے طاقتی کی وجہ

بجاں آمدم موسیٰؑ دعا کرد و برفت پس از چند روزے کہ باز آمد از مناجات
سے جان سے عاجز آگیا ہوں حضرت موسیٰؑ نے دعا کر دی اور چلے گئے چند روز بعد مناجاتِ خداوندی سے واپس لوٹے

مرا او را دید گرفتار و خلقے انبوہ بروے گرد آمدہ گفت ایں چہ حالت ست
اس کو گرفتار اور مخلوق کو اس کے چاروں طرف جمع ہوا دیکھا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ کیا حالت ہے

گفتند خمر خوردہ و عربدہ کردہ و کسے را کشتہ اکنوں بقصاص[1] فرمودہ اند
لوگوں نے بتایا کہ اس نے شراب پی کر جھگڑا کیا اور کسی کو مار ڈالا ہے اب اس کے مار ڈالے جانیکا حکم ہوا ہے

قطعہ

گربہ مسکیں اگر پر داشتے	تخم گنجشک از جہاں بر داشتے
مسکین بلی اگر پر رکھتی	تو چڑیوں کا بیج دنیا سے اڑا دیتی
ہیچ کس را گردِ خود نگذاشتے	ایں دو شاخ گاؤ گر خر داشتے
کسی آدمی کو اپنے پاس نہ آنے دیتا	اگر گدھا بیل کے دو سینگ رکھتا

فرد

عاجز باشد کہ دستِ قوت یابد	برخیزد و دستِ عاجزاں بر تابد
وہ شخص عاجز ہے جس کو قوی ہاتھ میسر آجائے	تو اٹھ کھڑا ہو اور عاجزوں کا ہاتھ موڑ دے

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ ؕ
اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے رزق پھیلا دے تو وہ سرزمین میں سرکشی کرنے لگیں

مَاذَا اَخَاضَكَ يَا مَغْرُوْرُ فِي الْخَطَرِ	حَتّٰى هَلَكْتَ فَلَيْتَ النَّمْلَ لَمْ تَطِرِ
اے مغرور تجھے خطرے میں کس نے ڈالا	کہ تو ہلاک ہوا کاش چیونٹی نہ اڑتی

[1] قصاص قتل وغیرہ کی شرعی سزا کو کہتے ہیں ۱۲

نظم

سفلہ چو جاہ آمد و سیم وزرش
کمینہ کو جب مرتبہ اور چاندی سونا حاصل ہو گیا
سیلی خواہد بضرورت سرش
تو اس کے سر کو چپت کی ضرور خواہش ہوتی ہے

آں نشنیدی کہ فلاطونؔ چہ گفت
کیا تو نے نہیں سُنا کہ افلاطون نے کیا کہا ہے
مور ہماں بہ کہ نباشد پرش
چیونٹی وہی بہتر ہے کہ جس کے پَر نہ ہوں

پدر را عسلؔ بسیار ست ولیکن پسر گرمی دار ست
باپ کے پاس تو شہد بہت ہے لیکن بیٹے کا مزاج گرم ہے

فرد

آں کس کہ توانگرت نمی گرداند
جو ذات تجھے مالدار نہیں بنا رہی ہے
او مصلحت تو از تو بہتر داند
وہ تیری مصلحت تجھ سے بہتر جانتی ہے

حکایت (۶)

اعرابیؔ را دیدم در حلقۂ جوہریان بصرہؔ کہ حکایت می کرد کہ وقتے
میں نے ایک اعرابی کو دیکھا کہ بصرہ کے جوہریوں کے حلقہ میں بیٹھا ہوا بیان کر رہا تھا کہ میں
در بیاباں راہ گم کردہ بودم و از زادِ معنی چیزے با من نماندہ دل بر ہلاک
ایک وقت میں جنگل میں راستہ سے بھٹک گیا تھا اور توشہ میں سے کچھ بھی میرے پاس نہ رہا تھا میں نے مرنا طے کر لیا
نہادہ کہ ناگاہ کیسۂ یافتم پر از مروارید ہر گز آں ذوق و شادی فراموش نکنم
تھا کہ اچانک موتیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی میرے ہاتھ لگی میں اس لطف و خوشی کو کبھی نہ بھول سکوں گا
کہ پنداشتم کہ گندم بریان ست باز آں تلخی و نومیدی کہ معلوم کردم
جو اس احساس پر ہوئی کہ یہ بھنے ہوئے گیہوں ہیں پھر وہ تلخی اور مایوسی بھی ناقابلِ فراموش ہے جو ان کے موتی
کہ مروارید ست
معلوم ہونے پر ہوئی

قطعہ

در بیابانِ خشک و ریگِ رواںؔ
خشک بیابان اور بہتے ہوئے ریتے میں
تشنہ را در دہاں چہ دُر چہ صدف
پیاسے کے منہ میں موتی اور صدف یکساں ہیں

ؔ۱ افلاطون۔ فلاطون۔ افلاطونِ الٰہی۔ ایک حکیم فلاسفر کا نام ۱۲ ؔ۲ عسل بسیار است الخ یعنے خداوند کریم ہر شخص کو دولت دے سکتا ہے مگر خود ہر آدمی میں اُس کے ضبط اور صحیح مصرف کی طاقت نہیں ہے چونکہ شہد گرم ہے وہ صفراوی مزاج والے کو نقصان کرتا ہے ۱۲ ؔ۳ اعرابی میں یائے وحدت ہے اور اعراب عرب کی اس قوم کو کہتے ہیں جو صحرا میں بود و باش رکھتے ہیں ۱۲ ؔ۴ بصرہ ایک شہر کا نام ہے ۱۲ ؔ۵ ریگ رواں وہ ریت جو ہوا کی وجہ سے اڑتی رہتی ہے (باقی بر صفحہ ۱۴۰)

مردِ بے توشہ کاوفتاد زپاے | برکمر بندِ او چہ زرچہ خزف
بے توشہ انسان جب تھک کر گر گیا | اُس کی ہمیانی میں سونا اور کنکر برابر ہے

حکایت یکے از عرب در بیابانے از غایتِ تشنگی می گفت نظم
ایک عرب ایک بیابان میں انتہائی پیاس میں کہہ رہا تھا

یَا لَیْتَ قَبْلَ مَنِیَّتِیْ | یَوْمًا اَفُوْزُ بِمُنْیَتِیْ
اے کاش میں اپنی موت سے پہلے | کسی دن اپنی مراد کو پہونچوں

نَھْرٌ تَلَاطَمَ رُکْبَتِیْ | وَاَظَلُّ اَمْلَأُ قِرْبَتِیْ
ایک نہر ہو جس میں گھٹنوں تک پانی ٹھاٹھیں مارے | اور میں اپنا مشکیزہ بھرلوں

حکایت ہمچناں درویشے در قاعِ بسیط گم شدہ وقوت و قوتش نماندہ
اسی طرح ایک فقیر ایک پھیلے ہوئے میدان میں راستہ بھول گیا اور اُس کی طاقت اور توشہ ختم ہو گیا

درمے چند داشت بسیار بگردید رہ بجائے نبرد پس بہ سختی ہلاک شد
اس کے پاس چند درم تھے۔ بہت پھرا مگر راستہ نہ پا سکا آخر کار تکلیف کر مر گیا

طائفہ برسیدند درمہا دیدند پیش روئے نہادہ و بر خاک نبشتہ قطعہ
ایک جماعت وہاں پہونچی اُس نے دیکھا کہ اُس کے سامنے درم رکھے تھے اور زمین پر لکھا ہوا تھا

گر ہمہ زرِ جعفری دارد | مردِ بے توشہ بر نگیرد گام
اگر سب جعفری سونا بھی رکھتا ہو | بے توشہ مرد ایک قدم نہیں چل سکتا

در بیاباں فقیرِ سوختہ را | شلغمِ پختہ بہ کہ نقرۂ خام
جنگل میں جھلسے ہوئے فقیر کے لئے | اُبلے ہوئے شلغم خالص چاندی سے بہتر ہیں

حکایت ہرگز از دورِ زماں بنالیدہ ام و روی از گردشِ ایام در ہم
میں نے زمانہ کے چکر کا کبھی شکوہ نہیں کیا اور نہ زمانہ کی گردش سے میں نے

نہ کشیدہ مگر وقتے کہ پایم برہنہ بود و استطاعتِ پای پوشی
مُنہ بنایا مگر ایک دفعہ جب میں ننگے پاؤں تھا اور مجھ میں جوتہ پہننے کی گنجائش

(بقیہ ص ۱۳۷) بعض کہتے ہیں کہ ایک میدان ہے جہاں بغیر ہوا کی تحریک کے ریت چلتی اور رواں رہتی ہے ۱۲ متعلقہ صفحہ ہذا، لہ توشہ سفر میں جو کھانے پینے کی چیزیں لیجاتے ہیں ان کو توشہ کہتے ہیں ۱۲ لہ زرِ جعفری۔ جعفر ایک کیمیا بنانے والے کا نام تھا جس کا بنایا ہوا سونا نہایت کھرا اور خالص ہوتا تھا بعض کہتے ہیں کہ یہ جعفر برمکی کی طرف منسوب ہے جس کے حکم سے تمام کھوٹی اشرفیوں کی جگہ کھرے سونے کی اشرفیاں ڈھالی گئی تھیں۔

ندا شتم بجامع کوفہ درآمدم دلتنگ یکے را دیدم کہ پای نداشت
تھی میں انتخدل ہو کر کوفہ کی جامع مسجد میں پہونچا میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کے پیر ہی نہ تھے

سپاس نعمت حق بجای آوردم وبر بے کفشی صبر کردم **قطعہ**
اللہ کی نعمت کا شکر بجا لایا اور جوتہ نہ ہونے پر صبر کیا

مرغ بریان بچشم مردم سیر | کمتر از برگ ترہ برخوان ست
پیٹ بھرے کے سامنے بھنا ہوا مرغ | دسترخوان پر ساگ سے بھی حقیر ہے
وانکہ رادستگاہ وقدرت نیست | شلغم پختہ مرغ بریان ست
اور جس کو قابو اور قدرت نہیں ہے | اس کے آگے ابلا ہوا شلغم بھی بھونا ہوا مرغ ہے

حکایت[۲۰] یکے از ملوک با تنے چند خاصاں در شکار گاہے بزمستاں
ایک بادشاہ اپنے چند مخصوص لوگوں کے ساتھ جاڑوں کے زمانہ میں کسی شکارگاہ

از عمارت دور افتادند تا شب در آمد خانہ دہقانے[۱] را دیدند ملک گفت
میں آبادی سے دور نکل گیا یہاں تک کہ رات ہو گئی تو انہیں ایک دیہاتی کا گھر نظر پڑا بادشاہ نے کہا

شب آنجا رویم تا زحمت سرما نباشد یکے از وزرا گفت لائق قدر بلند
رات وہاں گذاریں تاکہ سردی کی تکلیف نہ ہو ایک وزیر نے کہا ذلیل دیہاتی کے گھر

پادشاہاں نباشد بخانہ دہقانے رکیک[۲] التجا کردن ہم ایجا خیمہ بزنیم و
پناہ لینا بادشاہوں کے بلند مرتبہ کے مناسب نہیں ہے اسی جگہ خیمہ لگائے لیتے ہیں

آتش افروزیم دہقاں را خبر شد ماحضرے کہ داشت ترتیب کرد و پیش
اور آگ روشن کرتے ہیں دیہاتی کو پتہ چل گیا جو کچھ بھی گھر میں تھا تیار کیا اور پیش

آورد و زمین بوسید و گفت قدر بلند سلطان بدیں قدر نازل نشدے
کردیا اور زمین کو بوسہ دیا اور کہا بادشاہ کا بلند مرتبہ اتنی قدر بات سے نہ گھٹتا

ولیکن نخواستند کہ قدر دہقان بلند شود سلطان را سخن گفتن او مطبوع
لیکن ان لوگوں نے یہ نہ چاہا کہ ایک دیہاتی کا مرتبہ بلند ہو جائے۔ بادشاہ کو اس کی بات کا ڈھنگ پسند

آمد شبانگہ بمنزل او نقل کردند بامدادش خلعت[۳] و نعمت فرمود
آیا رات ہی کو اس کے گھر میں منتقل ہو گئے صبح کو بادشاہ نے اس کو خلعت اور انعام عطا فرمایا

---

[۱] دہقان۔ دہگان کا معرب ہے۔ جو زمیندار اور گاؤں کے مکھیا نمبردار وغیرہ کے معنوں میں آتا ہے ۱۲ [۲] رکیک کے معنی کمسست اور ضعیف کے ہیں یہاں مجازی معنی استعمال کئے گئے ہیں ۱۲ [۳] خلعت بکسر خا، وہ فخر اور عمدہ لباس جو بادشاہ کیطرف سے دیا گیا ہو ۱۲

شنیدندش کہ قدمے چند در رکابِ سلطان بود و می گفت **قطعہ**
اس کے بارے میں سنا ہے کہ چند قدم بادشاہ کے جلو میں تھا اور کہہ رہا تھا

زقدر و شوکتِ سلطاں نگشت چیزے کم | از التفات بمہماں سرائے دہقانے
بادشاہ کے مرتبہ اور شان و شوکت میں سے کچھ کم نہ ہوا | ایک دیہاتی کے گھر کا رخ کرنے میں

کلاہ گوشۂ دہقاں بآفتاب رسید | کہ سایہ بر سرش انداخت چوں تو سلطانے
دیہاتی کی ٹوپی کا کنارہ آفتاب سے جا لگا | اس لئے کہ تجھ جیسے بادشاہ نے اس کے سر پر سایہ ڈال دیا

حکایت[۲]

گدائے سئول را حکایت کنند کہ نعمتے وافر اندوختہ
ایک مانگنے والے بھکاری کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اس نے بہت دولت جمع کرلی

بود یکے از پادشاہاں گفتش ہمی نمایند کہ مال بیکراں داری و مارا مہمّیست
تھی۔ ایک بادشاہ نے اس سے کہا لوگ تیرے پاس بے انتہا مال بتاتے ہیں اور ہمیں ایک مہم درپیش ہے

اگر برخے ازاں دستگیری کنی چوں ارتفاع برسد وفا کردہ شود و شکر گفتہ آید
اگر اس میں سے تھوڑے سے مال سے مدد کرے گا آمدنی آئے گی ادا کر دیا جائے گا اور ہم شکر گذار ہوں گے

گفت اے خداوندِ روئے زمین لائق قدرِ بزرگوارِ پادشاہ نباشد دست
اس نے کہا اے روئے زمین کے بادشاہ۔ بادشاہ کے بلند مرتبہ کے مناسب نہ ہوگا مجھ جیسے

بمالِ چوں من گدائے آلودہ کردن کہ جو جو بگدائی فراہم آوردہ ام گفت غم
بھکاری کے مال سے ہاتھ گندا کرنا اس لئے کہ تھوڑا تھوڑا بھیک مانگ کر میں نے جمع کیا ہے۔ اس نے کہا

نیست کہ بکافر می دہم کہ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ **شعر**
کہ کوئی پرواہ نہیں کہ میں کافروں پر خرچ کروں گا کیونکہ ناپاک چیزیں ناپاکوں کیلئے ہیں

گر آبِ چاہِ نصرانی نہ پاک ست | جہودِ مردہ می شوئی چہ باک ست
اگرچہ نصرانی کے کنوئیں کا پانی ناپاک ہے | لیکن یہودی کے مردے کو نہلانے میں کیا ڈر ہے

شعر

قَالُوْا عَجِیْنُ الْکِلْسِ لَیْسَ بِطَاهِرٍ | قُلْنَا نَسُدُّ بِهٖ شُقُوْقَ الْمَبْرَزِ
لوگوں نے کہا اس چونہ کا خمیر پاک نہیں ہے | ہم نے کہا اس سے ہم بیت الخلاء کی دراڑیں بند کریں گے

لہ یعنی جیسا تیرا روپیہ ہے ویسا ہی اس کا مصرف بھی ہے۔ اس کے بعد کا فقرہ اور شعر اس مضمون کے معین ہیں ۱۲

شنیدم کہ سر از فرمان مَلِک باز زد و حجت آوردن گرفت و شوخ چشمی
میں نے سنا کہ اُس نے بادشاہ کے فرمان سے سرتابی کی اور دلیلیں لانا شروع کر دیں اور گستاخی

کردن مَلِک بفرمود تا مضمون خطاب را از وے بزجر و توبیخ مخلّص کردند
کرنے لگا بادشاہ نے حکم دیا چنانچہ لوگوں نے فرمان کا مقصود اس کو جھڑک کر پورا کرا دیا

مثنوی

بہ لطافت چو بر نیاید کار
نرمی سے جب کام نہ نکلے

سر بہ بیحرمتی کشد ناچار
تو مجبوراً معاملہ بے عزتی تک پہنچتا ہے

ہر کہ بر خویشتن نہ بخشاید
جو اپنے اوپر خود رحم نہیں کرتا

گر نہ بخشد برو کسے شاید
اگر کوئی اس پر رحم نہ کرے تو مناسب ہے

حکایت (۲۲) بازرگانے را دیدم کہ صد و پنجاہ شتر بار داشت و چہل بندہ
ایک تاجر کو میں نے دیکھا کہ ڈیڑھ سو اونٹ سامان رکھتا تھا اور چالیس غلام

و خدمتگار شبے در جزیرہ کیش مرا بہ حجرہ خویش برد ہمہ شب نیارمید
اور خدمتگار۔ ایک شب جزیرۂ کیش میں مجھے اپنے حجرہ میں لے گیا پوری رات فضول باتیں کرنے

از سخنہائے پریشاں گفتن کہ فلاں انبارم بہ ترکستان است و فلاں
کی وجہ سے آرام نہ کیا کہ میرا فلاں مال ترکستان میں ہے اور فلاں

بضاعت بہ ہندوستان و ایں قبالۂ فلاں زمین است و فلاں چیز را
سرمایہ ہندوستان میں اور یہ فلاں زمین کا بیعنامہ ہے اور فلاں چیز کا

فلاں کس ضمین ست و گاہ گفتے کہ خاطر اسکندریہ دارم کہ ہوائے خوش ست
فلاں شخص ضامن ہے اور کبھی کہتا کہ میرا اسکندریہ جانے کا خیال ہے کیونکہ وہاں کا موسم اچھا ہے

باز گفتے نہ کہ دریائے[1] مغرب مشوش[2] ست سعدیا سفرے دیگر در پیش ست
پھر کہتا نہیں کیونکہ خلیج مصر میں طغیانی ہے اے سعدی ایک دوسرا سفر درپیش ہے

اگر آں کردہ شود بقیت عمر خویش بہ گوشہ بنشینم و قناعت کنم گفتم آں کدام
اگر وہ کر لیا جائے تو اپنی بقیہ عمر گوشہ نشینی کروں اور صبر کروں میں نے کہا وہ کونسا

---

[1] یہاں دریائے مغرب سے مراد محیط اعظم کی اس خلیج سے ہے جو حوالی ملک مغرب سے آ کر مصر میں مل گئی ہے ۱۲

[2] یعنی اس سے عبور کرنا دشوار ہے ۱۲

سفرست گفت گوگردِ پارسی خواہم بردن بہ چین کہ شنیدم کہ قیمتے عظیم
سفر ہے کہنے لگا کہ فارس کی گندھک چین لیجانا چاہتا ہوں اس لئے کہ میں نے سُنا ہے کہ بڑے دام

دارد و کاسۂ چینی بروم آرم و دیبائے رومی بہ ہند و پولادِ ہندی بہ حلب
ہیں اور چینی برتن روم میں لاؤں گا اور رومی دیبا ہندوستان میں اور ہندی لوہا حلب میں

و آبگینۂ حلبی بہ یمن و بردِ یمانی بپارس وازاں پس ترک سفر کنم و بدکانے بنشینم
اور حلبی آئینہ یمن میں اور یمنی چادریں فارس میں اور اس کے بعد سفر چھوڑ دوں گا اور دکان پر بیٹھ جاؤں گا

انصاف ازیں ماخولیا چنداں فرو گفت کہ بیش طاقت گفتنش نماند گفت اے
انصاف کی بات یہ ہے کہ اس نے یہ دیوانگی کی باتیں اس قدر بکیں کہ اُسے اور زیادہ بکواس کی طاقت نہ رہی کہنے لگا

سعدی تو ہم سخنے بگوی از آنہا کہ دیدہ و شنیدہ گفتم قطعہ
اے سعدی تو بھی کچھ کہہ جو تو نے دیکھا ہے اور سُنا ہے میں نے کہا

آں شنیدستی کہ در صحرائے غور
تو نے وہ سنا ہے کہ غور کے جنگل میں

بار سالارے بیفتاد از ستور
ایک سردار کا بوجھ گھوڑے سے گر پڑا

گفت چشم تنگ دنیا دار را
تو اس نے کہا کہ دنیا دار کی تنگ آنکھ کو

یا قناعت پُر کند یا خاک گور
یا قناعت بھر سکتی ہے یا قبر کی مٹی

حکایت (۲۴)

مالدارے را شنیدم کہ بہ بخل اندر چناں معروف بود کہ حاتم
ایک مالدار کے متعلق میں نے سُنا ہے کہ وہ بخل میں ایسا ہی مشہور تھا جیسا کہ حاتم

طائی در کرم ظاہر حالش بہ نعمت دنیا آراستہ و خست نفس جبلی ہمچناں در وے
طائی سخاوت میں، اس کا ظاہری حال دنیا کی نعمت سے آراستہ اور اسی طرح سے نفس کی فطری خست اس میں

متمکن تا بجائے رسید کہ نانے از دست بجانے نہ دادے و گربہ ابوہریرہؓ را
گھر کئے ہوئے چنانچہ اس حالت کو پہونچ گیا کہ جان کے بدلے ایک روٹی ہاتھ سے نہ چھوڑتا اور حضرت ابوہریرہؓ

بہ لقمۂ ننواختے و سگ اصحاب کہف را استخوانے نینداختے فی الجملہ خانۂ
کی بلی کو ایک لقمہ سے نہ نوازتا اور اصحاب کہف کے کتے کو ایک ہڈی نہ ڈالتا خلاصہ یہ کہ اُس کے

۱؎ یمن ایک شہر کا نام جو عرب میں جنوب مکہ کی طرف واقع ہے ۱۲ ۲؎ بُرد ایک قسم کی چادر جس پر سیاہ دھاریاں ہوتی ہیں ۱۲ ۳؎ مالیخولیا جنون کی ایک قسم۔ اصل میں اس کے معنی سیاہ خلط کے ہیں چونکہ یہ مرض سودا سے پیدا ہوتا ہے اس لئے مجازاً اس مرض کا یہی نام ہوا ۱۲ ۴؎ غور ایک شہر کا نام ہے ۱۲

اورا کس ندیدے در کشادہ و سفرۂ اورا سر
گھر کا دروازہ کھلا اور اس کے دسترخوان کا کنارہ کوئی نہ دیکھتا

بیت

درویش بجز بوئے طعامش نشنیدے | مرغ از پسِ ناں خوردن او ریزہ نہ چیدے
فقیر اس کے کھانے کی بُو کے سوا نہ سونگھتا | پرند اس کے کھانا کھانے کے بعد ریزہ نہ چگتا

شنیدم کہ بہ دریائے مغرب اندر راہِ مصر پیش گرفتہ بود و خیال فرعونی در سر[1]
میں نے سُنا کہ خلیج مصر کے راستہ سے مصر جانا اس کے پیش نظر تھا اور فرعونی خیال اس کے دماغ

حتّٰی اِذَا اَدْرَکَہُ الْغَرَقُ بادے مخالف بہ کشتی برآمد چنانکہ گویند
میں تھا یہاں تک کہ اُس کو ڈوبنے نے آدبوچا ایک مخالف ہوا کشتی پر چلی جیساکہ بیان کرتے ہیں

فرد

با طبع ملولت چہ کند دل کہ نسازد | شرطہ ہمہ وقتے نبود لائق کشتی
تیری کار رنجیدہ طبیعت کیساتھ دل سازباز نہ کرے تو کیا کرے | سمندری ہوا ہر وقت کشتی کے مناسب نہیں ہوتی

دست بدعا برآورد و فریادِ بے فائدہ خواندن گرفت فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ
اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور بے فائدہ چیخنا شروع کردیا وہ جب کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو

دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ؕ
پکارتے ہیں اللہ کو دین اُسی کیلئے خالص کرتے ہوئے

شعر

دست تضرع چہ سود بندۂ محتاج را | وقتِ دعا بر خدا وقت کرم در بغل
محتاج بندہ کو عاجزی کا ہاتھ اٹھانے سے کیا فائدہ | جبکہ دعا کے وقت ہاتھ خدا کی طرف اور دینے کے وقت بغل میں ہوں

قطعہ

از زر و سیم راحتے برساں | خویشتن ہم تمتعے برگیر
چاندی سونے سے آرام پہونچا | خود بھی فائدہ حاصل کر

وانگہ ایں خانہ کز تو خواھد ماند | خشتے از سیم و خشتے از زر گیر[2]
اور پھر یہ گھر تو تجھ سے چھوٹ جائیگا | لہذا ایک چاندی کی اور ایک سونے کی اینٹ اٹھالے

آوردہ اند کہ در مصر اقاربِ درویش داشت بعد از ہلاکِ وے بہ بقیت مال
بیان کیا ہے کہ اُس کے غریب رشتہ دار مصر میں تھے اس کے مرنے کے بعد اس کے بقیہ مال

---

[1] خیال فرعونی۔ یعنی دہی غرور اور بخل اور کمینگی کی باتیں ۱۲ [2] یعنی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی راہ خدا میں خیرات کر ۱۲

وَے توانگر شدند جامہائے کہن بمرگِ او بدریدند و خزِ دمیاطی بہ عوض
سے مال دار ہو گئے اس کی موت پر پُرانے کپڑے پھاڑ ڈالے اور ریشمین اور دمیاطی کپڑے کی

آں بریدند ہمدراں ہفتہ یکے را دیدم از ایشاں بر بادپائے سوار
بجائے ترشوائے اُسی ہفتہ میں نے ان میں سے ایک کو دیکھا کہ ایک تیزرفتار گھوڑے پر سوار

رَواں و غلامِ پری پیکر در پئے او دواں قطعہ
جارہا ہے اور پری جیسے جسم کا ایک غلام اس کے پیچھے دوڑ رہا ہے

وہ کہ گر مُردہ باز گردیدے
غضب ہوجاتا اگر مردہ اپنے خاندان

بہ سرائے قبیلہ و پیوند
اور برادری کے گھر واپس آجاتا

ردِ میراث سخت تر بودے
میراث کا واپس کرنا زیادہ سخت ہوتا

وارثاں را ز مرگِ خویشاوند
وارثوں کے لئے اپنوں کی موت سے

بسابقہ معرفتے کہ درمیان ما بود آستینش گرفتم و گفتم بیت
پہلی جان پہچان کی وجہ سے جو میرے اور اس کے درمیان تھی میں نے اسکی آستین پکڑلی اور کہا

بخور اے نیک سیرتِ سرہ مرد
اے نیک طبیعت، کھرے آدمی، خوب کھا

کاں فرومایہ گرد کرد و نخورد
کیونکہ اس کمینہ نے توجمع کیا اور نہ کھایا

حکایت صیادِ ضعیف را ماہیِ قوی بہ دام افتاد طاقتِ حفظِ آں نداشت
ایک کمزور شکاری کے جال میں ایک قوی مچھلی پھنس گئی وہ اس کو نہ سنبھال سکا

ماہی برو غالب آمد و دام از دستش در ربود قطعہ
مچھلی اس پر غالب آگئی اور اُس کے ہاتھ سے جال چھڑا کرلے گئی

شد غلامے کہ آبِ جو آرد
ایک غلام نہر سے پانی لینے گیا

آبِ جو آمد و غلام بہ برد
نہر کا پانی آیا اور غلام کو بہالے گیا

دام ہر بار ماہی آوردے
جال ہر مرتبہ مچھلی لاتا

ماہی ایں بار رفت و دام ببرد
اس بار مچھلی گئی اور جال کو لے گئی

بیت صیاد نہ ہر بار شکارے برد
ہر مرتبہ شکاری شکار نہیں لے جائیگا

یک روز بہ بینی کہ پلنگش بخورد
تو ایک روز دیکھیگا کہ اس کو چیتا کھاجائے گا

سلہ خز ایک ریشمی کپڑا۔ دمیاطی ایک نہایت نفیس کپڑا جو ملک مصر کے شہر دمیاط میں تیار ہوتا تھا اور اسی کے نام سے منسوب تھا ۱۲ سلہ یعنی عزیزوں کو اپنے عزیز کے مرنے کا اتنا رنج نہ ہوتا۔۔ جتنا کہ میراث و ترکہ کا واپس کرنا گراں گزرتا ۱۲

دیگر صیاداں دریغ خوردند و ملامتش کردند کہ چنیں صیدے در دامت افتاد
دوسرے شکاریوں کو افسوس ہوا اور اس کو ملامت کرنے لگے کہ اس طرح کا شکار تیرے جال میں پھنسا

و نہ توانستی نگاہ داشتن گفت اے برادراں چہ تواں کرد مرا روزی
اور تو اُس کی حفاظت نہ کر سکا اُس نے کہا بھائیو کیا کیا جائے وہ میرا رزق

نہ بود و او را ہمچنیں روزی ماندہ
نہ تھا اور اُس کا کچھ رزق اور باقی تھا ۔

حکمت صیادِ بے روزی در دجلہ[۱] نگیرد و ماہی بے اجل بر خشکی نمیرد
بے روزی شکاری دجلہ میں سے بھی نہیں پکڑ سکتا اور جس مچھلی کی موت نہ ہو وہ خشکی میں بھی نہیں مرتی

حکایت دست و پا بریدہ ہزار پائے را بکشت صاحبدلے بر و
ایک لنگڑے لولے نے کنکھجورا مار ڈالا ایک صاحب دل وہاں سے

بگذشت و گفت سبحان اللہ باہزار پائے کہ داشت چوں اجلش فراز
گذرے اور کہنے لگے سبحان اللہ باوجود ہزار پیروں کے جب اس کی موت آگئی

آمد از بے دست و پائے گریختن نتوانست **مثنوی**
تھی تو لنگڑے لولے کے بھاگنے سے بھی نہ بھاگ سکا

چو آید زپے دشمن جاں ستاں
جب پیچھے سے جان لینے والا دشمن آتا ہے

بہ بندد اجل پائے مردِ دواں
تو موت بھاگنے والے کے پیر باندھ دیتی ہے

دراں دم کہ دشمن پیاپے رسید
جس وقت دشمن پے در پے پہونچا

کمانِ کیانی[۲] نباید کشید
کیانی کمان نہ کھینچنی چاہیے

حکایت ابلہے را دیدم سمین و خلعتے ثمین در برو مرکب تازی در زیر
میں نے ایک بے وقوف کو دیکھا جو موٹا تازہ اور قیمتی جوڑا پہنے ہوئے تازی گھوڑے پر سوار تھا

و قصبے[۳] مصری بر سر کسے گفت سعدی چگونہ ہمی بینی ایں دیبائے معلم
اور مصری قصب کپڑا سر پر لپیٹے ہوئے تھا کسی نے کہا اے سعدی یہ منقش دیبا اس بے علم جانور پر

---

[۱] دجلہ بغداد کی ایک بڑی ندی کا نام ۱۲ [۲] کیانی کمان بضم منسوب ہے بادشاہان کیان کی طرف۔ ارباب تاریخ نے بادشاہان عجم کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اول ملوک پیشین جن کا اول کیومرث اور آخر کیکاؤس ہے دوسرے ملوک کیاں جو کیخسرو سے شروع ہو کر اسکندر بن داراب پر ختم ہوتے ہیں۔ تیسرے اشکانیان جو قباد سے شروع ہو کر بہرام پر ختم ہوتے ہیں چوتھے ساسانی جو اردشیر بابکاں سے شروع ہو کر یزدجرد پر ختم ہوتے ہیں ۱۲ [۳] قصب بفتحتین ایک ریشمی مصری کپڑے کا نام ہے ۱۲

برین حیوان لاتعلم گفتم **شعر**
تہیں کیسا معلوم ہوتا ہے | میں نے کہا

قَدْ شَابَہَ بِالْوَرٰی حِمَارٌ
بے شک ایک گدھا انسانوں کے مشابہ ہو گیا ہے

عِجْلاً جَسَدًا لَہٗ خُوَارٌ
ایک بچھڑا ہے جس کے جسم ہے اور اسکی گائی کی سی آواز ہے

گفتہ اند یک طلعتِ زیبا بہ از ہزار خلعتِ دیبا **قطعہ**
مشہور ہے کہ ایک حسین چہرہ دیبا کی ہزار خلعتوں سے بہتر ہے

شریف اگر متضعف شود خیال مبند
شریف اگر کمزور ہو جائے تو یہ خیال نہ کر

کہ پایگاہِ بلندش ضعیف خواہد شد
کہ اس کا بلند رتبہ بھی کمزور ہو جائے گا

در آستانۂ سیمین بمیخ زر بزند
اور اگر چاندی کی ڈیوڑھی سونے کی میخوں سے بھی لگالے

گمان مبر کہ یہودی شریف خواہد شد[1]
تو یہ خیال نہ کرنا کہ یہودی شریف ہو جائے گا

قطعہ

بآدمی نتوان گفت ماند این حیوان
اس جانور کو آدمی کی مانند نہیں کہا جا سکتا

مگر دراعہ و دستار و نقش بیرونش
مگر لباس و عمامہ اور ظاہری نقش و نگار کی وجہ سے

بگرد در ہمہ اسباب و ملک و ہستی او
اس کے تمام سامان اور ملکیت اور ہستی کو گھوم پھر کر دیکھ لے

کہ ہیچ چیز نہ بینی حلال جز خونش[2]
تجھے اس کے خون کے علاوہ کوئی چیز حلال نظر نہ آئیگی

حکایت[12] دزدے گدائے را گفت شرم نمی داری از برائے جوے سیم
ایک چور نے ایک بھکاری سے کہا تجھے چاندی کے ایک جو کے لئے ہر کمینہ کے

دست پیش ہر لئیم[3] دراز کردن گفت **بیت**
سامنے ہاتھ پھیلانے سے شرم نہیں آتی اس نے کہا

دست دراز از پئے یک حبہ[4] سیم
ایک حبہ چاندی کے لئے ہاتھ پھیلانا اس سے بہتر ہے

بہ کہ ببرند بہ دانگے[5] و نیم
کہ لوگ تھوڑا سا مال (چرانے) کے عوض اس کے ہاتھ دوٹکڑے کردیں

---

[1] یعنی یہودی سید نہ ہوئے گا یعنی صرف انہیں چیزوں سے وہ آدمی کے مشابہ ہے ۱۲ [2] یہ شعر بھی صرف مزاح کے طور پر کہا گیا ہے نہ کہ بطور حقیقت ۱۲ [3] لئیم اور بخیل میں یہ فرق رکھا گیا ہے کہ بخیل وہ ہے کہ خود کھائے اور کسی دوسرے کو نہ کھلا سکے اور لئیم وہ ہے کہ نہ خود کھائے اور نہ کسی کو کھلا سکے ۱۲ [4] حبہ ایک وزن جو رتی بھر کا ہے بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے ۱۲ [5] دانگ سے مراد کم مقدار ہے ورنہ اکثر لوگوں نے اس وزن کو چھ رتی کا تجویز کیا ہے ۱۲

حکایت مشت زنے را حکایت کنند کہ از دہر مخالف بہ فغاں آمدہ

ایک پہلوان کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ ناموافق زمانہ سے گھبرا گیا

بود و از حلق فراخ و دستِ تنگ بہ جاں رسیدہ شکایت پیشِ پدر برد و اجازت

تھا اور چوڑے حلق اور تنگ ہاتھ کی وجہ سے جان سے عاجز تھا باپ کے پاس شکایت لے گیا اور اجازت

خواست کہ عزمِ سفر دارم مگر بہ قوّتِ بازو دامن کامے فراچنگ آرم کہ

چاہی کہ میرا سفر کا ارادہ ہے شاید قوتِ بازو سے کسی مقصد کا دامن پکڑ لوں اس لئے کہ

بزرگاں گفتہ اند

بزرگوں نے کہا ہے

بیت

فضل و ہنر ضائع ست تا ننمایند | عود بر آتش نہند و مشک بسایند
جب تک اظہار نہ کریں بزرگی اور ہنرمندی بیکار ہے | اگر کو آگ پر رکھتے ہیں اور مشک کو گھستے ہیں

پدر گفت اے پسر خیالِ محال از سر بدر کن و پائے قناعت در دامن

باپ نے کہا اے بیٹا ناممکن خیال کو سر سے نکال دے اور قناعت کر کے سلامتی کے گوشہ

سلامت کش کہ خردمنداں گفتہ اند دولت نہ بکوشیدن ست و چارۂ

میں بیٹھ جا اس لئے کہ عقلمندوں نے کہا ہے دولت کوشش سے حاصل نہیں ہوتی اور اس کی

آں کم جوشیدن ست

تدبیر صبر کرنا ہے

شعر

کس نتواند گرفت دامن دولت بزور | کوشش بیفائدہ ست وسمہ برابروئے کور
طاقت سے کوئی دولت کا دامن نہیں تھام سکتا | اندھی ابروؤں پر وسمہ لگانا بے کار کوشش ہے

فرد

اگر بہر سر موئیت ہنر دو صد باشد | ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد
اگر تیرے ہر بال میں دو سو ہنر ہوں | ایک ہنر بھی کام نہیں آئے گا اگر مقدر خراب ہو

بیت چہ کند زورمند واژوں بخت | بازوئے بخت بہ کہ بازوئے سخت
اوندھے نصیبے والا طاقتور کیا کرے گا | طاقتور بازو سے نصیبے کی مدد بہتر ہے

لہ عود۔ اگر۔ جو ایک خوشبودار لکڑی ہے ۱۲ لہ وسمہ نیل کے پتوں کا رنگ۔ ابرو پر وسمہ لگانا عورتوں کی منجملہ سات آرائشوں کے ایک آرائش ہے ۱۲

پسر گفت اے پدر فوائدِ سفر بسیار ست از نزہتِ خاطر و جرِّ منافع و دیدنِ
لڑکے نے کہا اباجان سفر کے فائدے بہت ہیں طبیعت کی تفریح ۔ نفعوں کا حصول ۔ عجائب

عجائب و شنیدنِ غرائب و تفرّجِ بلدان و محاوراتِ خلّان و تحصیلِ جاہ و
کا دیکھنا ۔ غرائب کا سننا ۔ شہروں کی سیر ۔ دوستوں سے بات چیت ۔ مرتبہ اور ادب کا

ادب و مزیدِ مال و مکتسب و معرفتِ یاراں و تجربتِ روزگاراں چنانکہ
حاصل کرنا ۔ مال اور کمائی کی زیادتی ، دوستوں کی جان پہچان ، زمانہ کا تجربہ جیسا کہ

سالکانِ طریقت گفتہ اند **نظم**
طریقت پر چلنے والوں نے کہا ہے

تا بدکانِ خانہ در گروی
جب تک تو گھر کی دکان میں گروی ہے

هرگز اے خام آدمی نشوی
ہرگز اے ناتجربہ کار تو آدمی نہیں ہو گا

بروا اندر جہاں تفرّج کن
جا دنیا کی سیر کر

پیش ازاں روز کز جہاں بروی
اس دن سے پہلے کہ تو دنیا سے رخصت ہو

پدر گفت اے پسر منافعِ سفر چنیں کہ تو گفتی بے شمار ست لیکن مسلّم پنج طائفہ
باپ نے کہا اے بیٹا سفر کے منافع جیسا کہ تو نے کہا بے شمار ہیں لیکن پانچ قسم کے آدمیوں

راست نخستیں بازرگانے را کہ باوجودِ نعمت و مکنت غلاماں و کنیزاں دارد و
کے لئے مناسب ہے اولاً تو اس تاجر کے لئے جو باوجود دولت اور قدرت کے غلام اور لونڈیاں رکھتا ہے اور

شاگردانِ چابک ہر روز بشہرے و ہر شب بمقامے و ہر دم بتفرّج گاہے
چست نوکر ہر روز ایک شہر میں اور ہر شب ایک نئی جگہ قیام کرتا ہے اور ہر دم ایک تفریح گاہ میں

و ہر لحظہ از نعیمِ دنیا متمتّع **قطعہ**
ہے اور ہر لحظہ دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے

منعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب نیست
دولت مند پہاڑ میں اور جنگل اور بیابان میں مسافر نہیں ہے

ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت
جہاں بھی گیا خیمہ لگایا اور دربار بنا لیا

واں را کہ بر مرادِ جہاں نیست دسترس
اور وہ شخص جس کو دنیا کی مراد پر قدرت نہیں ہے

در زاد بوم خویش غریب ست و ناشناخت
وہ اپنے وطن میں (بھی) مسافر ہے اور اجنبی

ف زاد بوم ۔ پیدائش کی جگہ ۔ جنم بھومی ۱۲

دوم عالمے کہ بہ منطقِ شیریں وقوتِ فصاحت ومایۂ بلاغت ہر جاکہ رَوَد بخدمتِ
دوسرے وہ عالم کہ میٹھی گفتگو اور فصاحت کی قوت اور بلاغت کی پونجی کی وجہ سے جہاں بھی پہونچتا ہے
او اقدام نمایند واکرام کنند
لوگ اس کی خدمت میں پیش قدمی کرتے اور عزت کرتے ہیں

قطعہ

وجودِ مردمِ دانا مثالِ زرِ طلاست
عقلمند کی ہستی خالص سونے کی مانند ہے
کہ ہر کجا کہ رود قدر وقیمتش دانند
کہ جہاں کہیں بھی جاتا ہے لوگ اُس کی قدر و قیمت جانتے ہیں
بزرگ زادۂ ناداں بشہروا ماند
بے عقل بزرگ زادہ شہر میں عاجز ہو جاتا ہے
کہ در دیارِ غریبش بہیچ نستانند
کیونکہ اجنبی جگہ میں اُس کو کوڑی کو بھی نہیں پوچھتے

سوم خوبروئے کہ درونِ صاحبدلاں بہ مخالطتِ او میل کند کہ بزرگاں گفتہ اند
تیسرے وہ خوبصورت کہ صاحبدلوں کا دل اس کے میل جول کی طرف جھکے اس لئے کہ بزرگوں نے کہا ہے
اندکے جمال بہ از بسیارئے مال وگویند روئے زیبا مرہمِ دلہائے خستہ
تھوڑا سا حسن بہت سے مال سے بہتر ہے اور کہتے ہیں حسین چہرہ ٹوٹے دلوں کا مرہم
ست وکلیدِ درہائے بستہ لاجرم صحبتِ او ہمہ جا غنیمت شناسند وخدمتش
ہے اور بند دروازوں کی کنجی لازمی طور پر اسکی صحبت کو ہر جگہ غنیمت سمجھتے ہیں اور اس کی خدمتگاری
را منت دانند
اپنے اوپر احسان سمجھتے ہیں

قطعہ

شاہد آنجا کہ رود عزت وحرمت بیند
معشوق جہاں بھی جائے عزت و احترام دیکھے،
ور برانند بقہرش پدر و مادرِ خویش
اگرچہ ناراض ہو کر اُسکے ماں باپ اُسکو نکال دیں
پرِ طاؤس دَرِ اوراقِ مصاحف دیدم
مور کے پر میں نے قرآن کے ورقوں میں دیکھے
گفتم ایں منزلت از قدرِ تو می بینم بیش
میں نے کہا یہ مرتبہ تو تیری حیثیت سے زیادہ دیکھتا ہوں
گفت خاموش کہ ہر کس کہ جمالے دارد
اُس نے کہا چپ رہ جو شخص حسن رکھتا ہے
ہر کجا پائے نہد دست[1] بدارندش پیش
جہاں قدم دھرتا ہے لوگ اسکو ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں

---

[1] دست پیش کسے داشتن. کسی کی تعظیم کرنا لہٰذا اس جگہ یہ معنی ہونگے کہ خوبصورت جہاں جائیگا اُس کی تعظیم سب لوگ کریں گے بعض نسخوں میں ندارند نونِ نفی کے ساتھ ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ جہاں جائے گا اس کو منع نہ کریں گے۔ ایک شارح نے لکھا ہے۔ دست بدارندش پیش کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے ہاتھوں کا فرش بنا دیں گے ۱۲؎

قطعہ

چوں در پسر موافقت و دلبری بود
جب لڑکے میں محبت اور دلبری کا مادہ ہو

اندیشہ نیست گر پدر از وے بری بود
تو کوئی فکر نہیں اگر باپ اس سے بیزار ہو

او جوہر ست گو صدف[1] اندر میاں مباش
وہ موتی ہے کہہ دو سیپی میں نہ رہے

دُرِّ یتیم[2] را ہمہ کس مشتری[3] بود
دُرِّ یتیم کا تو ہر ایک شخص خریدار ہے

چہارم خوش آوازے کہ بہ حنجرۂ[4] داؤدی آب از جریان و مرغ از طیران باز دارد
چوتھے وہ خوش آواز کہ داؤدی گلے کے ذریعہ پانی کو بہنے اور پرند کو اُڑنے سے روک دے،

پس بوسیلتِ آں فضیلت دلِ مشتاقاں صید کند و اربابِ معنیٰ بمنادمتِ
پس اس فضیلت کے ذریعہ مشتاقوں کے دل کو شکار کرے اور صاحب باطن اسکی ہمنشینی

او رغبت نمایند و بانواع خدمت کنند
میں رغبت کریں اور طرح طرح کی خدمت کریں

شعر

سَمْعِیْ اِلٰی حُسْنِ الْاَغَانِیْ
میرا کان نغموں کے حُسن میں لگا ہے

مَنْ ذَا الَّذِیْ جَسَّ الْمَثَانِیْ
کس نے ستار کو چھیڑا ہے

قطعہ

چہ خوش باشد آہنگ نرم حزیں
غمناک اور نرم آواز کیسی بھلی معلوم ہوتی ہے

بگوش حریفان مستِ صبوح
صبح کی شراب سے مست دوستوں کے کان میں

بہ از روئے زیباست آوازِ خوش
حسین آواز حسین چہرے سے بھی زیادہ بہتر ہے

کہ ایں حظِ نفس ست و آں قوتِ روح
اس لئے کہ یہ تو نفس کی لذت ہے اور وہ روح کی غذا ہے

پنجم پیشہ وری کہ بہ سعی بازو کفافے حاصل کند تا آبروا ز بہر لقمہ ریختہ نگردد
پانچویں وہ پیشہ ور جو بازو کی کمائی سے گذارے کے موافق حاصل کرے تاکہ لقمہ کے لئے آبرو برباد نہ ہو

---

[1] صدف۔ سیپ۔ کنایتاً والدین کا گھر ۱۲ [2] دریتیم سے مراد وہ موتی جو سیپ میں سے ایک ہی نکلا ہو۔ اُسے گوہر یکدانہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں مراد بے مثل اور قیمتی سے ہے ۱۲ [3] مشتری خریدار کو کہتے ہیں ۱۲ [4] حنجرۂ داؤدی سے مراد غایت خوش آوازی۔ بہت خوش آواز گلا۔ حضرت داؤد علیہ السلام ایک پیغمبر کا نام جن پر زبور نازل ہوئی۔ آپ کا یہ معجزہ ہے کہ جب آپ زبور پڑھتے تھے تو آدمی اور چرند و پرند آپ کے گرد جمع ہو جاتے تھے اور سب آپ کی آواز کے سوز و گداز سے وجد کرتے تھے

چنانکہ بزرگاں گفتہ اند **قطعہ**
جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہے

گر بغریبی رود از شہر خویش
اگر اپنے شہر سے سفر میں چلا جائے

سختی و محنت نکشد پنبہ[1] دوز
تو دھنیا سختی اور مصیبت نہ اٹھائے گا

ور بخرابی فتد از ملک خویش
اور اگر اپنے ملک سے دور ہو کر خرابی میں گرفتار ہو جائے

گرسنہ خفتد ملک نیمروز
تو سیستان کا بادشاہ بھوکا سوئے گا!

چنیں صفتہا کہ بیان کردم اے پسر در سفر موجب جمعیت خاطر ست و داعیہ
یہ باتیں جو میں نے بیان کیں اے بیٹا! سفر میں دل جمعی کا سبب ہیں اور زندگی کے

طیب عیش و آنکہ ازیں جملہ بے بہرہ ست بخیال باطل در جہاں برود و دیگر
لطف کا سبب ہیں اور وہ شخص جو ان سب سے خالی ہے وہ باطل خیال لے کر جہان میں جاتا ہے اور پھر کوئی

کسش نام و نشان نشنود **قطعہ**
شخص اس کا نام و نشان نہیں سنتا

ہر آنکہ گردش گیتی بکین او برخاست
زمانہ کی گردش جس سے کینہ وری کرنے کے لئے اٹھ کھڑی ہو

بغیر مصلحتش رہبری کند ایام
زمانہ اس کی مصلحت کے خلاف اس کی رہنمائی کرتا ہے

کبوترے کہ دگر آشیاں نخواہد دید
وہ کبوتر جو پھر کبھی گھونسلا نہ دیکھے گا

قضا ہمی بردش تا بسوئے دانہ و دام
اس کو قضا دانہ اور جال کی طرف لیجاتی ہے

پسر گفت اے پدر قول حکما را چگونہ مخالفت کنم کہ گفتہ اند رزق اگرچہ مقسوم ست
لڑکے نے کہا ابا جان حکما کے قول کی میں کس طرح مخالفت کروں اس لئے کہ انہوں نے کہا ہے کہ رزق اگرچہ قسمت میں لکھا ہے

بہ اسباب حصول آں تعلق شرط ست و بلا اگرچہ مقدور ست از ابواب[2]
لیکن اس کے حاصل کرنے کے طریقوں سے تعلق پیدا کرنا ضروری ہے اور مصیبت اگرچہ مقدر میں ہے لیکن اس کے

دخول آں حذر کردن واجب **قطعہ**
داخل ہونے کے دروازوں سے بچنا ضروری ہے

رزق ہر چند بے گماں برسد
روزی اگرچہ بے گمان پہونچتی ہے

شرط عقل ست جستن از درہا
لیکن عقل کے نزدیک اس کے دروازوں ہی میں اس کی تلاش کرنا شرط ہے

---

[1] پنبہ دوز روئی دھنکنے والا۔ یہاں پیشہ ور سے مراد ہے خواہ وہ ادنیٰ کام کرتا ہو ۱۲ [2] یعنی بلا کے دروازوں میں خود داخل ہونا نہ چاہیے ۱۲

ورچہ کس بے اَجل نخواہد مُرد | تو مَرو در دہانِ اژدرھا

اگرچہ کوئی بے موت نہ مرے گا | تو اژدہوں کے منہ میں نہ جا

دریں صورت کہ منم باپیلِ دماں بزنم و باشیرِ ژیاں پنجہ درافگنم پس مصلحت آنست

جس حالت میں کہ میں ہوں مست ہاتھی سے لڑ سکتا ہوں اور غضبناک شیر سے پنجہ ڈال سکتا ہوں پھر مناسب یہی

اے پدر کہ سفر کنم کہ ازیں بیش طاقتِ بے نوائی ندارم **قطعہ**

ہے کہ اے اباجان میں سفر کروں اس لئے کہ اس سے زیادہ بے سروسامانی کی طاقت نہیں رکھتا ہوں۔

چوں مرد برفتاد زجای و مقامِ خویش | دیگر چہ غم خورد ہمہ آفاق جائے اوست

جب انسان اپنے مقام اور مرتبہ سے گر گیا | تو پھر وہ کیا غم کرے تمام دنیا اُس کی جگہ ہے

شب ہر توانگرے بسرائے ہمی رود | درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست

ہر مالدار شب کو گھر میں جاتا ہے | فقیر کو جہاں رات ہو جائے وہی اُس کا گھر ہے

ایں بگفت و پدر را وداع[1] کرد و ہمت خواست و رواں شد و باخویشتن ہمیگفت

یہ کہا اور باپ کو رخصت کیا اور دعا چاہی اور روانہ ہو گیا اور اپنے دل میں یہ کہہ رہا تھا

شعر

ہنرور چو بختش نباشد بکام | بجائے رود کش ندانند نام

جب ہنرمند کا نصیبہ موافق نہ ہو | جس جگہ جائے اس کا نام نہ جانیں

ہمچنیں تا برسید بر کنارِ آبے کہ سنگ از صلابتِ او بر سنگ ہمی آمد و

اسی طور پر وہ ایک ایسے دریا پر پہونچا کہ اس کی روانی کی سختی سے پتھر سے پتھر ٹکرا رہا تھا اور

خروشش بفرسنگ می رفت **بیت**

اُس کا شور تین کوس تک جا رہا تھا

سہمگین آبے کہ مرغ آبی در وایمن نبودے | کمترین موج آسیاسنگ از کنارش در ربودے

اس قدر خوفناک دریا کہ مرغابی بھی اس میں امن سے نہ ہوتی | اس کی چھوٹی سی موج چکی کا پاٹ کنارے سے بہا لیجاتی

گروہے مرداں را دید ہر یک بقراضہ[2] در معبر نشستہ و رخت سفر بستہ

اُس نے انسانوں کے ایک مجمع کو دیکھا کہ ہر ایک ایک سکہ دیکر کشتی میں بیٹھا ہوا اور سامانِ سفر باندھے ہوئے

---

[1] پدر را وداع کرد۔ یعنی باپ کو خدا کو سونپا۔ یا گھر بار باپ کے سپرد کیا ۱۲ [2] قراضہ بالضم۔ لغت میں ہر اُس چیز کے ریزے کو کہتے ہیں جو قینچی سے کاٹنے سے گرتا ہے۔ یہاں ادنے سکہ سے مراد ہے ۱۲

جواںؔ را دست عطا بستہ بود زبان ثنا بر کشود چندانکہ زاری کرد یاری نہ کردند
جوان کا عطا کا ہاتھ بندھا ہوا تھا تعریف کی زبان کھولی جس قدر بھی اس نے منت سماجت کی کسی نے مدد نہ کی

ملّاح بے مروت از و بخندہ برگردید و گفت **شعر**
بے مروت کشتی بان اس کے پاس سے ہنستا ہوا لوٹ گیا اور بولا

بے زر نتوانی کہ کنی بر کس زور | ور زر داری بزور محتاج نہٗ
بے پیسہ کے تو کسی پر زور نہیں کر سکتا | اور اگر پیسہ ہے تو زور کی ضرورت نہیں ہے

شعر

زر نداری نتواں رفت بزور از دریا | زورِ دہ مرد چہ باشد زرِ یک مرد بیار
پیسہ نہیں ہے تو طاقت کے بل پر دریا سے پار نہیں تر سکتا | دس آدمیوں کی بقدر طاقت کی کیا ضرورت ہے ایک آدمی کا کرایہ لا

جواں را دل از طعنۂ ملّاح بہم برآمد خواست کہ از و انتقامے کشد کشتی رفتہ بود آواز
ملاح کے طعنہ سے جوان کا دل بھر آیا چاہا کہ اُس سے بدلہ لے کشتی روانہ ہو چکی تھی اُس نے آواز

داد کہ اگر بدیں جامہ کہ پوشیدہ ام قناعت کنی دریغ نیست ملّاح طمع کرد
دی کہ اگر ان کپڑوں پر جو کہ میں پہنے ہوئے ہوں تو قناعت کر لے تو مضائقہ نہیں ہے ملاح نے لالچ کیا

و کشتی باز گردانید **بیت**
اور کشتی لوٹا لی ؂

بدوزد شرہ دیدۂ ہوشمند | در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند
حرص عقلمند کی آنکھ سی دیتی ہے | پرندہ اور مچھلی کو لالچ جال میں پھنساتا ہے

چندانکہ دستِ جواں بہ ریش و گریبانش رسید بخود درکشید و بے محابا فرو کوفت
جیسے ہی جوان کا ہاتھ ملاح کی ڈاڑھی اور گریبان تک پہونچا اُس نے اُس کو اپنی طرف کھینچ لیا اور بے دھڑک

یارش از کشتی بدر آمد کہ پشتی کند ہمچنیں درشتی دید پشت[۲] بگردانید مصلحت
مارنا شروع کر دیا اُس کا ایک دوست کشتی سے نکلا کہ مدد کرے اس نے سخت معاملہ دیکھا پشت پھیر کر چلدیا سب نے یہ

آں دیدند کہ با او بمصالحت گرایند و بہ اجرت کشتی مسامحت نمایند
مناسب سمجھا کہ اس سے صلح کر لیں اور کشتی کے کرایہ میں چشم پوشی کریں۔

---

[۱] یعنی اُس کے پاس دینے کے لئے کچھ نہ تھا کہ ملاح کو دے دیتا ۱۲ [۲] پشت بہ گردانید۔ یعنی وہ بھی لوٹ گیا مطلب یہ کہ بھاگ گیا ۱۲ ؎

مثنوی

چو پرخاش بینی تحمل بیار
جب لڑائی دنگا دیکھے تو تحمل سے کام لے

کہ سہلے بہ بندد درِ کارزار
اس لئے کہ نرمی لڑائی کا دروازہ بند کردیتی ہے

بہ شیریں زبانی ولطف وخوشی
زبان کی مٹھاس اور مہربانی وخوشی سے

توانی کہ پیلے بموئے کشی
ہاتھی کو بال بال کے ذریعہ کھینچ سکتا ہے

لطافت کن آنجا کہ بینی ستیز
جہاں جھگڑا دیکھو نرمی برتو

نبرد قزِ نرم را تیغ تیز
تیز تلوار نرم ریشم کو نہیں کاٹتی

بعذرِ ماضی بقدمش درافتادند و بوسہ چند بہ نفاق برسر وچشمش دادند پس بہ کشتی
گذشتہ باتوں کی معذرت میں اس کے پیروں پر گر گئے اور منافقت کے ساتھ اسکے سر وچشم پر چند بوسے دیئے پھر اسکو

درآوردند وروان شدند تا برسیدند بہ ستونے کہ از عمارت یونان درآب
کشتی میں لے آئے اور روانہ ہوگئے یہانتک کہ ایک ستون کے قریب پہونچ گئے جو یونان کی آبادی کا پانی میں

ایستادہ بود ملاح گفت کشتی را خللے ہست یکے از شما کہ زورآور تر است
کھڑا تھا۔ ملاح بولا کشتی میں کچھ خرابی ہے تم میں سے جو زیادہ طاقتور ہے اُس کو

باید کہ بریں ستون برود وخطامِ کشتی بگیرد تا عمارت کنیم جوان بہ غرورِ دلاوری
اس ستون پر چڑھنا چاہیئے اور کشتی کی رسی کو پکڑے رہے تاکہ میں ٹھیک کرلوں۔ جوان نے دلاوری کے

کہ در سر داشت از خصمِ آزردہ دل نیندیشید وقولِ حکما را کار نہ فرمود کہ گفتہ اند
اس غرور کی وجہ سے جو اس کے سر میں تھا رنجیدہ دل دشمن کی کوئی فکر نہ کی اور حکماء کے قول پر عمل نہیں کیا کہ انہوں نے کہا ہے

ہر کرا رنجے بدل رسانیدی اگر در عقبِ آں صد راحت برسانی از پاداشِ آں
جس کا تو نے دل دکھایا ہو اگر اس کے بعد سیکڑوں راحتیں بھی پہونچا دے اُس ایک رنجش

یک رنجش ایمن مباش کہ پیکاں از جراحت بدر آید و آزار در دل بماند
کے بدلے سے مطمئن نہ رہنا اس لئے کہ تیر زخم سے نکل آتا ہے لیکن تکلیف دل میں گھسی رہتی ہے

نظم

چہ خوش گفت یکتاش[1] با خیلتاش
ایک سپاہی نے جمعدار سے کیسا اچھی بات کہی

چو دشمن خراشیدی ایمن مباش
جبکہ تو نے دشمن کو ستایا ہے اس سے مطمئن نہ رہ

---

[1] یکتاش۔ مدار الافاضل میں بادشاہ خوارزم کا نام بتایا گیا ہے۔ خیلتاش غلاموں کا گروہ۔ بعض کا قول ہے کہ ایک آقا کے بہت سے ملازموں کو کہا جاتا ہے مگر یہ زیادہ صحیح نہیں بعض نے خیلتاش بمعنے سردار ملازمان یعنی جمعدار وغیرہ لکھا ہے بعض میں یکتاش کے بجائے یکتاش بیاتناش ہے

قطعہ

مشو ایمن کہ تنگ دل گردی
تو مطمئن نہ ہو کیونکہ تو بھی تنگدل ہو گا

سنگ بر بارۂ حصار مزن
قلعہ کی دیوار پر سنگباری نہ کر

چوں ز دستت دلے بہ تنگ آید
جبکہ تیرے ہاتھ سے کوئی دل تنگ ہو

کہ بود کز حصار سنگ آید
اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ قلعہ سے بھی پتھر آئے

چندانکہ مقودِ کشتی بساعد بپیچید و بالائے ستون رفت ملاح زمام از
جیسے ہی اس جوان نے کشتی کی رسی گٹے پر لپیٹی اور ستون پر چڑھا ملاح نے اس کے ہاتھ سے

کفش در گسلانید و کشتی براند بے چارہ متحیر بماند روزے دو بلا و محنت
باگ چھڑالی اور کشتی چلادی بے چارہ حیران رہ گیا دو دن بلا و مصیبت برداشت

کشید و سختی دید سوم روز خوابش گریباں گرفت و در آب انداخت بعد از
کی اور سختی دیکھی تیسرے دن نیند نے اس کا گریبان پکڑا اور پانی میں گرادیا ایک دن

شبا روزے دگر بر کنار افتاد از حیاتش رمقے[۲] ماندہ بود برگِ درختاں
رات کے بعد کنارے پر جالگا اس کی زندگی کی کچھ رمق رہی تھی درختوں کے پتے

خوردن گرفت و بیخ گیاہاں بر آوردن تا اندکے قوت یافت سر در بیاباں
کھانے شروع کئے اور گھاس کی جڑیں اکھاڑنا یہاں تک کہ تھوڑی سی طاقت آئی جنگل کا رخ

نہاد و برفت تا تشنہ و بے طاقت شد و بر سر چاہے رسید قومے را دید شربتِ
کیا اور چل پڑا یہاں تک کہ پیاسا اور بے طاقت ہوگیا اور ایک کنوئیں پر پہونچا لوگوں کو دیکھا کہ پیاس بھر

آب بہ پشیزے[۳] ہمی آشامیدند جواں را پشیزے نبود طلب کرد و بیچارگی
پانی ایک ادھی میں پلا رہے ہیں جوان کے پاس ادھی نہ تھی اس نے پانی مانگا اور لاچاری

نمود رحمت نیاوردند دست تعدی دراز کرد و تنے چند را فرو کوفت مرداں
ظاہر کی انہوں نے رحم نہ کھایا اس نے ظلم کا ہاتھ بڑھایا اور چند آدمیوں کو پیٹا آدمی

---

[۱] مراد یہ ہے کہ اگر تو کسی کے ستانے کے درپے ہوگا تو اس کا جواب ضرور ملے گا ۱۲۔ [۲] رمق بقیہ جان یعنی کچھ یوں ہی سی جان ۱۲۔ [۳] پشیز۔ آنے کا آٹھواں حصہ۔ بعض نے ایک معمولی سکہ کے معنی میں لکھا ہے۔ جس کو عالمگیری کہتے تھے ۱۲؎

غلبہ کردند و بے محابا بزدندش مجروح شد **قطعہ**
جمع ہوگئے اور سب نے اُس کو بے تحاشا مارا زخمی ہوگیا

پشہ چو پر شد بزند پیل را
مچھر جب زیادہ ہوتے ہیں تو ہاتھی کو مار ڈالتے ہیں

با ہمہ مردی و صلابت کہ اوست
باوجود پوری مردانگی اور سختی کے جو اُس میں ہے

مورچگاں را چو بود اتفاق
چیونٹیوں میں جب اتفاق ہو

شیر ژیاں را بدرآرند پوست
غضبناک شیر کی کھال اُتار لیتی ہیں

بحکم ضرورت در پئے کارواں افتاد و برفت شبانگہ برسیدند بمقامے کہ
بمجبوراً ایک قافلہ کے پیچھے ہولیا اور چل دیا رات کو وہ ایسی جگہ پہونچے جہاں

از دزداں پر خطر بود کاروانیاں را دید لرزہ براندام افتادہ و دل برہلاک نہادہ
چوروں کا زیادہ خطرہ تھا اُس نے قافلہ والوں کو دیکھا کہ ان کے بدن کانپ رہے ہیں اور مرنیکے لئے آمادہ ہورہے ہیں

گفت اندیشہ مدارید کہ دریں میاں یکے منم کہ بہ تنہا پنجاہ مرد را جواب گویم و دیگر
وہ بولا گھبراؤ نہیں اس درمیان میں ایک میں ہی ایسا ہوں کہ اکیلا پچاس آدمیوں کا مقابلہ کرلوں گا اور دوسرے

جواناں ہم یاری کنند ایں بگفت و مردم کارواں بلاف او قوی دل شدند
جوان بھی مدد کریں گے اس نے یہ کہا اور قافلہ کے لوگ اس کے شیخی بگھارنے پر قوی دل ہو گئے

و بہ صحبتش شادمانی کردند و بزاد و آبش دستگیری واجب دانستند جواں را
اور اس کے ساتھ ہونے پر خوشی منانے لگے اور انہوں نے کھانے پینے سے اس کی مدد ضروری سمجھی جوان کے

آتش معدہ بالا گرفتہ بود و عنان طاقت از دست رفتہ لقمۂ چند از سر اشتہا
معدہ کی آگ بھڑکی ہوئی تھی اور طاقت کی باگ ہاتھ سے چھوٹ چکی تھی چند لقمے صحیح بھوک میں

تناول کرد و دمے چند آب در پئے آں آشامید تا دیو درونش بیارمید و
کھائے اور اُس پر چند گھونٹ پانی پیا یہاں تک کہ اس کے اندرونی دیو (بھوک) کو آرام پہونچا

بخفت پیر مردے جہاں دیدہ دراں کارواں بود گفت اے جماعت من
اور وہ سوگیا ایک جہاں دیدہ بوڑھا بھی اس قافلہ میں تھا وہ بولا اے میرے ساتھیو

ازیں بدرقۂ شما اندیشناکم بیش ازاں کہ از دزداں چنانکہ حکایت کنند اعرابی[۲] را
میں تمہارے اس راہبر سے چوروں سے بھی زیادہ ڈر رہا ہوں جیسا کہ لوگ قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک گنوار کے

---

[۱] یعنی اس گروہ میں ۱۲ [۲] اعرابی صحرا نشین خانہ بدوش عربوں میں ایک جنگلی آدمی ۱۲

درمے چند گرد آمدہ بود و بہ شب از تشویش لوریاں در خانہ نمی خفت یکے را از
پاس چند درم جمع ہو گئے تھے اور وہ رات کو چوروں کے ڈر سے گھر میں نہ سویا اپنے ایک

دوستاں بر خود خواند تا وحشت تنہائی بدیدار وے منصرف کند شبے چند
دوست کو بلاکر لایا تاکہ تنہائی کی وحشت اُس کو دیکھکر دُور کرے چند رات اُس

در صحبت او بود چندانکہ بر درہامش وقوف یافت ببرد و بخورد و سفر کرد بامداداں
کے ساتھ تھا جیسے ہی اس کو اُس کے درموں کی خبر لگی لے گیا اور اڑا دیئے اور بھاگ گیا صبح کو

دیدند غریب گریاں و عریاں کسے گفت حال چیست مگر آں درمہائے ترا دزد
لوگوں نے غریب کو ننگا اور روتا ہوا دیکھا کسی نے دریافت کیا کیا حال ہے شاید وہ تیرے درم چور

بُرد گفت لَا وَاللہِ بدرقہ برد
لے گیا وہ بولا نہیں خدا کی قسم راہبر لے گیا

قطعہ

هرگز ایمن ز یار ننشستم
میں کبھی دوست کی طرف سے مطمئن ہو کر نہ بیٹھا

تا ندانستم آنچہ عادتِ اوست
جب تک کہ اُس کی عادت کو نہ جان لیا

زخمِ دندانِ دشمنے تیز ست
اس دشمن کے دانت بہت تیز ہیں

کہ نماید بچشمِ مردم دوست
جو لوگوں کی نظر میں دوست معلوم ہوتا ہے

چہ دانید کہ اگر ایں ہم از جملۂ دزداں باشد بہ عیاری درمیانِ ما تعبیہ شدہ تا
تمہیں کیا معلوم کہ اگر یہ بھی چوروں میں سے ہو چالاکی سے ہم میں چھپ گیا ہو تاکہ

بوقتِ فرصت یاراں را خبر کند مصلحت آں بینیم کہ مر ایں خفتہ را بگذاریم و رخت
موقع پاکر یاروں کو خبر کردے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کو سوتا ہی چھوڑ چلیں اور سامان

برداریم جواناں را پندِ پیر استوار آمد و ہیبتے عظیم از مشت زن در دل
باندھ لیں جوانوں کو بوڑھے کی نصیحت بھلی معلوم ہوئی اور پہلوان کا ڈر اُن کے دل میں زیادہ بیٹھ

گرفتند و رخت برداشتند و جواں را خفتہ بگذاشتند آنگہ خبر یافت کہ
گیا اور انہوں نے سامان اٹھالیا اور جوان کو سوتا ہوا چھوڑ دیا اس کو جب پتہ چلا جبکہ

آفتابش بر کتف تافت سر برآورد و کارواں رفتہ دید بے چارہ بسے بگردید رہ
دھوپ اُس کے مونڈھے پر پڑی سر اُٹھایا دیکھا کہ قافلہ جاچکا ہے بے چارہ بہت گھوما کسی

بجائے نبرد و تشنہ و بینوا روی بر خاک و دل بر ہلاک نہادہ می گفت
راستہ سے منزل تک نہ پہونچا پیاسا اور بے سہارا خاک پر چہرہ رکھے ہوئے اور مرنے پر آمادہ کہہ رہا تھا

شعر

مَنْ ذَا یُحَدِّثُنِیْ وَزُمَّ الْعِیْسُ | مَا لِلْغَرِیْبِ سِوَی الْغَرِیْبِ اَنِیْسُ
کون ہے جو مجھ سے باتیں کریگا اونٹوں کے تو جہاریں لگا دی گئیں (یعنی روانہ ہوگئے) مسافر کا تو مسافر کے سوا دوست نہیں ہے

فرد

درشتی کند بر غریباں کسے | کہ نابودہ باشد بغربت بسے
مسافروں پر وہی سختی کرتا ہے | جو سفر میں زیادہ نہ رہا ہو

مسکین دریں سخن بود کہ پادشہ پسرے بہ صید از لشکریاں دور افتادہ بود
بے چارہ یہ باتیں کر رہا تھا کہ ایک شہزادہ شکار کی دھن میں سپاہیوں سے دور نکل گیا تھا
وبالائے سرش ایستادہ ہمی شنید و در ہیأتش ہمی نگرید صورتش پاکیزہ دید و
اور اس کے سرہانے کھڑا ہوا یہ باتیں سن رہا تھا اور اس کی حالت پر غور کر رہا تھا اُس کی پاکیزہ صورت اور
حالش پریشاں پرسید از کجائی و بدیں جائگہ چوں افتادی برخے از انچہ
پریشان حالی کو دیکھا دریافت کیا تم کہاں کا رہنے والا ہے اور اس جگہ کیسے آ گیا اس نے تھوڑا سا
بر سر او رفتہ بود اعادت کرد ملک زادہ را بر حال تباہ او رحمت آمد و خلعت
وہ قصہ جو اس کے سر پر گذرا تھا دہرایا شہزادہ کو اس کے تباہ حال پر رحم آیا اور جوڑا
و نعمت داد و معتمدے را با وے بفرستاد تا بشہر خویش باز آمد پدرش
اور انعام دیا اور ایک بھروسے کا آدمی اس کے ساتھ روانہ کیا چنانچہ وہ جوان اپنے شہر میں لوٹ آیا باپ
بدیدن او شادمانی کرد و بر سلامت حالش شکر گفت شبانگہ از انچہ بر سر
اُس کو دیکھ کر خوشی منائی اور اُس کے زندہ بچنے پر شکر ادا کیا رات کے وقت جو کچھ اُس پر گذری
او رفتہ بود از حالت کشتی و جور ملاح و ظلم روستائیاں بر سر چاہ و غدر کاروانیاں
تھی یعنی کشتی کی حالت۔ ملاح کی زیادتی، کنوئیں پر گاؤں والوں کا ظلم، راستہ میں قافلہ والوں
در راہ با پدر ہمی گفت پدر گفت اے پسر نہ گفتمت ہنگام رفتن کہ تہیدستاں
کی غداری باپ کو سنا رہا تھا باپ نے کہا اے بیٹا روانگی کے وقت کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا
را دست دلیری بستہ ست و پنجۂ شیری شکستہ

شعر

تھا کہ خالی ہاتھ والوں کا دلیری کا ہاتھ بندھا ہوا ہے اور بہادری کا پنجہ ٹوٹا ہوا

چہ خوش گفت آں تہیدست سلحشور | جوے زر بہتر از ہفتاد من زور
خالی ہاتھ سپاہی نے کیا اچھی بات کہی ہے | جَو بھر سونا ستر من زور سے بہتر ہے

پسر گفت اے پدر بہر آئینہ تا رنج نہ بری گنج برنداری و تا جان در خطر نہی بر
لڑکے نے کہا ابا جان لامحالہ جب تک آپ محنت نہ کریں گے خزانہ نہیں حاصل کر سکیں گے اور جب تک جان خطرہ

دشمن ظفر نیابی و تا دانہ پریشاں نہ کنی خرمن نگیری نہ بینی باندک مایہ رنجے کہ بردم
میں نہ ڈالیں دشمن پر فتح نہیں پا سکیں گے اور جب تک دانہ نہ بکھیریں گے کھلیان نہ اٹھا سکیں گے۔ آپ نے نہیں دیکھا کہ تھوڑی سی تکلیف

چہ تحصیل راحت کردم و بہ نیشے کہ خوردم چہ مایہ عسل آوردم **فرد**
اٹھانے پر میں نے کس قدر راحت حاصل کی اور جو ڈنک میں نے کھایا اس سے میں نے کتنا شہد جمع کر لیا

گرچہ بیروں ز رزق نتواں خورد | در طلب کاہلی نباید کرد
اگرچہ مقدر سے زیادہ رزق نہیں کھا سکتا | تلاش میں سستی نہ کرنی چاہیے

فرد

غواص گر اندیشہ کند کام نہنگ | ہرگز نہ کند دُرِ گرانمایہ بہ چنگ
غوطہ خور اگر مگرمچھ کے حلق سے ڈرے | تو کبھی بھی قیمتی موتی کو حاصل نہ کرے

حکمت آسیا سنگِ زیریں متحرک نیست لاجرم تحمل بار گراں ہمی کند **قطعہ**
چکی کا نچلا پاٹ متحرک نہیں ہے لامحالہ بھاری بوجھ کو برداشت کرتا ہے

چہ خورد شیر شرزہ درِ بن غار | باز افتادہ را چہ قوت بود
غضبناک شیر غار کے اندر پڑا پڑا کیا کھائے | ناکارہ باز کی روزی کیا ہو گی

گر تو در خانہ صید خواہی کرد | دست و پایت چو عنکبوت بود
اگر تم گھر بیٹھے شکار کھیلو گے | تو تمہارے ہاتھ پیر مکڑی کے جیسے ہوں گے

پدر پسر را گفت ترا دریں نوبت فلک یاوری کرد و اقبال رہبری کہ صاحب
باپ نے بیٹے سے کہا اس مرتبہ آسمان نے تیری مدد کر دی اور اقبال نے رہبری کہ ایک دولت مند

دولتے بتو رسید و بر تو بخشید و کسر حالت را بتفقدی جبر کرد چنیں اتفاق نادر
تیرے پاس آ گیا اور تجھے انعام دے دیا اور تیری ٹوٹی حالت کو دلجوئی کر کے جوڑ دیا ایسا اتفاق کم

افتد و بر نادر حکم نتواں کرد **بیت**
ہوتا ہے اور نادر باتوں پر فیصلہ نہیں کیا جا سکتا

صیاد نہ ہر بار شغالے ببرد | باشد کہ یکے روز پلنگش بدرد
شکاری ہر بار گیدڑ گھر نہیں لے جاتا | ہو سکتا ہے کہ ایک دن اس کو چیتا پھاڑ ڈالے

چنانکہ یکے از ملوک پارس را نگینے گرانمایہ در انگشتری بود بارے بحکم تفرج
چنانچہ فارس کے ایک بادشاہ کے پاس ایک قیمتی نگینہ انگوٹھی میں جڑا ہوا تھا ایک مرتبہ چند مصاحبوں

باتنے چند خاصاں بمصلائے[۱] شیراز بیروں رفت فرمود تا انگشتری را بر
کے ساتھ شیراز کی عیدگاہ میں سیر کرنے کے لئے گیا حکم دیا چنانچہ انگشتری کو عضدالدین

گنبدِ عضد[۲] نصب کردند تا ہر کہ تیر از حلقۂ انگشتری بگذارد خاتم او را باشد
کے گنبد پر قائم کیا تاکہ جو شخص تیر انگشتری کے حلقہ میں سے گذار دے انگوٹھی اس کو ملجائے

اتفاقاً چہار صد حکم انداز کہ در خدمتِ او بودند بینداختند جملہ خطا کردند مگر کودکے
اتفاقاً چار سو حکمی تیر مارنے والوں نے جو اُس کے ساتھ تھے تیر چلائے سب کا نشانہ خطا ہوا مگر ایک چھوٹا بچہ

کہ بر بامِ رباطے بازیچہ تیر از ہر طرف می انداخت بادِ صبا تیر او از حلقۂ انگشتری
جو ایک مکان کی چھت پر کھیل میں ہر طرف تیر پھینک رہا تھا پروا ہوا نے اُس کا تیر انگوٹھی کے حلقہ میں سے

بگذرانید خلعت و نعمت یافت و خاتم بوے ارزانی داشتند آوردہ اند
گذار دیا اس نے خلعت اور انعام حاصل کرلیا اور انگوٹھی اس کو بخش دی لوگ بیان کرتے ہیں

کہ پسر تیر و کمان را بسوخت گفتند چرا چنیں کردی گفت تا رونقِ نخستیں
کہ لڑکے نے تیر و کمان جلادیا لوگوں نے کہا تونے ایسا کیوں کیا بولا تاکہ پہلی عزت

برجائے ماند
برقرار رہے

قطعہ

گہ بود کز حکیم روشن رای | بر نیاید درست تدبیرے
کبھی ایسا ہوتا ہے کہ روشن رائے دانا سے | کوئی درست تدبیر نہیں ہوتی

گاہ باشد کہ کودکے ناداں | بغلط بر ہدف زند تیرے
کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نادان بچہ | غلطی سے نشانہ پر تیر مار دیتا ہے

---

[۱] مصلائے شیراز۔ شیراز کی عیدگاہ۔ یہ ایک نہایت تفریح کی جگہ ہے جیسا کہ حافظ شیرازیؒ کے اس شعر سے بھی معلوم ہوتا ہے ؎
بدہ ساقی مے باقی کہ در جنت نخواہی یافت | کنارِ آب رکناباد و گلگشت مصلا را

[۲] عضد ایک بادشاہ کا مختصر نام ہے جس کا پورا نام عضدالدین ہے ۱۲

حکایت (۲۹) درویشے را شنیدم کہ بہ غارے[۱] نشستہ بود و در بروی
میں نے ایک درویش کے بارے میں سُنا کہ وہ ایک غار میں بیٹھ گیا تھا اور دنیا کا

از جہاں بستہ و ملوک و اغنیا را در چشم ہمّت او شوکت و ہیبت نماند **قطعہ**
دروازہ اپنے اوپر بند کر دیا تھا اور بادشاہوں اور مالداروں کا اس کی باہمت نگاہ میں دبدبہ اور ڈر نہ رہا تھا

ہر کہ بر خود درِ سوال کشاد | تا بمیرد نیاز مند بود
جس نے اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولا | جب تک مریگا ذلیل رہے گا

آز بگذار و پادشاہی کن | گردنِ بے طمع بلند بود
لالچ کو چھوڑ اور بادشاہی کر | بے طمع گردن اونچی رہتی ہے

یکے از ملوکِ آں طرف اشارت کرد کہ توقع بہ کرم و اخلاقِ مرداں چنین ست
اُس طرف کے ایک بادشاہ نے اشارہ کیا کہ بزرگوں کے کرم اور اخلاق سے امید ہے کہ ایک دن

کہ یکے با ما بنان و نمک موافقت کنند شیخ رضا داد بحکم آنکہ اجابتِ دعوت
نانِ و نمک کی دعوت منظور فرمالیں گے درویش نے منظور کرلیا اس لئے کہ دعوت قبول کرنا

سنّت ست دیگر روز مَلِک بعذرِ قدومش رفت عابد از جای برجست و
سنت ہے دوسرے دن بادشاہ ان کی تکلیف فرمائی کی معذرت کرنے گیا وہ عابد اپنی جگہ سے اٹھے

مَلِک را در کنار گرفت و تلطف کرد و ثنا گفت چوں غائب شد یکے از جماعت
اور بادشاہ سے بغلگیر ہوئے اور مہربانی فرمائی اور تعریف کی جب بادشاہ چلاگیا تو مریدوں کی جماعت

پرسید شیخ را کہ چندیں ملاطفت امروز کہ با پادشہ کردی خلافِ عادت بود
میں سے ایک نے درویش سے دریافت کیا کہ جس قدر نرمی آج بادشاہ سے آپ نے برتی یہ آپ کی عادت کے خلاف

دیگر و ندیدم گفت نشنیدی آنکہ یکے از صاحبدلان گفتہ ست **فرد**
تھی پہلے میں نے نہیں دیکھی اُنہوں نے فرمایا تونے نہیں سنا جو بزرگوں میں سے کسی نے کہا ہے

ہر کرا بر سماط[۲] بنشستی | واجب آمد بخدمتش برخاست
جس کے دسترخوان پر تو بیٹھے | اُس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا ضروری ہے

---

[۱] یعنی ترکِ دنیا اور ترکِ آبادی کرکے ایک کھوہ یا ایک گڑھے کا رہنا اختیار کیا تھا شیخ نے ایک اور جگہ بھی غار کا لفظ ایسے ہی محل پر استعمال کیا ہے ؎

بزرگے دیدم اندر کوہسارے ؎ قناعت کردہ از دنیا بہ غارے

[۲] سماط بنشستی کی بجائے بعض نسخوں میں بنشانی ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ معتبر نسخوں میں بنشستی ہی پایا جاتا ہے ۱۲

مثنوی

گوش تواند کہ ہمہ عمر وے
کان یہ کرسکتا ہے کہ اپنی تمام عمر
نشنود آوازِ دف وچنگ و نے
ڈھول، ستار اور بانسری کی آواز نہ سنے

دیدہ شکیبد ز تماشائے باغ
آنکھ باغ کی سیر سے صبر کرسکتی ہے
بے گل و نسریں بسر آرد دماغ
گلاب اور سیوتی کے بدون دماغ بسر کرسکتا ہے

گر نبود بالشِ آگندہ پر
اگر پروں بھرا تکیہ نہ ہو!
خواب تواں کرد حجر زیرِ سر
تو سر کے نیچے پتھر رکھکر سویا جاسکتا ہے

ور نہ بود دلبرِ ہمخوابہ پیش
اگر ساتھ سونے والا معشوق موجود نہ ہو
دست تواں کرد بآغوش خویش
تو اپنی بغل میں ہاتھ دیئے جاسکتے ہیں

ویں شکمِ بے ہنر و پیچ پیچ[1]
لیکن یہ بے ہنر اور ٹیڑھا پیٹ
صبر ندارد کہ بسازد بہیچ
صبر نہیں کرتا کہ تھوڑے سے نباہ نے

باب چہارم در فوائدِ خاموشی

چوتھا باب خاموشی کے فائدوں کے بیان میں

حکایت یکے از دوستاں گفتم امتناعِ سخن گفتنم بعلتِ آں
میں نے ایک دوست سے کہا میں نے بات کرنے سے رکنا اس لئے
اختیار آمدہ است کہ غالب اوقات در سخنِ نیک و بد اتفاق افتد و دیدۂ
پسند کیا ہے کہ اکثر اوقات بات کرنے میں بُری بھلی بات کا اتفاق ہوتا ہے اور دشمنوں
دشمناں جز بر بدی نمی آید گفت اے برادر دشمن آں بہ کہ نیکی نہ بیند
کی نظر بُرائی ہی پر پڑتی ہے اس نے کہا اے بھائی دشمن وہی بہتر ہے جو نیکی نہ دیکھے

وَاَخُو الْعَدَاوَۃِ لَا یَمُرُّ بِصَالِحٍ
دشمن نیک آدمی کے پاس سے نہیں گذرتا
اِلَّا وَیَلْمِزُہٗ بِکَذَّابٍ اَشِرٍ
مگر اس کو جھوٹا اور متکبر ہونے کا عیب لگاتا ہے

[1] پیچ پیچ یعنی وہ پیٹ جس میں پیچدار آنتیں وغیرہ ہیں۔ بعض شارحین نے پیچ پیچ بمعنی دغا باز و مکار کے لکھا ہے ۱۲

شعر

هنر بچشمِ عداوت بزرگتر عیب ست | گل ست سعدی و در چشمِ دشمناں خار ست
دشمنی کی آنکھ میں ہنر بڑا عیب ہے | سعدی پھول ہے لیکن دشمنوں کی آنکھ میں کانٹا ہے

بیت

نورِ گیتی فروزِ چشمۂ ہور | زشت باشد بچشمِ موشکِ کور
دنیا کو روشن کرنے والے آفتاب کا نور | چھچھوندر کی آنکھ میں بُرا معلوم ہوتا ہے

حکایت(۲) بازرگانے را ہزار دینار خسارت افتاد پسر را گفت نباید کہ با
ایک تاجر کو ایک ہزار دینار کا ٹوٹا آگیا لڑکے سے کہا تجھے یہ بات کسی
کسے ایں سخن در میاں نہی گفت اے پدر فرمان تراست نگویم ولیکن باید
سے نہ کہنا چاہیئے لڑکے نے کہا اباجان آپ کا حکم ہے نہ کہوں گا لیکن مناسب ہوگا
کہ مرا بر فائدہ ایں مطلع گردانی کہ مصلحت در نہاں داشتن چیست گفت تا
کہ آپ مجھے اس کے فائدہ سے باخبر کردیں کہ اس بات کے چھپانے میں کیا خوبی ہے اس نے کہا تاکہ
مصیبت دو نشود یکے نقصان مایہ دیگر شماتتِ ہمسایہ **شعر**
مصیبت دوہری نہ ہوجائے ایک تو سرمایہ کا نقصان دوسرے پڑوسی کی خوشی

مگو اندہ(۱)ِ خویش با دشمناں | کہ لاحول گویند شادی کناں
اپنا غم دشمنوں سے نہ کہہ | اس لئے کہ خوش ہوتے ہوئے لاحول پڑھیں گے

حکایت(۳) جوانے خردمند از فنونِ فضائل حظے وافر داشت و طبعے نافر
ایک عقلمند نوجوان طرح طرح کی فضیلتوں سے بہت بڑا نصیبہ رکھتا تھا اور اسکی طبیعت لوگوں سے
چنانکہ در محافلِ دانشمنداں نشستے زبانِ سخن ببستے بارے پدرش گفت
متنفر تھا چنانچہ عقلمندوں کی مجلسوں میں شریک ہوتا اور زبان بند رکھتا۔ ایک مرتبہ اس کے باپ نے کہا
اے پسر تو نیز آنچہ دانی بگوی گفت ترسم از آنچہ ندانم بپرسند و شرمساری برم
اے بیٹا تجھے جو کچھ معلوم ہے تو بھی کہہ اس نے کہا مجھے اس کا خوف ہے کہ جو کچھ مجھے معلوم نہیں ہے وہ پوچھیں اور میں شرمندہ ہوں

---

(۱) اندہ۔ اندوہ کا مخفف ہے بمعنے رنج و غم ۱۲

قطعہ

آں شنیدی کہ صوفئے میکوفت | زیر نعلین خویش میخے چند
تو نے سنا ہے کہ ایک صوفی اپنے | جوتوں کے تلے میں چند کیلیں ٹھونک رہا تھا

آستینش گرفت سرہنگے | کہ بیا نعل بر ستورم بند
ایک سپاہی نے اُس کی آستین پکڑ لی | کہ آ میرے گھوڑے کے نعل جڑ دے

فرد

نگفتہ ندارد کسے با تو کار، | ولیکن چو گفتی دلیلش بیار
بدون بولے تجھ سے کسی کو سروکار نہیں | اور جب تو بولا ہے تو اس کی دلیل لا

حکایت(۴) علمائے معتبر را مناظرہ افتاد بلیکے از ملاحدہ لعنھم اللہ علی
ایک مستند عالم کا ایک بے دین سے مناظرہ ہو گیا خدا اُن میں سے ہر ایک پر
حدۃ و بہ حجت او بر نیامد سپر بینداخت و برگشت کسے گفتا ترا با چندیں
لعنت کرے اور دلیل میں اُس سے جیت نہ سکا ہار گیا اور لوٹ آیا کسی نے اس سے کہا باوجود اسقدر
فضل و ادب کہ داری با بے دینے حجت نماند گفت علم من قرآن ست و
بزرگی اور ادب کے آپ ایک بے دین کے مقابلہ میں دلیل نہ رہی اس نے کہا میرا علم تو قرآن، حدیث
حدیث و گفتار مشائخ و او بدینہا معتقد نیست و نمی شنود و مرا شنیدن کفر
اور بزرگوں کے اقوال ہیں اور وہ ان کو مانتا ہے اور نہ سنتا ہے پھر اس کی کفر کی باتیں
او بہ چہ کار آید **بیت**
میرے کس کام کی ہیں

آں کس کہ بہ قرآن و خبر زو نرہی | آنست جوابش کہ جوابش ندہی
جس شخص سے قرآن و حدیث کے ذریعہ تو چھٹکارا نہ پاکر | اُس کا جواب یہی ہے کہ تو اسکو جواب نہ دے

حکایت(۵) جالینوس ابلہے را دید دست در گریبان دانشمندے زدہ
جالینوس نے ایک بے وقوف کو ایک عقلمند کے گریبان میں ہاتھ ڈالے دیکھا اور بیعزتی

---

۴ ملاحدہ ملحد کی جمع ہے بمعنے بے دین کافر ۱۲ ۵ جالینوس یونان کے ایک مشہور طبیب و حکیم کا نام ہے ۱۲

وبے حرمتی ہمی کرد گفت اگر ایں دانا بودے کارِ او بناداں بدینجا نرسیدے
اور بے عزتی کر رہا تھا بولا اگر یہ عقلمند ہوتا تو بے وقوف کے ساتھ معاملہ کی نوبت یہاں تک نہ آتی

مثنوی

دو عاقل را نباشد کین و پیکار
دو عقلمندوں میں کینہ اور جھگڑا نہیں ہوتا

نہ دانائے ستیزد با سبکسار
نہ کوئی عقلمند بے وقوف سے لڑتا ہے

اگر ناداں بوحشت سخت گوید
اگر نادان پاگل پنے سے سخت کلامی کرتا ہے

خردمندش بہ نرمی دل بجوید
عقلمند نرمی سے اس کی دلجوئی کرتا ہے

دو صاحبدل نگہدارند موئے[1]
دو صاحبدل ایک بال کا بھی رکھ رکھاؤ کرتے ہیں

ہمیدوں سرکشے و آزرم جوئے
اور اسی طرح ایک سرکش اور صلح پسند بھی

وگر در ہر دو جانب جاہلانند
اور اگر دونوں جانب جاہل ہوں

اگر زنجیر باشد بگسلانند
تو اگر زنجیر بھی ہو تو توڑ ڈالیں

یکے را زشت خوئے داد دشنام
کسی کو ایک بد مزاج نے گالی دی

تحمّل کرد و گفت اے نیک فرجام
اس نے برداشت کیا اور کہا اے نیک انجام

بتر زانم کہ خواہی گفت آنی
میں اس سے بُرا ہوں جو تو کہے گا کہ تو وہ ہے

کہ دانم عیبِ من چوں من ندانی
اس لئے کہ مجھے معلوم ہے کہ تو میرا عیب میری طرح نہیں جانتا ہے

حکایت

سحبان[2] وائل را در فصاحت و بلاغت بے نظیر نہادہ اند بحکم
سحبان وائل کو فصاحت و بلاغت میں بے نظیر تسلیم کیا ہے اس کی وجہ یہ

آنکہ سالے بر سرِ جمعے سخن گفتے کہ لفظے مکرر نہ کردے واگر ہماں اتفاق
ہے کہ سال بھر تک مجمع میں اس طریقہ پر تقریر کرتا کہ کوئی لفظ مکرر نہ کرتا اور اگر ویسا ہی موقع

افتادے بعبارتِ دیگر بگفتے و از جملہ ادبِ ندمائے حضرتِ ملوک یکے
آجاتا تو دوسری عبارت بولتا اور بادشاہی دربار کے مصاحبوں کے آداب میں سے ایک

این ست
یہ ہے

مثنوی

---

[1] مراد یہ کہ اگر دو عقلمند آدمی ہیں تو ایک بال کی بھی محافظت کر سکتے ہیں یعنی ان میں ادنیٰ سی کشاکش بھی پیدا نہیں ہو سکتی ۱۲

[2] سحبان بن وائل ایک شخص کا نام تھا جو نہایت فصیح و بلیغ تھا ۱۲

سخن گرچہ دلبند و شیریں بود | سزاوارِ تصدیق و تحسیں بود
بات اگرچہ دل پسند اور میٹھی ہو، | تصدیق اور تعریف کے قابل ہو
چو یک بار گفتی مگو باز پس | کہ حلوا[1] چو یکبار خوردند بس
جب ایک بار کہہ چکے تو پھر نہ کہہ | اس لیے کہ حلوا جب ایک بار کھالیا تو کافی ہے

حکایت (۸) یکے را از حکما شنیدم کہ می گفت ہرگز کسے بہ جہل خود اقرار نکردہ است مگر آں کس کہ چوں دیگرے در سخن باشد ہمچناں تمام ناگفتہ سخن آغاز کند

میں نے ایک عقلمند سے سنا ہے کہ کہہ رہا تھا کہ کسی نے کبھی اپنی نادانی کا اقرار نہیں کیا ہے مگر وہ شخص کہ جب دوسرا بات کہہ رہا ہو ابھی اس نے بات ختم نہ کی ہو کہ یہ شروع کر دے

مثنوی

سخن را سر است اے خردمند و بن | میاور سخن در میانِ سخن
اے عقلمند بات کا سر اور جڑ ہوتی ہے | بات کے درمیان میں بات نہ کر
خداوندِ تدبیر و فرہنگ و ہوش | نگوید سخن تا نہ بیند خموش
تدبیر اور عقل و ہوش والا | اس وقت تک بات نہیں کرتا جب تک دوسرے کو خاموش نہ دیکھے

حکایت (۹) تنے چند از بندگانِ محمود گفتند حسن[2] میمندی را کہ سلطان امروز چہ گفت ترا در فلاں مصلحت گفت بر شما ہم پوشیدہ نماند گفتند آنچہ با تو گوید با مثال ما گفتن روا ندارد گفت باعتماد آنکہ داند کہ نگویم پس چرا ہمی پرسید

سلطان محمود کے چند نوکروں نے حسن میمندی سے دریافت کیا کہ سلطان نے آج تجھ سے فلاں معاملہ میں کیا بات کی اس نے کہا تم سے بھی چھپی نہ رہے گی انہوں نے کہا جو کچھ وہ آپ سے کہدیتے ہیں ہم جیسوں سے کہنا مناسب نہیں سمجھتے اس نے کہا اسی بھروسہ پر تو کہ وہ جانتے ہیں کہ میں کہونگا نہیں پھر کیوں پوچھتے ہو۔

بیت

نہ ہر سخن کہ بر آید بگوید اہلِ شناخت | بسرِ شاہ سرِ خویشتن نشاید باخت
بات کہنے والا ہر وہ بات نہیں کہدیتا ہے جو اس تک پہنچے | شاہی راز کہکر اپنے سر کی بازی نہ ہارنی چاہیے

حکایت (۱۰) در عقدِ بیع سرائے متردد بودم جہودے گفت بخر کہ من از

میں ایک مکان کی خریداری کے معاملہ میں تردد میں تھا ایک یہودی نے کہا خرید لو کہ میں اُسی

---

[1] حلوا میٹھی چیز، لیکن یہاں ہر مرغوب طبع شے کے معنی میں آیا ہے ۱۲
[2] حسن سلطان محمود غزنوی نوراللہ مرقدہٗ کے وزیر کا نام ہے میمند ایک قصبہ کا نام ہے جو مضافات غزنین میں واقع ہے ۱۲

کدخدایانِ محلتم وصفِ ایں خانہ چنانکہ ہست ازمن پرس ہیچ عیبے ندارد گفتم
محلہ کا رہنے والا ہوں اس گھر کی واقعی بابت مجھ سے دریافت کر لو اس میں کوئی عیب نہیں میں نے کہا

بجز آنکہ تو ہمسایہ من باشی
اس کے علاوہ کہ تو میرا پڑوسی ہو گا

قطعہ

خانہ را کہ چوں تو ہمسایہ ست
جس گھر کا تجھ جیسا پڑوسی ہے

دہ درم سیم کم عیار ارزد
کھوٹی چاندی کے دس درموں سے کم کے لائق ہے

لیکن امیدوار باید بود
لیکن امیدوار رہنا چاہیے

کہ پس از مرگِ تو ہزار ارزد
کہ تیرے مرنے کے بعد ہزار درم کے لائق ہو

حکایت یکے از شعرا پیش امیرِ دزداں رفت و ثنا گفت فرمود تا جامہ اش
ایک شاعر چوروں کے ایک سردار کے پاس گیا اور اس کی تعریف کی اس نے حکم دیا کہ اس کے

برکنند و از دہ بدر کنند مسکین برہنہ بسرما می رفت سگاں در قفائے وے
کپڑے اتار لیں اور گاؤں سے نکال دیں۔ بے چارہ جاڑے میں ننگا جا رہا تھا کتے اس کے پیچھے

افتادند خواست تا سنگے بردارد و سگاں را دفع کند زمین یخ بستہ بود عاجز شد
لگ گئے اس نے چاہا کہ پتھر اٹھائے اور کتوں کو بھگائے زمین پر برف جمی ہوئی تھی مجبور ہو گیا

وگفت اینچہ حرام زادہ مردمانند سگاں را کشادہ اند و سنگ را بستہ امیرِ دزداں
اور کہنے لگا یہ لوگ کیسے حرامزادے ہیں کتوں کو کھول دیا ہے اور پتھر کو باندھ دیا ہے چوروں کے

از غرفہ بدید و بشنید و بخندید و گفت اے حکیم از من چیزے بخواہ گفت جامہ خود
سردار نے کھڑکی سے دیکھا سنا اور ہنسا اور کہا اے عقلمند مجھ سے کچھ مانگ اس نے کہا اپنے کپڑے

می خواہم اگر انعام فرمائی **مصرع** رَضِینَا مِنْ نَوَالِكَ بِالرَّحِیْلِ
چاہتا ہوں اگر آپ عطا فرما دیں ہم آپ کی عطا کے عوض کوچ کر جانے پر راضی ہیں

بیت

امیدوار بود آدمی بخیر کساں
آدمی بھلوں سے بھلائی کا امیدوار ہوتا ہو

مرا بخیر تو امید نیست شر مرساں
مجھے تجھ سے بھلائی کی امید نہیں برائی نہ کر

سالارِ دزداں را بر و رحمت آمد جامہ او باز داد و قبائے پوستینی براں مزید کرد
چوروں کے سردار کو اس پر رحم آگیا اس کے کپڑے واپس لائے روئیں دار چمڑے کا چوغہ اور چند درم

و درے چند
اور زیادہ دیئے ؛

حکایت منجمے بخانہ درآمد مردِ بیگانہ دید با زن او باہم نشستہ دشنام داد
ایک نجومی گھر میں داخل ہوا تو اپنی بیوی کے ساتھ ایک اجنبی آدمی کو بیٹھے ہوئے دیکھا اس نے
و سخت گفت درہم افتادند فتنہ و آشوب برخاست صاحبدلے بریں
اس کو گالی دی اور بُرا بھلا کہا آپس میں جھگڑا ہونے لگا فتنہ اور شور و غل پیدا ہو گیا ایک صاحب دل کو اس واقعہ کی
واقف گشت گفت شعر
خبر ہوئی تو اُس نے کہا

تو بر اَوجِ فلک چہ دانی چیست | چوں ندانی کہ در سرائے تو کیست
مجھے کیا معلوم کہ آسمان کی بلندی پر کیا ہے | جبکہ تجھے یہ معلوم نہیں کہ تیرے گھر میں کون ہے

حکایت خطیبے کریہ الصوت خود را خوش آواز پنداشتے و فریاد
ایک بھدّی آواز کا واعظ اپنے آپ کو خوش آواز سمجھتا اور خواہ مخواہ
بے فائدہ برداشتے گفتی نعیبُ[1] غرابُ[2] البین در پردۂ الحان اوست
شور مچایا کرتا گویا جدائی ڈالنے والے کوے کی آواز اس کے الحان کے پردے میں ہے
یا آیہ اِنّ اَنکر الاصواتِ در شان اوست شعر
یا آیت بیشک بہت بری آواز اس کی شان میں ہے

اِذا نَہَقَ الخَطیبُ اَبو الفوارس[3] | لَہٗ صوتٌ یَہُدُّ اصطخرَ[4] فارس
جب ابوالفوارس واعظ ہنہناتا ہے | تو اُس کی آواز ایسی ہو کہ فارس کے قلعۂ اصطخر کو لرزا دے

مردمِ قریہ بعلّتِ جاہے کہ داشت بلیّتش را میکشیدند و اذیتش را
گاؤں کے لوگ اُس مرتبہ کی وجہ سے جو اُسے حاصل تھا اس کی مصیبت برداشت کرتے تھے اور اس کو ستانا
مصلحت نمی دیدند تا یکے از خطبائے آں اقلیم کہ با او عداوتے نہانی
مناسب نہیں سمجھتے تھے یہانتک کہ اس علاقہ کا ایک واعظ جو اُس کے ساتھ چھپی ہوئی دشمنی

---

[1] نعیب. بروزن حبیب کوے کی آواز کو کہتے ہیں ۱۲ [2] غُراب ایک قسم کا کوا کہ اس کی چونچ اور پنجے سُرخ ہوتے ہیں غراب البین یعنی جدائی کا کوا اس واسطے کہتے ہیں کہ عرب جاہلیت کا خیال وعقیدہ تھا کہ جب آدمی گھر سے نکلے اور اُسے کوا نظر پڑے تو یہ اس بات کی دلالت ہے کہ اس میں اور اس کے مطلوب میں جدائی واقع ہوگی ۱۲ [3] ابوالفوارس اس خطیب کی کنیت تھی ۱۲ [4] اصطخر اور اصطرخ فارس کا ایک قلعہ ۱۲

داشت بارے بپرسیدنِ او آمده بود گفت ترا خوابے دیده ام خیر باد
رکھتا تھا ایک بار اس کی مزاج پرسی کے لئے آیا تھا اس نے کہا میں نے تیرے متعلق خواب دیکھا ہے خدا بخیر کرے

گفت چه دیدی گفت چناں دیدم که ترا آوازِ خوش ست و مردمان از
اس نے کہا کیا دیکھا اس نے کہا میں نے یہ دیکھا کہ تیری آواز اچھی ہے اور سب لوگ تیرے

انفاسِ تو در راحت خطیب اندریں لختے بیندیشید و گفت جزاکَ
سانسوں سے آرام میں ہیں واعظ نے تھوڑی دیر اس بارے میں سوچا اور بولا خدا تجھے جزا

اللہُ ایں چه مبارک خوابیست که دیدی که مرا بر عیب خود واقف گردانیدی
دے یہ تو بہت ہی بابرکت خواب ہے جو کہ تونے دیکھا اس لئے کہ تو نے میرے عیب سے مجھے باخبر کر دیا

معلوم شد که آوازِ ناخوش دارم و خلق از بلند خواندنِ من در رنجند عہد
معلوم ہوا کہ میری آواز بھدی ہے اور لوگ میرے زور سے پڑھنے سے تکلیف میں ہیں میں نے عہد

کردم که ازیں پس خطبه نگویم مگر به آہستگی
کرلیا ہے کہ اس کے بعد وعظ اگر کہوں گا تو آہستگی سے کہوں گا

قطعه

از صحبتِ دوستے[1] برنجم
میں ایسے دوست کی صحبت سے رنجیدہ ہوں

کاخلاقِ بَدَم حَسَن نماید
جو میرے برے اخلاق کو اچھا کرکے دکھائے

عیبم ہنر و کمال بیند
میرے عیب کو ہنر اور کمال سمجھے

خارم گل و یاسمن نماید
میرے کانٹے کو گلاب اور چنبیلی دکھائے

کو دشمنِ شوخ چشمِ بیباک
بے مروت اور بے باک دشمن کہاں ہے

تا عیبِ مرا بمن نماید
تاکہ میرا عیب مجھے دکھائے

فرد

ہر آنکس که عیبش نگویند پیش
لوگ جس کے عیب اس کے سامنے نہیں کہتے

ہنر داند از جاہلی عیبِ خویش
وہ نادانی سے اپنے عیب کو ہنر سمجھتا ہے

حکایت [۱۳] یکے در مسجد[2] بطوع بانگِ نماز گفتے بادائے که مستمعان را
ایک شخص ایک مسجد میں رغبت سے اس طرح اذان پڑھتا کہ سننے والوں کو

---

[1] دوستے کے بجائے بعض نسخوں میں دوستاں ہے ۱۲ [2] بعض نسخوں میں مسجد سنجار یہ ہے اور ابراہیمی میں سنجار قلعہ سنجر شاہ کا نام ہے جو موصل کے قریب ہے یہی سلطان سنجر کا مولد ہے ۱۲

ازو نفرت بودے و صاحبِ مسجد امیرے بود عادل نیک سیرت نمی خواستش
اُس سے نفرت ہوتی مسجد کا منتظم ایک نیک سیرت منصف امیر تھا وہ نہیں چاہتا تھا

کہ دل آزردہ گردد گفت اے جواں مرد مرا ایں مسجد را موذنانِ قدیمی اند کہ ہر
کہ وہ (موذن) رنجیدہ دل ہو اس نے کہا اے جواں مرد اسی مسجد کے پہلے کچھ موذن ہیں جن میں سے ہر

یکے از ایشاں را پنج دینار مرتب داشتہ ام ترا دہ دینار می دہم تا جائے
ایک کو میں پانچ دینار بخشش دیتا ہوں تیرے لئے دس دینار مقرر کرتا ہوں تو

دیگر روی بریں قول اتفاق کردند پس از مدتے در گذرے پیش امیر
کہیں دوسری جگہ چلا جا اس پر سمجھوتہ ہوگیا تھوڑے دن بعد وہ موذن ایک راستہ میں اس امیر سے

باز آمد و گفت اے خداوند بر من حیف کردی کہ بدہ دینار ازاں بقعہ ام
آیا اور کہنے لگا اے آقا آپ نے میرے اوپر ظلم کیا کہ دس دینار مقرر کر کے مجھے اس

بیروں کردی کہ آنجا رفتہ ام بست دینارم می دہند کہ جائے دیگر روم قبول
جگہ سے علیحدہ کر دیا اس لئے کہ جس جگہ میں گیا ہوں وہ بیس دینار دے رہے ہیں کہ میں دوسری جگہ چلا جاؤں لیکن

نمی کنم امیر بخندید و گفت زنہار نستانی کہ بہ پنجاہ دینار راضی گردند شعر
نہیں مان رہا ہوں امیر ہنس پڑا اور بولا ہرگز نہ لے لینا کیونکہ وہ تو پچاس دینار دینے پر آمادہ ہوجائیں گے

بہ تیشہ کس نہ خراشد ز روئے خارا گل	چنانکہ بانگِ درشتِ تو می خراشد دل
سنگ خارا پر سے بسولے سے کوئی اس طرح مٹی نہیں چھیلتا ہے	جیسا کہ تیری بھدی آواز دل چھیلتی ہے

حکائیت

ناخوش آوازے ببانگِ بلند قرآن خواندے صاحب دلے
ایک بھدی آواز والا زور سے قرآن پڑھتا ایک صاحب دل

روزے برو بگذشت و گفت ترا مشاہرہ چندست گفت ہیچ گفت پس
ایک دن وہاں سے گذرے اور کہا تجھے قرآن پڑھنے کی کسقدر تنخواہ ملتی ہے وہ بولا کچھ نہیں انہوں نے کہا

ایں زحمت بخود چرا می دہی گفت از بہر خدا می خوانم گفت از بہر خدا
پھر اپنے آپ کو اس قدر تکلیف میں کیوں ڈال رکھا ہے وہ بولا میں خدا کے لئے پڑھتا ہوں انہوں نے کہا خدا کیلئے

دیگر مخواں
پھر نہ پڑھ

بیت

گر تو قراں بدیں نمط خوانی	ببری رونق مسلمانی
اگر تو قرآن اس انداز سے پڑھے گا	تو اسلام کی رونق ختم کر ڈالے گا

باب پنجم در عشق و جوانی

پانچواں باب عشق و جوانی کے بیان میں

حکایت حسن میمندی را گفتند سلطان محمود چندیں بندۂ صاحب
حسن میمندی سے لوگوں نے کہا سلطان محمود کے یہاں اس قدر حسین حسین غلام

جمال دارد کہ ہر یکے بدیع جہانے اند چگونہ افتادہ است کہ باہیچ کدام از
ہیں کہ ان میں کا ہر ایک نادرِ روزگار ہے پھر یہ کیسے ہوگیا ہے کہ ان میں سے کسی سے

ایشاں میلے و محبتے ندارد چنانکہ با ایاز با آنکہ زیادت حسنے ندارد گفت
بھی اتنا میل و محبت نہیں رکھتا جس قدر ایاز سے حالانکہ وہ زیادہ حسین بھی نہیں اس نے کہا

ہر چہ در دل فرود آید در دیدہ نکو نماید
جو دل میں اتر جاتا ہے آنکھ کو بھلا لگتا ہے

قطعہ

کسے بدیدۂ انکار گر نگاہ کند
اگر کوئی دشمنی کی نگاہ سے دیکھے

نشان صورت یوسف دہد بناخوبی
تو حضرت یوسفؑ کی صورت کی بھی برائی سے نشاندہی کرے

وگر بچشم ارادت نگہ کند در دیو
اور اگر عقیدت کی نظر سے دیو کو دیکھے

فرشتہ اش بنماید بچشم محبوبی
تو دوستی کی نگاہ سے وہ اس کو فرشتہ نظر آئے

مثنوی

ہر کہ سلطاں مرید او باشد
بادشاہ جس کا مرید ہو جائے

گر ہمہ بد کند نکو باشد
اگر وہ ساری برائیاں کرے تو بھی اچھا ہو

وانکہ را پادشہ بیندازد
اور جس کو بادشاہ نظر انداز کر دے

کسش از خیل خانہ ننوازد
تو پھر اس کو گھر والوں سے بھی کوئی نہیں نوازتا ہے

حکایت گویند خواجۂ را بندۂ نادر الحسن بود باوے بسبیل مودت و
کہتے ہیں کہ ایک آقا کے پاس ایک کمیاب حسن والا غلام تھا وہ اس کا دوستی اور

دیانت نظرے داشت با یکے از دوستاں گفت دریغ ایں بندۂ
دیانت داری کے ساتھ منظور نظر تھا اس نے اپنے ایک دوست سے کہا افسوس میرا یہ

من باحسن وشمائلے کہ دارد اگر زبان دراز و بے ادب نہ بودے چہ خوش
غلام ایسے حسن اور ناز و انداز کے باوجود جو اس میں ہیں اگر زبان دراز اور بے ادب نہ ہوتا تو کیا اچھا
بودے گفت اے برادر چوں اقرارِ دوستی کردی توقع خدمت مدار
ہوتا اُس نے کہا اے بھائی جب تونے دوستی کا اقرار کرلیا ہے تو خدمت گاری کی توقع مت رکھ
کہ چوں عاشقی ومعشوقی درمیاں آمد مالکی ومملوکی برخاست قطعہ
اس لئے کہ جب عاشقی و معشوقی درمیان میں آئی تو مالکی اور مملوکی ختم ہوگئی

خواجہ بابندۂ پری رخسار | چوں درآید بسازی وخندہ
پری جیسے چہرہ والے نوکر کے ساتھ آقا | جب ہنسی مذاق کرنے لگے
چہ عجب کو چو خواجہ حکم کند | ویں کشد بارِ ناز چوں بندہ
پھر اس پر کیا تعجب ہے کہ وہ آقا کی طرح حکم چلائے | اور آقا نوکر کی طرح ناز کا بوجھ برداشت کرے

بیت

غلام آبکش[1] باید وخشت زن | بود بندۂ نازنیں مشت زن
نوکر پانی بھرنیوالا اور اینٹیں پاتھنے والا چاہئے | نازنین ہوں درالا نوکر تو گھونسے مارنیوالا ہوتا ہے

حکایت (۱۳) پارسائے را دیدم بہ محبت شخصے گرفتار نہ طاقت صبر
میں نے ایک نیک چلن کو دیکھا ایک شخص کی محبت میں پھنسا ہوا نہ اُس میں صبر کی طاقت
نہ یارائے گفتار چندانکہ ملامت دیدے وغرامت[2] کشیدے ترکِ تصابی
نہ بات کرنے کی مجال جس قدر ملامت سنتا اور تکلیف سہتا عشقبازی نہ
نہ کردے گفتے قطعہ
چھوڑتا اور کہتا

کوتہ نہ کنم ز دامنت دست | ور خود بزنی بہ تیغ تیزم
میں تیرے دامن سے ہاتھ کوتاہ نہ کروں گا | خواہ تو مجھے تیز تلوار سے قتل کردے
بعد از تو ملاذ وملجائے نیست | ہم در تو گریزم ار گریزم
تیرے علاوہ کوئی ملجا و ماوی نہیں ہے | میں اگر بھاگوں گا تو تیری ہی طرف بھاگوں گا

---

[1] آب کش اور خشت زن سے مراد محنتی ہے ۱۲ [2] غرامت کے اصل معنی تاوان ہیں اور غرام بمعنی بدی اور ہلاک و عذاب بھی آتا ہے ۱۲

بارے ملامتش کردم وگفتم عقلِ نفیست راچہ شد کہ نفس خسیست
ایک بار اُسے میں نے ملامت کی اور کہا تیری عمدہ عقل کو کیا ہو گیا ہے کہ کمینہ نفس غالب

غالب آمد زمانے بفکرت فرورفت وگفت **قطعہ**
آگیا ہے تھوڑی دیر سوچ کر بولا

ہر کجا سلطانِ عشق آمد نماند
جس جگہ شہنشاہ عشق پہونچا

قوّتِ بازوئے تقویٰ را محل
وہاں پرہیزگاری کی قوت کے بازو کی گنجائش نہیں ہی

پاک دامن چوں زید بیچارۂ
وہ بیچارہ پاک دامن ہو کر کیونکر جیئے

اوفتادہ تا گریباں در وحل
جو گریبان تک کیچڑ میں پھنسا ہوا ہو

حکایت یکے را دل از دست رفتہ بود وترکِ جاں گفتہ مطمح
ایک شخص کا دل ہاتھ سے نکل گیا تھا اور اس نے مرنے کی ٹھان لی تھی اُس کی

نظرش جائے خطرناک ومظنۂ ہلاک نہ لقمۂ متصور شدے کہ بکام
نگاہ ایسی جگہ پڑی تھی جو انتہا کی خطرناک تھی اور اس میں ہلاکت کا اندیشہ تھا نہ وہ ایسا لقمہ سمجھا جا سکتا تھا جو حلق

آید یا مرغے کہ بدام افتد **بیت**
میں پہونچ سکے اور نہ ایسا پرند تھا جو جال میں پھنس سکے

چو در چشم شاہد نیاید زرت
جب معشوق کی نظر میں تیرا روپیہ پیسہ نہ آئے

زر وخاک یکساں نماید برت
تو پھر تجھے روپیہ اور مٹی یکساں نظر آئیں گے

بارے نصیحتش گفتند ازیں خیالِ محال تجنب کن خلقے ہم بدیں ہوس
ایک مرتبہ لوگوں نے اُس کو نصیحت کی کہ اس ناممکن خیال سے بچ اور لوگ بھی اسی ہوس میں

کہ تو داری اسیر اند وپائے دل در زنجیر بنالید وگفت **قطعہ**
جو تجھ میں ہے پھنسے ہوئے ہیں اور ان کا دل بھی پابزنجیر ہے وہ رویا اور اس نے کہا

دوستاں گو نصیحتم نکنید
دوستوں سے کہہ دو مجھے نصیحت نہ کریں

کہ مرا دیدہ بر ارادتِ اوست
اس لئے کہ اُس کا تعلق میرا منظور نظر ہے

جنگ جویاں بزورِ پنجہ وکتف
جنگ جو تو ہاتھ اور بازو کی قوت سے

دشمناں را کشند وخوباں دوست
دشمنوں کو مارتے ہیں اور خوبصورت لوگ دوستوں کو

لہ یعنی وہ جگہ ایسی خطرناک تھی کہ وہاں اس کی جان جانے کا خوف تھا ۱۲

شرطِ مودت نباشد باندیشۂ جان دل از مہر جاناں برگرفتن
جان کے خوف سے معشوق کی محبت سے دل ہٹا لینا عشق کے مناسب نہیں

ابیات

توکہ دربندِ خویشتن باشی
جبکہ تو اپنی فکر میں ہو
عشق بازی دروغ زن باشی
تو عشق بازی کا دعویٰ جھوٹا ہو گا
گر نشاید بدوست رہ بردن
اگر دوست تک پہونچنا ممکن نہ ہو
شرطِ عشق ست در طلب مردن
تو طلب میں جان کھو دینا عشق کے مناسب ہے

فرد

گر دست دہد کہ آستینش گیرم
اگر موقع ملے تو میں اُس کی آستین پکڑ دوں
ورنہ بروم بر آستانش میرم
ورنہ اس کے دروازہ پر جا کر جان دیدوں

متعلقانش را کہ نظر در کارِ او بود و شفقت بروزگارِ او بندش دادند و بندش نہادند
اس کے وہ متعلقین جنکی نظر اس کے کام پر تھی اور اس کے حال پر مہربان تھے اُنھوں نے اسکو نصیحت کی اور اُس کو قید کر دیا

شعر

دردا کہ طبیب صبر می فرماید
افسوس کہ طبیب پرہیز بتاتا ہے
وین نفس حریص را شکر میباید
اور اس لالچی نفس کو شکر چاہیے

ابیات

آں شنیدی کہ شاہدے بنہفت
تونے وہ بات سنی کہ ایک معشوق پوشیدہ طور پر
بادل از دست دادۂ میگفت
ایک دل دینے والے سے کہہ رہا تھا
تا ترا قدرِ خویشتن باشد
جب تک تجھے اپنی قدر ہو گی
پیشِ چشمت چہ قدرِ من باشد
تیری نظروں میں میری کیا قدر ہو گی

آوردہ اند کہ مر آں پادشاہزادہ را کہ مطمحِ نظرِ او بود خبر کردند کہ جوانے بر سرِ
لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اس شہزادہ کو جو اُس کا منظور نظر تھا لوگوں نے بتایا کہ ایک نوجوان

ایں میدان مداومت می نماید خوش طبع شیریں زبان سخنہائے لطیف
اس میدان میں جماؤ رکھتا ہے جو خوش مزاج اور شیریں زبان ہے پُر لطف باتیں
می گوید و نکتہائے بدیع ازو می شنوند چنیں معلوم می شود کہ شورے
کرتا ہے اور عجیب عجیب نکتے لوگ اس سے سنتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سر میں
در سر دارد و سوزے در جگر و شیدا صفت می نماید پسر دانست کہ دل آویختہ
سودا رکھتا ہے اور جگر میں سوزش اور عاشق صفت نظر آتا ہے لڑکا سمجھ گیا کہ اُسی کا عاشق
اوست و ایں گرد بلا انگیختہ او مرکب بجانب او راند چوں دید کہ شاہزادہ
ہے اور یہ مصیبت کا غبار اُسی کا اُٹھایا ہوا ہے سواری اُس کی جانب روانہ کردی جب اُس نے دیکھا کہ
بنزدیک او عزم آمدن دارد بگریست و گفت **بیت**
شہزادہ اُس کے پاس آنے کا ارادہ رکھتا ہے رو پڑا اور کہنے لگا

آں کس کہ مرا بکشت باز آمد بیش | مانا کہ دلش بسوخت بر کشتہ خویش
جس نے مجھے قتل کیا اور پھر سامنے آیا ہے | شاید اُسے اپنے بسمل پر رحم آیا ہے

چندانکہ ملاطفت کرد و پرسید کہ چونی و از کجائی و چہ نام داری و چہ صنعت
شہزادہ نے جس قدر بھی نرمی برتی اور پوچھا کہ تو کیسا ہے اور کہاں سے آیا ہے اور تیرا نام کیا ہے اور کیا کام
دانی جواں در قعر بحر مودت چناں غریق ماندہ کہ مجال نفس نداشت **بیت**
جانتا ہے جوان عشق کے دریا میں ایسا ڈوبا کہ اس میں دم مارنے کی بھی طاقت نہ رہی

اگر خود ہفت سبع[۱] از بر بخوانی | چو آشفتی الف با تا ندانی
اگر تو ساتوں منزل حفظ پڑھ لیتا ہے | جب تو عاشق ہو گیا تو الف با تا بھی یاد نہ رہیگی

گفتا سخنے با من چرا نگوئی کہ ہم از حلقہ درویشانم بلکہ حلقہ بگوش ایشانم آنگہ
تب وہ بولا تو مجھ سے بات کیوں نہیں کرتا اس لئے کہ میں بھی درویشوں کی جماعت میں سے ہوں بلکہ ان کا خادم ہوں

---

۱ ہفت سبع یعنی قرآن شریف کی سات منزلیں جو فمی بشوق سے پیدا ہوتی ہیں اور یہ تمام قرآن کی منزلیں ہیں جس کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے دن سورۂ فاتحہ سے سورۂ مائدہ تک دوسرے روز سورۂ مائدہ سے سورۂ یونس تک تیسرے روز سورۂ یونس سے سورۂ بنی اسرائیل تک چوتھے روز سورۂ بنی اسرائیل سے سورۂ شعرا تک پانچویں روز سورۂ شعرا سے سورۂ صافات تک چھٹے روز سورۂ صافات سے سورۂ قاف تک ساتویں روز سورۂ قاف سے آخر تک۔ اسی طریقہ سے تلاوت کلام اللہ کی جاتی تھی وسات دن میں ختم کرتے تھے اور طریقوں سے بھی تلاوت و ختم قرآن سات روز میں کیا جاتا تھا بعض نے بتایا ہے کہ ہفت کو سبع کی طرف مضاف کرنا چاہیے اور ہفت سے ہفت قرات مراد ہے جو سات قاریوں سے منسوب ہے آشفتی سے مراد تو عاشق ہوا ہے ۱۲

بقوت استیناس محبوب از میان تلاطمِ امواج محبت سر برآورد و گفت
معشوق کے مانوس کر لینے کی قوت کی وجہ سے محبت کی پٹاروں کے تھپیڑوں سے سر ابھارا اور کہا

شعر

عجب ست با وجودت کہ وجودِ من بماند
تعجب ہے کہ تیرے وجود کے سامنے میرا وجود باقی رہے

تو بگفتن اندر آئی و مرا سخن بماند
تو بات کرے اور مجھ میں بات کرنے کی طاقت رہے

ایں بگفت و نعرہ بزد و جان بحق تسلیم کرد
یہ کہا اور نعرہ مارا اور جان خدا کے سپرد کر دی

بیت

عجب از کشتہ نباشد بدرِ خیمۂ دوست
جو دوست کے خیمہ کے دروازہ پر مرجائے اس پر تعجب نہیں ہوتا

عجب از زندہ کہ چوں جاں بدر آورد سلیم
تعجب تو زندہ پر ہے کہ وہ کس طرح جان بچا لایا

حکایت

یکے را از متعلمان کمالِ بہجتے بود و طیبِ لہجتے معلم از انجا کہ
شاگردوں میں سے ایک میں انتہائی حسن اور خوش آوازی تھی استاد کو چونکہ

حِس بشریت ست با حسنِ بشرۂ او معاملتے داشت زجر و توبیخے کہ بر
انسان میں ایک احساس ہے اس کے چہرہ کے حسن کے ساتھ ایسا تعلق تھا کہ جس طرح کا جھڑکنا اور ڈانٹنا

کودکان دیگر کردے در حقِ وے روا نداشتے وقتے کہ بخلوتش دریافتے
دوسرے بچوں پر کرتا اس کے بارے میں مناسب نہ سمجھتا جب اس کو تنہائی میں پاتا تو

گفتے
کہتا

قطعہ

نہ آنچناں بتو مشغولم اے بہشتی رو
اے بہشتی چہرے والے تجھ میں ایسا مشغول نہیں ہوں

کہ یادِ خویشتنم در ضمیر می آید
کہ اپنی یاد کبھی میرے دل میں آئے

ز دیدنت نتوانم کہ دیدہ بر بندم
تیرے دیدار سے آنکھ بند نہیں کر سکتا ہوں

گر از مقابلہ بینم کہ تیر می آید
خواہ میں یہ دیکھوں کہ سامنے سے تیر آ رہا ہے

بارے پسرش گفت چندانکہ در آدابِ درسِ من نظرمی فرمائی در آدابِ
ایک مرتبہ لڑکے نے اس سے کہا میرے پڑھانے کے طریقوں میں جس قدر آپ دیکھ بھال کرتے ہیں اسی طرح میرے

لہ محبت کو ایک دریا مانا اور اس کی موجوں کے تھپیڑوں کو تلاطمِ امواج کہا ۱۲

نفسم ہمچنیں تامل می فرمائی تا اگر در اخلاقِ من ناپسندے بینی کہ مرا آں پسندیدہ
اخلاق کے درست کرنے میں بھی غور فرمائیں تاکہ اگر میرے اخلاق کی کوئی ایسی ناپسندیدہ بات آپ دیکھیں جسے میں

ہمی نماید بر آنم اطلاع فرمائی تا بہ تبدیلِ آں سعی کنم گفت اے پسر ایں سخن
پسندیدہ خیال کرتا ہوں تو مجھے اس کی خبر کردیں تاکہ اس کو بدلنے کی کوشش کروں اُس نے کہا اے لڑکے یہ بات

از دیگرے پرس کہ آں نظر کہ مرا باتست جز ہنر نمی بینم

قطعہ

کسی دوسرے سے پوچھنا اس لئے کہ میری جو نظر تجھ پر ہے اس سے میں ہنر کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا ہوں

چشمِ بد اندیش کہ برکندہ باد | عیب نماید ہنرش در نظر
دشمن کی آنکھ (جو کہ خدا کرے اندھی ہوجائے) | اُس کی نگاہ میں ہنر کو عیب دکھاتی ہے

ور ہنرے داری و ہفتاد عیب | دوست نہ بیند بجز آں یک ہنر
اور اگر تو ایک ہنر اور ستر عیب رکھتا ہے | دوست اُس ایک ہنر کے سوا کچھ نہیں دیکھتا ہے

حکایت (۲) شبے یاد دارم کہ یارِ عزیزم از در درآمد چناں بے خود از جای
ایک رات کی بات مجھے یاد ہے کہ میرا ایک عزیز دوست دروازہ سے داخل ہوا میں ایسا

برجستم کہ چراغم بہ آستیں کشتہ شد

شعر

بے خود ہو کر جگہ سے اٹھا کہ میری آستین سے چراغ گل ہوگیا

سَرٰی طَیفُ مَنْ یَّجلُو بِطَلْعَتِہِ الدُّجیٰ | فَقُلْتُ لَہٗ اَہْلاً وَّسَہْلاً وَّمَرْحَبَا
رات کو اُس محبوب کا خیال آیا جس کے روئے زیبا سے تاریکیاں دور ہوجاتی ہیں۔ میں نے اُسے خوش آمدید اور مرحبا کہا

بہ نشست و عتاب آغاز کرد کہ درحال کہ مرا بدیدی چراغ بکشتی بچہ معنی گفتم بدو
وہ بیٹھا اور ناراض ہونا شروع کردیا کہ تو نے جیسے ہی مجھے دیکھا چراغ بجھا دیا اس کی کیا وجہ ہے میں نے کہا

معنی یکے آنکہ گمان بردم کہ آفتاب برآمد و دیگر آنکہ ایں بیتم بخاطر گذشت

قطعہ

دو وجہ سے ایک تو یہ کہ میں سمجھا کہ سورج نکل آیا دوسرے یہ کہ یہ شعر میرے خیال میں آ گیا

چوں گرانے بہ پیشِ شمع آید | خیزش اندر میانِ جمع بکش
جب کوئی بدصورت شمع کے سامنے آجائے | اُٹھ اور اس کو مجمع میں ہی مار ڈال

ور شکر خندہ ایست شیریں لب | آستینش بگیر و شمع بکش
اور اگر کوئی ہنس مکھ شیریں لب ہے | تو اُس کی آستین پکڑ اور شمع کو بجھا دے

حکایت (۷) یکے دوستے را کہ زمانہا ندیدہ بود گفت کجائی کہ مشتاق
ایک شخص نے ایک ایسے دوست کو جس کو کافی عرصہ سے نہ دیکھا تھا کہا کہ تو کہاں ہے کہ میں مشتاق

بودم گفت مشتاقی بہ کہ ملولی
تھا اُس نے کہا طبیعت بھرنے سے مشتاق رہنا بہتر ہے

مثنوی

دیر آمدی اے نگارِ سرمست
اے مست معشوق تو بہت زمانہ کے بعد آیا

زودت ندہم دامن از دست
ہاتھ سے تیرا دامن جلد نہ چھوڑوں گا

معشوقہ کہ دیر دیر بیند
وہ معشوق جسکو بہت دیر میں دیکھے

آخر بہ از انکہ سیر بیند
یقیناً اس سے بہتر ہے کہ جی بھر کر دیکھے

لطیفہ شاہدے کہ با رفیقاں آید بجفا کردن آمدہ است بحکم آنکہ از
جو معشوق دوستوں کو ساتھ لے کر آئے وہ ستانے آیا ہے اس لئے کہ

غیرت و مضادّت خالی نباشد
غیرت اور مخالفت سے خالی نہ ہوگا

بیت

إِذَا جِئْتَنِي فِي رُفْقَةٍ لِتَزُورَنِي
جبکہ تو رفیقوں کے ساتھ مجھ سے ملنے آیا ہے

وَإِنْ جِئْتَ فِي صُلْحٍ فَأَنْتَ مُحَارِبٌ
تو خواہ صلح کی حالت میں آیا ہے پھر بھی لڑنے آیا ہے

قطعہ

بیک نفس کہ در آمیخت یار با اغیار
اگر محبوب غیروں کیساتھ ایک لمحہ کیلئے گھلے ملے

بسے نماند کہ غیرت وجود من بکشد
تو کچھ دور نہیں کہ غیرت مجھے مار ڈالے

بخندہ گفت کہ من شمعِ جمعم اے سعدی
اُس نے ہنس کر کہا اے سعدی میں تو شمع انجمن ہوں

مرا ازاں چہ کہ پروانہ خویشتن بکشد
مجھے اس سے کیا کہ پروانہ اپنے آپ کو مار ڈالے

حکایت یاد دارم کہ در ایامِ پیشیں من و دوستے چوں دو مغز بادام
مجھے یاد ہے کہ گذشتہ دنوں میں میں اور ایک میرا دوست اس طرح ملے جلے رہتے تھے جیسا کہ

در پوستے صحبت داشتیم ناگاہ اتفاق غیبت افتاد پس از مدتے کہ باز
بادام کی دو گریاں ایک چھلکے میں ہم آپس میں ملتے جلتے تھے کہ اچانک جدائی کا موقع آگیا پھر جب ایک زمانے کے بعد

آمد عتاب آغاز کرد کہ دریں مدت قاصدے نہ فرستادی گفتم دریغ
واپس آیا تو ناراض ہونا شروع کیا کہ اس مدت میں تونے کوئی قاصد نہ بھیجا میں نے کہا مجھے اس کئے

آمدم کہ دیدۂ قاصد بہ جمالِ تو روشن گردد و من محروم **قطعہ**
غیرت آئی کہ قاصد کی آنکھ تو تیرے حسن سے روشن ہو اور میں محروم رہوں

یار دیرینہ مرا گو بزباں توبہ مدہ | کہ مرا توبہ بشمشیر نخواہد بودن

میرے دیرینہ دوست سے کہہ دو کہ زبان کے زور سے توبہ نہ کرائے۔ کیونکہ مجھ سے توبہ تو تلوار کے زور سے بھی نہیں ہو سکتی

رشکم کہ کسے سیر نگہ در تو کند | باز گویم کہ کسے سیر نخواہد بودن

مجھے تو اس پر رشک آتا ہے کہ کوئی تجھے دل بھر کر دیکھے پھر میں یہ بھی کہتا ہوں کہ تیرے دیکھنے سے کسی کا دل نہیں بھریگا

حکایت (۹) دانشمندے را دیدم کہ بہ کسے مبتلا شدہ و رازش

میں نے ایک عقلمند کو دیکھا کہ وہ کسی کے عشق میں مبتلا ہو گیا اور اس کا راز

از پردہ برملا افتادہ جورِ فراواں بردے و تحمل بے کراں کردے بارے

پردہ سے باہر آگیا بہت زیادہ ظلم برداشت کرتا اور بے انتہا برداشت کرتا ایک مرتبہ

بہ لطافتش گفتم دانم کہ ترا در محبتِ ایں منظورِ علتے و بنائے محبت بر

میں نے اس کو نرمی سے کہا کہ مجھے یہ معلوم ہے کہ اس معشوق سے تیری محبت کسی علت پر مبنی نہیں ہے اور نہ اس محبت

زلتے نیست پس با وجود چنیں معنیٰ لائق قدرِ علما نباشد خود را متہم گردانیدن

کی بنیاد کسی لغزش پر ہے لیکن اس بات کے باوجود اپنے آپ کو متہم کرنا اور بے ادبوں کا ظلم سہنا علماء کے مرتبہ

و جورِ بے ادباں بردن گفت اے یار دستِ عتابم از دامن بدار کہ

کے مناسب نہیں ہے اس نے کہا اے دوست ناراضی کا ہاتھ میرے دامن سے ہٹالے

بارہا دریں مصلحت کہ تو بینی اندیشہ کردم صبرم بر جفائے او سہل تر ہمی نماید

اس لئے کہ تو جس مصلحت کو دیکھ رہا ہے میں نے اس کو بہت سی مرتبہ سوچا میرے لئے اس کے ظلم پر صبر کرنا اسکے

از نادیدنِ او و حکیماں گویند دل بر مجاہدت نہادن آسان تر ست کہ چشم از

نہ دیکھنے سے بہت آسان معلوم ہوتا ہے اور عقلمندوں نے کہا ہے سختی پر دل کو آمادہ کر لینا دیدار سے آنکھیں بند کر لینے سے

مشاہدت فرو گرفتن

بہت آسان ہے

مثنوی

ہر کہ دل پیشِ دلبرے دارد | ریش[۱] در دستِ دیگرے دارد

جو شخص دل معشوق کے سامنے رکھتا ہے | ڈاڑھی دوسرے کے ہاتھ میں رکھتا ہے

آہوے پالہنگ در گردن | نتواند بخویشتن رفتن

گلے میں پٹا پڑا ہوا ہرن | اپنے ارادہ سے نہیں چل پھر سکتا

---

[۱] ریش در دست دیگراں دارد آلخ یعنی اُس کے بے آبرو ہونے کا ہر طرح احتمال ہے ۱۲

آنکہ بے او بسر نشاید برد
وہ شخص کہ جس کے بغیر گزر بسر نہ ہو سکتی ہو

گر جفائے کند بباید برد
اگر ظلم کرے تو سہنا چاہیے

روزے از دوست گفتمش[1] زنہار
ایک دن میں دوست سے پناہ مانگ بیٹھا

چند ازاں روز گفتم استغفار
اس سے عرصہ تک توبہ کرتا رہا

نہ کند دوست زینہار از دوست
دوست دوست سے پناہ نہیں مانگتا

دل نہادم بدانچہ خاطر اوست
جو اس کے مزاج میں آئے میں اسی پر راضی ہوں

گر بہ لطفم بنزد خود خواند
خواہ مہربانی سے مجھے اپنے قریب بلالے

ور بہ قہرم براند او داند
خواہ مجھے غصہ سے بھگا دے وہ جانے

حکایت

در عنفوان جوانی چنانکہ افتد و دانی باشاہدے سرے و
جوانی کے آغاز میں جیسا کہ ہوتا ہے اور تمہیں بھی معلوم ہے میں ایک معشوق سے محبت اور
سرے داشتم بحکم آنکہ حلقے داشت طیب الاداء و خلقے کالبدر
راز و نیاز رکھتا تھا اس لیے کہ اس کا گلا خوش آواز والا تھا اور اسکا چہرہ ایسا تھا جیسا کہ اندھیروں
فی الدجیٰ
میں چودھویں کا چاند

بیت

آنکہ نبات عارضش آب حیات میخورد
جس کے رخسار کا سبزہ آب حیات سے سیراب ہوتا ہے

در شکرش نگہ کند ہر کہ نبات میخورد
جو شخص مصری کھاتا ہے اسی کے ہونٹوں کو تکتا ہے

اتفاقاً خلاف طبع از وے حرکتے بدیدم کہ ناپسندیدم دامن از وے برکشیدم و مہرہ
اتفاقاً میں نے اس کی ایک حرکت اپنی طبیعت کے خلاف ایسی دیکھی جس کو میں نے ناپسند کیا اس سے دامن کھینچ لیا
برچیدم و گفتم
اور قطع تعلق کر لیا اور میں نے کہا

بیت

برو ہر چہ می بایدت پیش گیر
جا جو تیرا جی چاہے کر

سر ما نداری سر خویش گیر
جب تجھے ہمارا خیال نہیں ہے تو اپنا راستہ لے

شنیدم کہ ہمی رفت و میگفت
میں نے سنا کہ جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا

بیت

---

[1] یعنی مجھے اس بات سے شرمندگی ہے کہ میں نے دوست کے ظلم سے کیوں پناہ مانگی ۱۲

شب پرہ گر وصلِ آفتاب نخواہد | رونقِ بازارِ آفتاب نکاہد
چمگادڑ اگر آفتاب سے نہیں ملنا چاہے | تو آفتاب کے بازار کی رونق نہیں گھٹتی ہے

ایں بگفت و سفر کرد و پریشانیٔ او در من اثر

اُس نے یہ کہا اور سفر کر گیا اور اس کی پریشانی نے مجھ میں اثر کیا

شعر

فَقَدْتُ زَمَانَ الْوَصْلِ وَالْمَرْءُ جَاهِلٌ | بِقَدْرِ لَذِيْذِ الْعَيْشِ قَبْلَ الْمَصَائِبِ
میں نے وصال کا زمانہ کھو دیا اور انسان ناواقف ہے | عیش کی لذت کی قدر سے مصائب سے پہلے

شعر

بازآی و مرا بکش کہ پیشت مردن | خوشتر کہ پس از تو زندگانی کردن

واپس آجا اور مجھے مار ڈال اس لئے کہ تیری موجودگی میں جان دیدینا۔ تیرے بعد زندہ رہنے سے بہتر ہے

اما بشکر و منتِ باری پس از مدتے باز آمد آں حلقِ داؤدی متغیر شدہ و

لیکن اللہ کے شکر اور احسان سے ایک زمانہ کے بعد واپس آگیا اُس کا داؤدی گلا بدل چکا تھا اور

جمالِ یوسفی بزیاں آمدہ و بر سیبِ زنخدانش ہمچو بہ گردے نشستہ

یوسفی حسن زوال میں آگیا تھا اور اُس کی سیب جیسی ٹھوڑی پر بہی کی طرح گرد بیٹھی ہوئی تھی

و رونقِ بازارِ حسنش شکستہ متوقع کہ در کنارش گیرم کنارہ گرفتم و گفتم **قطعہ**

اس کے حسن کے بازار کی رونق ختم ہو چکی تھی وہ اس کا متوقع تھا کہ میں بغلگیر ہونگا میں نے کنارہ کیا اور کہا

آں روز کہ خطِ شاہدت بود | صاحب نظر از نظر براندی
جس دن کہ تیرا معشوقوں جیسا خط تھا | تو نے نظر باز کو نظروں سے گرا دیا

امروز بیامدی بہ صلحش | کش فتحہ و ضمہ بر نشاندی
آج اس سے صلح کے لئے آیا ہے | جب اس خط پر تو نے زبر اور پیش لگا دیا ہے

نظم

تازہ بہارِ تو کنوں زرد شد | دیگ منہ کآتشِ ما سرد شد
تیری تازہ بہار اب زرد ہو گئی | ہانڈی نہ چڑھا اس لئے کہ ہماری آگ بجھ گئی

ملہ بہ۔ بہی ایک میوے کا نام ہے جس کے ساتھ خوبصورت ٹھوڑی کو تشبیہ دیتے ہیں ۱۲ ملہ خط سے مراد وہ سبزہ جو رخسار وغیرہ پر جا ہوتا ہے ۱۲ ملہ فتحہ و ضمہ۔ فتحہ۔ زبر ضمہ پیش یعنی وہ اعراب جو حروف پر لگاتے ہیں۔ رخسار کے بالوں کو زیر پیش وغیرہ سے تشبیہ دی ہے۔ مطلب یہ کہ جب تو حقیقتاً خوبصورت تھا اُس وقت، تو نے قدر نہ کی اور عاشق کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا۔ اب جبکہ تیرے داڑھی نکل آئی ہے تو تو صلح کے لئے آیا ہے ۱۲ ملہ یعنی شوق جاتا رہا ۱۲۔

چند خرامی و تکبّر کنی
کتنا اکڑے گا اور تکبر کریگا
دولت پارینہ تصوّر کنی
پرانی دولت کو سوچتا رہے گا

پیشِ کسے رو کہ خریدارِ تست
اُس کے سامنے جا جو تیرا خریدار ہے
ناز براں کن کہ طلبگارِ تست
اُس پر ناز کر جو تیرا طلب گار ہے

قطعہ

سبزہ در باغ گفتہ اند خوش ست
کہتے ہیں کہ باغ میں سبزہ اچھا لگتا ہے
داند آں کس کہ ایں سخن گوید
وہی جانے جو یہہ کہتا ہے

یعنی از روئے نیکوان خطِ سبز
یعنی معشوقوں کے چہرہ پر خط سبز
دلِ عشاق بیشتر جوید
عاشقوں کے دل کو زیادہ لبھاتا ہے

بوستانِ تو گندنا زارے ست[1]
تیرا باغ تو گندنا کا کھیت ہے
بسکہ بر می کنی و می روید
جتنا بھی تو اُس کو اکھاڑتا ہے وہ اور اُگتا ہے

قطعہ

گر صبر کنی ور نکنی موئے بناگوش
کنپٹی پر بال اُگنے پر خواہ تو صبر کرے یا نہ کرے
ایں دولتِ ایامِ نکوئی بسر آید
یہ حسن کے زمانہ کی دولت تو ختم ہو جائیگی

گر دست بجاں داشتمے ہمچو تو بر ریش
نگذاشتمے تا بہ قیامت کہ بر آید
جس طرح تو داڑھے پر ہاتھ رکھتا ہے اگر میں اپنی جان پر رکھتا تو قیامت تک اُس کو نہ نکلنے دیتا

قطعہ

سُوال کردم و گفتم جمالِ روئے ترا
میں نے دریافت کیا اور کہا تیرے چہرہ کا حسن
چہ شد کہ مورچہ بر گردِ ماہ جوشیدست
کیا ہوا کہ چیونٹیاں چاند کے گرد اُبل پڑی ہیں

جواب داد ندانم چہ بود رُویم را
اُس نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں میرے چہرہ کو کیا ہوا
مگر بہ ماتمِ حسنم سیاہ پوشیدست
شاید میرے حسن کے ماتم میں اس نے سیاہ لباس پہنا ہے

---

[1] گندنا ایک غلہ ہے۔ اس کے پودے کو جس قدر کاٹا اور نوچا جاتا ہے وہ اور بھی سرسبز ہوتا ہے ۱۲

حکایت (۱۱) یکے را پرسیدم از مستعربان ماتقول فی المردان
میں نے ایک عرب میں جاکر بس جانے والے سے دریافت کیا نوخیز لڑکوں کے بارے میں تیری کیا
گفت لاخیر فیہم ما دام احدہم لطیفا یتخاشن فاذا خشن یتلاطف
رائے ہے اُس نے کہا ان میں کوئی بھلائی نہیں ہے جب تک نرم و نازک ہوتے ہیں سختی برتتے ہیں اور جب بھدے ہو جاتے ہیں تو نرمی
یعنی چنداں کہ لطیف و نازک اندام ست درشتی کند و سختی و چوں
سے ملتے ہیں یعنی جبتک پاکیزہ اور نازک بدن ہوتے ہیں تو سختی سے پیش آتے ہیں اور جب
سخت و درشت شد چنانکہ بکارے نیاید تلطف کند و دوستی نماید
ایسے سخت اور کھردرے ہو جاتے ہیں کہ کسی کام کے نہ رہیں تو دوستی بگھارتے ہیں

قطعہ

امرد آنگہ کہ خوب و شیرین ست
نوخیز لڑکا جبتک حسین و شیریں ہے
تلخ گفتار و تند خوئے بود
تو کڑوی زبان والا اور بدمزاج ہوتا ہے
چوں بریش آمد و بلاغت شد
جب داڑھی آگئی اور بالغ ہو گیا
مردم آمیز مہر جوئے بود
تو ملنسار اور محبت کرنے والا ہوتا ہے

حکایت (۱۲) یکے را از علما پرسیدند کہ کسے با ماہ روئے در خلوت
ایک عالم سے لوگوں نے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص چاند جیسے چہرے والے معشوق کے ساتھ
نشستہ و درہا بستہ و رقیباں خفتہ نفس طالب و شہوت غالب چنانکہ
تنہائی میں بیٹھا ہو اور دروازے بند کئے ہوئے ہو اور رقیب سو گئے ہوں اور نفس بھی طلبگار ہو اور شہوت غالب ہو جیسا کہ
عرب گوید التمر یانع والناطور غیر مانع ہیچ باشد کہ بقوت پرہیزگاری
عرب نے کہا ہے کھجوریں پکی ہیں اور باغبان روکنے والا نہیں ہے کیا یہ ممکن ہو گا کہ پرہیزگاری کی طاقت کی
بسلامت بماند گفت اگر از مہرویاں بسلامت ماند از بدگویاں بے ملامت
وجہ سے وہ بچا رہے انہوں نے فرمایا اگر حسینوں سے اپنے آپ کو بچا بھی لے گا تو برائی کرنیوالوں کی جانب سے بے ملامت نہیں
نماند

شعر

رہ سکیگا

وان سلم الانسان من سوء نفسہ
اور اگر انسان اپنے نفس کی برائی سے بچ بھی گیا
فمن سوء ظن المدعی لیس یسلم
تو مخالف کی بدگمانی سے نہ بچ سکے گا

---

۱۱ مستعرب۔ وہ عرب کا باشندہ جس کا اصلی وطن عرب نہ ہو۔ اور بعض مستعرب بمعنی رنڈوے کے لیتے ہیں ۱۲ ۔ ۱۲ مُردان۔ امرد کی جمع یعنی بے ریشے لڑکے ۱۲

شعر

شاید ایں کارِ خویشتن بشستن	لیکن نتواں زبانِ مردم بستن
اپنی عادت کا ترک کر دینا ممکن ہے	لیکن لوگوں کی زبان نہیں بند کی جاسکتی ہے

حکایت (۱۳) طوطی را با زاغے در قفس کردند از قبح مشاہدت او
ایک طوطی کو ایک کوے کے ساتھ پنجرے میں بند کر دیا اس کی بدصورتی کے نظارے کی وجہ سے

در مجاہدت می بود و می گفت ایں چہ طلعتِ مکروہ است و ہیاتِ ممقوت
تکلیف میں رہتی تھی اور کہتی تھی یہ کیا مکروہ چہرہ اور غصہ کے قابل ہیئت

و منظرِ ملعون و شمائلِ ناموزون یَا غُرَابَ الْبَیْنِ لَیْتَ بَیْنِیْ وَ
اور قابلِ لعنت منظر اور بھدّے اخلاق و عادات ہیں اے جدائی کے کوّے کاش مجھ میں اور

بَیْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ
تجھ میں مشرق اور مغرب کی جدائی ہوتی

قطعہ

علی الصباح بروئے تو ہر کہ برخیزد	صباحِ روزِ سلامت برو مسا باشد
جو صبح صبح تیرا چہرہ دیکھ لے	اُس پر سلامتی کے دن کی صبح بھی شام (غم) ہو جائے
بد اخترے چو تو در صحبتِ تو بایستے	ولے چنانکہ توئی در جہاں کجا باشد
تجھ جیسا بدنصیب ہی تیری صحبت میں چاہیئے	لیکن تجھ جیسا دنیا میں کہاں ہوگا

عجب تر آنکہ غراب از مجاورتِ طوطی ہم بجاں آمدہ بود و ملول شدہ لاحول
اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ کہ کوّا بھی طوطی کے پڑوس کی وجہ سے جان سے عاجز آگیا تھا رنجیدہ ہو کر لاحول

کناں از گردشِ گیتی ہمی نالید و دستہائے تغابن در یکدیگر می مالید کہ
پڑھتے ہوئے زمانہ کی گردش کی شکایت کرتا تھا اور افسوس کے ہاتھ ایک دوسرے سے ملتا تھا کہ

ایں چہ بختِ نگون ست و طالعِ دون و ایامِ بوقلمون لائقِ قدرِ من آنستے
یہ کیا اوندھا نصیبہ ہے اور پست مقدر اور نیرنگی کا زمانہ ہے میرے مرتبہ کے لائق تو یہ تھا

کہ با زاغے بر دیوارِ باغے خراماں ہمی رفتے **شعر**
کہ کسی کوّے کے ساتھ کسی باغ کی دیوار پر ٹہلتا پھرتا

ملہ زمانۂ جاہلیت میں اہلِ عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ گھر سے نکل کر اگر کوّا نظر آئے تو یہ دو دوستوں میں جدائی کی علامت ہے ۱۲

پارسا را بس ایں قدر زندان | کہ بود ہمطویلۂ رنداں
پارسا کے لئے تو یہی قید کافی ہے | کہ وہ رندوں کے ساتھ رہے

تا چہ گناہ کردہ ام کہ روزگارم بہ عقوبتِ آں در سلکِ صحبتِ چنیں ابلہے خود
نہ معلوم مجھ سے کیا گناہ سرزد ہوا ہے کہ اس کی سزا میں زمانہ نے مجھکو اس جیسے بیوقوف کی صحبت میں جو کہ

رائے ناجنس ہرزہ درائے بچنیں بند مبتلا گردانیدہ است
خود سرا ناجنس بیہودہ بکواس کرنیوالا ہے ایسی قید میں مبتلا کر دیا ہے

قطعہ

کس نیاید بپائے دیوارے | کہ براں صورتت نگار کنند
کوئی شخص اس دیوار کے سایہ میں نہ آئے | جس پر کہ تیری تصویر بنا دیں
گر ترا در بہشت باشد جای | دیگراں دوزخ اختیار کنند
اگر تیری بہشت میں جگہ مقرر ہو جائے | تو دوسرے دوزخ پسند کریں

ایں ضرب المثل بداں آوردہ ام تا بدانی کہ چنداں کہ دانا را از ناداں نفرت
یہ کہاوت میں نے اس لئے نقل کی ہے تاکہ تو جان لے کہ جس قدر عقلمند کو بے وقوف سے نفرت ہوتی

ست ناداں را از دانا وحشت
ہے بے وقوف کو بھی عقلمند سے ویسی ہی وحشت ہوتی ہے

قطعہ

زاہدے درمیانِ رنداں بود | زاں میاں گفت شاہدِ بلخی[1]
ایک زاہد رندوں کی محفل میں تھا | اس محفل میں سے ایک بلخی معشوق نے کہا
گر ملولی زما ترش منشیں | کہ توہم درمیانِ ما تلخی
اگر تو رنجیدہ ہے تو منہ بگاڑ کر نہ بیٹھ | کیونکہ تو بھی ہمارے اندر ایک تلخ چیز ہے

رباعی

جمعے چو گل و لالہ بہم پیوستہ | تو ہیزمِ خشک درمیانِ شاں رُستہ
ایک مجمع ہے جو گلاب و لالہ کیطرح آپس میں جڑا ہوا ہے | تو ایک خشک لکڑی ہے جو بیچ میں اُگ آئی ہے
چوں بادِ مخالف و چو سرما ناخوش | چوں برف نشستہ و چو یخ بستہ
مخالف ہوا اور جاڑے کی طرح ناگوار | برف کے تودے کیطرح بیٹھا ہوا اور پالے کیطرح جما ہوا

---

[1] بلخ ملکِ توران میں ایک شہر ہے، معشوق بلخی میں بلخ کی قید اتفاقیہ ہے ۱۲ [2] یعنی ایسی جماعت میں جو اپنی رندی اور خوش طبعی میں مصروف ہیں کسیکا زاہدانہ خشک صورت بنا کر بیٹھنا اچھا نہیں معلوم ہوتا ۱۲ ف

حکایت رفیقے داشتم کہ سالہا باہم سفر کردہ بودیم و نان و نمک
میرا ایک ساتھی تھا جس کے ساتھ سالوں سفر کیا تھا اور آپس میں نان و نمک

خوردہ و بیکراں حقوقِ صحبت ثابت شدہ آخر بسبب نفعِ اندک آزارِ خاطرِ
کھایا تھا اور دوستی کے حقوق بے انتہا ثابت ہو چکے تھے آخر تھوڑے سے نفع کی خاطر اُس نے مجھے

من رَوَا داشت و دوستی سپری شد و با ایں ہمہ از دو طرف دل بستگی بود
ستانا جائز رکھا اور دوستی ختم ہوگئی اور اس کے باوجود دونوں طرف سے دل بستگی باقی تھی

بحکم آنکہ شنیدم کہ روزے دو بیت از سخنانِ من در مجمعے میگفتند
اس لئے کہ میں نے سنا کہ ایک روز میرے کلام کے دو شعر ایک مجمع میں پڑھ رہے تھے

قطعہ

نگارِ من چو در آید بخندۂ نمکیں
میرا معشوق جب نمکین ہنسی کے ساتھ آتا ہے

نمک زیادہ کند بر جراحتِ ریشاں
زخمیوں کے زخم پر اور نمک چھڑکتا ہے

چہ بودے از سرِ زلفش بدستم افتادے
کیا اچھا ہوتا اگر اس کی زلف کا سرا میرے ہاتھ پڑ جاتا

چو آستین کریماں بدستِ درویشاں
جیسے کہ سخیوں کی آستین درویشوں کے ہاتھ میں

طائفۂ دوستاں بر لطفِ ایں سخن نہ کہ بر حسنِ سیرتِ[1] خویش گواہی دادہ بودند
دوستوں کی ایک جماعت نے اس کلام کی پاکیزگی پر نہیں بلکہ اپنی اچھی عادت پر گواہی دی

و آفریں کردہ و آں دوست ہم دراں جملہ مبالغت نمودہ و بر فوتِ صحبتِ
اور داد دی اس دوست نے بھی ان کے منجملہ مبالغہ کیا اور قدیم دوستی کے

دیریں تاسف خوردہ و بخطائے خویش اعتراف کردہ معلوم شد کہ از طرفِ او
چھوٹنے پر افسوس کیا اور اپنی غلطی کا اقرار کیا تو معلوم ہوا کہ اس کی جانب سے

ہم رغبتے ہست ایں بیت ہا فرستادم و صلح کردم **قطعہ**
بھی خواہش ہے یہ شعر میں نے روانہ کر دیئے اور صلح کرلی

نہ مارا در جہاں عہدِ وفا بود
کیا ہمارا دنیا میں وفاداری کا عہد نہ تھا

جفا کردی و بد عہدی نمودی
تو نے ظلم کیا اور بد عہدی کی

بیکبار از جہاں دل در تو بستم
ایکبارگی میں نے دنیا کو چھوڑ کر تجھ سے دل لگایا تھا

ندانستم کہ بر گردی بزودی
مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ اسقدر جلد تو برگشتہ ہو جائیگا

---

[1] یعنی میرا کلام تو خیر ایسا نہ تھا بلکہ یہ اُن کا حُسنِ خلق تھا کہ انہوں نے تعریف کی ۱۲

هنوزت گر سرِ صلح است باز آی
اب بھی اگر تجھے صلح کا خیال ہے تو واپس آجا

کز آں محبوب تر باشی کہ بودی
کہ تو اس سے زیادہ محبوب بن جائیگا جس قدر پہلے تھا

حکایت (۱۵) یکے را زنے صاحبِ جمال درگذشت و مادر زن فرتوت
ایک شخص کی ایک خوبصورت بیوی مرگئی اور بڑھیا ساس

بعلّتِ کابین درخانہ متمکن بماند مرد از مجاورت او چارہ ندیدے تا گروہے
مہر کی وجہ سے گھر میں مقیم رہی مرد کو اس کی ہم نشینی کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا یہانتک کہ

آشنایاں بپرسیدن آمدندش یکے گفت چگونہ در مفارقتِ آں یارِ عزیز
دوستوں کی ایک جماعت پرسے کے لئے آئی ایک بولا اس عزیز دوست کی جدائی میں تیرا کیا حال ہے

گفت نادیدنِ زن چناں دشوار نیست کہ دیدنِ مادرِ زن **مثنوی**
وہ بولا کہ بیوی کا نہ دیکھنا اس قدر دشوار نہیں ہے جس قدر کہ ساس کا دیکھنا

گل بتاراج رفت و خار بماند
پھول تو لٹ گیا اور کانٹا رہ گیا

گنج برداشتند و مار بماند
خزانہ لے گئے اور سانپ رہ گیا

دیدہ بر تارکِ سناں دیدن
آنکھ کو برچھی کی نوک پر دیکھنا

خوشتر از روئے دشمناں دیدن
دشمنوں کے چہرے دیکھنے سے بہتر ہے

واجب ست از ہزار دوست برید
ہزار دوستوں سے قطع تعلق ضروری ہے

تا یکے دشمنت نباید دید
تاکہ تجھے ایک دشمن کو دیکھنا نہ پڑے

حکایت (۱۶) یاد دارم کہ در ایامِ جوانی گذرے داشتم در کوئے و نظرے بہ
مجھے یاد ہے کہ جوانی کے زمانہ میں ایک کوچہ کے چکر لگاتا تھا اور ایک معشوق

ماہروئے در تموزے کہ حرورش دہاں بخوشانیدے و سمومش مغز در
پر نگاہ تھی ایسے گرمی کے موسم میں کہ اس کی گرم ہوا منہ کو خشک کردیتی اور اس کی لو ہڈیوں کے

استخواں بجوشانیدے از ضعفِ بشریت تابِ آفتابِ ہجیر نیاوردم و التجا
گودے کو ابال دیتی انسانی کمزوری کی وجہ سے دوپہر کے سورج کی تاب نہ لایا اور ایک

بسایۂ دیوارے کردم مترقب کہ کسے حرِ تموز از من ببردِ آبے فرونشاند کہ
دیوار کے سایہ میں پناہ گزین ہوگیا اس کا منتظر تھا کہ کوئی ساون کی گرمی کو مجھ سے پانی کی ٹھنڈک کے ذریعہ دبادے کہ

لہ ہجیر بالفتح ۔ دوپہر کو کہتے ہیں ۱۲

ناگاہ از ظلمتِ دہلیزِ خانہ روشنائی بتافت یعنی جمالے کہ زبانِ فصاحت
اچانک گھر کی ڈیوڑھی کی تاریکی سے ایک روشنی چمکی یعنی ایسا حسن کہ فصاحت کی زبان

از بیانِ صباحت او عاجز آید چنانکہ در شبِ تارے صبح بر آید یا آبِ حیات
اس کی خوبصورتی کے بیان سے عاجز آجائے جیساکہ اندھیری رات میں صبح نکل آئے یا آبِ حیات

از ظلمات بدر آید قدحے برفاب در دست گرفتہ و شکر دراں ریختہ و بعرق
تاریکیوں سے باہر آجائے ایک پیالہ ٹھنڈے پانی کا ہاتھ میں لئے ہوئے اور اس میں شکر ڈالے ہوئے اور اس کو

گلش آمیختہ ندانم کہ بہ گلابش مطیب کردہ بود یا قطرۂ چند از گلِ رویش دراں
عرق گلاب میں ملائے ہوئے اب مجھے معلوم نہیں کہ اس کو عرق گلاب سے خوشبودار بنایا تھا یا اپنے چہرے کے گلاب کے چند قطرے اس میں

چکیدہ فی الجملہ شربت از دستِ نگارینش برگرفتم و بخوردم و عمر از سر گرفتم
ٹپکائے تھے خلاصہ یہ کہ میں نے اس کے مزین ہاتھ سے شربت لے لیا اور پی لیا اور از سرِ نو زندگی حاصل کرلی

شعر

ظَمَاٌ بِقَلْبِی لَا یَکَادُ یُسِیْغُہٗ
میرے دل میں ایسی پیاس ہے جس کو صاف

رَشْفُ الزُّلَالِ وَلَوْشَرِبْتُ بُحُوْرًا
پانی کا پینا نہیں بجھا سکتا ہر خواہ کئی سمندر پی جاؤں

قطعہ

خرم آں فرخندہ طالع را کہ چشم
اس بابرکت نصیبہ والے کے لئے خوشی ہے کہ

بر چنیں روی اوفتد ہر بامداد
جس کی نگاہ ہر صبح کو ایسے چہرہ پر پڑے

مست مے بیدار گردد نیم شب
شراب کا نشیلا آدھی رات بعد ہوش میں آجاتا ہے

مستِ ساقی روزِ محشر بامداد
لیکن اس ساقی کا مست قیامت کی صبح کو بیدار ہوگا

حکایت

سالے محمد خوارزم شاہ رحمۃ اللہ علیہ باختا برائے مصلحتے صلح
ایک سال محمد خوارزم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ملک ختا کے ساتھ مصلحتاً صلح

لہ یعنی اس کو بس قیامت کی صبح کو ہوش آئے گا ۱۲ لہ یعنی ایک سال خوارزم کے بادشاہ محمد نے خطا کے لوگوں سے صلح کرلی تھی۔ بعض نے خوارزم شاہ لکھا ہے مگر صحیح سلطان محمد ہے۔ یہ وہ سلطان محمد ہیں کہ چنگیز خاں سے ان کی جنگ ہوئی اور فتنہ چنگیزی انہیں کے عہد سے شروع ہوا۔ خوارزم ایک شہر کا نام ہے جو سرحد شمالی ایران پر واقع ہے شہر خطا ترکستان میں ہے ۱۲

اختیار کرد بجامع کاشغر[۱] درآمدم پسرے را دیدم بخوبی درغایتِ اعتدال
کرلی میں کاشغر کی جامع مسجد میں پہونچا ایک لڑکے کو دیکھا جس کے حسن میں انتہائی اعتدال

ونہایتِ جمال چنانکہ درامثال گویند نظم
اور انتہائی خوبصورتی تھی جیساکہ مثالوں میں کہتے ہیں

معلمت ہمہ شوخی ودلبری آموخت
تجھے تو تیرے سکھانیوالے نے پوری شوخی اور دلبری سکھادی ہے

جفا وناز عتاب وستمگری آموخت
ظلم کرنا اور ناز اور غصہ کرنا سکھادیا ہے

من آدمی بچنیں شکل وخوی وقد وروش
میں نے اس شکل و عادت و قد اور روش کا آدمی تو کوئی

ندیده ام مگر ایں شیوہ از پری آموخت
نہیں دیکھا شاید یہ طور و طریق پری سے سیکھا ہے

مقدمۂ نحو زمخشری[۲] در دست وہمی خواند ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا وکَانَ المُتَعَدِّی
مقدمۂ نحو زمخشری اس کے ہاتھ میں تھا اور پڑھ رہا تھا مارا زید نے عمر کو اور عمر ظالم

عمرو گفتم اے پسر خوارزم وخطا صلح کردند وزید وعمرو را خصومت ہنوز
تھا میں نے کہا اے صاحبزادے خوارزم و خطا نے تو صلح کرلی اور زید و عمر کا جھگڑا ابھی

باقیست بخندید و مولدم پرسید گفتم خاکِ پاکِ شیراز گفت از
تک باقی ہے وہ ہنس پڑا اور اس نے میرا وطن پوچھا میں نے کہا شیراز کی خاک پاک نے کہا

سخنان سعدی چہ داری گفتم شعر
سعدی کا کچھ کلام تجھے یاد ہے میں نے کہا

بُلِیْتُ بِنَحْوِیٍّ یَصُوْلُ مُغَاضِبًا
میں ایک ایسے نحوی پر مبتلا ہوا ہوں جو غصہ میں مجھ پر

عَلَیَّ کَزَیْدٍ فِیْ مُقَابَلَۃِ الْعَمْرٖو
ایسا حملہ کرتا ہے جیساکہ زید عمرو کے مقابلہ میں

عَلٰی جَرِّ ذَیْلٍ لَیْسَ یَرْفَعُ رَاسَہٗ
دامن کھینچتے ہوئے سر بھی اوپر نہیں اٹھاتا

وَھَلْ یَسْتَقِیْمُ الرَّفْعُ مِنْ عَامِلِ الْجَرِّ
اور کیا زیر کے عامل سے پیش آنا درست ہوگا

لختے باندیشہ فرورفت وگفت غالب اشعار او دریں زمیں بزبان پارسی
وہ کچھ دیر کے لئے فکر میں ڈوب گیا اور بولا سعدی کے اکثر شعر اس ملک میں فارسی زبان کے رائج

ست اگر بگوئی بفہم نزدیکتر باشد گفتم مثنوی
ہیں اگر وہ سنادوگے تو زیادہ سمجھ میں آئیں گے میں نے کہا

---

[۱] کاشغر ایک شہر جو توران میں ہے اور غالباً یہ اُس وقت اہل خطا اور ترکوں کے قبضہ میں تھا ۱۲ [۲] مقدمہ نحو زمخشری۔ جاراللہ زمخشری کی ایک نحو کی کتاب ہے زمخشر ایک قصبہ ہے توابعات خوارزم سے ۱۲ [۳] اعرابوں کا تناسب اس شعر میں کھا گیا ہے رفع ضمہ۔ جر کسرہ۔

طبع ترا تا ہوسِ نحو کرد | صورتِ عقل از دل ما محو کرد
تیری طبیعت جب سے علمِ نحو پر مائل ہوگئی | اس نے ہمارے دل سے عقل کا تصور ہی مٹا دیا

اے دل عشاق بدامِ تو صید | ما بتو مشغول و تو با عمرو زید
اے وہ کہ عاشقوں کا دل تیرے جال کا شکار ہے | ہم تجھ میں مشغول ہیں اور تو عمرو زید میں

بامداداں کہ عزمِ سفر مصمم شد مگر کسے از کاروانیاں گفتہ بودش کہ فلاں
صبح کو جبکہ سفر کا ارادہ پختہ ہو چکا شاید قافلہ والوں میں سے کسی نے اس سے کہہ دیا تھا کہ فلاں

سعدی ست دواں آمد و تلطف کرد و تاسف خورد کہ چندیں مدت چرا
سعدی ہے دوڑتا ہوا آیا اور مہربانی سے پیش آیا اور افسوس کرنے لگا کہ اس قدر زمانہ تک کیوں

نگفتی کہ منم تا شکرِ قدومِ بزرگاں را بخدمت میاں بستے گفتم
نہ بتایا کہ میں سعدی ہوں تاکہ آپ جیسے بزرگوں کی تشریف آوری کے شکریہ میں خدمت کیلئے کمر کس لیتا میں نے کہا

مصرع
باوجودت زمن آواز نیامد کہ منم
تیرے سامنے میری آواز نہ نکلی کہ میں ہوں

گفتا چہ شود اگر دریں خطہ روزِ چند برآسائی تا بخدمت مستفید گردیم گفتم
اس نے کہا کیا بگڑ جائے گا اگر چند روز اس سرزمین میں آرام فرمائیں تاکہ خدمت کر کے ہم فائدہ اٹھائیں میں نے

نتوانم بحکمِ ایں حکایتِ منظوم
کہا اس منظوم حکایت کے فیصلہ کے مطابق میں نہیں کرسکتا

بزرگے دیدم اندر کوہسارے | قناعت کردہ از دنیا بغارے
میں نے ایک پہاڑ میں ایک بزرگ کو دیکھا | جنہوں نے دنیا چھوڑ کر ایک غار پر قناعت کرلی تھی

چرا گفتم بہ شہر اندر نیائی | کہ بارے بندی از دل برگشائی
میں نے کہا آپ شہر میں تشریف کیوں نہیں لاتے | تاکہ تھوڑی دیر کیلئے دل تنگی رفع کرلیں

بگفت آنجا پریرویاں نغزند | چو گل بسیار شد پیلاں بلغزند
انہوں نے فرمایا وہاں اچھے اچھے حسین بستے ہیں | اور جب پھسلن زیادہ ہوجاتی ہے تو ہاتھی بھی پھسل جاتے ہیں

ایں بگفتم و بوسہ بر روئے یک دیگر دادیم و وداع کردیم مثنوی
میں نے یہ کہا اور ہم نے ایک دوسرے کے چہرے کو چوما اور رخصت کردیا

بوسہ دادن بروئے یار چہ سود | ہم دراں لحظہ کردنش بدرود
معشوق کے چہرے کا بوسہ لینے سے کیا فائدہ | جب کہ اسی وقت اس کو رخصت بھی کرنا ہے

سیب گفتی وداعِ یاراں کرد | روئے زیں نیمہ سرخ وزاں رو زرد
تو یہ کہے گا کہ سیب نے دوستوں کو رخصت کیا ہے | اسی وجہ سے یہ آدھا رخ سرخ اور دوسرا رخ زرد ہے

شعر

اِنْ لَمْ اَمُتْ یَوْمَ الْوَدَاعِ تَاَسُّفًا | لَا تَحْسَبُوْنِیْ فِی الْمَوَدَّۃِ مُنْصِفًا
اگر میں جدائی کے دن افسوس سے مر نہ جاؤں | تو مجھے دوستی کے بارے میں منصف نہ سمجھو

حکایت (۱۷) خرقہ پوشے در کاروانِ حجاز ہمراہِ ما بود یکے از امرائے
ایک گدڑی پوش حجاز کے قافلہ میں ہمارے ساتھ تھا عرب کے امیروں میں سے
عرب مراورا صد دینار بخشید تا قربانی کند دزدانِ خفاجہ[۱] ناگاہ بر
ایک نے خاص اُس کو سو دینار دیئے تاکہ وہ قربانی کرے، خفاچہ کے ڈاکوؤں نے قافلہ پر
کارواں زدند و پاک بردند بازرگاں گریہ و زاری کردن گرفتند و
اچانک حملہ کر دیا سب کچھ لے گئے سوداگروں نے رونا پیٹنا شروع کیا اور
فریادِ بے فائدہ خواندن شعر
بے فائدہ فریاد کرنا

گر تضرع کنی و گر فریاد | دزد زر باز پس نخواہد داد
خواہ تو عاجزی کرے خواہ فریاد | چور روپیہ واپس نہ کریگا

مگر آں درویشِ صالح کہ بر قرارِ خویش ماندہ بود و تغیرے درو نیامدہ
مگر وہ نیک درویش اپنی اصلی حالت پر باقی تھا اس میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی
گفتم مگر آں معلوم ترا دزد نبرد گفت بلے ببردند لیکن مرا باآں اُلفتے
میں نے اس سے کہا شاید تیرا مال چور نہیں لے گیا اس نے کہا ہاں لے گئے ہیں لیکن مجھے اس سے اسقدر
چناں نبود کہ بوقتِ مفارقت خستہ دلی باشد بیت
محبت نہ تھی کہ اس کی جدائی کے وقت دل ٹوٹے

نباید بستن اندر چیز و کس دل | کہ دل برداشتن کاریست مشکل
کسی شخص اور کسی چیز سے دل نہ لگانا چاہیئے | کیونکہ دل ہٹانا بڑا مشکل کام ہے

[۱] دزدانِ خفاچہ کے متعلق بتایا گیا ہے کہ ایک قوم کا نام ہے جو مکہ کی راہ میں آباد تھی۔ ان میں کے اکثر لوگ جرائم پیشہ تھے بعض نے بتایا ہے کہ قبیلۂ بنی عامر کے لوگ تھے اور بعض اہلِ لغت نے لکھا ہے کہ ایک قسم کے ڈاکوؤں کا فرقہ جو عرب میں تھا

گفتم موافق حال من ست ایں چہ گفتی کہ مرا در عہدِ جوانی باجولانے اتفاقاً
میں نے کہا جو کچھ تو نے کہا وہ میرے حال کے مطابق ہے کیونکہ جوانی کے زمانہ میں میرا بھی ایک جوان کے اتفاقاً

مخالطت بود و صدق مودّت تابجائے کہ قبلہ چشم جمالِ و بودے
میل وجول اور سچی محبت ہو گئی تھی یہاں تک کہ میری آنکھ کا قبلہ اسی کا حسن ہوتا

وسُودِ سرمایۂ عمرم وصالِ او
اور میری زندگی کے سرمایہ کا نفع اسکا وصال

قطعہ

مگر ملائکہ بر آسماں وگرنہ بشر
شاید آسمان پر فرشتے ہوں تو ہوں ورنہ

بحسن صورت او در زمی نخواہد بود
انسان تو روئے زمین پر اس جیسا حسین صورت نہ ہوگا

بدوستے کہ حرام ست بعد ازو صحبت
اُس دوست کی قسم جس کے بعد دوسرے سے دوستی حرام ہے

کہ ہیچ نطفہ چنو آدمی نخواہد بود
کہ کوئی نطفہ اس طرح کا آدمی نہ ہو گا

ناگہے پائے وجودش بگلِ عدم فرو رفت و دُودِ فراق از دودمانش برآمد
اچانک اس کے وجود کا پیر عدم کی مٹی میں پھنس گیا اور جدائی کا دھواں اس کے خاندان سے اٹھا

روزہا بر سرِ خاکش مجاورت کردم و از جملہ کہ بر فراقِ او گفتم یکے ایں بود
ایک عرصہ تک اس کی قبر پر میں نے مجاوری کی اور منجملہ اُن اشعار کے جو اُس کی جدائی میں کہے ایک یہ تھا

قطعہ

کاج کاں روز کہ در پائے تو شد خارِ اجل
کاش جس دن تیرے پیر میں موت کا کانٹا چبھا

دستِ گیتی بزدے تیغِ ہلاکم بر سر
زمانہ کا ہاتھ ہلاکت کی تلوار میرے سر پر چلا دیتا

تا دریں روز جہاں بے تو ندیدے چشمم
تاکہ آج میری آنکھ دنیا کو تیرے بغیر نہ دیکھ سکتی

ایں منم بر سرِ خاکِ تو کہ خاکم بر سر
یہ میں تیری قبر پر بیٹھا ہوں کہ سر پر خاک ہو

قطعہ

آں کہ قرارش نگرفتے و خواب
وہ کہ جس کو نیند اور سکون نہ آتا

تا گل و نسریں نفشاندے نخست
جب تک کہ گلاب اور سیوتی پہلے بستر پر بچھ نہ جاتا

گردشِ گیتی گلِ رویش بریخت
زمانہ کی گردش نے اُس کے رخسار کے پھول جھاڑ دیئے

خار بنا بر سرِ خاکش بُرست
کانٹوں کی جھاڑیاں اُس کی قبر پر اُگ آئیں

بعد از مفارقتِ او عزم کردم و نیتِ جزم کہ بقیتِ زندگانی فرشِ ہوس
اُس کی جدائی کے بعد میں نے پختہ ارادہ اور مضبوط نیت کر لی کہ باقی عمر میں ہوس کا فرش

قطعہ

در نوردم وگردِ مجالست نگردم
لپیٹ دوں گا اور مجلس بازی کے چکر نہ کاٹوں گا

دوش چوں طاؤسِ مینازیدم اندر باغِ وصل
میں کل وصل کے باغ میں مور کی طرح اکڑتا پھرتا تھا

دیگر امروز از فراقِ یار می پیچم چو مار
پھر آج دوست کی جدائی میں سانپ کی طرح بل کھا رہا ہوں

شود دریا نیک بودے گر نبودے بیم موج
دریا کا نفع عمدہ ہوتا اگر موج کا خوف نہ ہوتا

صحبتِ گل خوش بدے گر نیستے تشویش خار
پھول کی صحبت اچھی ہوتی اگر کانٹے کی پریشانی نہ ہوتی

حکایت (۹) یکے را از ملوکِ عرب حدیثِ لیلیٰ و مجنوںؒ وشورش حالِ وے
عرب کے بادشاہوں میں سے ایک سے لوگوں نے لیلیٰ اور مجنوں اور اس کے حال کی شورش کا

بگفتند کہ باکمال وفضل وبلاغت سر در بیاباں نہادہ است
قصہ بیان کیا کہ کمال اور بزرگی اور فصاحت کے باوجود جنگل کی طرف نکل گیا ہے

زمامِ اختیار از دست دادہ بفرمودش تا حاضر آوردند وملامت کردن گرفت
اختیار کی باگ ہاتھ سے چھوڑ دی ہے اس کے بارے میں اُس نے حکم دیا لوگ اُس کو پکڑ لائے اور اس نے

کہ در شرفِ نفسِ انساں چہ خلل دیدی کہ خوئے بہائم گرفتی وترک
اس کو ملامت کرنی شروع کر دی کہ انسان کے نفس کی شرافت میں تو نے کیا نقصان دیکھا ہے کہ جانوروں کی سی خصلت اختیار کرلی

صحبتِ مردم گفتی مجنوں بنالید وگفت **شعر**
اور آدمیوں کی سا تھ رہنا چھوڑ دیا مجنوں رو پڑا اور بولا

وَرُبَّ صَدِیْقٍ لَامَنِیْ فِیْ وِدَادِهَا | اَلَمْ یَرَهَا یَوْمًا فَیُوْضِحَ لِیْ عُذْرِیْ
اور بہت سے دوست ہیں جنہوں نے اُس کی دوستی میں مجھے ملامت کی کیا انہوں نے اس کو ایک دن بھی نہیں دیکھا کہ میرا عذر واضح ہو جاتا

قطعہ

کاج کانانکہ عیبِ من گفتند
کاش کہ وہ لوگ جنہوں نے مجھے بُرا کہا

رویت اے دلستاں بدیدندے
اے معشوق تیرا چہرہ دیکھ لیتے

تا بجائے[۳] ترنج در نظرت
تاکہ تیرے سامنے لیمو کی بجائے

بے خبر دستہا بریدندے
مدہوشی میں ہاتھ تراش لیتے

۱؎ مجنوں کا نام قیس تھا۔ اور وہ بنی عامر کے قبیلے سے تھا۔ وہ فاضل اور ادیب تھا جس کی تصنیفات میں ایک دیوان موجود ہے
۲؎ یعنی اگر میرے وہ سب دوست لیلیٰ کو دیکھتے تو مجھ کو اُس کی محبت میں معذور خیال کرتے۔ ۳؎ تا بجائے ترنج الخ دیکھو حاشیہ ۱۹۴ (۱)

تاحقیقتِ معنیٰ برصورتِ دعوےٰ گواہی دادے فَذٰلِکُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ
تاکہ معنی کی حقیقت دعوے کی صورت پر گواہی دے دیتی یہی وہ ہے جس کے بارے میں تم مجھے
فِیْہِ مَلِک را دردل آمد کہ جمالِ لیلیٰ مطالعت کند تاچہ صورت است
ملامت کی بادشاہ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ لیلےٰ کے حسن کا دیدار کرے کہ کیسی صورت ہے
کہ موجبِ چندیں فتنہ است پس بفرمودش طلب کردن دراحیائے
جو اس قدر فتنہ کا سبب ہے پس اُس کو تلاش کرنے کا حکم دیدیا لوگ عرب کے
عرب بگردیدند وبدست آوردند وپیشِ مَلِک درصحنِ سراچہ بداشتند
قبیلوں میں گھومتے پھرے اور اُس کو پالائے اور بادشاہ کے سامنے گھر کے صحن میں لا کھڑا کیا
مَلِک درہیئتِ او تامل کرد درنظرش حقیر آمد بحکم آنکہ کمترین خدّامِ حرم بہ
بادشاہ نے اُس کی حالت پر غور کیا اس کی نگاہ میں ذلیل معلوم ہوئی اس لئے کہ حرم شاہی کے کم درجہ
جمال ازو پیشتر بود وبزینت بیشتر مجنوں بفراست دریافت وگفت
خادم بھی حسن میں اُس سے بڑھے ہوئے تھے اور سجاوٹ میں زیادہ مجنوں ذہانت سے سمجھ گیا اور بولا
ازدریچہ چشمِ مجنوں بایستے درجمالِ لیلیٰ نظر کردن تا سرّ مشاہدت او بر
لیلےٰ کے حسن کو مجنوں کی آنکھوں کے حلقے سے دیکھنا چاہیئے تاکہ اُس کے نظارہ کا راز تجھ پر
تو تجلّی کند شعر
روشن ہو

مَا مَرَّ مِنْ ذِکْرِ الْحِمٰی بِمَسْمَعِیْ	لَوْ سَمِعَتْ وُرْقُ الْحِمٰی صَاحَتْ مَعِیْ
حمیٰ کے تذکرہ سے جو کچھ میرے کانوں پر گذرا	اگر حمیٰ کے کبوتر سن پاتے تو وہ بھی میرے ساتھ چیختے
یَا مَعْشَرَ الْخُلَّانِ قُوْلُوْا لِلْمُعَا	فِیْ کُنْتَ تَدْرِیْ مَا بِقَلْبِ الْمُوْجَعِ
اے دوستو بھلے چنگے سے کہدو	تو دردمند دل کی کیفیت نہیں جانتا
نظم تندرستاں رانباشد دردِ ریش	جز بہ ہمدردے نگویم دردِ خویش
تندرستوں کو زخم کے درد کا احساس نہیں ہوتا	میں دل دکھے سے ہی اپنا درد کہوں گا

(بقیہ صفحہ ۱۹۳) اس شعر میں زلیخا اور حضرت یوسف کے قصہ کی طرف تلمیح ہے کہ جب زنانِ مصر نے زلیخا کو یہ کہکر مطعون کیا کہ تو اپنے غلام کے عشق میں مبتلا ہے تو زلیخا نے اُن عورتوں کی دعوت کی اور ایک ایک چھری اور ایک ایک لیموں سب کے ہاتھ میں دے کر حضرت یوسف علیہ السلام کو سب کے سامنے بلایا سب پر ایک عالم محویت طاری ہوگیا اور بجائے لیموں تراشنے کے سب نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تو زلیخا نے کہا فَذٰلِکُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْہِ - اور ترنج ایک قسم کا لیموں ہوتا ہے ۱۲

گفتن از زنبور بے حاصل بود
بھڑ کی بات کہنا بے کار ہے
تا ترا حالے نباشد ہمچو ما
جب تک تیرا حال بھی ہماری طرح نہ ہو

با یکے در عمر خود ناخوردہ نیش
اس سے جس نے عمر میں ایک بار بھی ڈنک نہ کھایا ہو
حال ما باشد ترا افسانہ پیش
ہمارا حال تیرے سامنے افسانہ ہوگا

حکایت[۲] قاضیٔ ہمدان[۱] را حکایت کنند کہ با نعلبند پسرے سرخوش بود
ہمدان کے قاضی کا قصہ نقل کرتے ہیں کہ اس کو ایک نعلبند کے لڑکے سے عشق تھا
و نعلِ دلش در آتش روزگارے در طلبش متلہف بود و پویاں و مترصد
اور اس کے دل کا نعل آگ میں تھا ایک زمانہ سے اس کی تلاش میں رنجیدہ تھا اور دوڑ دھوپ کرتا تھا اور منتظر
و جویاں و بر حسبِ واقعہ گویاں **نظم**
اور متلاشی تھا اور اپنے حال کے مطابق پڑھتا تھا

در چشمِ من آمد آں سہی سرو بلند
وہ سیدھا اور بلند سرو میری نظر میں سما گیا
ایں دیدۂ شوخ میبرد دل بہ کمند
یہ شوخ نگاہ دل کمند میں پھنساتی ہے

بربود دلم ز دست و در پای فگند
میرے ہاتھ سے دل لے گیا اور قدموں میں ڈال دیا
خواہی کہ بہ کس دل ندہی دیدہ ببند
تو اگر یہ چاہتا ہے کہ کسی کو دل نہ دے تو آنکھیں بند رکھ

شنیدم کہ در گذرے پیشِ قاضی باز آمد برخے ازاں مقالہ بہ سمعش
میں نے سنا کہ وہ ایک راستہ میں قاضی کے سامنے آگیا قاضی کی اس گفتگو کا کچھ حصہ اس کے کان میں
رسیدہ و زائد الوصف رنجیدہ دشنام بے تحاشا[۲] دادن
پڑ چکا تھا اور وہ حد بیان سے زیادہ رنجیدہ تھا بے تحاشا گالیاں دینی
گرفت و سقط گفتن و سنگ برداشت و ہیچ از بے حرمتی نگذاشت
اور بے ہودہ باتیں کہنی شروع کر دیں اور ہاتھ میں پتھر سنبھالا اور بے عزتی کرنے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا
قاضی یکے را گفت از علمائے معتبر کہ ہمعنانِ او بود **بیت**
قاضی نے ایک بڑے عالم سے کہا جو اس کے ساتھ تھا

آں شاہدی و خشم گرفتن بینش
اس کا بانکپن اور غصہ کرنا دیکھو

واں عقدہ[۳] برابروئے ترش شیرینش
اور اس کے غضبناک ابرو کی شیریں گرہ دیکھو

---

[۱] ہمدان عراق عجم کے ایک شہر کا نام ہے ۱۲ [۲] بے تحاشا۔ مجازاً بمعنے بے اندیشہ بے دھڑک ۱۲ [۳] عقدہ کی تعریف ترش شیریں اس لئے کی کہ ابرو پر سلوٹ ترش معلوم ہوتی ہے مگر اس کے حسن کی وجہ سے وہ لطف دیتی ہے ۱۲

ضَرْبُ الْحَبِیْبِ زَبِیْبٌ **بیت**
دوست کی مار بھی کشمش ہے

از دستِ تو مشت بر دہاں خوردن | خوشتر کہ بدستِ خویش ناں خوردن
تیرے ہاتھ سے منہ پر مکا کھانا | اپنے ہاتھ سے روٹی کھانے سے زیادہ پر لطف ہے

ہمانا از وقاحتِ او بوئے سماحت می آید **فرد**
یقیناً اس کی بے شرمی سے بھی شرافت کی بو آتی ہے

انگورِ نو آوردہ ترش طعم بود | روزِ دو سہ صبر کن کہ شیریں گردد
تازہ انگور کھٹے ذائقہ کا ہوتا ہے | دو تین روز ٹھہر جا کہ میٹھا ہو جائے گا

ایں بگفت و بہ مسندِ قضا باز آمد تنے چند از بزرگانِ عدول کہ در مجلسِ
یہ کہا اور قضیات کی مسند پر واپس آگیا چند معتبر بزرگوں نے جو اس کے فیصلہ کی
حکمِ وے بودندے زمینِ خدمت بوسیدند کہ باجازت سخنے در
مجلس میں رہتے تھے زمین کو بوسہ دیا کہ اگر اجازت ہو تو ہم ایک بات
خدمت بگوئیم اگرچہ ترکِ ادب ست و بزرگاں گفتہ اند **بیت**
عرض کریں اگرچہ بے ادبی ہے اور بزرگوں نے کہا ہے

نہ در ہر سخن بحث کردن رواست | خطا بر بزرگاں گرفتن خطاست
ہر بات میں بحث کرنا جائز نہیں ہوتا | بڑوں کی غلطی پکڑنا غلطی ہے

لیکن بحکمِ سوابق انعامِ خداوندی کہ ملازمِ روزگارِ بندگان ست مصلحتے کہ
لیکن جناب والا کی پہلی نعمتوں کا جو ہر دن خادموں کے شاملِ حال ہیں تقاضہ ہے کہ وہ
بینند و اعلام نکنند نوعے از خیانت[1] باشد طریقِ صواب آنست کہ با
اگر کوئی مناسب بات دیکھیں اور جناب کو آگاہ نہ کریں تو یہ ایک قسم کی بددیانتی ہوگی درست راستہ یہی ہے کہ لالچ
ایں پسر گردِ طمع نگردی و فرشِ وَلَعْ در نوردی کہ منصبِ قضا پایگاہے
میں اس لڑکے کے چکر نہ کاٹیں اور حرص کا بوریا بستر لپیٹ دیں اس لئے کہ قضا کا عہدہ ایک بلند
منیع ست تا بہ گناہے شنیع ملوث نہ گردی و حریف ایں ست کہ
مقام ہے تاکہ آپ کسی بُرے گناہ میں ملوث نہ ہو جائیں اور دوست یہ ہے جو

---

[1] خیانت۔ یہاں بدعہدی اور نمک حرامی کے معنی میں لایا گیا ہے ۱۲

دیدی وسخن ایں کہ شنیدی **مثنوی**
آپ نے دیکھ لیا اور باتیں یہ ہیں جو آپ نے سن لیں

یکے کردہ بے آبروئے بسے | چہ غم دارد از آبروئے کسے
جس نے خود بے آبروئی کی ہو | اس کو کسی کی آبرو کا کیا رنج ہوگا

بسا نامِ نیکوئے پنجاہ سال | کہ یک نامِ زشتش کند پائمال
بسا اوقات پچاس سالہ نیک نامی کو | ایک بدنامی تباہ کر دیتی ہے

قاضی را نصیحتِ یاران یک دل پسند آمد و بر حسنِ رائے قوم آفریں
قاضی کو مخلص دوستوں کی نصیحت پسند آئی اور قوم کی رائے کی خوبی پر تعریف

خواند و گفت نظرِ عزیزاں در مصلحتِ حال من عین صواب ست و مسئلہ
کی اور بولا کر دوستوں کی نظر میری حالت کے سدھارنے میں بالکل درست ہے اور بے جواب

بے جواب ولیکن **شعر**
بات لیکن

ولو انّ حبًّا بالملامِ یزول | لسمعت افکا یفتریہ عدول
اور اگر محبت ملامت کرنے سے چلی جاتی | تو میں وہ جھوٹ بھی سننا گوارہ کرتا جو کوئی نیک آدمی بولے

شعر

نصیحت کن مرا چندانکہ خواہی | کہ نتواں شستن از زنگی سیاہی
تو مجھے جس قدر چاہے نصیحت کر | اس لئے کہ حبشی سے سیاہی نہیں دھوئی جاسکتی ہے

فرد

از یادِ تو غافل نتواں کرد بہیچم | سر کوفتہ مارم نتوانم کہ بپیچم[1]
مجھے تیری یاد سے کسی طرح غافل نہیں کیا جاسکتا | میں سر کچلا ہوا سانپ ہوں بل نہیں کھا سکتا ہوں

ایں بگفت و کسے چند بہ تفحصِ حالِ او برانگیخت و نعمتِ بیکراں بر بخت
یہ کہا اور چند آدمیوں کو اس کے احوال کی جستجو کے لئے روانہ کر دیا اور بے اندازہ دولت لٹائی

---

[1] یعنی حرکت نہیں کر سکتا ۱۲

وگفتہ اند ہر کرا زر در ترازو ست زور در بازو ست شعر
اور لوگوں نے کہا ہے جس کی ترازو میں روپیہ ہے اس کے بازو میں زور ہے

ہر کہ زر دید سر فرود آورد | ور ترازوئے آہنین دوش ست
جس نے روپیہ دیکھا سر نیچے جھکا لیا | اگرچہ لوہے کی ڈنڈی والی ترازو ہو

فی الجملہ شبے خلوتے میسر شد وہم دراں شب شحنہ را خبر شد قاضی ہمہ
خلاصہ یہ کہ ایک رات تنہائی میسر آگئی اور اسی شب میں کوتوال کو بھی خبر ہوگئی قاضی کی تمام

شب شراب در سر و شاہد در بر از تنعم نہ خفتے و بہ ترنم گفتے نظم
رات اس حالت میں گزری کہ سر میں شراب کا نشہ اور بغل میں معشوق عیش پرستی کی وجہ سے نہ سوتا اور گنگناتا

امشب مگر بوقت نمیخواند ایں خروس | عشاق بس نکردہ ہنوز از کنار و بوس
شاید آج کی رات مرغ وقت پر اذان نہیں دی | عاشقوں نے تو ابھی بغلگیر ہونے اور بوسہ لینے سے بس نہیں کیا

یکدم کہ چشم فتنہ بخفت ست زینہار | بیدار باش تا نرود عمر بر فسوس
اس تھوڑی دیر کیلئے کہ فتنہ سویا ہوا ہے خبردار | تو بیدار رہنا تاکہ عمر افسوس کرتے نہ گزرے

تا نشنوی ز مسجد آدینہ بانگ صبح | یا از در سرائے اتابک غریو کوس
جب تک جامع سے صبح کی اذان تو نہ سن لے | یا اتابک کے دروازہ کے نقارے کا شور نہ سن لے

لب از لب چو چشم خروس ابلہی بود | برداشتن بگفتن بیہودہ خروس
مرغ کی آنکھ کی طرح ہونٹ کو ہونٹ سے جدا کرنا بیوقوفی ہوگا۔ مرغ کے فضول چلانے کی وجہ سے

قاضی دریں حالت بود کہ یکے از خدمتگاراں درآمد و گفت چہ نشستہ
قاضی اسی حالت میں تھا کہ ایک خدمتگار اندر آیا اور بولا کیا بیٹھا ہے

خیز و تا پای داری گریز کہ حسوداں بر تو دقے گرفتہ اند بلکہ حقے گفتہ اند تا
اٹھ اور جب تک موقع ہے بھاگ نکل کہ حاسدوں نے تیری چغلی کھائی ہے بلکہ صحیح کہا ہے تاکہ

مگر آتش فتنہ کہ ہنوز اندک ست باب تدبیر فرو نشانیم مبادا کہ فردا
آتش فتنہ جو ابھی تھوڑی ہے شاید تدبیر کے پانی سے ہم بجھا دیں ایسا نہ ہو کہ کل کو

سلہ غریو کوس یعنی نقارہ کا شور جس سے وہ نوبت مراد ہے جو پنجوقتہ بادشاہوں کے دروازے پر بجائی جاتی تھی ۱۲ سلہ یعنی جیسے مرغ کی آنکھ کا پپوٹا پپوٹے سے جدا ہو گیا ہے۔ اس طرح تجھ کو لب معشوق سے لب جدا نہ کرنا چاہیئے اور مرغ کی فضول اور لایعنی بانگ کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہیئے ۱۲

چوں بالا گیرد عالمے فراگیرد قاضی بہ تبسم درو نظر کرد و گفت **قطعہ**
جب بڑھ جائے تو جہان کو گھیر لے قاضی نے مسکرا کر اُسے دیکھا اور کہا

پنجہ در صید بردہ ضیغم را | چہ تفاوت اگر شغال آید
شکار کو دبائے ہوئے شیر کے لئے | کیا فرق پڑتا ہے اگر گیدڑ آجائے

روی در روئے دوست کن بگذار | تا عدو پشت دست می خاید
دوست کے آمنے سامنے بیٹھ اور | تاکہ دشمن اپنے ہاتھ کی پشت چبائے

ملک را ہم دراں شب آگہی دادند کہ در ملک تو چنیں منکرے حادث شدہ
بادشاہ کو اسی رات کو مطلع کیا کہ تیرے ملک میں اسقدر برا کام ہوا
است چہ فرمائی ملک گفت من او را از فضلائے عصر می دانم و یگانہ
ہے کیا حکم ہے بادشاہ نے کہا میں اُس کو موجودہ زمانہ کے بہت بڑے فاضلوں میں سمجھتا ہوں
روزگار می شمارم باشد کہ معانداں در حق وے خوضے کردہ اند پس ایں
اور اس زمانہ کا یکتا شمار کرتا ہوں ہو سکتا ہے کہ دشمنوں نے اُس کے بارے میں سازش کی ہو پس یہ
سخن در سمع قبول من نیاید مگر آنگہ معاینت گردد کہ حکیماں گفتہ اند
بات میرے قبولیت کے کان میں نہیں آتی ہے مگر جب کہ آنکھ کے سامنے آجائے اس لئے کہ عقلمندوں نے کہا ہے

شعر

بہ تندی سبک دست بردن بہ تیغ | بدنداں گزد پشت دست دریغ
غصہ میں جلدی سے تلوار پر ہاتھ ڈالنا | ہاتھ کی پشت افسوس کے ساتھ دانتوں میں کاٹتا ہے

شنیدم کہ سحرگاہ با تنے چند خاصان بہ بالین قاضی آمد شمع را دید استادہ
میں نے سنا کہ صبح کے وقت چند مخصوص آدمیوں کو لے کر قاضی کے سرہانے آیا شمع کو جلتے،
و شاہد نشستہ و مے ریختہ و قدح شکستہ و قاضی در خواب مستی بے خبر از
معشوق کو بیٹھے، شراب کو گرا ہوا جام ٹوٹا ہوا دیکھا قاضی مستی کی نیند میں عالم وجود
ملک ہستی بہ لطف اندک اندک بیدارش کرد کہ خیز کہ آفتاب برآمد قاضی
سے بے خبر تھا نرمی سے اُس کو آہستہ آہستہ بیدار کیا کہ اُٹھ سورج نکل آیا قاضی

---

[1] غصہ کی حالت یا رنج اور افسوس میں ہاتھ چبانا ایک قدیمی عادت ہے ۱۲ [2] منکر سے مراد بُرا کام ہے ۱۲

دریافت کہ حال چیست گفت ازکدام جانب برآمد سلطان را عجب آمد
سمجھ گیا کہ معاملہ کیا ہے بولا کہ کس طرف سے نکلا ہے بادشاہ کو تعجب ہوا

گفت از جانبِ مشرق چنانکہ معہود ست گفت الحمد للہ کہ ہنوز
کہا مشرق کی طرف سے جیسا کہ نکلا کرتا ہے قاضی نے کہا خدا کا شکر ہے کہ ابھی

در توبہ ہمچناں باز ست بحکم حدیث لَا یُغْلَقُ بَابُ التَّوْبَةِ عَلَى الْعِبَادِ
توبہ کا دروازہ اسی طرح کھلا ہوا ہے اسلئے کہ حدیث میں آیا ہے بندوں پر توبہ کا دروازہ بند نہ کیا جائے گا

حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا اَسْتَغْفِرُكَ اللّٰهُمَّ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ قطعہ
جب تک کہ سورج اپنی مغرب سے نہ طلوع کرے اے اللہ میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں

اے دو چیزم بر گنہ انگیختند
اے بادشاہ دو چیزوں نے مجھے گناہ پر آمادہ کیا

بختِ نافرجام و عقلِ ناتمام
نامبارک مقدر نے اور ناقص عقل نے

گر گرفتارم کنی مستوجبم
اگر تو مجھے گرفتار کرے تو میں اس کا مستحق ہوں

ور بہ بخشی عفو بہتر ز انتقام
اور اگر معاف کردے تو معاف کرنا بدلہ لینے سے بہتر ہے

ملک گفت توبہ دریں حالت کہ بر جزائے گناہ خویش اطلاع یافتی سودے
بادشاہ نے کہا اب جبکہ تیرے گناہ کی سزا سامنے ہے توبہ کچھ مفید نہیں

نہ کند فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قطعہ
ہوتی پس نہیں تھا کہ ان کا ایمان ان کو کچھ فائدہ پہونچاتا جبکہ انھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔

چہ سود از دزدی آنگہ توبہ کردن
چوری سے اس وقت توبہ کرنے سے کیا فائدہ

کہ نتوانی کمند انداخت بر کاخ
جبکہ قلعہ پر کمند بھی نہ پھینک سکے

بلند از میوہ گو کوتاہ کن دست
بلند قد والے سے کہو کہ پھل سے ہاتھ نیچے رکھے

کہ کوتہ خود ندارد دست بر شاخ
کیونکہ کوتہ قد کا خود ہی ہاتھ ڈالی تک نہیں جاسکتا

ترا با وجود چنیں منکرے کہ ظاہر شد سبیل خلاص صورت نہ بندد ایں
اس قدر برائی کے ہوتے ہوئے جو کھل گئی ہے تیرے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں بنتی ہے بادشاہ نے

بگفت و موکلان عقوبت در وے آویختند گفت مرا در خدمتِ
یہ کہا اور سزا دینے والے اس کو چمٹ گئے اُس نے کہا مجھے بادشاہ کی خدمت

سلطان یک سخن باقی ست ملک بشنید و گفت آں چیست گفت قطعہ
میں ایک بات کہنا باقی ہے بادشاہ نے سنا بولا کہ وہ کیا ہے اُس نے کہا

باآستین ملالے کہ برمن افشانی | طمع مدار کہ از دامنت بدارم دست
اُس ملال کی آستین کے باوجود جو تو نے مجھ پر جھاڑی | خیال نہ کر کہ میں تیرا دامن ہاتھ سے چھوڑ دونگا
اگر خلاص محال ست زیں گنہ کہ مراست | بداں کرم کہ تو داری امیدواری ہست
اگر میری اس گناہ سے خلاصی ناممکن ہے | تو اس کرم سے جو تجھ میں ہے امیدواری ہے

ملک گفت ایں لطیفۂ بدیع آوردی وایں نکتۂ غریب گفتی ولیکن محالِ
بادشاہ نے کہا یہ نادر لطیفہ تو نے بیان کیا اور تو نے یہ نیا نکتہ کہا لیکن عقل و
عقل ست وخلافِ نقل کہ ترا فضل و بلاغت امروز از چنگِ عقوبتِ من
نقل کے بالکل خلاف ہے کہ بڑائی اور فصاحت آج میرے سزا کے پنجے سے تجھے
رہائی دہد مصلحت آن بینم کہ ترا از قلعہ بزیر اندازم تا دیگراں نصیحت پذیرند و
چھڑا دے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ تجھے قلعہ کے اوپر سے پھنکوا دوں تاکہ دوسروں کو نصیحت ہو اور
عبرت گیرند گفت اے خداوندِ جہاں پروردۂ نعمت ایں خاندانم وایں جرم
عبرت پکڑیں اُس نے کہا اے شاہ عالم میں اُس خاندان کا پروردۂ نعمت ہوں اور یہ جرم
تنہا درجہاں نہ من کردہ ام دیگرے را بینداز تا من عبرت گیرم ملک را
زمانہ میں صرف میں نے ہی نہیں کیا ہے تو کسی دوسرے کو پھنکوا دے تاکہ میں عبرت پکڑوں بادشاہ کو ہنسی
خندہ گرفت و بہ عفو از سرِ جرم او برخاست و متعنتان را کہ اشارت بہ کشتنِ
آگئی اور معافی دے کر اُس کے جرم سے درگذر کی اور ان نکتہ چینوں سے جو اس کے قتل کا مشورہ
او ہمی کردند گفت
دے رہے تھے بولا

شعر

ہمہ حمّال عیب خویشتنید | طعنہ بر عیب دیگراں مزنید
تم سب اپنے عیب کے اُٹھانے والے ہو | دوسروں کے عیب پر طعنہ زنی نہ کرو

حکایت منظوم

جوانے پاک باز و پاک رو بود | کہ با پاکیزہ روے در گرد بود
ایک نوجوان نیک اور حسین تھا | جو کسی حسین کی محبت میں پھنس گیا تھا

لہ بسبب اُس آستین ملول کے جو تو میرے اوپر جھاڑتا ہے ۱۲

چنیں خواندم کہ در دریائے اعظم
میں نے اس طرح پڑھا ہے کہ ایک بڑے دریا میں
بہ گردابے درافتادند باہم
دونوں ایک بھنور میں پھنس گئے

چو ملّاح آمدش تا دست گیرد
جب ملاح اس کے پاس پہونچا تا کہ اسکی دستگیری کرے
مبادا کاندراں حالت بمیرد
ایسا نہ ہو کہ اسی حالت میں مرجائے

ہمی گفت از میان موج تشویر[1]
اشاروں سے موج میں سے کہہ رہا تھا
مرا بگذار و دستِ یارِ من گیر
مجھے چھوڑ دے اور میرے یار کی دستگیری کر

دریں گفتن جہانے بروے آشفت
اس کہنے سے اُس پر بہت سے لوگ بگڑے
شنیدندش کہ جاں میداد و میگفت
لوگوں نے سنا کہ وہ جان دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا

حدیث عشق زاں بطّال منیوش
عشق کی کہانی اُس جھوٹے سے نہ سن
کہ در سختی کند یاری فراموش
جو مصیبت میں دوستی بھلا دے

چنیں کردند یاراں زندگانی
دوستوں نے اس طرح زندگی گزاری
ز کار افتادہ بشنو تا بدانی
تجربہ کار سے سن لے تا کہ تجھے پتہ چلے

کہ سعدی راہ و رسم عشق بازی
اس لئے کہ سعدی عشق بازی کی راہ و رسم کو
چناں داند کہ در بغداد تازی
اس طرح جانتا ہے جیسا کہ بغداد میں عربی زبان

دل آرامے[2] کہ داری دل درو بند
جو تیرا معشوق ہو اس سے دل لگا
دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند
پھر تمام دنیا سے آنکھیں بند کر لے

اگر مجنون و لیلےٰ زندہ گشتے
اگر مجنوں اور لیلےٰ زندہ ہوتے
حدیث عشق ازیں دفتر[3] نوشتے
تو عشق کا قصہ اس دفتر سے لکھتے

بابِ ششم در ضعفِ پیری

چھٹا باب بڑھاپے کے ضعف کے بیان میں

حکایت با طائفۂ دانشمنداں در جامع دمشق بحثے ہمی کردم کہ جوانے
عقلمندوں کی ایک جماعت کے ساتھ دمشق کی جامع مسجد میں میں ایک بحث کر رہا تھا کہ ایک جوان

[1] موج تشویر یعنی اشاروں سے کہہ رہا تھا یہ اس لئے کہ ڈوبنے والا آدمی مُنہ سے بات نہیں کر سکتا ۱۲ [2] مراد ہے عشق الٰہی سے ۱۲ [3] اس دفتر سے مراد گلستان کا باب پنجم ہے ۱۲

در آمد و گفت دریں میاں کسے ہست کہ زبانِ پارسی داند اشارت بمن
آیا اور کہنے لگا کہ اس مجمع میں کوئی ہے کہ جو فارسی زبان جانتا ہو سب نے میری طرف

کردند گفتمش خیرست گفت پیرے صد و پنجاہ سالہ در حالتِ نزع ست
اشارہ کیا میں نے اس سے کہا خیر تو ہے اس نے کہا کہ ایک ڈیڑھ سو سالہ بوڑھا نزع کی حالت میں ہے

و زبانِ عجم چیزے ہمی گوید و مفہومِ ما نمی گردد اگر بہ کرم رنجہ شوی مزد یابی
اور فارسی زبان میں کچھ کہہ رہا ہے اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا اگر کرم کرکے تکلیف فرمائیں تو اجر ملے

باشد کہ وصیتے ہمی کند چوں بہ بالینش فراز آمدم ایں بیت می گفت
شاید وہ کوئی وصیت کر رہا ہے جب میں اس کے سرہانے پہونچا یہ شعر پڑھ رہا تھا

قطعہ

دمے چند گفتم بر آرم بکام | دریغا کہ بگرفت راہِ نفس
میں نے کہا کہ عیش کے ساتھ چند سانس لے لوں | افسوس کہ سانس کی نالی بند ہو گئی

دریغا کہ بر خوانِ الوانِ عمر | دمے چند خوردیم و گفتند بس
افسوس کہ زندگی کے طرح طرح کے کھانوں کے دسترخوان | چند لقمے کھائے تھے کہ بس کرد کہدیا

معانیٔ ایں سخن بزبانِ عربی با شامیاں ہمی گفتم و تعجب ہمی کردند از عمرِ
اس کلام کے معنی عربی زبان میں میں شامیوں سے بیان کر رہا تھا اور وہ تعجب کر رہے تھے اسکی لمبی

دراز و تاسفِ او ہمچناں بر حیاتِ دنیا گفتم چگونہ دریں حالت گفت چہ گویم
عمر اور اس طرح دنیا کی زندگانی پر اس کے افسوس کرنے سے میں نے اس سے کہا اس حالت میں تمہارا کیا حال ہے اسنے کہا میں کیا بتاؤں

قطعہ

ندیدۂ کہ چہ سختی رسد بجانِ کسے | کہ از دہانش بدر میکنند دندانے
کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اس شخص کی جان پر کیا سختی ہوتی ہے | جس کے منہ میں سے ایک دانت نکالتے ہیں

قیاس کن کہ چہ حالت بود دراں ساعت | کہ از وجودِ عزیزش بدر رود جانے
تو قیاس کرلے کہ اس وقت کیا حالت ہو گی | کہ اس کے پیارے جسم سے جان نکل رہی ہو

گفتم تصورِ مرگ از خیال بدر کن و وہم را بر مزاج مستولی مگرداں
میں نے اس سے کہا مرنے کا خیال دل سے نکال دے اور وہم کو مزاج پر غالب نہ کر

کہ فیلسوفانِ یونان گفتہ اند مزاج اگرچہ مستقیم بود اعتمادِ بقا را نشاید و مرض اگرچہ
اس لئے کہ یونان کے فلسفیوں نے کہا ہے مزاج اگرچہ درست ہو تو بھی زندگی بھروسہ کے قابل نہیں اور مرض

ہائل بود دلالت کلی بر ہلاک نکند اگر فرمائی طبیبے را بخوانیم تا معالجت کند
اگرچہ خوفناک ہو وہ مرنے پر پوری دلالت نہیں کرتا ہے اگر تو کہے تو کسی طبیب کو بلائیں تاکہ وہ علاج کرے
دیدہ برکرد و بخندید و گفت مثنوی
اُس نے نگاہ اٹھائی اور ہنسا اور کہا

دست برہم زند طبیبِ ظریف
ہوشیار طبیب ابھی ہاتھ ملتا ہے
چوں خرف بیند او فتادہ حریف
جب بوڑھے دوست کو بے عقل پڑا ہوا دیکھتا ہو
خواجہ دربندِ نقشِ ایوان ست
مالک مکان پر نقش و نگار کرانے کی فکر میں ہے
خانہ از پای بست ویران ست
گھر بنیاد کی طرف سے ویران ہو رہا ہے
پیر مردے بنزع می نالید
ایک بوڑھا جانکنی کی حالت میں رو رہا تھا
پیر زن صندلش ہمی مالید
بڑھیا اُس کے صندل ہی مل رہی تھی
چوں مخبّط شد اعتدالِ مزاج
جب مزاج کی ہمواری درہم برہم ہو جائے
نہ عزیمت اثر کند نہ علاج
نہ تعویذ اثر کرتا ہے نہ علاج

حکایت (۲) پیرے را حکایت کنند کہ دخترے خواستہ بود و حجرہ بگل
ایک بڈھے کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے ایک لڑکی سے نکاح کیا تھا اور حجرہ کو
آراستہ و بہ خلوت با او نشستہ و دیدہ و دل در و بستہ شبہائے دراز نہ
مٹی سے لپوایا تھا اور تنہائی میں اُس کے ساتھ بیٹھا تھا اور آنکھ اور دل اس سے وابستہ کئے ہوئے تھا لمبی راتوں میں نہ
خفتے و بذلہ ہا و لطیفہا گفتے باشد کہ وحشت و نفرت نگیرد و موانست
سوتا اور مزیدار باتیں اور لطیفے سناتا رہتا تاکہ اس لڑکی کو وحشت اور نفرت نہ ہو اور مانوس ہو جائے
پذیرد و از اں جملہ شبے می گفت بختِ بلندت یار بود و چشمِ دولت
منجملہ اور باتوں کے ایک رات کو بولا تیرا بلند نصیبہ یار تھا اور دولت کی آنکھ
بیدار کہ بہ صحبتِ پیرے فتادی پختہ پروردہ جہاں دیدہ آرمیدہ و
جاگ رہی تھی کہ تو بوڑھے کی صحبت میں آ گئی جو پختہ پلا پلایا، جہاں کو دیکھے ہوئے آرام اٹھائے ہوئے اور
سرد و گرم کشیدہ نیک و بد آزمودہ کہ حقوقِ صحبت بداند و شرطِ
سرد و گرم ہوئے نیک و بد کو آزمائے ہوئے جو کہ دوستی کے حقوق جانتا ہے اور محبت کی
مودّت بجا آورد مشفق مہربان خوش طبع شیریں زبان
شرط پوری کرتا ہے مشفق، مہربان، خوش مزاج، شیریں زبان ہے

مثنوی

تا توانم دلت بدست آرم | وَر بیازاریم نیازارم
جب تک ہو سکے گا تیری دل داری کروں گا | اور اگر تو مجھے ستائے گی تو میں نہ ستاؤں گا

ور چو طوطی بود شکر خورشت | جان بشیریں فدائے پرورشت
اور اگر تو طوطی کی طرح تیری خوراک شکر ہوگی | تو تیری پرورش میں میٹھی جان قربان کر دونگا

نہ گرفتار آمدی بدستِ جوانے معجب خیرہ رائے سر تیزے سبکپائے
تو کسی جوان کے پلے نہ پڑی جو متکبر، بدعقل، لڑاکا، غیر مستقل مزاج ہوتا

کہ ہر دم ہوسے پزد و ہر لحظہ رائے زند و ہر شب جائے خسپد و
کہ ہردم ایک ہوس پکاتا اور ہر لحظہ ایک رائے قائم کرتا اور ہر شب ایک نئی جگہ سوتا اور

ہر روز یارے گیرد
ہر دن ایک نیا دوست بناتا

قطعہ

جواناں خرم اند و خوب رخسار | ولیکن در وفا باکس نپایند
جوان اچھے ہیں اور خوب رو | لیکن وفاداری میں کسی کے پابند نہیں ہیں

وفاداری مدار از بلبلاں چشم | کہ ہر دم بر گلے دیگر سرایند
بلبلوں سے وفاداری کی امید نہ رکھ | اس لئے کہ ہر لحظہ ایک دوسرے پھول پر چہکتے ہیں

اما طائفہ پیراں کہ بہ عقل و ادب زندگانی کنند نہ بمقتضائے جہل و جوانی
لیکن بوڑھوں کا گروہ عقل اور تمیز سے زندگانی بسر کرتا ہے نہ کہ جہالت اور جوانی کے تقاضوں کے مطابق

فرد

ز خود بہتر جوے و فرصت شمار | کہ با چوں خودے گم کنی روزگار
اپنے سے بہتر کی تلاش کر اور غنیمت جان | اس لئے کہ اپنے جیسے کے ساتھ تو عمر برباد کردیگا

گفت چنداں بریں نمط بگفتم کہ گماں بردم کہ دلش در قیدِ من آمد و صید
اس بوڑھے نے کہا کہ اس طرح کی باتیں میں نے اسقدر کہیں کہ میں سمجھا اس کا دل میرے قابو میں آگیا اور میرا

من شد ناگہ نفسے سرد از دل پُردرد برآورد و گفت چندیں سخن کہ
شکار ہوگیا۔ اچانک اس نے پُردرد دل سے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور کہا جسقدر باتیں تو نے

بہ گفتی در ترازوے عقل من وزن آں یک سخن ندارد کہ وقتے از قابلہ خویش
کہی ہیں میری عقل کی ترازو میں ان کا وزن اس ایک بات کی برابر بھی نہیں ہے جو ایک وقت میں نے اپنی دایہ سے

شنیدہ ام کہ گفت زن جوان را اگر تیرے در پہلو نشیند بہ از آنکہ پیرے شعر
سنی ہے اس نے کہا جوان عورت کے پہلو میں اگر تیر آ لگے وہ اس سے بہتر ہے کہ بوڑھا آکر بیٹھے

لَمَّا رَأَتْ بَيْنَ يَدَيْ بَعْلِهَا | شَيْئًا كَارْخَى شَفَةِ الصَّائِمِ
جب اُس نے شوہر کے اگلے حصہ میں ایک ایسی | چیز دیکھی جیسا کہ روزہ دار کا لٹکا ہوا ہونٹ

تَقُولُ هٰذَا مَعَهُ مَيِّتٌ | وَإِنَّمَا الرُّقْيَةُ لِلنَّائِمِ
تو بولی یہ تو اُس کے پاس ایک مردہ ہے | اور منتر تو سوئے ہوئے پر کام کرتا ہے

رُباعی

زن کز بر مرد بے رضا برخیزد | بس فتنہ و جنگ ازاں سرا برخیزد
وہ عورت جو مرد کے پہلو سے ناخوش اُٹھے | بہت فتنہ اور لڑائی اس گھر میں پیدا ہو

پیرے کہ ز جائے خویش نتواند خاست | اِلّا بعصا کیش عصا برخیزد
وہ بوڑھا جو اپنی جگہ سے نہیں اُٹھ سکتا | مگر لاٹھی کے سہارے اُسکے عضو میں کب خیزش ہو سکتی ہے

فی الجملہ امکان موافقت نبود بمفارقت انجامید چوں مدّت عدّت برآمد
خلاصہ یہ کہ موافقت کا امکان نہ تھا جدائی کی نوبت پہونچی جب عدّت کا زمانہ ختم ہوا

عقد نکاحش بستند با جوانے تند ترش روی تہی دست بدخوی جور و جفا
اُس کا نکاح ایک جوان غصہ ور، بد مزاج، مفلس، بد عادت کے ساتھ کر دیا ظلم و ستم

کشیدے و رنج و عنا دیدے و شکر نعمت حق ہمچناں گفتے الحمد للہ
برداشت کرتی اور رنج و مصیبت سہتی اور اللہ کی نعمت کا شکر اس طور پر کرتی کہ الحمد للہ

کہ ازاں عذاب الیم برہیدم و بدیں نعیم مقیم برسیدم قطعہ
اُس دردناک عذاب سے میں چھوٹ گئی اور اس دائمی نعمت میں پہونچ گئی

روئے زیبا و جامۂ دیبا | صندل و عود و رنگ و بوی و ہوس
حسین چہرہ اور دیبا کا لباس | صندل اور اگر اور رنگ و بو اور ہوس

ایں ہمہ زینت زناں باشد | مرد را کیر و خایہ زینت و بس
یہ سب چیزیں عورتوں کی زینتیں ہیں | مرد کے لئے محض اس کا عضو مخصوص اور خصیہ زینت ہے

فرد

باایں ہمہ جور و تند خوئی
اس ظلم و بد مزاجی کے باوجود

نازت بکشم کہ خوب روئی
میں تیرا ناز اٹھاؤں گی اس لئے کہ تو خوبصورت ہے

قطعہ

باتو مرا سوختن اندر عذاب
مجھے تیرے ساتھ عذاب میں جلنا

بہ کہ شدن با دگرے در بہشت
دوسرے کے ساتھ بہشت میں جانے سے بہتر ہے

بوئے پیاز از دہن خوبروی
خوبصورت کے منہ سے پیاز کی بد بو

بہ بہ حقیقت کہ گل از دست زشت
حقیقت میں بدصورت کے ہاتھ کے پھول سے بہتر ہے

حکایت [۱۳] مہمانِ پیرے بودم در دیارِ بکر[۱] کہ مال فراواں داشت و فرزندے
میں دیار بکر میں ایک بڈھے کا مہمان تھا جس کے پاس بے انتہا دولت تھی اور ایک

خوبروی شبے حکایت کرد کہ مرا در عمر خویش بجز ایں فرزند نبودہ است درختے
خوبصورت لڑکا ایک رات کہنے لگا کہ میرے عمر بھر اس لڑکے کے علاوہ کچھ نہ ہوا ہے اس جنگل

دریں وادی زیارت گاہ است کہ مرداں بحاجت خواستن آنجا روند و
میں ایک درخت زیارت گاہ ہے لوگ اپنی منتیں مانگنے وہاں جاتے ہیں اور

شبہائے دراز در پائے آں درخت بخدا نالیدہ ام تا مرا ایں فرزند
میں بہت لمبی لمبی راتوں میں اس درخت کے نیچے خدا کے سامنے رویا ہوں تب مجھے یہ فرزند

بخشیدہ است شنیدم کہ پسر با رفیقاں آہستہ می گفت چہ بودے اگر من
عنایت ہوا ہے میں نے سنا کہ لڑکا دوستوں سے چپکے سے کہہ رہا تھا کیا عمدہ بات ہوتی اگر میں

آں درخت را بدانستمے کہ کجاست تا دعا کردمے کہ پدرم بمردے
جان جاتا کہ وہ درخت کس جگہ پر ہے تاکہ میں جاکر دعا کرتا کہ میرا باپ مرجائے

حکمت خواجہ شادی کناں کہ فرزندم عاقل ست و پسر طعنہ
بوڑھا خوشیاں مناتا ہے کہ میرا لڑکا سمجھ دار ہے اور لڑکا طعنہ زنی

---

[۱] دیار بکر ایک شہر کا نام جو روم اور عراق عرب کے درمیان واقع ہے ۱۲

زناں کہ پدرم فرتوت ست
کرتا ہے کہ میرا باپ سٹھیا گیا ہے

قطعہ

سالہا بر تو بگذرد کہ گذار
سالوں تجھے گذر جاتے ہیں کہ تو
نہ کنی سوئے تربت پدرت
باپ کی قبر کے پاس سے بھی نہیں گذرتا

تو بجائے پدر چہ کردی خیر
تو نے اپنے باپ کے ساتھ کیا بھلائی کی ہے
تا ہماں چشم داری از پسرت
کہ تو اولاد سے اس کی تمنا کرتا ہے

حکایت (۳) روزے بغرور جوانی سخت رانده بودم و شبانگہ بہ
ایک دن جوانی کے گھمنڈ میں میں تیز چلا تھا رات کو ایک پشتہ کی
پای گریوه سست مانده پیر مردے ضعیف از پس کارواں ہمی آمد
جڑ میں سست پڑا تھا ایک کمزور بوڑھا قافلہ کے پیچھے آرہا تھا
گفت چہ خسپی کہ نہ جائے خفتن است گفتم چوں روم کہ نہ پائے
کہنے لگا کیا سویا پڑا ہے یہ سونے کی جگہ نہیں ہے میں نے کہا کیسے چلوں پیر چلنے کے
رفتن ست گفت ایں نشنیدی کہ صاحبدلاں گفتہ اند رفتن و نشستن بہ
قابل نہیں ہیں اس نے کہا کیا تو نے نہیں سنا کہ عقلمندوں نے کہا ہے چلنا اور بیٹھ جانا
کہ دویدن و گسستن
دوڑنے اور سفر چھوڑ بیٹھنے سے بہتر ہے

قطعہ

اے کہ مشتاق منزلی مشتاب
اے وہ کہ منزل پر پہنچنے کا مشتاق ہے جلدی نہ کر
پند من کار بند و صبر آموز
میری نصیحت پر عمل کر اور صبر کرنا سیکھ

اسپ تازی دو تگ رود بشتاب
تازی گھوڑا دو دوڑیں تیز دوڑتا ہے
اشتر آہستہ میرود شب و روز
اونٹ آہستہ آہستہ دن رات چلتا رہتا ہے

حکایت (۵) جوانے چست لطیف خنداں شیریں زباں در حلقہ عشرت
ایک جوان، چست، پاکیزہ، ہنس مکھ، شیریں زبان ہماری عیش و عشرت کی
ما بود کہ در دلش ہیچ نوع غم نیامدے ولب از خندہ فراہم نیامدے روز گارے برآمد
مجلس میں تھا کہ اس کے دل میں کسی طرح کا غم نہ آتا تھا اور ہونٹ ہنسی سے نہ رکتے تھے ایک زمانہ گذر گیا
کہ اتفاق ملاقات نیفتاد بعد ازاں دیدمش زن خواستہ و فرزند خاستہ
کہ ملاقات کا اتفاق نہ ہوا اس کے بعد میں نے اس کو دیکھا اس نے شادی کرلی تھی اور بچہ پیدا ہو گیا تھا

وبیخ نشاطش بریده وگل رویش پژمریده پرسیدمش چگونه و چه حالت ست
اور اُس کی خوشی کی جڑ کٹ گئی تھی اور اس کے چہرہ کا گلاب مرجھا گیا تھا میں نے اس سے پوچھا کیسا ہے اور کیا حالت ہے

گفت تا کودکاں بیاوردم دگر کودکی نہ کردم **شعر**
بولا جب سے بچے ہوگئے ہیں اس وقت سے میرا بچپن جاتا رہا

مَاذَا الصِّبىٰ وَالشَّيْبُ غَيَّرَ لِمَّتِیْ | وَكَفٰى بِتَغْيِيْرِ الزَّمَانِ نَذِيْرًا
اب بچپن کیا بڑھاپے نے زلفوں کا رنگ پلٹ دیا | زمانے کی تبدیلی ڈرانے کے لئے کافی ہے

فرد

چوں پیر شدی ز کودکی دست بدار | بازی و ظرافت بجوانان بگذار
جب تو بوڑھا ہوگیا بچپن چھوڑ، | کھیل کود اور مذاق جوانوں کے لئے چھوڑ

مثنوی

طربِ نوجواں ز پیر مجوی | کہ دگر نایدآبِ رفتہ بجوی
نوجوان کی مستی بوڑھے میں نہ ڈھونڈ | کیونکہ بہا ہوا پانی پھر ندی میں واپس نہیں آتا
زرع را چوں رسید وقت درو | نخرامد چنانکہ سبزہ نو
جب کھیتی کے کٹنے کا وقت آگیا | وہ نئے سبزہ کی طرح نہیں لہلہاتی ہے

قطعہ

دورِ جوانی بشد از دستِ من | آہ و دریغ آں زمنِ دل فروز
جوانی کا زمانہ میرے ہاتھ سے چلا گیا | ہائے افسوس وہ دل روشن کرنے والا زمانہ
قوتِ سر پنجہ شیری برفت | راضیم اکنوں بہ پنیرے چو یوز[1]
شیر کے سے پنجہ کی قوت جاتی رہی | اب میں چیتے کی طرح پنیر ہی پر راضی ہوں
پیر زنے موی سیہ کردہ بود | گفتمش اے مامک دیرینہ روز
ایک بڑھیا نے بال سیاہ کئے تھے | میں نے اُس سے کہا اے بوڑھی اماں

---

[1] راضیم اکنوں یعنی جب تیندوے یا چیتے کا شکار ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو وہ بہت غضبناک ہوتا ہے تو اُس کو پنیر کھلاتے ہیں کہ اُس کو چاٹ کر اس کا غصہ جاتا رہتا ہے ۱۲

موی بہ تلبیس سیہ کردہ گیر | راست نخواہد شدن این پشت کوژ
مانا کہ تونے مکاری سے بال سیہ کرلئے ہیں | لیکن یہ ٹیڑھی کمر سیدھی نہ ہوسکے گی

حکایت (۲) وقتے بہ جہل جوانی بانگ برمادر زدم دل آزردہ بہ کنجے
ایک دفعہ جوانی کی جہالت میں میں ماں پر چیخ پڑا رنجیدہ دل ہوکر ایک گوشے میں
بنشست و گریاں ہمی گفت مگر خوردی فراموش کردی کہ درشتی می کنی
بیٹھ گئی اور روتے ہوئے کہہ رہی تھی شاید تو اپنا بچپن بھول گیا کہ سختی سے پیش آرہا ہے

قطعہ

چہ خوش گفت زالے بفرزند خویش | چو دیدش پلنگ افگن و پیلتن
ایک بڑھیا نے اپنے لڑکے سے کیسی اچھی بات کہی | جب اسکو چیتے کو پچھاڑنے والا اور ہاتھی کے سے جسم دیکھا
گر از عہد خردیت یاد آمدے | کہ بیچارہ بودی در آغوش من
اگر تجھے اپنا بچپن یاد آتا | جب کہ تو میری گود میں مجبور تھا
نہ کردی دریں روز برمن جفا | کہ تو شیر مردی و من پیر زن
تو آج مجھ پر ظلم نہ کرتا | اس لئے کہ اب تو تو شیر مرد ہے اور میں بڑھیا

حکایت توانگرے بخیل را پسرے رنجور بود نیک خواہاں گفتندش
ایک مالدار بخیل کا ایک لڑکا بیمار تھا اُس کے خیر خواہوں نے اُس سے کہا
کہ ختم قرآنی کنی از بہر وے یا بذل قربانی لختے باندیشہ فرو رفت و گفت
کہ اس کے لئے قرآن مجید ختم کریا قربانی خرچ کر تھوڑی دیر کے لئے سوچ میں پڑ گیا اور بولا
ختم مصحف اولیٰ ترست کہ گلہ دور ست صاحبدلے بشنید گفت ختمش
قرآن ختم کرنا زیادہ مناسب ہے اس لئے کہ ... ریوڑ تو دور ہے ایک صاحبدل نے سنا تو کہا قرآن
بعلت آں اختیار آمد کہ قرآن بر سر زبان ست و زر در میان جان مثنوی
ختم کرنا اُسے اس لئے پسند آیا ہے کہ قرآن تو اُس کی نوک زبان پر ہے اور روپیہ اُسکی جان میں اٹکا ہوا ہے

دریغا گردن طاعت نہادن | گرش ہمراہ بودے دست دادن
فرمانبرداری کے لئے زمین پر گردن رکھنا (عبادت بدنی کرنا) بھاری ہوتا اگر اس کے ساتھ ہاتھ سے دینے کی (عبادت مالی کی) بھی ہوتی

سلہ ختم قرآن یعنی ایک قرآن شریف بہ نیت شفا پڑھ ۔ سلہ گلہ دور ست یعنی گلہ دور دراز مقام پر ہے وہاں سے بکریاں وغیرہ قربانی کیلئے آنا دشوار ہیں۔ قربانی وہ کہ خدا کے نام پر صدقہ کے طور پر کسی جانور کو ذبح کیا جائے ۔ سلہ یعنی قربانی کرنے میں تو دہائی ہوئی

بدیناری چو خر در گل بمانند | ور الحمدے بخواہی صد بخوانند

ایک دینار خرچ کرنے کے موقع پر دلدل میں پھنسے ہوئے گدھے کی طرح بن جاتے ہیں اور اگر الحمد پڑھواؤ تو سو بار پڑھ دیں،

حکایت

پیر مردے را گفتند چرا زن نہ کنی گفت با پیر زنانم الفت

ایک بڈھے سے لوگوں نے کہا تو شادی کیوں نہیں کرتا اس نے کہا بڈھیوں سے مجھے

نیست پس آنرا کہ جوان باشد با من کہ پیرم دوستی چگونہ صورت بندد شعر

محبت نہیں ہے تو جو جوان ہوگی مجھ بڈھے سے اس کی دوستی کی کیا صورت بنے گی

پیر ہفتاد سالہ جنی مکنہ

ستر برس کے بڈھے جوانی نہ کر

کور مقری بخوابی چشم روشن

اندھا میاں جی خواب میں بھی آنکھ روشن نہیں دیکھتا ہے

زور باید نہ زر کہ بانو را

طاقت چاہیئے نہ کہ روپیہ اس لئے کہ عورت کو

گزرے[ل] دوست ترنہ دمن گوشت

دس من گوشت سے ایک گاجر زیادہ پسند ہے

حکایت[(۹)] منظومہ

شنیدم کہ دریں روزہا کہن پیرے

میں نے سنا ہے کہ اس زمانہ میں ایک پرانے بڈھے نے

خیال بست بہ پیرانہ سر کہ گیرد جفت

بڑھاپے میں سوچا کہ شادی کرے

بخواست دخترے خوبروی گوہر نام

ایک خوبصورت گوہر نامی نوعمر لڑکی سے شادی کرلی

چو درج گوہرش از چشم مردماں بنہفت

موتیوں کی ڈبیہ کی طرح اس کو آدمیوں کی نگاہ سے چھپایا

چنانکہ رسم عروسی بود تماشا کرد

جو شادی کی رسم ہوتی ہے اس کی خواہش کی

ولے بحملۂ اول عصائے شیخ بخفت

لیکن پہلے ہی حملہ میں بڈھے کی لکڑی سو گئی

کماں کشید و نزد بہدف کہ نتواں دوخت

کمان کھینچی اور نشانہ پر تیر نہ مار سکا

مگر بسوزن فولاد جامۂ ہنگفت

اس لئے کہ سخت کپڑا فولاد ہی کی سوئی سے سیا جا سکتا ہے

بدوستاں گلہ آغاز کرد و حجت ساخت

دوستوں سے شکوہ شکایت شروع کیا اور حجتیں کرنے لگا

کہ خان و ماں من ایں شوخ دیدہ پاک برفت

کہ میرے گھر بار پر اس بے حیا نے جھاڑو پھیر دی

میان شوہر و زن جنگ و فتنہ خاست چناں

میاں بیوی میں اس قدر فتنہ اور لڑائی اٹھی

کہ سر بشحنہ و قاضی کشید و سعدی گفت

کہ کوتوال اور قاضی تک نوبت پہونچی اور سعدی نے کہا

(بقیہ ص۲۱۰) گرہ سے روپیہ خرچ ہوتا ہے ۱۲ ؁ یعنی بڑی مشکل پڑ جاتی اگر عبادت کے ساتھ کچھ نقد دینے کی بھی شرط ہوتی ۱۲

(متعلقہ صفحہ ہٰذا) ؁ گزر سے مراد مرد کا عضو مخصوص ہے ۱۲

بس زملامت وشنعت گناہ دختر نیست	تراکہ دست بلرزد گہر چہ دانی سفت
ملامت اور برائی کرنے سے بس کر لڑکی کی خطا نہیں ہے	تیرا جبکہ ہاتھ کانپتا ہے تو تو موتی کیا بیندھ سکتا ہے

باب ہفتم در تاثیر تربیت
ساتواں باب پرورش کرنے کی تاثیر میں

حکایت (۱) یکے را از وزرا پسرے کودن بود پیش دانشمندے فرستاد
ایک وزیر کا ایک لڑکا بے عقل تھا اس نے اس کو ایک عقلمند کے پاس بھیجا

کہ مر ایں را تربیتے کن مگر عاقل شود روزگارے تعلیم کرد مؤثر نبود پیش
کہ اس کی خاص طور پر تربیت کر شاید عقلمند ہو جائے ایک زمانہ تک اس نے اس کو پڑھایا کوئی اثر نہ ہوا

پدرش کس فرستاد کہ ایں عاقل نمی شود و مرا دیوانہ کرد
اس نے اس کے باپ کے پاس آدمی بھیجا کہ یہ تو عقلمند نہیں ہوتا ہے اور مجھے اس نے پاگل کر دیا

قطعہ

ہیچ صیقل نکو نداند کرد	آہنے را کہ بدگہر باشد
کوئی اچھی قلعی نہیں چڑھا سکتا	اس لوہے پر جو بدذات ونکما ہو
چوں بود اصل جوہرے قابل	تربیت را درو اثر باشد
جبکہ کسی کی اصل میں قابل جوہر ہوتا ہے	تربیت کا اسی میں اثر ہوتا ہے
سگ بدریائے ہفتگانہ بشوی	چونکہ تر شد پلید تر باشد
کتے کو سات دریاؤں میں غسل دے لو	جس قدر زیادہ تر ہوگا اسیقدر زیادہ ناپاک ہو جائیگا
خر عیسےٰ اگرش بہ مکہ رود	چوں بیاید ہنوز خر باشد
حضرت عیسیٰ کے گدھے کو اگر مکہ میں لیجائیں	جب واپس آئیگا پھر بھی گدھا ہی ہوگا

ف۱ اس تمام حکایت میں جابجا استعارے استعمال کئے گئے ہیں لہذا غور کرنا اور صحیح معنی کو تلاش کرنا چاہیے ۱۲ ف۲ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ کسی صیقل سے وہ چلا نہیں پا سکتا ۱۲ ف۳ جوہر قابل یعنے قبول کرنے والا جوہر کہ جو کچھ استاد بتائے اُس کو یاد رکھ سکے ۱۲ ف۴ دریائے ہفتگانہ سے مراد غالباً سات سمندر ہیں بعض شارحین نے یہ معنی لیے ہیں کہ کتے کو اگر سات مرتبہ بھی دھویا جائے۔ مگر یہ معنی کچھ زیادہ لطیف نہیں ہیں۔ بسات دریا یہ ہیں (۱) دریائے اخضر (۲) دریائے عمان (۳) دریائے قلزم (۴) دریائے بربر (۵) دریائے اوقیانوس (۶) دریائے قسطنطنیہ (۷) دریائے اسود جس کو دریائے ازرق بھی کہتے ہیں ۱۲ ؀

حکایت حکیمے پسراں را پند میداد کہ اے جانانِ پدر ہنر آموزید کہ ملک
ایک عقلمند لڑکوں کو نصیحت کر رہا تھا کہ اے باپ کے پیارو ہنر سیکھو اس لئے کہ حکومت

و دولتِ دنیا اعتماد را نشاید و سیم و زر در محلِّ خطر ست یا دزد بیکبار ببرد یا
اور دنیا کی دولت بھروسہ کے لائق نہیں ہے اور سونا چاندی خطرے میں ہے یا تو چور ایکبارگی لیجائے گا یا

خواجہ بتفاریق بخورد اما ہنر چشمۂ زاینده است و دولتِ پاینده اگر ہنر مند از
مالک متفرق طور پر کھا جائے گا لیکن ہنر ابلنے والا سوت ہے اور مستقل دولت اگر ہنرمند کی دولت

دولت بیفتد غم نباشد کہ ہنر در نفس خود دولت ست ہر کجا کہ رود قدر بیند
جاتی رہے تو کوئی فکر نہیں اس لئے کہ ہنر خود ایک دولت ہے جہاں بھی جائے گا عزت ہوگی

و صدر نشیند و بے ہنر لقمہ چیند و سختی بیند **شعر**
اور صدر جگہ پر بیٹھے گا اور بے ہنر لقمے چن رہے گا اور سختی اٹھائے گا

سخت است پس از جاہ تحکم بردن
مرتبہ کے بعد حکم برداشت کرنا دشوار ہے

خو کردہ بناز جورِ مردم بردن
ناز و نعمت کا عادی ہو کر آدمیوں کا ظلم برداشت کرنا

قطعہ

وقتے افتاد فتنہ در شام
ملک شام میں ایک زمانہ میں فتنہ برپا ہو گیا

ہر کس از گوشۂ فرا رفتند
ہر شخص ہر گوشہ سے نکل بھاگا،

روستا زادگانِ دانشمند
دیہاتیوں کے عقلمند لڑکے

بوزیریٔ پادشا رفتند
بادشاہ کی وزارت پر پہونچے

پسرانِ وزیر ناقص عقل
وزیر کے بے وقوف لڑکے

بہ گدائی بروستا رفتند
بھیک مانگنے دیہات میں نکل گئے

حکایت یکے از فضلا تعلیم ملک زادہ ہمی کردے و ضرب بے محابا
ایک فاضل ایک شہزادہ کو پڑھاتا اور بے تحاشا مارتا

زدے و زجر بے قیاس کردے بارے پسر از بے طاقتی شکایت پیش
اور بے اندازہ جھڑکتا ایک بار لڑکا بے طاقتی کی وجہ سے باپ کے پاس شکایت

لقمہ چیند یعنی بھیک مانگتا پھرے ۱۲

پدر بر دو جامہ از تن دردمند برداشت پدر را دل بہم برآمد اُستاد را بخواند و گفت
نے کر گیا اور دردمند جسم سے کپڑے اُٹھا کر دکھلائے باپ کا دل بھر آیا استاد کو بلوایا اور کہا

پسران رعیت را چنداں زجر روا نمی داری کہ فرزند مرا سبب چیست گفت
رعیت کے لڑکوں کو تو اس قدر جھڑکنا مناسب نہیں سمجھتا ہے جس قدر میرے لڑکے کو۔ کیا سبب ہے اُس نے کہا

سبب آنکہ سخن اندیشیدہ گفتن و حرکت پسندیدہ کردن ہمہ خلق را علی العموم
اس کا سبب یہ ہے سوچ کر بات کرنا اور اچھا کام کرنا عموماً تمام مخلوق کے لئے مناسب ہے

باید و پادشاہاں را علی الخصوص بموجب آنکہ بردست و زبانِ ایشاں ہرچہ
اور بادشاہوں کو خصوصاً اس لئے کہ ان کے ہاتھ اور زبان سے جو ہو گا

رود ہر آئینہ بافواہ بگویند و قول و فعل عوام را چنداں اعتبارے نباشد قطعہ
وہ مشہور ہو جائے گا اور عوام کے کام اور بات کا اس قدر اعتبار نہیں ہوتا

اگر صد عیب دارد مردِ درویش
فقیر اگر سو عیب رکھے ،

رفیقانش یکے از صد ندانند
اُس کے ساتھی سو میں سے ایک کو بھی نہ جانیں گے

وگر یک ناپسند آید ز سلطاں
اگر بادشاہ سے ایک بُری حرکت ہو جائے

ز اقلیمے باقلیمے رسانند
تو ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہونچا دیتے

پس واجب آمد معلمِ پادشاہ زادہ را در تہذیبِ اخلاق خداوند زادگاں اَنْبَتَهُمُ
لہذا شہزادہ کے اُستاد کو شہزادوں کے اخلاق سنوارنے میں خدا ان کی

اللهُ نَبَاتًا حَسَنًا اجتہاد ازاں بیش کردن کہ در حقِ ابنائے عوام قطعہ
بہتر پرورش فرمائے عوام کے بچوں سے زیادہ کوشش کرنی چاہیئے

ہر کہ در خردیش ادب نہ کنی
جس کو تو بچپن میں ادب نہ سکھائے گا

در بزرگی فلاح[۱] ازو برخاست
بڑے ہو کر اُس میں بھلائی نہ ہوگی

چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ
تر لکڑی کو جیسے چاہے موڑ لے

نشود خشک جز بآتش راست
خشک بجز آگ کے سیدھی نہیں ہوتی

فرد ہر آں طفل کو جورِ آموزگار
جو لڑکا سکھانے والے کا ظلم برداشت نہیں کرتا

نہ بیند جفا بیند از روزگار
اُس کو زمانے کا ظلم برداشت کرنا پڑتا ہے

---

[۱] فلاح کے معنی بھلائی کے ہیں ۱۲ [۲] مطلب یہ ہے کہ بچپن کا زمانہ ہی تعلیم کے لئے موزوں ہے ۱۲ [۳] یعنی وہ بے ادب رہنے کی وجہ سے زمانے کی طرح طرح کی سختیاں سہے گا کیونکہ بے تمیز اور بے ہنر ہوگا ۱۲

ملک را حُسن تدبیر فقیہ و تقریر جواب او موافق آمد و خلعت و نعمت بخشید و
بادشاہ کو فقیہ کی حسن تدبیر اور جواب کی تقریر اچھی معلوم ہوئی اور جوڑا اور انعام دیا اور

پایۂ منصب بلند گردانید
اُس کا عہدہ بڑھا دیا ؛

حکایت معلم کتابے را دیدم در دیار مغرب ترش روی و تلخ گفتار
ملک مغرب میں میں نے ایک مکتب کے استاد کو دیکھا بڑا چڑچڑا، سخت گفتگو کرنیوالا

بدخوی و مردم آزار گدا طبع و ناپرہیزگار کہ عیش مسلماناں بدیدن اُو تبہ گشتے و
بد مزاج، انسانوں کو ستانے والا، غبی، بدچلن کہ مسلمانوں کا عیش اُس کو دیکھ کر تباہ ہوتا اور

خواندن قرآنش دل مردم سیہ کردے و جمعے پسران پاکیزہ و دختران
اُس کا قرآن پڑھنا انسانوں کے دل کالے کرتا خوبصورت لڑکوں اور کنواری لڑکیوں کا

دوشیزہ بدست جفائے او گرفتار نہ زہرۂ خندہ نہ یارائے گفتار گہ عارض سیمین
مجمع اس کے ظلم کے ہاتھ میں پھنسا ہوا تھا نہ ہنسنے کی جرأت نہ بات کرنیکی مجال کبھی ایک کے

یکے را تپانچہ زدے وگاہ ساق بلورین یکے را شکنجہ کردے القصہ
چاندی کے سے رخسار پر طمانچہ مار دیتا اور کبھی کسی کی بلور جیسی پنڈلی کو شکنجہ میں کس دیتا خلاصہ یہ کہ

شنیدم کہ طرفے از خیانت نفس او معلوم کردند و بزدندش و براندندش آنگہ مکتب
میں نے سنا کہ اُس کے نفس کی خیانت کا کچھ حال لوگوں نے معلوم کر لیا اور انہوں نے اُسے مارا اور نکال دیا اُسکے بعد

وے بمصلحے دادند پارسائے سلیمے نیک مردے حلیمے کہ سخن جز بحکم ضرورت
اُس کا مکتب ایک نیک آدمی کے سپرد کیا جو بہت پرہیزگار، سلیم الطبع، نیک مرد، اور ایسا عقلمند تھا کہ بات بھی

نہ گفتے و موجب آزار کس بر زبانش نرفتے کودکاں را ہیبت اُستاد نخستین
بلا ضرورت نہ کرتا تھا اور کسی کے لئے تکلیف دہ بات اُس کی زبان پر نہ آتی بچوں کے دماغ میں جو پہلے استاد کا ڈر تھا

از سر برفت و معلم دومی را اخلاق مَلَکی دیدند دیو یک یک شدند باعتماد
وہ نکل گیا اور اس دوسرے استاد کے انہوں نے فرشتہ جیسے اخلاق دیکھے ایک ایک لڑکا شیطان بن گیا

حلم او علم فراموش کردند و ہمچنیں اغلب اوقات بازیچہ فراہم نشستندے
اور اُس کی بردباری کے بھروسہ پر پڑھا لکھا بھلا دیا اور اکثر اوقات کھیل کے لئے جمع ہو کر بیٹھ جاتے ،

بیت ولوح درست ناکردہ بر سر ہم شکستندے
اور بدون لکھی تختیاں ایک دوسرے کے سر پر مار کر توڑ ڈالتے

اُستادِ معلّم چو بود بے آزار | خرسک[1] بازند کودکاں در بازار
پڑھانے والا استاد جب بے آزار ہو | تو بچے بازار میں کھلاڑی بن جاتے ہیں

بعد از دو ہفتہ براں مسجد گذر کردم معلّمِ اوّلیں را دیدم کہ دل خوش کردہ بودند و
دو ہفتہ بعد میں اس مسجد کے پاس سے گذرا میں نے دیکھا کہ وہ پہلے استاد کو منا چکے تھے اور
بمقامِ خویش باز آوردند برنجیدم ولاحول گفتم کہ دیگر بارہ ابلیس را معلّمِ ملائکہ
اُس کی جگہ پر اُس کو لوٹا لائے تھے۔ مجھے تکلیف ہوئی اور میں نے لاحول پڑھی کہ دوبارہ شیطان کو فرشتوں کا استا
چرا کردند پیر مردے ظریف جہاں دیدہ بشنید بخندید و گفت

مثنوی

کیوں مقرر کیا ایک خوش مزاج تجربہ کار بوڑھے نے میری بات سن لی ہنسا اور بولا

بادشاہے پسر بمکتب داد | لوحِ سیمینش در کنار نہاد
ایک بادشاہ نے بچے کو مکتب میں بٹھایا | چاندی کی تختی اُس کی بغل میں دی

بر سرِ لوحِ او نبشتہ بزر | جورِ اُستاد بہ ز مہرِ پدر
سونے کے پانی سے تختی پر لکھا | اُستاد کا ظلم باپ کی محبت سے بہتر ہے

حکایت

بادشاہ زادہ را نعمتِ بے کراں از ترکہ عماں بدست افتاد و فسق
ایک شہزادہ کو بے انتہا دولت چچوں کے ترکہ سے ہاتھ لگ گئی بدکاری
و فجور آغاز کرد و مبذری پیشہ گرفت فی الجملہ نماند از سائرِ معاصی منکرے کہ نکرد
اور عیاشی شروع کی۔ فضول خرچی اپنا پیشہ بنالیا خلاصہ یہ کہ گناہوں میں سے کوئی بُرائی ایسی نہ چھوڑی جو اس
و مسکرے کہ نخورد بارے بہ نصیحتش گفتم اے فرزند دخل آب روانست
نے نہ کی ہو اور کوئی نشہ نہ رہا جو نہ کیا ہو۔ ایک بار میں نے اُس کی خیر خواہی کے لئے کہا اے صاحبزادے آمدنی کی مثال جاری پانی کی
و خرج آسیائے گرداں یعنی خرج فراواں کردن مسلّم کسے را باشد کہ
سی ہے اور خرچ کی مثال پن چکی کی سی ہے یعنی زیادہ خرچ کرنا اُس کے لئے مناسب ہے جس کی کہ
دخل معین دارد

قطعہ

مقرر آمدنی ہو

چو دخلت نیست خرج آہستہ تر کن | کہ می گویند ملّاحاں سرودے
جب تیری آمدنی نہیں ہے تو تھوڑا تھوڑا خرچ کر | کیونکہ ملاح ایک گیت گایا کرتے ہیں

---

[1] خرسک ایک کھیل کا نام ہے کہ ایک لکیر کھینچتے ہیں اور ایک لڑکا خط کے درمیان کھڑا ہوتا ہے اور دوسرے لڑکے آکر اُس کو مارتے ہیں وہ سب کی طرف اپنی ٹانگ اوچھالتا ہے اور پھر جس کے اُسکا پاؤں لگ جاتا ہے وہ اُس کی جگہ کھڑا کر دیا جاتا ہے

بکوہستاں اگر باراں نبارد | بسالے دجلہ گردد خشک رودے
پہاڑوں پر اگر بارش نہ ہو | تو ایک سال ہی میں دجلہ سوکھی ندی بن جائے

عقل وادب پیش گیر ولہو ولعب بگذار کہ چوں نعمت سپری شود سختی بری و پشیمانی
عقل وادب کو اختیار کر اور کھیل کود کو چھوڑ اس لئے کہ جب دولت ختم ہو جائے گی تو مصیبت اُٹھائیگا اور

خوری پسر از لذتِ نای ونوش این سخن در گوش نیاورد و بر قول من اعتراض
شرمندہ ہوگا لڑکے نے گانے اور پینے کی لذت کی وجہ سے اس بات کو کان میں نہ ڈالا اور میری بات پر اعتراض

کرد گفت راحتِ عاجل را بتشویش محنتِ آجل منغص کردن خلافِ رائے
کیا اور کہا موجودہ آرام کو آنے والی مصیبت کی پریشانی کی وجہ سے گدلا کرنا عقلمندوں کی رائے

خردمنداں ست
کے خلاف ہے

مثنوی

خداوندانِ کام ونیک بختی | چرا سختی برند از بیمِ سختی
دولت مند اور نیک بخت لوگ | مصیبت کے تصور سے کیوں مصیبت اٹھائیں

برو شادی کن اے یارِ دل افروز | غمِ فردا نشاید خوردن امروز
جا اے دل کے روشن کرنے والے دوست خوشی منا | کل کا غم آج نہ کھانا چاہیئے

فکیف مرا کہ در صدرِ مروت نشستہ ام وعقدِ فتوت بستہ وذکرِ انعام در
پھر مجھے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مروت کے صدر مقام پر بیٹھا ہوا ہوں اور جوانمردی کا عہد کیا ہے اور بخشش کا ذکر

افواہِ عوام افتادہ
عام لوگوں کے زبان زد ہے

مثنوی

ھر کہ عَلم شد بسخاوَ کرم | بند نشاید کہ نہد بر درم
جو سخاوت اور کرم میں مشہور ہو گیا ہو | اُس کو روپے پر مہر نہ لگانی چاہیئے

نامِ نکوئی چو بروں شد بکوی | در نتوانی کہ بہ بندی بروی
جب تیرا نیک نام گلی کوچہ میں مشہور ہو گیا | تو کسی پر دروازہ بند نہیں کر سکتا

دیدم کہ نصیحت نمی پذیرد و دمِ گرمِ من در آہنِ سردِ وے اثر نمی کند ترک
میں نے دیکھا کہ وہ نصیحت نہیں قبول کرتا ہے اور میرا گرم سانس اُس کے ٹھنڈے لوہے میں اثر نہیں کرتا ہے میں نے

سلے یعنی کیا موجودہ عیش کو آئندہ مصیبت کے ڈر سے میں چھوڑ دوں یہ تو کوئی عقلمندی کی بات نہیں ہے ۱۲

مناصحت کردم وروی از مصاحبت بگردانیدم قولِ حکمارا کاربستم کہ گفتہ اند
نصیحت کرنا چھوڑ دی اور ساتھ رہنے سے منہ پھیر لیا میں عقلمندوں کی بات پر کاربند ہوگیا کہ انہوں نے کہا ہے

بَلِّغْ مَا عَلَيْكَ فَإِنْ لَّمْ يَقْبَلُوْا مَا عَلَيْكَ
جو تیرا فرض ہے پہونچادے پس اگر وہ نہ مانیں تو پھر تجھ پر الزام نہیں ہے

قطعہ

گرچہ دانی کہ نشنوند بگوی
اگرچہ تو جانتا ہے کہ نہ مانیں گے

ہرچہ دانی تو از نصیحت و پند
پھر بھی جو کچھ وعظ و نصیحت تجھے آتا ہو کہدے

زود باشد کہ خیرہ سر بینی
تو جلد اُس خود سر کو دیکھ لے گا

بدو پائے افتادہ اندر بند
کہ دونوں پیر بیڑی میں جکڑے ہیں

دست بر دست میزند کہ دریغ
ہاتھ سے ہاتھ مل رہا ہوگا کہ افسوس

نشنیدم حدیثِ دانشمند
میں نے عقلمند کی بات نہ مانی

تا پس از مدتے انچہ اندیشۂ من بود از نکبت حالش بصورت بدیدم کہ پارہ پارہ
چنانچہ ایک زمانہ کے بعد جس کا کہ مجھے ڈر تھا اُس کی حالت کی بدنصیبی کو میں نے کھلم کھلا دیکھا کہ پیوند پر

برہم می دوخت و لقمہ لقمہ ہمی اندوخت دلم از ضعف حالش بہم بر آمد مروّت
پیوند لگاتا تھا اور لقمہ لقمہ جمع کرتا تھا اس کا پتلا حال دیکھ کر میرا دل بھر آیا اور ایسی

ندیدم درچناں حالے ریشِ درویش را بملامت خراشیدن و نمک پاشیدن
حالت میں فقیر کے زخم کو ملامت کے ذریعہ چھیلنا اور نمک چھڑکنا میں نے انسانیت نہ سمجھا

پس باخود گفتم
پس اپنے دل ہی دل میں میں نے کہا

مثنوی

حریفِ سفلہ در پایان مستی
کمینہ ساتھی مستی کی انتہا میں

نیندیشد ز روز تنگدستی
تنگدستی کے دن کی فکر نہیں کرتا

درخت اندر بہاراں بر فشاند
بہار کے موسم میں درخت پھل لٹاتا ہے

زمستاں لاجرم بے برگ ماند
لامحالہ جاڑوں میں پت جھڑ رہتا ہے

حکایت (۶)

پادشاہے پسرے را بہ ادیبے داد و گفت تربیتش
ایک بادشاہ نے ایک لڑکا ایک ادیب کے سپرد کیا اور کہا کہ اس کی ایسی تربیت

چناں کن کہ یکے از فرزندانِ خود را سالے بر وسعی کرد و بجائے نرسید
کر جیسی کہ کسی اپنے لڑکے کی اُس نے ایک سال اُس پر محنت کی لیکن اُسے کچھ نہ حاصل ہوا

وپسران ادیب در فضل وبلاغت منتہی شدند ملک دانشمند را مواخذت کرد
اور ادیب کے لڑکے کمال اور فصاحت میں فارغ التحصیل ہو گئے بادشاہ نے اس دانشمند کی گرفت کی

ومعاتبت فرمود کہ خلاف کردی ووفا بجا نیاوردی گفت بر رائے خداوند
اور ناراض ہوا کہ تو نے وعدہ خلافی کی اور عہد پورا نہیں کیا اس نے کہا روئے زمین کے بادشاہ کی

روئے زمین پوشیدہ نماند کہ تربیت یکسان ست ولیکن طبائع مختلف
رائے پر پوشیدہ نہ رہنے کہ تربیت تو یکساں ہے لیکن طبیعتیں مختلف ہیں

قطعہ

گرچہ سیم وزر ز سنگ آید ہمی
اگرچہ سونا چاندی پتھر سے نکلتا ہے

در ہمہ سنگے نباشد زر وسیم
لیکن تمام پتھروں میں سونا چاندی نہیں ہوتا

برہمہ عالم ہمی تابد سہیل
سہیل ستارہ تمام دنیا پر طلوع کرتا ہے

جائے انبان میکند جائے ادیم
ایک جگہ نری بناتا ہے ایک جگہ دھوڑی

حکایت یکے را شنیدم از پیران مربی کہ مریدے را ہمی گفت
تربیت دینے والے پیروں میں تھے ایک کو میں نے سنا کہ ایک مرید سے کہہ رہا تھا

چنانکہ تعلق خاطر آدمی زاد ست بروزی اگر بروزی دہ بودے بمقام از ملائکہ
جیسا کہ انسان کی طبیعت کا تعلق روزی سے ہے اگر روزی دینے والے سے ہوتا تو مرتبہ میں فرشتوں

در گذشتے
سے آگے بڑھ جاتا

قطعہ

فراموشت نکرد ایزد دراں حال
خدا تجھے اس حال میں نہیں بھولا

کہ بودی نطفہ مدفون ومدہوش
کہ تو بے ہوش چھپا ہوا نطفہ تھا

سلہ سہیل ایک روشن ستارے کا نام ہے جو سُرخی مائل ہوتا ہے بجانب جنوب طلوع ہوتا ہے وہ گرمیوں میں دن کو طلوع ہوتا ہے اور سردی کے زمانہ میں رات کو نکلتا ہے۔ لہذا گرمیوں میں نظر نہیں آتا جاڑوں میں دکھائی دیتا ہے اور اُس کے ظاہر ہونے کا زمانہ جب ہے کہ آفتاب برج اُسد میں سترھویں درجے پر پہنچتا ہے۔ طلوع سہیل تمام زمانے میں نہیں ہوتا مگر یہ لحاظ اکثر جگہ کے یہ کہا گیا ہے۔ یہ پہلے ملک یمن میں نکلتا ہے کیونکہ یہ ملک دوسری ولایتوں سے بلند ہے۔ یمن کے باشندے بلند مقاموں پر چالیس روز تک چمڑا وغیرہ پھیلاتے ہیں۔ سہیل کی تاثیر سے اُس میں رنگ اور خوشبو پیدا ہو جاتی ہے، اسی کو انبان کہتے ہیں ....
...... بعض لوگ اُس کے بنانے اور دباغت دینے میں بھی سہیل کی تاثیر شریک سمجھتے ہیں۔ ادیم دباغت دیا ہوا چمڑا جس میں بو ہوتی ہے ۱۲ ؎

روانت داد و طبع و عقل و ادراک
تجھے جان، طبیعت، عقل، سمجھ
جمال و نطق و رای و فکرت و ہوش
حسن، گویائی، تدبیر، فکر اور ہوش دیا
دہ انگشت مرتب کرد بر کف
ہتھیلی پر دس انگلیاں بنائیں
دو بازویت مرتب ساخت بر دوش
تیرے کندھے پر دو بازو پیدا فرمائے
کنوں پنداری اے ناچیز ہمت
اے کم ہمت اب تو یہ سمجھ رہا ہے
کہ خواہد کردنت روزی فراموش
کہ وہ تجھے روزی دینا بھول جائے گا

حکایت اعرابی را دیدم کہ پسر را ہمی گفت یَا بُنَیَّ اِنَّکَ مَسْئُوْلٌ
میں نے ایک بدو کو دیکھا کہ لڑکے سے کہہ رہا تھا اے بیٹے تجھ سے قیامت کے دن
یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِمَاذَا اکْتَسَبْتَ وَلَا یُقَالُ بِمَنِ انْتَسَبْتَ یعنی
پوچھا جائے گا کہ تو نے کیا کیا یہ نہ پوچھا جائے گا تیرا نسب کیا ہے یعنی
ترا خواہند پرسید کہ ہنرت چیست و نگویند پدرت کیست **قطعہ**
تجھ سے پوچھیں گے کہ تیرا ہنر کیا ہے اور نہ کہیں گے کہ تیرا باپ کون ہے

جامۂ کعبہ را کہ می بوسند
کعبہ کے غلاف کو جو بوسہ دیتے ہیں
او نہ از کرم پیلہ نامی شد
وہ ریشم کے کیڑے کی وجہ سے مشہور نہیں ہوا
با عزیزے نشست روزے چند
چند دن ایک عزت والے کے ساتھ رہا
لاجرم ہمچو او گرامی شد
لامحالہ اس کی طرح باعزت ہو گیا

حکایت در تصانیفِ حکما آوردہ اند کہ کژدم را ولادتِ معہود نیست
حکماء کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ بچھو کی پیدائش اس مقررہ طریقے پر نہیں ہے
چنانکہ دیگر حیوانات را بلکہ احشائے مادر را بخورند و شکمش را بدرند و راہِ صحرا
جس طرح دوسرے جانوروں کی بلکہ وہ ماں کے اندرونی حصے کھا جاتے ہیں اور اسکا پیٹ پھاڑ دیتے ہیں اور جنگل
گیرند و آں پوستہا کہ در خانۂ کژدم بینند اثرِ آنست بارے ایں نکتہ پیش بزرگے
کا راستہ لیتے ہیں اور بچھو کے سوراخ میں جو کھالیں دیکھتے ہیں یہ اسی سبب سے ہیں ایک مرتبہ میں نے یہ نکتہ ایک بزرگ کے
ہمی گفتم گفت دلِ من بر صدقِ ایں سخن گواہی می دہد و جز چنیں نشاید بود در
سامنے بیان کیا انہوں نے کہا اس بات کے سچے ہونے پر میرا دل گواہی دیتا ہے اور اس کے سوا ہونا بھی نہ چاہیے،
حالتِ خردی با مادر و پدر چنیں معاملت کردہ اند لاجرم در بزرگی چنیں مقبول
بچپنے میں ماں باپ کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے لامحالہ اسی وجہ سے بڑے ہو کر اس قدر مقبول

و محبوب اند
اور محبوب ہیں

قطعہ

پسرے را پدر وصیت کرد
ایک لڑکے کو باپ نے وصیت کی
کاے جواں مرد یاد گیر ایں پند
کہ اے جوانمرد یہ نصیحت یاد رکھ
ہر کہ با اہل خود وفا نہ کند
جو اپنوں کے ساتھ وفا نہیں کرتا
نشود دوست روئے دانشمند
وہ عقلمند کی نظروں میں دوست نہیں ہوتا

مثل کژدم را گفتند چرا بزمستاں بدر نمی آئی گفت بتابستانم چہ
بچھوے کو لوگوں نے پوچھا جاڑوں میں تو باہر کیوں نہیں نکلتا اس نے کہا میری گرمیوں میں ہی
حرمت ست کہ بزمستاں نیز بیروں آیم۔
کونسی عزت ہوتی ہے کہ جاڑوں میں بھی باہر نکلوں۔

حکایت[(۱)] زن درویشے حاملہ بود مدت حمل بسر آورد و درویش را
ایک فقیر کی بیوی حمل سے تھی۔ حمل کا زمانہ پورا ہو گیا اور فقیر کے
ہمہ عمر فرزند نیامدہ بود گفت اگر خداوند تعالیٰ مرا پسرے بخشد جزیں خرقہ کہ
تمام عمر کوئی لڑکا نہ ہوا تھا اس نے کہا اگر اللہ تعالیٰ مجھے لڑکا عنایت فرما دے تو اس گدڑی کے علاوہ
پوشیدہ ام ہر چہ در ملک من ست ایثار درویشاں کنم اتفاقاً پسر آورد
جو کہ میں پہنے ہوئے ہوں جو کچھ بھی میری ملکیت میں ہے فقیروں پر قربان کر دوں گا اتفاقاً لڑکا پیدا ہوا
سفرۂ درویشاں بموجب شرط نہاد پس از چند سال از سفر شام باز آمدم بمحلت
اس نے شرط کے مطابق فقیروں کی دعوت کی، چند سال بعد میں شام کے سفر سے واپس لوٹا اس دوست
آں دوست بر گذشتم و از چگونگی حالش خبر پرسیدم گفتند بزندان شحنہ
کے محلہ سے گذرا اور اس کے حال کی کیفیت کی خبر دریافت کی لوگوں نے بتایا کہ کوتوال کی
درست گفتم سبب چیست گفتند پسرش خمر خوردہ و عربدہ کردہ و خون کسے
قید میں ہے میں نے کہا سبب کیا ہے لوگوں نے کہا کہ اس کے لڑکے نے شراب پی کر لڑائی دنگا کیا اور کسی کو
ریختہ و از میاں گریختہ پدر را بعلت وے سلسلہ در نائے ست و بند
قتل کر ڈالا اور شہر سے بھاگ گیا اس کے سبب سے باپ کے گلے میں طوق اور پیروں میں بھاری
گراں بر پای گفتم ایں بلائے را وے بحاجت از خدائے عزوجل
بیڑی پڑی ہے میں نے کہا اس بلا کو تو اس نے خدائے عزوجل سے دعائیں مانگ کر

خواستہ است
لیا ہے۔

قطعہ

زنانِ باردار اے مردِ ہشیار
اے ہوشیار مرد حاملہ عورتیں
اگر وقتِ ولادت مار زایند
اگرچہ جننے کے وقت سانپ جنیں
ازاں بہتر بنزدیکِ خردمند
توعقلمند کے نزدیک اس سے بہتر ہے
کہ فرزندانِ ناہموار زایند
کہ وہ نالائق لڑکے جنیں

حکایت طفل بودم کہ بزرگے را پرسیدم از بلوغ گفت در کتب
میں بچہ تھا کہ میں نے ایک بزرگ سے بالغ ہونے کی بات پوچھی انہوں نے فرمایا کتابوں
مسطور ست کہ سہ نشان دارد یکے پانزدہ سالگی و دوم احتلام و سوم
میں لکھا ہے کہ تین علامتیں ہیں ایک پندرہ سال کی عمر دوسرے سوتے میں نہانے کی حالت ہوجانا تیسرے
برآمدنِ موئے زہار امّا درحقیقت یک نشان دارد و بس آنکہ در رضائے
ناف کے نیچے بال نکل آنا لیکن حقیقت میں ایک علامت ہے وہ یہ کہ تو خدا کی رضا جوئی میں
خدائے عزّوجل بیش ازاں باشی کہ در بندِ حظِّ نفسِ خویش و ہر کہ در وایں
اس سے زیادہ رہے جس قدر نفس کی خواہش کی قید میں اور جس میں کہ یہ
صفتہا موجود نیست نزدِ محقّقاں بالغ نہ شمارندش
صفتیں موجود نہیں ہیں محققین اس کو بالغ نہیں گنتے ہیں

قطعہ

بصورت آدمی شد قطرۂ آب
پانی کا قطرہ آدمی کی صورت بن گیا
کہ چل روزش قرار اندر رحم ماند
اس لئے کہ چالیس دن وہ رحم میں رہا
وگر چل سالہ را عقل و ادب نیست
اور اگر چالیس سالہ آدمی میں بھی عقل و ادب نہیں ہے
بہ تحقیقش نشاید آدمی خواند
تو حقیقتاً اس کو آدمی نہ کہنا چاہیے

قطعہ

جوانمردی و لطف ست آدمیّت
آدمیت۔ جوانمردی اور مہربانی کا نام ہے
ہمیں نقشِ ہیولانی مپندار
اس جسمانی نقش و نگار کو نہ سمجھو
ہنر باید کہ صورت میتواں کرد
ہنر چاہیے کیونکہ تصویر تو محلوں میں
بایوانہا در از شنگرف و زنگار
شنگرف اور زنگار سے بنائی جاسکتی ہے

چو انساں را نباشد فضل و احساں
جب آدمی میں بزرگی اور احسان کرنے کا مادہ نہ ہو

چہ فرق از آدمی تا نقش دیوار
تو آدمی اور دیوار کی تصویر میں کیا فرق ہے

بدست آوردنِ دنیا ہنر نیست
دنیا کمانا ہنر نہیں ہے

یکے را اگر توانی دل بدست آر
اگر ہو سکے تو کسی دل کو موہ لے

حکایت سالے نزاعے میانِ پیادگانِ حجاج افتادہ بود و داعی ہم
ایک سال پیدل حج والوں میں جھگڑا ہو گیا تھا اور یہ دعاگو بھی

دراں سفر پیادہ بود انصاف در سر و روی ہم افتادیم و دادِ فسوق و جدال
اس سفر میں پیدل تھا انصاف کی بات تو یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے سے خوب لڑے اور گالی گلوچ اور لڑائی

دادیم کجاوہ[1] نشینے را دیدم کہ با عدیل خویش می گفت یا للعجب پیادۂ عاج عرصۂ
کی ہم نے حد کر دی میں نے ایک شتر سوار کو دیکھا کہ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہاتھی دانت کا بنا ہوا پیادہ

شطرنج[2] را بسر می برد فرزین می شود یعنی بہ ازاں میشود کہ بود و پیادگانِ حاج
جب شطرنج کی بساط کو طے کر لیتا ہے تو فرزین بنجاتا ہے یعنی اس سے بہتر ہو جاتا ہے جو پہلے تھا اور پیادہ حاجیوں نے

بادیہ را بسر بردند و بتر شدند
پورا جنگل طے کر لیا اور بد تر ہو گئے

قطعہ

از من بگوی حاجیٔ مردم گزائے را
میری طرف سے اُس مردم آزار حاجی کو کہہ دو

کو پوستینِ خلق بآزار می درد
جو کہ ستا کر لوگوں کی پردہ دری کرتا ہے

حاجی تو نیستی شتر ست از برائے آنکہ
حاجی تو نہیں ہے بلکہ تیرا اونٹ حاجی ہے

بیچارہ خار می خورد و بار می برد
اس لئے کہ بیچارہ کانٹے چباتا ہے اور بوجھ لیجاتا ہے

حکایت[(۵)] ہندوئے نفط[3] اندازی می آموخت حکیمے گفت ترا کہ خانۂ
ایک ہندو نفط اندازی سیکھ رہا تھا ایک عقلمند نے اُس سے کہا جبکہ تیرا جھونپڑا

---

[1] کجاوہ ایکقسم کی عماری یا حوضہ جو اونٹ کے کوہان پر دونوں طرف لٹکاتے ہیں اور اس میں لوگ سوار ہوتے ہیں ۱۲ [2] شطرنج کا ہر پیدل جب اپنے پورے خانوں کو طے کر لیتا ہے تو وہ وہی مہرہ بن جاتا ہے جس پر وہ ہوتا ہو اسی طرح فرزین کا پیدل وزیر بن جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ پیادے اور فرزین میں زمین آسمان کا فرق ہوا کرتا ہے ۱۲

[3] نفط اندازی آتشبازی کا یا آتشیں اسلحہ کا کام، نیز نفط اندازی اس کو بھی کہتے ہیں کہ نفط ایک روغن ہوتا ہو کہ وہ اگر پانی میں بھی پڑتا ہے تو آگ لگجاتی ہے لڑتے وقت اُسے شیشوں میں بھر کر دشمن پر پھینکتے ہیں جیسے وہ اُس کے جسم پر پڑتا ہے اُس کا بدن جل جاتا ہے ۱۲

نئین ست بازی نہ اینست
نرسل کا بنا ہوا ہے تو تیرے لئے یہ کھیل مناسب نہیں ہے

بیت

تاندانی کہ سخن عین صوابست مگو
جبتک تو یہ نہ جان لے کہ بات بالکل ٹھیک ہے تو مت کہہ

انچہ دانی کہ نہ نیکوش جوابست مگو
جس بات کے بارے میں تجھے معلوم ہے کہ اسکا جواب اچھا نہ ملیگا وہ نہ کہہ

حکایت

مردکے راچشم درد خاست پیش بیطارے رفت تا
ایک بے وقوف کی آنکھ میں درد ہوا وہ مویشیوں کے ڈاکٹر کے پاس گیا تاکہ

دوا کند بیطار ازانچہ در چشم چہار پایاں می کرد در دیدۂ او کشید کور شد حکومت
وہ اسکا علاج کرے ڈاکٹر نے وہی دوا جو جانوروں کی آنکھ میں ڈالتا تھا اس کی آنکھ میں ڈالدی وہ اندھا ہوگیا جھگڑا

پیش داور بردند گفت برو ہیچ تاوان نیست اگرایں خر نبودے
ایک حاکم کے پاس لے گئے اس نے فیصلہ دیا کہ جا کوئی ڈنڈ (جرمانہ) نہیں ہے اگر یہ گدھا نہ ہوتا تو

پیش بیطار نرفتے مقصود ازیں سخن آنست تابدانی کہ ہرکہ ناآزمودہ راکار
مویشیوں کے ڈاکٹر کے پاس نہ جاتا اس بات کا مقصد یہ ہے کہ تو جان لے کہ جو کوئی ناتجربہ کار کو بڑا

بزرگ فرماید باآنکہ ندامت برد بنزدیک خردمنداں بخفتِ رای منسوب گردد
کام سپرد کردے اس کے باوجود کہ اُس کو شرمندگی ہوگی عقلمندوں کے نزدیک بے وقوف گردانا جائے گا

قطعہ

ندہد ہوشمندِ روشن رای
سمجھ دار، عقلمند، نگینے کے

بفرومایہ کارہائے خطیر
بڑے بڑے کام سپرد نہیں کرتا

بوریاباف گرچہ بافندہ است
بوریا بننے والا اگرچہ بننے والا ہے

نبرندش بکارگاہِ حریر
لیکن اُس کو ریشم کے کارخانہ میں نہیں لیجاتے

حکایت

یکے از بزرگانِ ایمہ راپسرے وفات یافت پرسیدند کہ
بزرگ اماموں میں سے ایک امام کا لڑکا مرگیا لوگوں نے پوچھا کہ

برصندوقِ گورش چہ نویسیم گفت آیاتِ کتابِ مجید راعزت بیش
اُس کی قبر کے تعویذ پر ہم کیا لکھدیں اُس نے کہا قرآن مجید کی آیتوں کی تو عزت اس سے

لہ بیطار وہ ڈاکٹر جو چوپایوں کا علاج کرتا ہے ۱۲ ش

ازان ست کہ روا باشد بر چنیں جایگاہ نوشتن کہ بروزگار سودہ گردد و
زیادہ ہے کہ یہ جائز ہو کہ ان کو ایسی جگہ لکھا جائے کہ ایک زمانہ میں گھس جائیں اور
خلائق برو گذرند و سگان برو شاشند اگر بضرورت چیزے نویسند ایں
مخلوق اُس پر چلے پھرے اور کتے اُس پر موتیں اگر مجبوراً کچھ لکھیں تو یہ
بیت کفایت می کند

قطعہ

شعر کافی ہے

وہ کہ ہر گہ کہ سبزہ در بستاں
واہ واہ جب سبزہ باغ میں اُگتا
بدمیدے چہ خوش بدے دل من
تو میرا دل کس قدر خوش ہوتا
بگذر اے دوست تا بوقت بہار
اے دوست گذر تاکہ بہار کے موسم میں
سبزہ بینی دمیدہ بر گل من
تو میری قبر پر سبزہ اُگا ہوا دیکھے

حکایت (۱۹) پارسائے بر یکے از خداوندان نعمت گذر کرد کہ بندہ را
ایک نیک آدمی ایک مالدار کے پاس سے گذرا جو ایک غلام کو
دست و پائے بستہ عقوبت ہمی کرد گفت اے پسر ہمچو تو مخلوقے را خدائے
ہاتھ پیر باندھ کر سزا دے رہا تھا اُس نے کہا اے بیٹا تجھ جیسی ہی مخلوق کو اللہ
عزوجل اسیر حکم تو گردانیدہ است و ترا بروے فضیلت دادہ شکر نعمت باری
تعالیٰ نے تیرے حکم کا پابند کردیا ہے اور تجھے اُس پر بڑائی دی ہے اللہ کی نعمت کا
تعالیٰ بجا آر و چندیں جفا بروے مپسند نباید کہ فردائے قیامت بہ از تو باشد
شکر ادا کر اور اس قدر ظلم اُس پر گوارہ نہ کر کہیں ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے دن وہ تجھ سے بہتر
و شرمساری بری

مثنوی

حالت میں ہو اور تو شرمندہ ہو

بر بندہ مگیر خشم بسیار
غلام پر بہت زیادہ غصہ نہ کر
جورش مکن و دلش میازار
اُس پر ظلم نہ کر اور اُس کا دل نہ ستا
اورا تو بدہ درم خریدی
اُس کو تو نے دس درم میں خریدا ہے
آخر نہ بقدرت آفریدی
آخر قدرت سے تو نہیں پیدا کیا
ایں حکم و غرور و خشم تا چند
یہ حکم چلانا اور گھمنڈ اور غصہ کب تک
ہست از تو بزرگتر خداوند
تجھ سے زیادہ بڑا خدا ہے

اے خواجہ ارسلان[1] و آغوش | فرمان دہ خود مکن فراموش
اے ارسلان اور آغوش کے آقا | اپنے حاکم کو نہ بھول !!

در خبرست از سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہ گفت بزرگ ترین حسرتے در
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا سب سے بڑی حسرت

روزِ قیامت آں بود کہ بندۂ صالح را بہ بہشت برند و خداوندگارِ فاسق ابدوزخ
قیامت میں یہ ہوگی کہ نیک غلام کو جنت میں لے جائیں گے اور بدکار آقا کو دوزخ میں

قطعہ

برغلامے کہ طوعِ خدمتِ تست | خشم بے حد مران وطیرہ مگیر
وہ غلام جو تیری خدمت کا تابعدار ہے | بے حد غصہ اور سختی نہ کر

کہ فضیحت بود بروزِ شمار | بندہ آزاد و خواجہ در زنجیر
اس لئے کہ قیامت کے دن شرمندگی ہوگی | جب غلام تو آزاد ہوگا اور آقا زنجیروں میں جکڑا ہوگا

حکایت سالے از بلخ بامیانم[2] سفر بود و راہ از حرامیاں پر خطر جوانے
ایک سال میرا بلخ سے بامیان کا سفر تھا اور راستہ ڈاکوؤں سے پر خطر تھا رہبری کے

بیدرقہ ہمراہِ ما شد نیزہ باز چرخ انداز سلحشور بیش زور کہ دہ مردِ توانا کمان
لئے ایک جوان ہمارے ساتھ ہوا نیزہ باز، تیر انداز، ہتھیار پوش، بہت طاقت والا کہ دس قوی آدمی اس کی

اورا بزہ نکردندے و زور آوران روئے زمین پشتِ او را در مصارعت
کمان پر چلہ نہ چڑھا سکتے اور دنیا کے پہلوان کشتی میں اس کی کمر

بر زمین نیاوردندے اما چنانکہ دانی متنعم بود و سایہ پروردہ نہ جہاندیدہ
زمین پر نہ لگا سکتے لیکن جیسا کہ تو جانتا ہے نازوں پرورده تھا اور سایہ میں پلا ہوا زمانہ دیکھے ہوئے

و سفر کردہ رعدِ کوسِ دلاوراں بگوشش نرسیدہ و برق شمشیر سواراں ندیدہ
اور سفر کئے ہوئے نہ تھا بہادروں کے نقارے کی کڑک اس کے کان میں نہ پڑی تھی اور سواروں کی تلوار کی چمک اس نے نہ دیکھی تھی

شعر

نیفتادہ در دستِ دشمن اسیر | بگردش نباریدہ باران تیر
دشمن کے ہاتھ میں کبھی قیدی نہ بنا تھا | اس کے چاروں طرف تیروں کی بارش نہ ہوئی تھی

---

[1] ارسلان اور آغوش دو غلاموں اور دو غلام کے مالکوں کے نام ہیں ۱۲ [2] بامیان ایک شہر کا نام ہے جو بلخ اور غزنین کے درمیان واقع ہے بعض نسخوں میں از بلخ با شامیانم ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ چند شامی جو بلخ میں ٹھہرے تھے اُنکے ساتھ سفر کا اتفاق ہوا ۱۲

اتفاقاً من و ایں جواں ہر دو در پے ہم دواں ہر دیوارِ قدیمش کہ پیش آمدے
اتفاقاً میں اور وہ جوان آگے پیچھے دوڑ رہے تھے جو پرانی دیوار سامنے آتی

بقوتِ بازو بیفگندے و ہر درختِ عظیم کہ دیدے بہ نیروئے سرپنجہ
قوتِ بازو سے گرا دیتا اور جو بڑا درخت دیکھتا پنجے کی طاقت سے

برکندے و تفاخر کناں گفتے
اکھاڑ دیتا اور فخر کرتے ہوئے کہتا

بیت

پیل کو تا کتف و بازوئے گرداں بیند | شیر کو تا کف و سرپنجۂ مرداں بیند
ہاتھی کہاں ہے کہ پہلوانوں کے ڈنڑ اور بازو دیکھے | شیر کہاں ہے کہ مردوں کے ہاتھ اور پنجے دیکھے

ما دریں حالت کہ دو ہندو از پسِ سنگے سر بر آوردند و آہنگِ قتالِ ما کردند بدستِ
ہم اسی حالت میں تھے کہ دو ڈاکوؤں نے ایک پتھر کے پیچھے سے سر ابھارا اور ہم سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا ایک

یکے چوبے و در بغلِ دیگر کلوخ کوبے جواں را گفتم چہ پائی کہ دشمن آمد
کے ہاتھ میں لکڑی دوسرے کے ہاتھ میں موگری میں نے جوان سے کہا کیا دیر ہے دشمن آپہنچا ہے

بیت

بیار آنچہ داری ز مردی و زور | کہ دشمن بپائے خود آمد بگور
جو مردانگی اور طاقت رکھتا ہے وہ دکھا | اس لئے کہ دشمن اپنے پیروں چلکر قبر میں آیا ہے

تیر و کمان را دیدم از دستِ جواں افتادہ و لرزہ بر استخواں **فرد**
میں نے دیکھا کہ جوان کے ہاتھ سے تیر و کمان گر پڑا اور ہڈیوں پر کپکپی پیدا ہو گئی۔

نہ ہر کہ موی شگافد بہ تیرِ جوشن خای | بروزِ حملۂ جنگ آوراں بدارد پای
زرہ کو توڑ دینے والے تیر سے جو شخص بال چیر دے | یہ ضروری نہیں ہے کہ بہادروں کے حملے کے وقت بھی جم سکے

چارہ جز آں ندیدم کہ رخت و سلاح و جامہ رہا کردیم و جاں بہ سلامت بدر آوردیم
اس کے سوا میں نے کوئی چارہ نہ دیکھا کہ سامان، ہتھیار اور کپڑے چھوڑ دئے اور جان بچا لائے۔

قطعہ

بکار ہائے گراں مردِ کار دیدہ فرست | کہ شیرِ شرزہ در آرد بزیرِ خمِ کمند
بڑے کاموں کے لئے تجربہ کار کو بھیج | جو غضبناک شیر کو بھی کمند کے حلقہ میں پھانس لے

جواں اگرچہ قوی یال و پیلتن باشد
جوان اگرچہ قوی گردن اور ہاتھی کے سے بدن کا ہو

بہ جنگ دشمنش از ہول بگسلد پیوند
دشمن سے لڑتے وقت خوف سے اسکے جوڑ ہل جاتے ہیں

نبرد پیش مصاف آزمودہ معلوم ست
لڑائی جنگ آزمودہ کی سمجھی ہوئی ہوتی ہے

چنانکہ مسئلۂ شرع پیش دانشمند
جیساکہ کوئی شرع کا مسئلہ عقلمند کے سامنے

حکایت (۱۸)

توانگرزادہ را دیدم بر سر گور پدر نشستہ و با درویش بچہ
میں نے ایک مالدار کے لڑکے کو باپ کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا اور فقیر کے لڑکے کے ساتھ

مناظرہ در پیوستہ کہ صندوق تربت پدرم سنگین ست و کتابہ رنگین و
بحث کرتے دیکھا کہ میرے باپ کی قبر کا تعویذ پتھر کا ہے اور رنگین کتبہ لگا ہے اور

فرش رخام انداختہ و خشت پیروزہ درو ساختہ بگور پدرت چہ ماند خشتے دو
پتھر کا فرش بچھا ہے اور فیروزہ کی اینٹیں اس میں جڑی ہیں۔ تیرے باپ کی قبر کی کیا مشابہت دو اینٹیں

فراہم نہادہ و مشتے دو خاک برو پاشیدہ درویش پسر ایں بشنید و گفت
جڑی ہوئی اور اس پر دو مٹھی مٹی چھڑکی ہوئی فقیر کے لڑکے نے یہ سنا اور کہا

تا پدرت در زیر آں سنگہائے گراں بر خود بجنبد پدر من بہ بہشت رسیدہ بود
جب تک تیرا باپ ان بھاری پتھروں کے نیچے سے ذرا ہلیگا میرا باپ جنت میں پہونچ چکا ہوگا

فرد

خرکہ بروے نہند کمتر بار
جس گدھے پر بوجھ تھوڑا لادیں

بیشک آسودہ تر کند رفتار
یقیناً وہ بہت آرام سے چلے

قطعہ

مرد درویش کہ بار ستم فاقہ کشید
جس فقیر انسان نے فاقہ کشی کے ظلم کا بوجھ اٹھایا

بدر مرگ ہمانا کہ سبکبار آید
یقیناً موت کے دروازے پر ہلکا پھلکا ہو جائیگا

و آنکہ در دولت و در نعمت آسانی زیست
اور جو شخص دولت اور آسانی کی نعمت میں جیا

مردنش زیں ہمہ شک نیست کہ دشوار آید
بے شک اس کو ان چیزوں کو چھوڑ کر مرنا دوبھر ہوگا

بہمہ حال اسیرے کہ ز بندے بجہد
جو قیدی قید سے چھٹکارا حاصل کرے

خوشترش داں ز امیرے کہ گرفتار آید
اس کو ہر حال میں امیر سے زیادہ خوش سمجھو جو گرفتار ہو کر آئے

حکایت بزرگے را پرسیدم از معنی ایں حدیث اَعْدیٰ عَدُوِّكَ
میں نے ایک بزرگ سے اس حدیث کے معنی دریافت کئے تیرا سب سے بڑا دشمن وہ
نَفْسُكَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْكَ گفت بحکم آنکہ ہر آں دشمنے کہ با وے احسان کنی
نفس ہے جو تیرے پہلوؤں میں ہے انہوں نے فرمایا اس لئے کہ جس دشمن کے ساتھ تو احسان کرے
دوست گردد مگر نفس را چنداں کہ مدارا بیش کنی مخالفت زیادہ کند
وہ دوست بن جائے گا بجز نفس کے کہ اس کی جس قدر خاطر تواضع کرے اور زیادہ مخالفت کرے گا

قطعہ

فرشتہ خوی شود آدمی بکم خوردن آدمی کم کھانے سے فرشتہ خصلت بن جاتا ہے	وگر خورد چو بہائم بیوفتد چو جماد اور اگر جانوروں کی طرح کھائیگا پتھر سا پڑا رہے گا
مرادِ ہر کہ برآری مطیع امر تو گشت تم جس کی خواہش پوری کرو وہ تمہارا تابعدار بنا	خلافِ نفس کہ فرماں دہد چو یافت مراد برخلاف نفس کے کہ جب اس نے مراد پائی حکم چلاتا ہے

حکایتِ جدالِ سعدی با مدعی در بیانِ توانگری و درویشی

حکایت۔ سعدی کا اختلاف ایک ڈینگیں مارنیوالے سے۔ مالداری اور فقیری کے بیان میں
یکے بر صورتِ درویشاں نہ بر صفتِ ایشاں در محفلے دیدم نشستہ و شنعتے
میں نے ایک آدمی کو جو درویش صورت تھا نہ درویش سیرت ایک محفل میں
در پیوستہ و دفترِ شکایت باز کردہ و ذمِّ توانگراں آغاز نہادہ سخن بدینجا رسانیدہ
بیٹھے دیکھا برائی میں لگا ہوا اور شکایتوں کا دفتر کھولے ہوئے اور مالداروں کی مذمت شروع کئے ہوئے یہاں تک کہنے لگا
کہ درویش را دستِ قدرت بستہ است و توانگراں را پائے ارادت شکستہ
کہ درویش کا قدرت کا ہاتھ بندھا ہوا ہے اور مالداروں کی ہمت کا پیر ٹوٹا ہوا ہے۔

بیت

کریماں را بدست اندر درم نیست سخیوں کے ہاتھ میں پیسہ نہیں ہے	خداونداں نعمت را کرم نیست مالداروں میں سخاوت نہیں ہے

مرا کہ پروردۂ نعمتِ بزرگانم ایں سخن سخت آمد گفتم اے یار توانگراں دخلِ
میں چونکہ بزرگوں کی نعمتوں کا پلا ہوا ہوں مجھے یہ بات ناگوار لگی میں نے کہا اے دوست مالدار ہی غریبوں کی

مسکینانند و ذخیرۂ گوشہ نشیناں و مقصدِ زائراں و کہفِ مسافراں و متحملِ بارِ
آدمی ہیں اور گوشہ نشینوں کا ذخیرہ اور زیارت کرنے والوں کا مقصد اور مسافروں کی پناہ گاہ اور بھاری

گراں از بہرِ راحتِ دگراں دست بطعام آنگہ برند کہ متعلقان و زیردستاں
بوجھ برداشت کرنیوالے دوسروں کے آرام کی خاطر۔ کھانے میں جب ہاتھ ڈالتے ہیں جبکہ متعلقین اور ماتحت کھا چکتے

بخورند و فضلۂ مکارمِ ایشاں بہ ارامل و پیران و اقارب و جیراں رسد **نظم**
ہیں اور انہیں کی کرم فرمائیوں کا بچا ہوا بیواؤں کو اور بوڑھوں کو، رشتہ داروں کو اور پڑوسیوں کو پہونچا ہے

توانگراں را وقف ست و نذر و مہمانی | زکوٰۃ و فطرہ و اعتاق و ہدی و قربانی
مالداروں کو وقف کرنا، منت پوری کرنا، مہمانداری کرنا، زکوٰۃ دینا، فطرہ ادا کرنا، غلام آزاد کرنا، خانہ کعبہ کو قربانی کا جانور بھیجنا، قربانی کرنا میسر ہے

تو کے بدولتِ ایشاں رسی کہ نتوانی | جزیں دو رکعت و آنہم بصد پریشانی
تو ان کی دولتمندی کو کب پہونچ سکتا ہے۔ کہ تجھسے دو رکعتوں کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا اور وہ بھی سو پریشانیوں کے ساتھ

اگر قدرتِ جود ست و اگر قوتِ سجود توانگراں را بہتر میسر می شود کہ مال مزکّی دارند
اگر سخاوت کی قدرت ہے اور اگر سجدے کی طاقت ہے تو وہ مالداروں کو بہتر میسر ہوتی ہے اس لئے کہ ان کے پاس

و جامۂ پاک و عرضِ مصون و دل فارغ و قوتِ طاعت در لقمۂ لطیف ست و
مال ہے جس سے زکوٰۃ دیچکے ہیں اور پاک لباس اور محفوظ آبرو اور فکروں سے خالی دل عبادتگذاری کی طاقت

صحتِ عبادت در کسوتِ نظیف پیدا است کہ از معدۂ خالی چہ قوت آید و از دستِ
پاک روزی میں ہے اور عبادت کی درستگی پاک کپڑے سے ہوتی ہے اس لئے کہ خالی معدہ میں کیا طاقت اور خالی ہاتھ سے

تہی چہ مروت و از پائے بستہ چہ سیر و از دستِ گرسنہ چہ خیر **قطعہ**
کیا مروت اور بندھے ہوئے پیر سے کیا سیر، اور بھوکے ہاتھ سے کیا بھلائی ؟

شب پراگندہ خسپد آنکہ پدید | نبود وجہِ بامدادانش
رات کو پریشانی میں سوتا ہے | جس کے سامنے صبح کا گذارہ کھلا ہوا نہ ہو

مور گرد آورد بتابستاں | تا فراغت بود زمستانش
چیونٹی گرمیوں میں ذخیرہ کرلیتی ہے | تاکہ جاڑوں میں اُس کو فراغت حاصل ہو

فراغت با فاقہ نہ پیوندد و جمعیت در تنگدستی صورت نہ بندد یکے تحریمۂ
فراغت فاقہ سے جوڑتی نہیں اور اطمینان خاطر تنگدستی میں حاصل نہیں ہوتا ایک تو عشاء کی

عشا بستہ و دیگرے منتظرِ عشا نشستہ ہرگز ایں بداں نماند۔
نماز کی نیت باندھے ہوئے اور دوسرا عشاء (رات کا کھانا) کا منتظر بیٹھا یہ اس کی مانند ہرگز نہیں ہو سکتا

بیت

خداوندِ روزی بحق مشتغل | پراگندہ روزی پراگندہ دل
روزی کا مالک خدا کی یاد میں مشغول ہے | پراگندہ روزی پراگندہ دل ہے

پس عبادتِ ایشاں بقبول نزدیک ترست کہ جمعند و حاضر نہ پریشان و
تو ان مالداروں کی عبادت قبولیت سے زیادہ نزدیک ہے اس لئے کہ وہ مطمئن ہیں اور ان کا دل حاضر ہے پریشان نہیں
پراگندہ خاطر اسبابِ معیشت ساختہ و بہ اورادِ عبادت پرداختہ عرب گوید اَعُوذُ
ہیں اور نہ انکی طبیعت پراگندہ ہے زندگی کے اسباب تیار کئے ہوئے ہیں اور عبادت کے وظیفوں میں مشغول ہیں عرب کا قول ہے میں
بِاللّٰهِ مِنَ الْفَقْرِ الْمُكِبِّ وَجَارٍ مَنْ لَا يُحِبُّ در خبرست اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ
بے پناہ مانگتا ہوں اوندھا کر دینے والے افلاس سے اور ایسے آدمی کے پڑوس سے جو محبت کرے حدیث شریف میں آیا ہے افلاس دونوں جہانوں میں منہ کی
فِي الدَّارَيْنِ گفت ایں شنیدی و آں نشنیدی کہ فرمودہ اند اَلْفَقْرُ
کالک ہے اُس نے کہا تو نے یہ تو سنا اور وہ نہیں سنا کہ حضور نے فرمایا ہے فقر میرا
فَخْرِي گفتم خاموش کہ اشارتِ سیدِ عالم علیہ السلام بفقرِ طائفہ ایست کہ
فخر ہے میں نے کہا خاموش کیونکہ سردار عالم علیہ السلام کا اشارہ تو اُس گروہ کے فقر کی طرف ہے جو
مردِ میدانِ رضا اند و ہدفِ تیرِ قضا نہ اینان کہ خرقۂ ابرار پوشند و لقمۂ ادرار فروشند
رضائے خداوندی کے میدان کے مرد ہیں اور قضائے خداوندی کے تیر کے نشانہ ہیں نہ کہ یہ لوگ جو نیکوں کی گدڑی تو پہن لیتے ہیں اور
خیراتی ٹکڑے بیچتے پھرتے ہیں

رباعی

اے طبلِ بلند بانگ در باطن ہیچ | بے توشہ چہ تدبیر کنی وقتِ بسیچ
اے بلند آواز ڈھول جس کے اندر کچھ نہیں ہے | رخصتی کے وقت بدون توشہ کے تو کیا تدبیر کریگا
روے طمع از خلق بہ پیچ ار مردی | تسبیح ہزار دانہ بر دست مپیچ
اگر تو مرد ہے تو لالچ کا رخ مخلوق سے پھیر لے | ہزار دانہ والی تسبیح ہاتھ پر نہ لپیٹ

درویش بے معرفت نیارامد تا کارش بکفر نینجامد کہ کَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ
بے معرفت فقیر اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتا جبتک اُس کا کام کفر تک نہ پہنچ جائے اسلئے کہ فقر قریب ہے کہ کفر بن
كُفْرًا و نشاید جز بوجودِ نعمت برہنہ را پوشیدن یا در استخلاصِ گرفتارے
جائے اور دولت کے وجود کے بغیر ممکن نہیں ہے ننگے کو کپڑے پہنانا یا کسی قیدی کے رہا کرانے میں

کوشیدن ابنائے جنس ما را بمرتبۂ ایشاں کہ رساند ویدِ عُلیا بیدِ سُفلیٰ چہ
کوشش کرنا ہم جیسوں کو ان کے مرتبہ تک کون پہنچا سکتا ہے اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے کیا

ماند نہ بینی کہ حق جلّ شانُہ در محکم تنزیل از نعیم اہل بہشت خبر میدہد اُولٰئِکَ
مشابہ ہو سکتا ہے تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اہل جنت کی نعمتوں کی خبر دیتا ہے یہ لوگ

لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ[1]
وہ ہیں جن کے لئے روزی مقرر ہے

فرد

تشنگاں را نماید اندر خواب | ہمہ عالم بچشم چشمۂ آب
پیاسوں کو خواب میں تمام دنیا ، | پانی کا چشمہ نظر آتی ہے

حالے کہ من ایں سخن بگفتم عنانِ طاقت درویش از دست تحمل برفت تیغ
جس وقت میں نے یہ بات کہی فقیر کی برداشت کے ہاتھ سے طاقت کی باگ چھوٹ گئی اس نے

زباں برکشید و اسپِ فصاحت بمیدان وقاحت جہانید و گفت چنداں
زبان کی تلوار کھینچی اور بے شرمی کے میدان میں فصاحت کا گھوڑا دوڑا دیا اور بولا تو نے اُن کی

مبالغت در وصفِ ایشاں کردی و سخنہائے پریشاں گفتی کہ وہم تصور کند کہ
تعریف کرنے میں اس قدر مبالغہ کیا اور بے تکی باتیں کی ہیں کہ وہم خیال کرے کہ وہ

تریاق اند یا کلیدِ خانۂ ارزاق مشتے متکبر مغرور معجب نفور مشتغل مال و
تریاق ہیں یا رزقوں کی کوٹھری کی تالی ہیں، مٹھی بھر آدمی ہیں متکبر، مغرور میں مبتلا، خود پسند، نفرت کرنے والے، مال و نعمت

نعمت و مفتتن جاہ و ثروت کہ سخن نگویند الا بشفاعت و نظر نکنند الا بکراہت
میں پھنسے ہوئے، مرتبہ اور مالداری کے فتنہ میں مبتلا جو سفارش بدون بات بھی نہیں کرتے اور کراہت بدون دیکھتے بھی نہیں ہیں

علما را بگدائی منسوب کنند و فقرا را بہ بے سروپائی طعنہ زنند بعلت مالے کہ
علماء کو گدائی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور فقرا کو بے سروسامانی کا طعنہ دیتے ہیں محض اس مال کی وجہ سے

دارند و عزت جاہی کہ پندارند بر تر از ہمہ نشینند نہ آں در سر
جو ان کے پاس ہے اور اس مرتبہ کی اس عزت کی وجہ سے جس پر ان کو گھمنڈ ہو سب سے اوپر چڑھ کر بیٹھتے ہیں یہ اُن کے دماغ

دارند کہ بکسے بردارند بے خبر از قول حکیماں کہ گفتہ اند ہر کہ بہ طاعت از
میں ہی نہیں آتا کہ کسی کی طرف سر اٹھا کر دیکھیں دانشمندوں کے اُس قول سے بے خبر ہیں جو انہوں نے کہا ہے کہ جو عبادت میں

---

[1] یہ آیت بہشتیوں کی شان میں ہے اور مصنف نے افضلیت کی وجہ یہ قرار دی ہے کہ ان کے لئے رزق مقرر ہے اور رزق کا مقرر ہونا ہی سبب اطمینان اور باعثِ افضلیت ہے ۱۲

دیگراں کم ست و بہ نعمت بیش بصورت توانگرست و بمعنیٰ درویش بیت
دوسروں سے کم ہے اور مال میں بڑھا ہوا ہے وہ بظاہر مالدار ہے لیکن حقیقت میں فقیر ہے۔

گر بے ہنر بمال کند کبر بر حکیم | کون خرش شمار اگر گاوِ عنبرست
اگر بے ہنر دانا پر مال کی وجہ سے تکبر کرے تو | اُس کو گدھے کی شرمگاہ سمجھ خواہ وہ عنبر کی گائے ہو

گفتم مذمتِ ایناں روا مدار کہ خداوندِ کرم اند گفت غلط گفتی کہ بندۂ درم اند چہ
میں نے کہا اِن کی بُرائی جائز نہ رکھ اس لئے کہ صاحب کرم ہیں اُس نے کہا تو غلط کہتا ہے اس لئے کہ وہ تو پیسے کے

فائدہ کہ ابرِ آذار اند و نمی بارند و چشمۂ آفتاب اند و بر کس نمی تابند و بر مرکب
غلام ہیں کیا فائدہ کہ آذر مہینہ کے ابر ہیں لیکن برستے نہیں ہیں اور آفتاب کا چشمہ ہیں لیکن کسی پر روشنی نہیں کرتے اور وہ طاقت کے

استطاعت سوار اند و نمی رانند قدمے بہر خدا ننہند و درمے بے مَن
گھوڑے پر سوار ہیں لیکن اس کو چلاتے نہیں ہیں ایک قدم بھی خدا کے لئے نہیں چلتے اور ایک درم بھی احسان

واذیٰ ندہند ملے بمشقت فراہم آرند و بخست نگاہ دارند و بحسرت بگذارند
جتائے اور بدون ستائے نہیں دیتے ہیں مصیبت سے مال کو جمع کرتے ہیں اور بخل سے اُس کی حفاظت کرتے ہیں اور حسرت سے چھوڑ

چنانکہ بزرگاں گفتہ اند سیمِ بخیل از خاک وقتے برآید کہ وے در خاک رود۔ شعر
کر مر جاتے ہیں جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہے بخیل کی چاندی زمین سے جب نکلتی ہے جب وہ خود زمین میں چلا جاتا ہے۔

برنج و سعی کسے نعمتے بچنگ آرد | دگر کس آید و بے رنج و سعی بردارد
کوئی تکلیف اور کوشش سے دولت جمع کرتا ہے | دوسرا آکر بے اور بدون محنت اور کوشش کے اٹھا لیتا ہے

جواب گفتمش بر بخل خداوندان نعمت وقوف نیافتہ الا بعلتِ گدائی وگرنہ ہر کہ
میں نے اُس کو جواب دیا دولت والوں کے بخل سے تو گدائی کی وجہ سے واقف ہوا ہے ورنہ جو لالچ کو

طمع یکسو نہد کریم و بخیلش یکے نماید محک داند کہ زر چیست و گدا داند کہ مُمسک
ایک طرف دھرے اُس کو سخی اور بخیل یکساں نظر آتے ہیں کسوٹی ہی کو معلوم ہوتا ہے کہ سونا کیا ہے اور فقیر ہی جانتا ہے کہ بخیل

کیست گفتا تجربت آں می گویم کہ متعلقاں بر در دارند و غلیظان شدید را
کون ہے اُس نے کہا میں تو اس تجربہ سے کہہ رہا ہوں کہ دروازوں پر ملازم رکھتے ہیں اور سخت اور بے رحم

برگمارند تا بار عزیزاں ندہند و دستِ جفا بر سینۂ صالحاں و اہلِ تمیز نہند و
لوگوں کو مقرر کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو باریابی نہ دیں اور ظلم کا ہاتھ نیکوں اور تمیز داروں کے سینہ پر دھر دیں اور

---

[1] یعنی دربانوں کا کام ہی یہ ہے کہ لوگوں کو آنے نہ دیں اور لوگوں کو ماریں اور آنے والوں سے کہدیا کریں کہ کوئی گھر میں نہیں ہے ۱۲

گویند کس اینجا نیست و بحقیقت راست گفته باشد **بیت**
کہدیں کہ یہاں کوئی نہیں ہے اور حقیقت میں وہ سچ ہی کہتے ہیں

آں راکہ عقل و ہمت و تدبیر و رای نیست | خوش گفت پردہ دار کہ کس در سرای نیست
جس میں عقل، ہمت، تدبیر اور رائے نہیں ہے | دربان نے ٹھیک بات کہی، اچھا کہا کہ گھر میں آدمی نہیں ہے

گفتم بعد ازانکہ از دست متوقعاں بجاں آمدہ اند و از رقعۂ گدایاں بفغاں و
میں نے کہا یہ اس کے بعد ہے کہ امیدواروں کے ہاتھوں جان سے عاجز آ گئے ہیں اور فقیروں کے پرچوں سے چلا اٹھے ہیں اور

محال عقل ست کہ اگر ریگ بیاباں دُر شود چشم گدایاں پُر شود **شعر**
عقلاً ناممکن ہے کہ اگر تمام بیابان کا ریتا بھی موتی بن جائے تو فقیروں کی سیر چشمی ہو سکے

دیدۂ اہل طمع بہ نعمت دنیا | پُر نشود ہمچناں کہ چاہ بہ شبنم
دنیا کی نعمت سے لالچیوں کی آنکھ سیر نہیں ہوتی | جیسا کہ کنواں شبنم سے نہیں بھرتا ہے

ہر کجا سختی دیدۂ تلخی کشیدۂ را بینی خود را بہ شرہ در کارہائے مخوف اندازد
جہاں کہیں بھی تو کسی مصیبت زدہ دنیا کی کڑواہٹ چکھے ہوئے کو دیکھے گا وہ اپنے آپ کو حرص کی وجہ سے خطرناک کاموں میں

واز عقوبت آخرت نہ ہراسد و حلال از حرام نشناسد **قطعہ**
پھنسائے گا اور اس کو آخرت کی سزا کا کوئی ڈر نہ ہوگا اور اس کو حلال و حرام میں کوئی تمیز نہ ہوگی

سگے را اگر کلوخے بر سر آید | ز شادی بر جہد کاں استخوانے ست
اگر کتے کے سر پر ڈھیلا آتا ہے | تو خوشی سے اچھل پڑتا ہے کہ وہ ہڈی ہے

وگر نعشے دو کس بر دوش گیرند | لئیم الطبع پندارد کہ خوانے ست
اور اگر دو آدمی کندھے پر کوئی نعش اٹھاتے ہیں | تو کمینہ طبیعت بھوکا سمجھتا ہے کہ خوان ہے

اما صاحب دنیا بعین عنایت حق ملحوظ و بحلال از حرام محفوظ من ہماں انگار کہ
لیکن مالدار حضرت حق کی مہربانی کا منظور نظر ہے اور حلال کمائی کی وجہ سے حرام سے محفوظ ہے اچھا تو یہ سمجھ کہ

تقریر ایں سخن نگفتم و بیان و برہان نیاوردم انصاف از تو توقع دارم کہ ہرگز
میں نے اس بات کو ثابت نہیں کیا ہے اور بیان اور دلیل میں نہیں لایا لیکن تیرے انصاف سے مجھے توقع ہے کہ تو یہ

دیدی دست دغائی بر کتف بستہ یا بینوائے بزنداں در نشستہ یا پردۂ
بتائے گا کہ تو نے کبھی مفلسی کے سبب کے سوا کسی اور سبب سے کسی دھوکہ بازی کی مشکیں کسی ہوئی یا کسی بینوا کو قید میں بیٹھا ہوا یا

ے یعنی درحقیقت دربان سچ بھی کہتے ہیں جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ کوئی اندر نہیں ہے کیونکہ یہ مالدار لوگ ایسے ہیں کہ نہایت بے وقوف ہیں اور ان کا عدم وجود برابر ہے ۱۲ ف

معصومے دریدہ یا کفے از معصم بریدہ الا بعلّت درویشی شیر مرداں را
کسی بے گناہ کا پردہ چاک ہوا ہو یا کسی کا ہاتھ کلائی سے کٹا دیکھا ہے شیر مردوں کو مجبوری ہی میں
بحکم ضرورت در نقبہا گرفتہ اند و کعبہا سُفتہ و محتمل ست اینکہ یکے را از
نقب لگاتے پکڑا ہے اور ان کے ٹخنوں کو بیندھا ہے اور اس بات کی پوری گنجائش ہے کہ فقیروں میں
درویشاں نفسِ امّارہ مرادے طلب کند چوں قوّتِ احصانش نباشد
کسی کا نفس امّارہ کوئی خواہش کرے اور جب اس میں پاک دامن رہنے کی طاقت نہ ہو
بعصیاں مبتلا گردد کہ بطن و فرج توأم اند یعنی دو فرزندِ یک شکم مادام کہ
تو وہ گناہ میں مبتلا ہو جائے اس لئے کہ شرمگاہ اور پیٹ جوڑواں ہیں یعنی ایک ہی پیٹ کے دو فرزند ہیں جب تک
ایں یکے برجائے است آں دیگر برپای شنیدہ ام کہ درویشے را با حدثے
کہ یہ ایک اپنی جگہ ہے وہ دوسرا بھی قائم ہے۔ میں نے سنا ہے کہ ایک فقیر کو ایک لڑکے کے ساتھ
بر خبثے بدیدند باآنکہ شرمساری برد بیم سنگساری بود گفت اے
لوگوں نے بدفعلی کرتے دیکھا اس کے باوجود کہ وہ شرمندہ ہوا سنگسار ہونے سے بھی ڈرا کہنے لگا اے
مسلماناں قوّت ندارم کہ زن کنم و طاقت نہ کہ صبر چہ کنم لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي
مسلمانو! مجھ میں گنجائش نہ تھی کہ شادی کر لیتا اور یہ بھی طاقت نہ تھی کہ صبر کرتا پھر کیا کروں اسلام میں
الْإِسْلَامِ و از جملہ مواجب سکون و جمعیّتِ دروں کہ توانگراں را میسّر میشود
رہبانیت نہیں ہے اور سکون اور جمعیت خاطر کے جو اسباب مالداروں کو حاصل ہوتے ہیں اُن میں ایک یہ بھی ہے کہ
یکے آنکہ ہر شب صنمے در برگیرند و ہر روز جوانی از سر کہ صبح تاباں را دست
ہر رات ایک ایسا معشوق پہلو میں دباتے ہیں اور ہر دن نئے سرے سے جوانی حاصل کرتے ہیں کہ جس
از صباحتِ او بر دل و سرو خراماں را پای از خجالتِ او در گل بیت
کے حسن کی وجہ سے روشن صبح کا ہاتھ دل پر اور اکڑنے والے سرو کا پیر شرمندگی کی مٹی میں ہو

بخونِ عزیزاں فرو بردہ چنگ
دوستوں کے خون میں چنگل ڈبوئے ہوئے

سرِ انگشتہا کردہ عناب رنگ
اور انگلیوں کے سروں کو عناب رنگ کئے ہوئے

لہ رہبانیت۔ نصرانیت۔ چونکہ نصرانی لوگ اس غرض سے کہ بے خوف ہو کر فراغت کیساتھ عبادت کر سکیں اپنے آپ کو خصی کرا لیتے تھے اور اسی قسم کی اور حرکتیں کرتے تھے۔ اسلام نے اُن سب باتوں کو ناجائز اور متروک قرار دیا۔ تو مطلب اس فقرہ کا یہ ہوا کہ میرے قوائے شہوانیہ برقرار ہیں اور میں شادی کی استطاعت نہیں رکھتا اور اسلام میں رہبانیت ناجائز ہے پھر آخر اور کیا کرتا ۱۲ ٢ه سرو خراماں صرف ایک ادعا ہے شاعرانہ کے طور پر کہا گیا ہے یعنی سرو پہلے خراماں تھا اب شرمندگی کی وجہ سے زمین میں گڑ گیا ہے ۱۲ ٣ه صفت معشوق مذکورۂ بالا ۱۲

محال ست کہ باحُسنِ طلعت او گرد مناہی گردد یا رائے تباہی زند شعر
ناممکن ہے کہ اُس اچھی صورت کے ہوتے ہوئے ناجائز باتوں کے قریب پھرے یا تباہی کی رائے قائم کرے

دلے کہ حورِ بہشتی ربود و یغما کرد	کے التفات کند بر بتانِ یغمائی
جس دل کو بہشتی حور نے اچک لیا اور لوٹ لیا	وہ یغمائی معشوقوں کی طرف کیا توجہ کرے گا

شعر

مَنْ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مَا اشْتَهٰى رُطَبٌ	يُغْنِيْهِ ذٰلِكَ مِنْ رَّاجِمِ الْعَنَاقِيْدِ
جسکے سامنے منشا کی بقدر تازہ کھجوریں رکھی ہوں	وہ اُس کو انگوروں کے خوشوں میں ڈھیلے بازی سے باز رکھیگی

اغلب تہید ستاں دامنِ عصمت بمعصیت آلایند و گرسنگاں نان ربایند
عموماً مفلس لوگ عصمت کے دامن کو گناہوں سے آلودہ کر لیتے ہیں اور بھوکے روٹی اڑا لیجاتے ہیں۔

بیت

چوں سگِ درندہ گوشت یافت نپرسد	کیں شترِ صالح ست یا خرِ دجال
جب پھاڑنے والے کتے کو گوشت مل گیا تو پھر وہ نہیں پوچھتا	کہ یہ حضرت صالح کی اونٹنی ہے یا دجال کا گدھا

چہ طائفہ مستوراں بعلتِ درویشی در عینِ فساد افتادہ اند و عرضِ گرامی را بہ بادِ زشت نامی بر باد دادہ
پرہیزگاروں کی ایک جماعت افلاس کی وجہ سے عین فساد میں پڑ گئی ہے اور قابل قدر آبرو کو بدنامی کی ہوا میں اڑا دیا ہے۔

فرد

با گرسنگی قوتِ پرہیز نماند	افلاس عناں از کفِ تقوی بستاند
بھوک کے ہوتے ہوئے پرہیز کی قوت نہیں رہتی	تقوے کے ہاتھ سے افلاس باگ چھین لیتا ہے

لہ بتانِ یغمائی۔ یغما کے رہنے والے معشوق۔ یغما ایک شہر کا نام ہے جو ترکستان میں ہے پہلے یغما کے معنی لوٹ کے ہیں مطلب یہ ہے کہ جس کو لوٹ یعنی بوس و کنار کیلئے حور ملجائے وہ یغما کے معشوقوں کی طرف کیا متوجہ ہوگا واضح ہو کہ یغما کے لوگوں کو حسین مانا گیا ہے یعنی مالدار کو کیا ضرورت ہے کہ وہ ایسی نامعقول باتوں میں پڑے اور ایسے مجرمانہ امور کا ارتکاب کرے جن میں فقیر و نادار پھنستے ہیں عربی کا شعر بھی اسی کا مؤید ہے ۱۲ کہ شترِ صالح۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔ صالح ایک پیغمبر کا نام ہے کہ اُن کی دعا سے ایک اونٹنی پتھر کے درمیان سے پیدا ہوئی تھی ۱۲ سہ دجال ایک کافر کا نام ہے جو قریب قیامت میں ظاہر ہوگا اور اُس کی سواری میں گدھا ہوگا مطلب یہ ہے کہ جب ایک نادار اپنی شہوت رانی کا موقع پاتا ہے تو اُس کو حرام و حلال کی پروا نہیں رہتی ۱۲

آنکہ گفتی در بروئے مسکیناں بہ بندند حاتم طائی کہ بیاباں نشیں بود اگر
تو نے جو یہ کہا کہ وہ لوگ فقیروں پر اپنے دروازے بند کر لیتے ہیں تو حاتم طائی جنگل کا رہنے والا تھا اگر
شہری بودے از جوشِ گدایاں بیچارہ شدے وجامہ بروپارہ
شہری ہوتا تو گداگروں کی بھیڑ سے عاجز آجاتا اور وہ اُس کے کپڑے
کردندے چنانکہ در طیبات آمدہ است **شعر**
پھاڑ ڈالتے۔ جیسا کہ (میں نے دیوانِ) طیبات میں لکھا ہے

در من منگر تا دگراں چشم ندارند مجھ سے امید نہ لگا تاکہ دوسرے تمنا نہ کریں	کز دستِ گدایاں نتواں کرد ثوابے کیونکہ گداگروں کے ہاتھوں کوئی ثواب کا کام نہیں کیا جا سکتا

گفتا نہ کہ من بر حالِ ایشاں رحمت می برم گفتم نہ کہ بر مالِ ایشاں
بولا میں ان کی حالت پر ترس نہیں کھا سکتا میں نے کہا تو اُن کے مال سے بھی
حسرت می خوری ما دریں گفتار و ہر دو بہم گرفتار ہر بیذقے کہ براندے
کیوں جلتا ہے ہم دونوں اسی گفتگو میں پڑے تھے اور ایک دوسرے سے الجھا ہوا تھا جو پیادہ وہ چلتا
بدفعِ آں کوشیدمے و ہر شاہے کہ بخواندے بفرزین بپوشیدمے
میں اُس کے توڑ میں کوشش کرتا اور جو وہ شہ دیتا میں فرزین سے اُس کو ڈھانپ دیتا
تا نقدِ کیسۂ ہمت در باخت و تیر جعبۂ حجت ہمہ بینداخت **قطعہ**
یہاں تک کہ ہمت کی تھیلی کا سب نقد وہ ہار گیا اور دلیل کے ترکش کے تمام تیر اس نے چلا دیئے

ہاں تا سپر نیفگنی از حملۂ فصیح خبردار کہیں چرب زبان کے حملہ کی وجہ سے سپر ڈال دینا	کورا جز ایں مبالغۂ مستعار نیست اسلئے کہ اُس کے پاس ان مانگے ہوئے مبالغہ کے سوا کچھ نہیں ہے
دین ورزد معرفت کہ سخنداں سجع گوی[۱] دین اور معرفت خداوندی حاصل کر اسلئے کہ تک بندی کرنیوالا شاعر	بر در سلاح دارد و کس در حصار نیست دروازہ پر ہی ہتھیار دھرے ہے اور قلعہ میں کوئی نہیں ہے

تا عاقبۃ الامر دلیلش نماند و ذلیلش کردم دست تعدّی دراز کرد و بیہودہ
انجام کار اس کے پاس کوئی دلیل نہ رہی اور میں نے اُس کو ذلیل کر دیا اُس نے دست درازی شروع کی اور بکواس
گفتن آغاز و سنتِ جاہلان ست کہ چوں بدلیل از خصم فرو مانند سلسلۂ
کرنا شروع کر دیا اور جاہلوں کا یہی طریقہ ہے کہ جب دلیل میں مقابل سے عاجز آجاتے ہیں تو لڑائی

---

[۱] سجع. کلام مُقفّیٰ کو کہتے ہیں ۱۲

خصومت بجنبانند چوں آزر[1] بت تراش کہ بحجّت با پسر برنیامد بجنگ
دنگا شروع کر دیتے ہیں جیسے بت بنانے والا آزر جب لڑکے کے مقابلہ میں دلیل سے نہ جیت سکا لڑائی پر

برخاست آیہ لَئِنْ لَمْ تَنْتَہِ لَاَرْجُمَنَّكَ دشنامم داد و سقطش گفتم
آمادہ ہوگیا آیت اگر تو باز نہ آئے گا تو تجھے سنگسار کردونگا اُس نے مجھے گالی دی میں نے اُس کو بُرا بھلا

گریبانم درید زنخدانش شکستم
کہا اس نے میرا گریبان پھاڑ دیا میں نے اسکی ٹھوڑی توڑ دی

قطعہ

او در من و من در و فتادہ
وہ مجھ سے اور میں اس سے لپٹا ہوا

خلق از پئے ما دواں و خنداں
لوگ ہمارے پیچھے دوڑتے ہوئے اور ہنستے ہوئے

انگشتِ تعجب جہانے
ہماری گفت و شنید سے ایک جہاں

از گفت و شنیدِ ما بدنداں
انگشت بدنداں تھا!

القصّہ مرافعتِ ایں سخن پیش قاضی بردیم و بحکومتِ عدل راضی شدیم
القصہ اس بات کا مقدمہ ہم قاضی کے سامنے لے گئے اور منصف کے فیصلہ پر ہم راضی ہوگئے

تا حاکم مسلماناں مصلحتے بجوید و میانِ توانگران و درویشاں فرقے بگوید
تاکہ مسلمانوں کا حاکم کوئی اچھی بات نکالے اور امیروں اور غریبوں کا فرق بیان کردے

قاضی چوں حالتِ ما بدید و منطق بشنید سر بجیب تفکر فرو برد و پس از تامل
قاضی نے جب ہماری حالت دیکھی اور گفتگو سنی تو غور و فکر کے گریبان میں سر جھکا لیا اور غور کرنیکے

سر برآورد و گفت ایکہ توانگراں را ثنا گفتی و بر درویشاں جفا روا داشتی
بعد سر اٹھایا اور بولا اے وہ کہ تو نے مالداروں کی تعریف کی اور غریبوں پر ظلم کرنا جائز سمجھا

بدانکہ ہر جا کہ گلے ست خارست و با خمر خمارست و بر سرِ گنج مارست
جان لے جہاں پھول ہے کانٹا بھی ہے اور شراب کے ساتھ اعضا شکنی ہے اور خزانہ پر سانپ ہے

آنجا کہ درِ شاہوارست نہنگ مردم خوارست لذتِ عیش دنیا را
جہاں کہیں بادشاہ کے لائق موتی ہے وہاں انسان خور مگرمچھ ہے دنیا کے عیش کی لذت

---

[1] آزر بت تراش. حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا اور بعض کے نزدیک اُن کے چچا کا نام تھا حضرت ابراہیم نے جب آزر کو بت پرستی سے منع فرمایا اور بتوں کی مذمت کی تو وہ اُن کے سامنے پرستش کی کوئی دلیل بیان نہ کرسکا. تو حضرت سے کہا کہ اگر تو نہ مانے گا تو میں تجھے سنگسار کرونگا اور ایک زمانہ کے لئے تم کو جُدا کردوں گا اسی طرح جب وہ فقیری کے افضل ہونے کی دلیل نہ دے سکا تو گالیاں دینے لگا ۱۲

لدغۂ اجل در پے ست و نعیم بہشت را دیوار مکارہ در پیش **بیت**
کے بعد موت کا کھٹکا ہے اور بہشت کی نعمتوں کے آگے ناگوار چیزوں کی دیوار ہے

جورِ دشمن چہ کند گر نکشد طالب دوست | گنج و مار و گل و خار و غم و شادی بہم اند
دوست کا طلبگار دشمن کا ظلم اگر نہ سہے تو کیا کرے | خزانہ، سانپ۔ پھول، کانٹا، غم خوشی ملے ہوئے ہیں

نظر نہ کنی در بستاں کہ بید مشک ست و چوبِ خشک ہمچنیں در زمرۂ
تو باغ کو نہیں دیکھتا کہ بید مشک ہے اور سوکھی لکڑی بھی ہے اسیطرح مالداروں کی

توانگراں شاکراند و کفور و در حلقۂ درویشاں صابرند و ضجور **شعر**
جماعت میں شکر گذار بھی ہیں اور ناشکرے بھی اور درویشوں کے حلقہ میں صبر کرنیوالے بھی ہیں اور تنگدل بھی

اگر ژالہ ہر قطرۂ دُر شدے | چو خرمہرہ بازار ازو پر شدے
اگر شبنم کا ہر قطرہ موتی ہو جاتا | تو کوڑیوں کی طرح اُن سے بازار بھرجاتا

مقربانِ حضرت جلّ و علا توانگرانند درویش سیرت و درویشانند توانگر
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقرب وہ مالدار ہیں جن میں درویشوں کی صفات ہوں اور وہ درویش ہیں جن میں

ہمّت و مِہینِ توانگراں آنست کہ غمِ درویش خورد و بہینِ درویشاں آنکہ
مالداروں کی سی ہمت ہو اور مالداروں میں بڑا وہ ہے جو درویش کا غم کھائے اور درویشوں میں بہتر وہ ہے

کم توانگراں گیرد وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ پس روے
جو مالداروں کی کم پرواہ کرے۔ اور جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے کافی ہے پھر اس نے اپنے غصہ

عتاب از من بجانبِ درویش کرد و گفت اے کہ گفتی توانگراں مشتغل
کا رُخ میری جانب سے درویش کی طرف کر دیا اور بولا اے وہ شخص کہ تونے کہا ہے مالدار ممنوعات

اند بمناہی و مستِ ملاہی نعم طائفہ ہستند بریں صفت کہ بیان کردی قاصر
میں لگے ہیں اور کھیل کود میں مست ہیں ہاں کچھ ایسے بھی ہیں جیسا کہ تونے کہا کوتاہ

ہمّت کافرِ نعمت کہ ببرند و بنہند و نخورند و ندہند و اگر بمثل باراں نبارد
ہمت، نعمت کے ناشکرے، جو لیجاتے ہیں اور دھر دیتے ہیں اور نہ کھاتے ہیں نہ دیتے ہیں اگر مثلاً بارش نہ ہو

ویا طوفاں جہاں را بر دارد باعتمادِ مکنتِ خویش از محنتِ درویش نپرسند
یا طوفان دنیا کو تباہ کردے اپنی قدرت کے بھروسہ درویش کی تکلیف کے پرسانِ حال نہ ہوں

واز خدائے تعالےٰ نترسند
اور اللہ تعالیٰ سے نہ ڈریں ؏

شعر

گر از نیستی دیگرے شد ہلاک | مرا ہست بط را ز طوفان چہ باک
اگر دوسرا نہ ہونے سے مرجائے (تو مرجائے) | میرے پاس تو ہے بطخ کو طوفان کا کیا ڈر

شعر

وَرَاكِبَاتٍ نِيَاقًا فِي هَوَادِجِهَا | لَمْ يَلْتَفِتْنَ اِلٰى مَنْ غَاصَ فِي الْكُثُبِ
اور بہت سی اپنے ہودجوں میں اونٹنیوں پر سوار ہیں | انھوں نے اسکی طرف التفات نہ کیا جو ریت کے ٹیلوں میں پھنس گیا ہے

فرد

دوناں چو گلیم خویش بیروں بردند | گویند چہ غم گر ہمہ عالم مردند
کمینے جب اپنی کملی کو بچالے گئے | تو کہتے ہیں کیا غم ہے اگر سب لوگ مر گئے

قومے بدیں نمط ہستند کہ شنیدی و طائفہ خوانِ نعمت نہادہ و دستِ
کچھ لوگ تو اس طریقہ پر ہیں جیسا کہ تو نے سنا اور کچھ وہ ہیں جو نعمت کا دسترخوان بچھائے ہوئے اور
کرم کشادہ طالبِ نام اند و مغفرت و صاحبِ دنیا و آخرت چوں بندگان
کرم کا ہاتھ کھولے ہوئے ہیں نام کے بھی طالب ہیں اور مغفرت کے بھی دنیا اور آخرت کے مالک ہیں جیساکہ ایسے
حضرتِ پادشاہِ عادل مؤید مظفر مالکِ ازمۂ انام حامئ ثغورِ اسلام
بادشاہ کے دربار کے غلام جو منصف ہے جس کو خدا کی مدد حاصل ہے کامیاب ہے لوگوں کی باگوں کا مالک ہے اسلام کی سرحد کا
وارثِ ملکِ سلیمان اَعدلِ ملوکِ زمان مُظفرُ الدُّنیا وَالدِّین
حامی ہے حضرت سلیمان کے ملک کا وارث ہے زمانہ کے تمام بادشاہوں سے زیادہ منصف ہے، دین و دنیا میں فتحمند ہے
اَتَابَكْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ سَعْد زَنْگی اَدَامَ اللّٰهُ اَيَّامَهٗ وَنَصَرَ اَعْلَامَهٗ
اتابک ابو بکر بن سعد زنگی خدا اس کا زمانہ ہمیشہ قائم رکھے اور اس کے جھنڈوں کی مدد کرے

قطعہ

پدر بجائے پسر ہرگز ایں کرم نکند | کہ دستِ جودِ تو با خاندانِ آدم کرد
باپ بھی اولاد پر کبھی وہ کرم نہیں کرتا | جو تیرے دستِ کرم نے آدم کے خاندان پر کیا

خدائے خواست کہ بر عالمے ببخشاید | ترا برحمتِ خود بادشاہِ عالم کرد
خدا نے چاہا کہ دنیا پر بخشش کرے | تجھے اپنی رحمت سے دنیا کا بادشاہ بنادیا

قاضی چوں سخن بدیں غایت برسانید واز حدِ قیاسِ ما اسپِ مبالغت
جب قاضی نے یہاں تک بات پہونچا دی اور ہمارے اندازے کی حد سے مبالغہ کا گھوڑا

درگذرانید بمقتضائے حکمِ قضا رضا دادیم واز ما مضیٰ درگذشتیم وبعد از
نکال دیا تو قضا کے فیصلہ کے مطابق ہم نے رضامندی دیدی اور گذشتہ باتوں سے درگذر کیا اور

مجازا طریق مدارا گرفتیم وسر بتدارک بر قدم یکدیگر نہادیم وبوسہ بر سر
بدلے بازی کے بعد خاطر تواضع کا راستہ اختیار کرلیا اور تلافی کے لئے ہم نے ایکدوسرے کے قدم پر سر رکھدیا اور ایکدوسرے

وروئے ہم دادیم وختمِ سخن بریں دو بیت کردیم

کے سر اور پیشانی کو چوما اور بات ان دو شعروں پر ختم کردی

قطعہ

مکن زگردشِ گیتی شکایت اے درویش | کہ تیرہ بختی اگر ہمبریں نسق مُردی
اے درویش زمانہ کی گردش کی شکایت نہ کر | اس لئے کہ اگر اس حالت میں مرگیا تو تو بدبخت ہے

توانگرا چو دل ودستِ کامرانت ہست | بخور ببخش کہ دنیا وآخرت بُردی
اے مالدار جب تیرا دل اور ہاتھ بامراد ہے | تو کھا اور دے کہ تونے دنیا اور آخرت حاصل کی

بابِ ہشتم در آدابِ صحبت[1]

آٹھواں باب رہن سہن کے طریقوں کے بیان میں

حکمت مال از بہرِ آسایشِ عمرست نہ عمر از بہرِ گرد کردنِ مال عاقلے را
مال زندگی کے آرام کے لئے ہے نہ زندگی مال جمع کرنے کے لئے ایک عقلمند سے

پرسیدند نیک بخت[2] کیست وبدبخت چیست گفت نیک بخت
لوگوں نے پوچھا نیک بخت کون ہے اور بد بخت کون اس نے کہا نیک بخت وہ

آنکہ خورد وکشت[3] وبدبخت آنکہ مرد وہشت
ہے کہ جس نے کھایا اور بویا اور بدبخت وہ ہے جو مرگیا اور چھوڑ گیا

---

[1] آدابِ صحبت یعنی آپس میں رہنے سہنے کے لئے کیا باتیں ضروری ہیں ۱۲ [2] نیک بخت۔ نیک نصیب۔ بدبخت بدنصیب ۱۲ [3] کِشت یعنی بویا۔ مراد یہ کہ آخرت کے لئے کچھ بخشش اور سخاوت کی ۱۲

شعر

مکن[1] نماز بران ہیچکس کہ ہیچ نکرد | کہ عمر در سر تحصیل مال کرد و نخورد
کسی ایسے کے جنازے کی نماز نہ پڑھ کہ جس نے کچھ نہ کیا | جس نے مال جمع کرنے میں عمر ختم کر دی اور کچھ نہ کھایا

حکمت

موسیٰ علیہ السلام قارون را نصیحت کرد کہ اَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ نشنید عاقبتش[2] شنیدی[3]

موسیٰ علیہ السلام نے قارون کو نصیحت فرمائی کہ تو اسی طرح احسان کر جیسا کہ اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے اُس نے نہ سنا۔ تو نے اس کا انجام سنا

قطعہ

آں کس کہ بدینار و درم خیر نیندوخت | سر عاقبت اندر سر دینار و درم کرد
جس شخص نے روپے پیسے سے بھلائی نہ جمع کی | اُس نے دنیا اور روپے کی فکر میں زندگی ختم کر دی

خواہی متمتع شوی از نعمت دنیا | با خلق کرم کن چو خدا با تو کرم کرد
اگر تو چاہتا ہے کہ دنیا کی نعمت سے فائدہ اٹھائے | تو لوگوں پر کرم کر جب کہ تجھ پر اللہ نے کرم کیا ہے

عرب گوید جُدْ وَلَا تَمْنُنْ لِاَنَّ الْفَائِدَةَ اِلَيْكَ عَائِدَةٌ یعنی بہ بخش و منت[4] منہ کہ نفع آں بتو باز می گردد

عرب کا قول ہے سخاوت کر اور احسان نہ جتا اس لئے کہ فائدہ تجھے ہی پہونچتا ہے یعنی دے اور احسان نہ دھرے اس لئے کہ اس کا نفع تو تیرے پاس واپس آ جائیگا

قطعہ

درخت کرم ہر کجا بیخ کرد | گذشت از فلک شاخ و بالائے او
کرم کا درخت جہاں جم جاتا ہے | تو اُس کی شاخ اور پھننگ آسمان سے نکل جاتی ہے

گر امید داری کزو بر خوری | بمنت منہ ارہ بر پائے او
اگر تو اُس سے پھل کھانے کی امید رکھتا ہے | تو احسان جتا کر آرہ اُس کی جڑ پر نہ چلا

قطعہ

شکر خدای کن کہ موفق شدی بخیر | ز انعام و فضل او نہ معطل گذاشتت
اللہ کا شکر کر کہ تجھے بھلائی کی توفیق ہوئی | اُس نے اپنے انعام اور فضل سے تجھے بیکار نہیں چھوڑا

---

[1] مکن نماز۔ یہاں صرف تہدید کے لئے ہے نہ کہ حکم شرعی ۱۲ [2] یعنی خدا نے اپنے فضل کرم سے تجھے مالدار بنایا ہے ۱۲ [3] یعنی مشہور ہے کہ تمام خزانہ اُس کی چھاتی پر رکھدیا گیا اور وہ زمین میں دھنس گیا اور دھنستا جا رہا ہے ۱۲ [4] کسی کے ساتھ نیکی کرکے اسکا احسان جتانا نیکی کو برباد کرنا ہے

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمیکنی | منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت
تو اس پر احسان نہ جتا کہ بادشاہ کی خدمت کرتا ہے | تو اُس کا احسان سمجھ کہ تجھے خدمت میں لگار کھا ہے

حکمت دو کس رنج بیہودہ بردند و سعی بیفائدہ کردند یکے آنکہ اندوخت
دو آدمیوں نے خواہ مخواہ تکلیف اٹھائی اور بے کار کوشش کی ایک تو وہ جس نے جمع کیا
ونخورد و دیگر آنکہ آموخت ونکرد **مثنوی**
اور نہ کھایا دوسرا وہ جس نے پڑھا اور اس پر عمل نہ کیا

علم چندانکہ بیشتر خوانی | چوں عمل در تو نیست نادانی
علم اگر تو جتنا بھی زیادہ پڑھ لے | اگر تجھ میں عمل نہیں ہے تو تو جاہل ہے
نہ محقق بود نہ دانشمند | چارپائے بر و کتابے چند
نہ محقق بن سکتا ہے نہ عقلمند | جانور ہے جس پر چند کتابیں ہیں
آں تہی مغز را چہ علم و خبر | کہ بر وے ہیزم ست یا دفتر
اُس خالی دماغ (جانور) کو کیا پتہ | کہ اُس پر لکڑیوں کا بوجھ ہے یا دفتر

حکمت علم از بہر دین پروردن ست نہ از بہر دنیا خوردن **شعر**
علم، دین بڑھانے کے لئے ہے نہ کہ دنیا کمانے کے لئے

ہر کہ پرہیز و علم و زہد فروخت | خرمنے گرد کرد و پاک بسوخت
جس نے پرہیز گاری، علم، تقویٰ فروخت کیا | اُس نے کھلیان جمع کیا اور پھر سب جلا ڈالا

پند عالم ناپرہیزگار کور مشعلہ دارست یھدی بہ وھو لا یھتدی **بیت**
گناہوں سے نہ بچنے والا عالم ایک اندھا ہے جسکے ہاتھ میں مشعل ہے جسکے ذریعہ راہ دکھائی جاتی ہے اور وہ خود راہ نہیں دیکھتا ہے

بے فائدہ ہر کہ عمر در باخت | چیزے نخرید و زر بینداخت
بے کار جس نے عمر گنوا دی | اسنے کوئی چیز نہ خریدی اور روپیہ پھینک آیا

پند مُلک از خردمنداں جمال گیرد و دین از پرہیزگاراں کمال یابد بادشاہاں
مُلک عقلمندوں سے حسن حاصل کرتا ہے اور دین پرہیزگاروں سے کمال حاصل کرتا ہے بادشاہ
بہ نصیحت خردمنداں ازاں محتاج ترانند کہ خردمنداں بقربت پادشاہاں **قطعہ**
عقلمندوں کی نصیحت کے اس سے زیادہ محتاج ہیں جس قدر عقلمند بادشاہوں کے تقرب کے

پندے اگر بشنوی اے بادشاہ | در ہمہ دفتر بہ ازیں پند نیست
اے بادشاہ اگر تو کوئی نصیحت سننا چاہتا ہے | تو تمام کتابوں میں اس سے بہتر کوئی نصیحت نہیں ہے

جز بخرد مند مفرما عمل | گرچہ عمل کار خرد مند نیست
حکومت عقلمند کے سوا کسی کے سپرد نہ کر | اگرچہ حکومت قبول کرنا عقلمند کا کام نہیں ہے

حکمت سہ چیز پایدار نماند مال بے تجارت و علم بے بحث و مُلک بے سیاست
تین چیزوں کو بقا نہیں ہے۔ مال کو تجارت بغیر۔ علم کو بحث بغیر اور ملک کو تدبیر کے سوا

قطعہ

وقتے بلطف گوی و مدارا و مردمی | باشد کہ در کمند قبول آوری دلے
ایک وقت مہربانی، خاطر تواضع خوش خلقی سے بات کر | شاید کہ قبولیت کی کمند میں کسی دل کو پھنسالے

وقتے بقہر گوی کہ صد کوزۂ نبات | گہ گہ چناں بکار نیاید کہ حنظلے
کسی وقت غصہ سے بات کہہ اسلئے کہ مصری کے سو کوزے | کبھی کبھی وہ کام نہیں کرتے ہیں جو ایک اندرائن کر جاتا ہے

حکمت رحم آوردن بر بداں ستم ست بر نیکاں و عفو کردن از ظالماں جور ست بر درویشاں
بدوں پر رحم کھانا بھلوں پر ظلم ہے اور ظالموں کو معاف کرنا درویشوں پر زیادتی ہے

بیت

خبیث راچو تعہد کنی و بنوازی | بدولت تو گنہ میکند بانبازی
اگر تو خبیث کی تعہد التفت کریگا اور نوازے گا | وہ تیری دولت کا شریک ہوکر گناہ کرے گا

پند بر دوستئ پادشاہاں اعتماد نتواں کرد و بر آواز خوش کودکاں کہ آں بخیالے مبدل شود و ایں بخوابے متغیر گردد
بادشاہوں کی دوستی پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے اور بچوں کی خوش آوازی پر اس لئے کہ وہ ایک خیال سے بدل جاتی ہے اور یہ ایک رات میں بگڑ جاتی ہے

شعر

معشوق ہزار دوست را دل ندہی | ور میدہی آں دل بجدائی بنہی
ہزار دوست رکھنے والے معشوق کو دل نہ دے | اور اگر دیتا ہے تو اس دل کو جدائی پر آمادہ کرلے

پند ہر آں سرّے کہ داری با دوست درمیان منہ واگرچہ دوست مخلص باشد چہ دانی کہ وقتے دشمن گردد و ہر گزندے کہ توانی بدشمن
جو تیرا راز ہے دوست سے نہ کہہ خواہ دوست مخلص ہو تجھے کیا معلوم کسی وقت وہ دشمن بنجائے اور ہر وہ تکلیف جو تو پہونچا سکتا ہو دشمن کو

مرساں کہ باشد کہ وقتے دوست گردد
نہ پہو نچا شاید کسی وقت وہ دوست ہو جائے

پند رازے کہ نہاں خواہی باکس درمیاں منہ اگرچہ دوست باشد
جو راز تو چھپانا چاہتا ہے کسی سے نہ کہہ خواہ دوست ہی کیوں نہ ہو

کہ مرآں دوست را نیز دوستاں باشند وہمچنیں مسلسل **قطعہ**
اس لئے کہ اس دوست کے بھی دوست ہونگے اور اسیطرح سلسلہ چلے گا

خامشی بہ کہ ضمیر دل خویش
چپ رہنا ہی اس سے بہتر ہے کہ کسی سے

با کسے گفتن و گفتن کہ مگوی
اپنا راز کہدینا اور یہ کہنا کہ نہ کہنا

اے سلیم[۱] آب ز سرچشمہ[۲] بند
اے عقلمند پانی کو چشمہ کے شروع میں روک دے

کہ چو پر شد نتواں بستن جوی
اس لئے کہ جب بھر جائیگا تو ندی کا نہ پانی جا سکے گا

فرد

سخنے در نہاں نباید گفت
وہ بات تنہائی میں بھی نہ کہنی چاہیئے

کاں سخن بر ملا نشاید گفت
جو بھرے مجمع میں نہیں کہی جاسکتی ہے

حکمت دشمن ضعیف کہ در طاعت آید و دوستی نماید مقصود وے
جو کمزور دشمن قابو میں آجائے اور دوستی ظاہر کرے اُس کا مقصد

جز ایں نیست کہ دشمن قوی گردد و گفتہ اند بر دوستی دوستاں اعتماد نیست
اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ طاقتور دشمن بن جائے اور لوگوں نے کہا ہے کہ دوستوں کی دوستی پر بھی بھروسہ نہیں

تا بہ تملق دشمناں چہ رسد و ہر کہ دشمن کوچک را حقیر شمارد بداں ماند کہ
تو پھر دشمنوں کی چاپلوسی سے کیا مل سکتا ہے جو چھوٹے دشمن کو کم سمجھے وہ اُس کی طرح ہے جو

آتش اندک را مہمل می گذارد **قطعہ**
تھوڑی آگ بے نگرانی کے چھوڑ دے

امروز بکش چو میتواں کشت
آج بجھا دے اگر بجھا سکتا ہے

کاتش چو بلند شد جہاں سوخت
اس لئے کہ جب آگ بلند ہوئی جہان جلا

---

[۱] یعنی اے سلیم۔ سلیم کے معنی درست مزاج اور بیوقوف دونوں کے لئے ہیں اور یہاں دونوں معنی لئے جا سکتے ہیں ۱۲ [۲] سرچشمہ ابتدائے کار سے مراد ہے ۱۲

مگذار کہ زہ کند کماں را | دشمن کہ بہ تیر می تواں دوخت
اتنا موقع نہ دے کہ کمان پر چلہ چڑھالے | جس دشمن کو کہ تیر سے بیندھا جا سکتا ہو

حکمت سخن درمیانِ دو دشمن چناں گوئی کہ اگر دوست گردند شرم زدہ مباشی
دو دشمنوں کے درمیان اس طرح کی بات کہو کہ اگر وہ دوست بن جائیں تو تو شرمندہ نہ ہو

ابیات

میانِ[1] دو کس جنگ چوں آتش است | سخن چین بدبخت ہیزم کش ست
دو آدمیوں کے درمیان لڑائی آگ کی طرح ہو | چغل خور بدبخت ایندھن جمع کرنے والا ہے

کنند ایں و آں خوش دگر بارہ دل | وے اندر میاں کور بخت و خجل
یہ اور وہ دوبارہ دل خوش کر لیتے ہیں | وہ درمیان میں بدبخت اور شرمندہ ہوتا ہے

میانِ دو کس آتش افروختن | نہ عقل ست خود درمیاں سوختن
دو شخصوں کے درمیان آگ بھڑکانا | خود درمیان میں جلنا عقل کی بات نہیں ہے

ایضاً

در سخن با دوستاں آہستہ باش | تا ندارد دشمنِ خونخوار گوش
دوستوں کے ساتھ آہستہ بات کر | تاکہ خونخوار دشمن نہ سن لے

پیش دیوار آنچہ گوئی ہوشدار | تا نباشد در پسِ دیوار گوش
دیوار کے پاس تو جو کہے ہشیار رہ | کہیں دیوار کے پیچھے کان نہ لگا ہو

حکمت ہر[2] کہ با دشمناں صلح می کند سرِ آزارِ دوستاں دارد **شعر**
جو دشمنوں سے صلح کرتا ہے وہ دوستوں کو ستانے کا ارادہ رکھتا ہے

بشوی اے خردمند زاں دوست دست | کہ با دشمنانت بود ہم نشست
اے عقلمند اُس دوست سے ہاتھ دھولے | جس کی تیرے دشمنوں کے ساتھ نشست برخاست ہو

---

[1] یعنی دو آدمی لڑ رہے ہیں اور ایک آدمی اِدھر کی اُدھر، اُدھر کی اِدھر لگاتا ہے تو اُس کی ایسی مثال ہے کہ آگ جل رہی ہے اور یہ لکڑیاں چن کر اُس میں ڈالتا ہے اور آگ کو بھڑکاتا ہے ۱۲۔

[2] ظاہر ہے کہ دشمن اُس کو تکلیف دے گا اور دوستوں کو اُس سے رنج ہوگا یا دشمن سے ملنے پر دوستوں کو تکلیف ہوگی ۱۲۔

پند چوں در امضائے کارے متردد باشی آں اختیار کن کہ بے آزار تو برآید
جب تجھے کسی کام کے کرنے میں تردد ہو ، تو ایسی تدبیر کر کہ تیری تکلیف کے بدون ہوجائے

شعر

با مردم سہل گوی دشوار مگوی	باآنکہ در صلح زند جنگ مجوی
آدمیوں سے نرم بات کر، سخت نہ کر	جو صلح چاہے اُس سے نہ لڑ

حکمت تا کار بزر برمی آید جاں در خطر افگندن نشاید عرب گوید آخر الحیل السیف
جب تک کام روپے پیسے سے نکل جائے جان کو خطرے میں نہ ڈالنا چاہیے عرب کا قول ہے آخری تدبیر تلوار ہے

شعر

چو دست از ہمہ حیلتے در گسست	حلال ست بردن بشمشیر دست
جب تمام تدبیریں ہاتھ سے نکل جائیں	تو تلوار پر ہاتھ ڈالنا درست ہے

حکمت بر عجز دشمن رحمت مکن کہ اگر قادر شود بر تو نہ بخشاید **بیت**
دشمن کی عاجزی پر رحم نہ کر اس لئے کہ اگر وہ قابو پاجائیگا تجھے معاف نہ کریگا

دشمن چو بینی ناتواں لاف از بروت خود مزن	مغزیست در ہر استخواں مردیست در ہر پیرہن
جب تو دشمن کو کمزور دیکھے تو اپنی مونچھوں کی شیخی نہ بگھار	کیونکہ ہر ہڈی میں گودا ہوتا ہے اور ہر لباس میں مرد ہوتا ہے

حکمت ہر کہ بدے را بکشد خلق از بلائے وے برہاند و وے را از عذاب خدائے
جو کسی بُرے کو مارتا ہے مخلوق کو اُس کی پریشانی سے نجات دیتا ہے اور اُس کو خدائی عذاب سے

قطعہ

پسندیدہ ست بخشایش ولیکن	منہ بر ریش خلق آزار مرہم
معاف کرنا اچھی بات ہے لیکن	دنیا کو ستانے والے کے زخم پر مرہم نہ رکھ
ندانست آنکہ رحمت کرد بر مار	کہ آں ظلم ست بر فرزند آدم
جس نے سانپ پر رحم کیا اس نے یہ نہ جانا	کہ یہ اولاد آدم پر ظلم ہے

حکمت نصیحت از دشمن پذیرفتن خطا ست ولیکن شنیدن
دشمن کی نصیحت قبول کرنا غلطی ہے لیکن سننا

روا است کہ بخلاف آں کارکنی کہ عین صواب ست
درست ہے اس لئے کہ تو اس کے خلاف کریگا جو بالکل صحیح ہوگا

مثنوی

حذر کن زانچہ دشمن گوید آں کن
دشمن تجھے جو کام کرنے کو کہے تو اس سے بچ

کہ برزانوزنی دستِ تغابن
ورنہ افسوس کا ہاتھ ران پر تو مارے گا

گرت راہے نماید راست چوں تیر
اگر وہ تجھے تیر کی طرح کا سیدھا راستہ دکھائے

ازاں برگرد وراہِ دستِ چپ گیر
اس سے لوٹ جا اور بائیں ہاتھ کا راستہ اختیار کر

پند

خشم بیش از حد گرفتن وحشت آرد ولطف بے وقت ہیبت ببرد نہ
حد سے زیادہ غصہ کرنا (لوگوں میں) وحشت پیدا کرتا ہے اور بے موقع مہربانی رعب اٹھا دیتی ہے نہ تو

چنداں درشتی کن کہ از تو سیر گردند و نہ چنداں نرمی کہ بر تو دلیر
اتنی سختی کر کہ لوگ بیزار ہو جائیں اور نہ اتنی نرمی کر کہ تجھ پر دلیر ہو جائیں

ابیات

درشتی و نرمی بہم در بہ است
سختی اور نرمی ملی جلی اچھی ہیں

چو فاصد کہ جرّاح و مرہم نہ است
جیسا کہ فصد کھولنے والا جراح اور مرہم لگانیوالا ہو

درشتی نگیرد خردمند بیش
عقلمند آدمی زیادہ سختی نہیں برتتا

نہ سستی کہ نازل کند قدر خویش
نہ اس قدر نرمی کرتا ہے کہ اپنی قدر گھٹائے

نہ مرخویشتن را فزونی نہد
نہ خاص طور پر اپنے آپ کو بڑھاتا ہے

نہ یکبارتن در مذلت دہد
نہ یکبارگی ذلیل ہونے پر راضی ہوتا ہے

نظم

جوانے بابدر گفت اے خردمند
ایک نوجوان نے باپ سے کہا اے عقلمند

مرا تعلیم کن پیرانہ یک پند
مجھے ایک بزرگانہ نصیحت کر دے

بگفتا نیکمردی کن نہ چنداں
اس نے کہا نیکی کر لیکن نہ اسقدر

کہ گردد چیرہ گرگِ تیز دنداں
کہ تیز دانتوں والا بھیڑیا لاگو بن جائے

حکمت

دو کس دشمن مُلک و دین اند بادشاہ بے حلم و زاہد بے علم شعر
دو انسان ملک اور دین کے دشمن ہیں وہ بادشاہ جس میں بردباری نہ ہو اور وہ عابد جسے علم نہ ہو

بر سرِ مُلک مباد آں مَلک فرمانِدہ
خدا کرے وہ بادشاہ ملک پر حکمراں نہ ہو

کہ خدارا نبود بندۂ فرمانبردار
جو خدا کا فرماں بردار بندہ نہ ہو

پند بادشاہ را باید کہ تا حدّے خشم بر دشمناں نراند کہ دوستاں را اعتماد
بادشاہ کو چاہیئے کہ دشمنوں پر اس قدر غصہ نہ کرے کہ دوستوں کو اُس پر بھروسہ
نماند آتشِ خشم اول در خداوندِ خشم افتد پس آنگہ زبانہ بخصم رسد یا نرسد
نہ رہے غصہ کی آگ پہلے تو غصہ کرنے والے کو جلاتی ہے اُس کے بعد اُس کی لپٹ دشمن تک پہونچے یا نہ پہونچے

مثنوی

نشاید بنی آدمِ خاک زاد | کہ در سر کند کبر و تندی و باد
مٹی سے بنی ہوئی اولاد آدم کو مناسب نہیں | کہ وہ اپنے سر میں تکبر، غصہ اور غرور رکھے
ترا با چنیں تندی و سرکشی | نہ پندارم از خاکی از آتشی
تجھکو اتنی تیزی اور سرکشی کے ہوتے ہوئے | میں نہیں سمجھتا کہ تو خاکی ہے، تو آگ سے بنا ہے

قطعہ

در خاکِ بیلقان[1] برسیدم بعابدے | گفتم مرا بتربیت از جہل پاک کن
بیلقان کی سرزمین میں ایک عابد کے پاس پہونچا | میں نے کہا تربیت کر کے مجھے جہالت سے پاک کر دیجئے
گفتا برو چو خاک تحمل کن اے فقیہ | یا ہر چہ خواندہ ہمہ در زیرِ خاک کن
انہوں نے فرمایا اے عالم جا اور مٹی کی طرح بردبار بنجا | یا جو کچھ تو نے پڑھا ہے اُس کو زمین میں دفن کر دے

حکمت بدخوئے بدستِ دشمنے گرفتارست کہ ہر جا کہ رود از
بدعادت ایک ایسے دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہے وہ جہاں بھی جاتا ہے اُس کی
چنگِ عقوبتِ او خلاص نیابد
سزا کے چنگل سے چھٹکارا نہیں پاتا۔

بیت

گر ز دستِ بلا بر فلک رود بدخوی | ز دستِ خوئے بدِ خویش در بلا باشد
اگر بدعادت انسان مصیبت کے ہاتھ سے بچنے کیلئے آسمان پر چلا جائے | اپنی بدعادت کے ہاتھوں مصیبت میں ہوگا

حکمت چو بینی کہ در سپاہِ دشمن تفرقہ افتاد تو جمع باش و اگر جمع شوند از
جب تو یہ دیکھے کہ دشمن کے سپاہیوں میں اختلاف ہوگیا مطمئن ہوجا اور اگر وہ متفق ہوجائیں تو

---

[1] بیلقان۔ ایران کے ایک شہر کا نام ہے جو شروان اور آذربائیجان کے درمیان میں واقع ہے ۱۲

پریشانی اندیشہ کن
پریشانی سے ڈر

قطعہ

بروبا دوستاں آہستہ بنشیں
جا دوستوں کے ساتھ آرام سے بیٹھ
چو بینی درمیان دشمناں جنگ
جب تو دشمنوں میں لڑائی دیکھے

وگر بینی کہ باہم یک زبانند
اور اگر تو دیکھے کہ وہ سب ایک زبان ہیں
کماں رازہ کن وبربارہ برسنگ
تو کمان پر چلّہ چڑھالے اور فصیل پر پتھر جمع کرلے

حکمت دشمن چو از ہمہ حیلتے فرو ماند سلسلۂ دوستی بجنباند آنگہ
دشمن جب تمام تدبیروں سے عاجز آجاتا ہے تو دوستی کی زنجیر ہلاتا ہے پھر

بدوستی کارہائے کند کہ ہیچ دشمن نتواند کرد سرِ مار بدستِ دشمن
دوستی میں وہ کام کرجاتا ہے کہ کوئی دشمن بھی نہیں کرسکتا سانپ کے سر کو دشمن کے ہاتھ سے

کوب کہ از اِحدَی الحُسنَیَین خالی نباشد اگر ایں غالب آمد مار کشتی واگر
کچل کہ یہ دو خوبیوں سے خالی نہ ہوگا اگر یہ ذر پڑا تو تو نے سانپ کو مار لیا اور اگر

آں از دشمن رستی
وہ تو تجھے دشمن سے نجات ملی

فرد

بروزِ معرکہ ایمن مشو زخصمِ ضعیف
لڑائی کے دن کمزور دشمن سے بھی مطمئن نہ ہو
کہ مغزِ شیر برآرد چو دل زجان برداشت
اس لئے کہ شیر کا بھیجا نکال لیگا جب اپنی جان کی پرواہ نہ کریگا

حکمت خبرے کہ دانی دل بیازارد تو خاموش باش تا دیگرے
جو خبر تیرے علم میں ایسی آئے جو تکلیف دہ ہو تو تو چپ رہ تاکہ کوئی دوسرا

بیارد
بیان کرے

فرد

بُلبلا مژدۂ بہار بیار
اے بلبل موسم بہار کی خوش خبری لا
خبرِ بد بہ بومِ شُوم گذار
بُری خبر منحوس اُلّو کے لئے چھوڑ دے

نکتہ پادشاہ را بر خیانتِ کسے واقف مگرداں مگر آنگہ کہ بر قبول کلّی
بادشاہ کو کسی کی بد دیانتی کی بات نہ سُنا مگر اُس وقت جب کہ تجھے مان لینے پر پورا

واثق باشی وگرنہ در ہلاکِ خود سعی می کنی
بھروسہ ہو ورنہ تو اپنی تباہی کی کوشش کرتا ہے

مثنوی

بسیج سخن گفتن آنگاہ کن
بات کہنے کا اُس وقت ارادہ کر
کہ بینی کہ در کار گیرد سخن
جب تو یہ دیکھ لے کہ بات کارگر ہوگی

کمال ست در نفس انساں سخن
قوت گویائی انسانی نفس کا کمال ہے
تو خود را بہ گفتار ناقص مکن
تو بات کرکے اپنے کو نہ گھٹا

پند ہر کہ نصیحت خود رائے میکند او خود بہ نصیحت گرے محتاج است
جو کسی خود رائے کو نصیحت کرتا ہے وہ خود نصیحت گر کا محتاج ہے

پند فریب دشمن مخور و غرور مداح مخر کہ ایں دام زرق نہادہ است
دشمن کے دھوکہ میں نہ آ اور تعریف کرنیوالے سے غرور نہ خرید کیونکہ اس نے مکر کا جال بچھایا ہے
واں دامن طمع کشادہ
اور اس نے لالچ کا دامن پسارا ہے

پند احمق را ستایش خوش آید چوں لاشہ کہ در کعبش دمے
بے وقوف کو تعریف بہت اچھی لگتی ہے جیسا کہ ذبح شدہ جانور۔ کہ اس کی نلی میں پھونک بھر دینا
فربہ نماید
موٹا بنا دیتا ہے

قطعہ

الا تا نشنوی مدح سخنگوی
خبردار اُس بت بنے کی تعریف ہرگز نہ سننا
کہ اندک مایہ نفعے از تو دارد
جو تجھ سے تھوڑا سا بھی فائدہ اٹھائے

اگر روزے مرادش بر نیاری
اگر کسی دن تو اس کی مراد پوری نہ کرے گا
دو صد چنداں عیوبت بر شمارد
تو دو سو گنے تیرے عیب گنا دے گا

حکمت متکلم را تا کسے عیب نگیرد سخنش صلاح نہ پذیرد شعر
بات کرنیوالے کا جب تک کوئی عیب نہیں پکڑتا ہے تو اسکے کلام کی اصلاح نہیں ہوتی ہے

مشو غرہ بر حسن گفتار خویش
اپنی تقریر کی خوبی پر گھمنڈ نہ کر
بہ تحسین ناداں و پندار خویش
ناواقف کی تعریف اور اپنے غرور کی وجہ سے

لہ جیسے جانور مذبوح جب اس کو پھونکتے ہیں تو موٹا معلوم ہوتا ہے ۱۲

حکمت

همہ کس را عقلِ خود بکمال نماید و فرزندِ خود بجمال

ہر انسان کو اپنی عقل بڑی معلوم ہوتی ہے اور اپنا بچہ خوبصورت

نظم

یکے جہود و مسلماں مناظرہ کردند

ایک یہودی اور ایک مسلمان میں اس طور کی بحث چھڑ گئی

چنانکہ خندہ گرفت از نزاعِ ایشانم

کہ اُن کے جھگڑنے پر مجھے ہنسی آ گئی

بطنز گفت مسلماں گر ایں قبالۂ من

مسلمان طنزاً بولا اگر میری یہ دستاویز

درست نیست خدایا جہود میرانم

صحیح نہ ہو تو اے خدا مجھے یہودی کر کے مارنا

جہود گفت بتوریت میخورم سوگند

یہودی بولا میں توریت کی قسم کھاتا ہوں

وگر خلاف بود ہمچو تو مسلمانم

اگر یہ بات غلط ہو تو میں تیری طرح مسلمان ہوں

گر از بسیطِ زمیں عقل منعدم گردد

اگر روئے زمین سے بھی عقل اُٹھ جائے

بخود گماں نبرد ہیچکس کہ نادانم

تو بھی اپنے بارے میں کوئی یہ خیال نہ کرے کہ میں بے عقل ہوں

حکمت

دہ آدمی بر سفرہ بخورند و دو سگ بر مرداری بہم بسر نبرند

دس آدمی ایک دسترخوان پر کھا لیتے ہیں اور دو کتے ایک مردار پر مل کر گذارہ نہیں کرتے

حریص بجہانے گرسنہ و قانع بنانے سیر حکما گفتہ اند درویشی بقناعت

لالچی ایک دُنیا حاصل کر کے بھی بھوکا ہے اور قناعت کرنیوالا ایک روٹی سے پیٹ بھرا ہے عقلمندوں نے کہا ہے قناعت

بہ از توانگری بہ بضاعت

کیساتھ فقیری سرمایہ کی مالداری سے بہتر ہے

شعر

رودۂ تنگ بیک نانِ تہی پُر گردد

تنگ آنت ایک روکھی روٹی سے بھر جائے گی

نعمتِ روئے زمیں پُر نکند دیدۂ تنگ

حریص آنکھ کو دنیا کی نعمتیں نہیں بھر سکتیں

مثنوی

پدر چوں دورِ عمرش منقضی گشت

باپ کی زندگی کا جب زمانہ ختم ہوا

مرا ایں یک نصیحت کرد و بگذشت

مجھے یہ ایک نصیحت کی اور گذر گیا

کہ شہوت آتش ست از وے بپرہیز

کہ شہوت ایک آگ ہے اس سے بچ

بخود بر آتشِ دوزخ مکن تیز

اپنے اوپر دوزخ کی آگ کو تیز نہ کر

دراں آتش نداری طاقتِ سوز

تو اس آگ میں جلنے کی طاقت نہیں رکھتا

بصبر آبے بریں آتش زن امروز

آج ہی اُس آگ پر صبر کا پانی چھڑک دے

پند هر که در حالِ توانائی نکوئی نکند در وقتِ ناتوانی سختی بیند
جو طاقت کے وقت بھلائی نہیں کرتا ہے وہ ناتوانی کے وقت سختی اُٹھاتا ہے

شعر

بداختر تر از مردم آزار نیست
لوگوں کو ستانیوالے سے زیادہ بدنصیب کوئی نہیں ہے

که روزِ مصیبت کسش یار نیست
اس لئے کہ مصیبت کیوقت اُس کا کوئی دوست نہیں ہے

حکمت هر چه زود بر آید دیر نپاید
جو چیز جلد حاصل ہو جاتی ہے دیر تک نہیں ٹھہرتی

قطعه

خاکِ[1] مشرق شنیده ام که کنند
میں نے سنا ہے کہ مشرق کی مٹی سے چالیس

بچهل سال کاسهٔ چینی
سال میں چینی کا پیالہ بناتے ہیں

صد بروزے کنند در مردشت[2]
مردشت میں ایک دن میں سو بنا لیتے ہیں

لاجرم قیمتش همی بینی
یقیناً تو اُس کی قیمت بھی دیکھتا ہے

قطعه

مرغک از بیضه برون آید و روزی طلبد
مرغی کا بچہ انڈے سے نکلتا ہوا اور روزی مانگتا ہو

آدمی زاده ندارد خرد و عقل و تمیز
آدمی کا بچہ عقل و ہوش اور تمیز نہیں رکھتا

آنکه ناگاه کسے گشت بچیزی نرسید
جو فوراً ہی ہوشیار ہو گیا کچھ نہ بنا

وین بتمکین و فضیلت بگذشت از همه چیز
اور یہ خودداری اور بزرگی میں سب سے بڑھ گیا

آبگینه همه جا یابی از آن قدرش نیست
کانچ تم ہر جگہ پالوگے اسی لئے بے قدر ہے

لعل دشوار بدست آید از انست عزیز
لعل مشکل سے ہاتھ آتا ہے اسی وجہ سے پیارا ہے

حکمت کارها به صبر بر آید و مستعجل بسر در آید
بہت سے کام صبر سے نکلتے ہیں اور جلد باز منہ کے بل گرتا ہے

---

[1] خاکِ مشرق سے مراد ملکِ چین ہے کیونکہ وہ تمام ملکوں سے مشرق کی طرف واقع ہے۔ خاک کے متعلق معلوم نہیں کہ وہ مصنوعی ہوتی ہے یا کسی پتھر وغیرہ سے تیار کی جاتی ہے یا وہاں کی مٹی مراد ہے ۱۲ [2] مردشت ایک شہر کا نام ہے بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے صد بروزے کنند سفالاں یعنی کمہار ایک دن میں سو بنا لیتے ہیں پھر اُس کی ویسی ہی قدر بھی ہوتی ہے ۱۲ ؛

مثنوی

بچشم خویش دیدم در بیاباں	کہ آہستہ سبق برد از شتاباں
میں نے جنگل میں اپنی آنکھ سے دیکھا	کہ آہستہ چلنے والا دوڑنے والوں سے بازی لیگیا
سمندِ باد پا از تگ فروماند	شترباں ہمچناں آہستہ میراند
تیز رو گھوڑا دوڑ سے تھک گیا	اونٹ والا ویسے ہی آہستہ ہانک رہا تھا

پند ناداں را بہ از خاموشی نیست واگر ایں مصلحت بدانستے ناداں نبودے
ناداں کے لئے خاموشی سے بہتر کچھ نہیں ہے اور اگر یہ مصلحت جان لیتا تو ناداں نہ رہتا

قطعہ

چوں نداری کمالِ فضل آں بہ	کہ زباں در دہاں نگہداری
جب تو پوری بڑائی نہیں رکھتا ہے تو یہ بہتر ہے	کہ زبان کو منہ میں محفوظ رکھے
آدمی را زباں فضیحہ کند	جوزِ بے مغز را سبکساری
آدمی کو زبان رسوا کرتی ہے	اور بے گری کے اخروٹ کو ہلکا پن

ابیات

خرے را ابلہے تعلیم میداد	برو بر صرف کردے سعیِ دائم
ایک بے وقوف ایک گدھے کو پڑھا رہا تھا	اس پر مستقل کوشش صرف کرتا
حکیمے گفتش اے ناداں چہ کوشی	دریں سودا بترس از لومِ لائم
ایک عقلمند نے اس سے کہا اے بے عقل کیا کوشش کرتا ہے	اس بیوقوفی میں ملامت کرنیوالے کی ملامت سے ڈر
نیاموزد بہائم از تو گفتار	تو خاموشی بیاموز از بہائم
چوپائے تجھ سے بولنا نہیں سیکھ سکتے	تو چوپایوں سے چپ رہنا سیکھ لے

ایضاً

ہر کہ تامّل نہ کند در جواب	بیشتر آید سخنش ناصواب
جو جواب دینے میں غور نہیں کرتا	اکثر اس کی بات غلط نکلتی ہے

یا سخن آرای چو مردم بہوش | یا بنشیں ہمچو بہائم خموش
یا تو سمجھ دار آدمیوں کی طرح بات سنوارلے | یا چوپایوں کی طرح چپ بیٹھا رہ

پند ہر کہ با دانا تراز خود جدل کند تا بدانند کہ داناست بدانند
جو شخص اپنے سے بڑے عالم سے اس لئے بحث کرے کہ لوگ اُس کو عالم سمجھیں تو وہ سمجھ
کہ نادان ست
لیں گے کہ یہ جاہل ہے

فرد

چوں در آمد مہ از توئی بسخن | گرچہ بدانی اعتراض مکن
جب بڑا آدمی تجھ سے کوئی بات کرے | اگرچہ تو اُس سے بہتر جانتا ہو تو اعتراض نہ کر

حکمت ہر کہ با بداں نشیند نکوئی نہ بیند
جو شخص بروں کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا ہو وہ بھلائی کی نہیں سوچتا ہے

ابیات

گر نشیند فرشتہ با دیو | وحشت آموزد و خیانت و ریو
اگر فرشتہ شیطان کے ساتھ بیٹھے | تو وحشت، خیانت اور مکر سیکھے گا
از بداں جز بدی نیاموزی | نکند گرگ پوستین دوزی
بدوں سے بدی کے سوا تو کچھ نہیں سیکھے گا | بھیڑیا کھال نہیں سیتا

پند مرداں را عیب نہانی پیدا مکن کہ مر ایشاں را رسوا
لوگوں کے چھپے عیب ظاہر نہ کر کیونکہ تو ان کو ذلیل کرے گا
کنی و خود را بے اعتماد
اور خود کو بے بھروسہ

پند ہر کہ علم خواند و عمل نکرد بداں ماند کہ گاو راند و تخم نیفشاند
جس نے علم پڑھا اور عمل نہ کیا وہ اُس کی طرح ہے جو ہل چلاتا ہے اور بیج نہیں بکھیرتا ہو

حکمت از تن بے دل طاعت نیاید و پوست بے مغز بضاعت
بے ہمت جسم سے عبادت نہیں ہوسکتی ہے اور بدون گری کا چھلکا پونجی کے
را نشاید نہ ہر کہ در مجادلت چست در معاملت درست
لائق نہیں ہے یہ ضروری نہیں کہ جو لڑنے میں تیز ہو وہ معاملہ کا بھی اچھا ہو

بیت

بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد | چوں باز کنی مادر مادر باشد
بہت سے اچھے قد جو چادر میں چھپے ہوئے ہوں | جب تو اُن کو کھولے گا تو نانی معلوم ہونگے

حکمت اگر شبہا ہمہ شبِ قدر بودے شبِ قدر بیقدر بودے
اگر ساری راتیں شبِ قدر ہوتیں تو شبِ قدر کی کچھ قدر نہ ہوتی

شعر

گر سنگ ہمہ لعلِ بدخشاں بودے | پس قیمتِ لعل و سنگ یکساں بودے
اگر سارے پتھر لعلِ بدخشاں ہوتے | تو پھر لعل اور پتھر کی قیمت یکساں ہوتی

حکمت نہ ہر کہ بصورت نیکوست سیرت زیبا در وست کار اندرون دارد نہ پوست
یہ ضروری نہیں کہ جو شکل کا اچھا ہے اُس میں اچھی عادت بھی ہو معاملہ کا تعلق باطن سے ہے نہ کہ چھلکے سے

قطعہ

تواں شناخت بیکروز در شمائل مرد | کہ تا کجاش رسیدست پایگاہِ علوم
انسان کے اخلاق و عادات سے ایک روز میں معلوم کیا جاسکتا ہے | کہ اُس کے علوم کا مرتبہ کہاں تک پہونچا ہے
ولے ز باطنش ایمن مباش و غرہ مشو | کہ خبثِ نفس نگردد بسالہا معلوم
اور لیکن اُسکے باطن سے مطمئن نہو اور غفلت نہ برت | اس لئے کہ نفس کی خباثت کا سالوں میں بھی پتہ نہیں لگتا

پند ہر کہ با بزرگاں ستیزد خونِ خودی ریزد
جو بڑوں سے لڑتا ہے وہ خود اپنا خون کرتا ہے

قطعہ

خویشتن را بزرگ پنداری | راست گفتند یک دو بیند لوچ
اپنے آپ کو تو بڑا سمجھتا ہے | سچ کہا ہے بھینگا ایک کے دو دیکھتا ہے
زود بینی شکستہ پیشانی | تو کہ بازی بسر کنی با غوچ
بہت جلد تو اپنا ماتھا پھوٹا ہوا دیکھے گا | جب کہ تو مینڈھے سے ٹکر لڑائے گا

حکمت پنجہ با شیر انداختن و مشت بر شمشیر زدن کارِ خردمنداں نیست
شیر سے پنجہ لڑانا اور تلوار پر مُکّا مارنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے

بیت

جنگ و زور آوری مکن با مست | پیش سر پنجہ در بغل نہ دست
لڑائی اور زور مست سے نہ کر | پنجہ باز کے سامنے بغل میں ہاتھ دے لے

پند ضعیفے کہ با قوی دلاوری کند یارِ دشمن ست در ہلاکِ خویش
جو کمزور طاقتور کے مقابلہ میں بہادری کرتا ہے وہ اپنی ہلاکت میں اپنے دشمن کا دوست ہے

قطعہ

سایہ پرورده را چہ طاقتِ آں | کہ رود با مبارزاں بقتال
سایہ میں پلے ہوئے کی کیا طاقت | کہ بہادروں کے ساتھ جنگ میں جائے
سست بازو بجہل می فگند | پنجہ با مردِ آہنیں چنگال
کمزور بازو والا اپنی نادانی سے | لوہے جیسے پنجہ والے سے پنجہ ڈالتا ہے

حکمت ہر کہ نصیحت[1] نشنود سرِ ملامت شنیدن دارد **شعر**
جو نصیحت نہیں سنتا اُس کا ارادہ ملامت سننے کا ہے

چوں نیاید نصیحت در گوش | اگرت سرزنش کنم خاموش
جب تیرے کان میں نصیحت نہیں پڑتی | اگر میں تجھے جھڑکوں تو چپ رہ

حکمت بے ہنراں ہنرمنداں را نتوانند دید ہمچناں سگِ بازاری
بے ہنر ہنرمندوں کو نہیں دیکھ سکتے جیساکہ آوارہ کتے
سگِ صیدی را مشغلہ برآرند و پیش آمدن نیارند یعنی چوں سفلہ
شکاری کتوں پر بھونکتے ہیں اور سامنے نہیں پڑ سکتے ہیں یعنی جب کمینہ
بہ ہنر با کسے بر نیاید بخبثش در پوستین افتد **بیت**
ہنر میں کسی سے نہیں جیتتا تو اپنی خباثت سے عیب جوئی کرتا ہے

کند ہر آئینہ غیبت حسودِ کوتہ دست | کہ در مقابلہ گنگش بود زبانِ مقال
عاجز حاسد لامحالہ غیبت کرتا ہے | اس لئے کہ مقابلہ میں تو اُسکی زبان گونگی ہوتی ہے

حکمت اگر جورِ شکم نیستے ہیچ مرغ در دامِ صیاد نیفتادے بلکہ صیاد
اگر پیٹ نہ ستاتا تو کوئی پرند شکاری کے جال میں نہ پھنستا بلکہ شکاری
خود دام ننہادے
خود جال ہی نہ بچھاتا

---

[1] یعنی نصیحت نہ مان کر ایسے کام کرے گا کہ لوگ اُس کو آخر کار ملامت کریں گے ۱۲

بیت

شکم بندِ دست ست و زنجیر پائے | شکم بندہ نادر پرستد خدائے
پیٹ ہاتھ کی ہتھکڑی اور پیر کی بیڑی ہے | پیٹ کا غلام خدا کو کم پوجتا ہے

پند حکیماں دیر دیر خورند و عابداں نیم سیر و زاہداں سدِ رمق
عقلمند لوگ بہت دیر میں کھاتے ہیں اور عبادت گذار آدھے پیٹ اور متقی جینے کے بقدر

و جواناں تا طبق برگیرند و پیراں تا عرق بکنند اما قلندراں[1] چنداں بخورند
اور جوان اس وقت تک کھاتے رہتے ہیں جبتک طباق نہ اٹھا لیوا اور بوڑھے اسوقت تک جبتک پسینہ نہ آجائے اور قلندر اتنا کھاتے

کہ در معدہ جائے نفس نماند و بر سفرہ[2] روزیئے کس
ہیں کہ معدہ میں سانس لینے کی گنجائش نہ رہے اور دسترخوان پر کسی کی خوراک نہ بچے

شعر

اسیرِ بندِ شکم را دو شب نگیرد خواب | شبے ز معدۂ سنگی شبے ز دلتنگی
پیٹ کے قیدی کو دو رات نیند نہیں آتی | ایک رات معدہ بھاری ہونے کی وجہ سے ایک رات بھینچی سے

حکمت مشورت با زناں تباہ ست و سخاوت با مفسداں گناہ
عورتوں سے مشورہ کرنا تباہی ہے اور مفسدوں پر بخشش کرنا گناہ ہے

شعر

ترحم بر پلنگ تیز دنداں | ستمگاری بود بر گوسفنداں
تیز دانتوں والے بھیڑیئے پر رحم کھانا | بکریوں پر ظلم ہے

حکمت ہر کرا دشمن پیش ست اگر نکشد دشمنِ خویش ست
دشمن جس کے سامنے ہو اگر وہ اس کو نہ مارے تو اپنا دشمن ہے

بیت

سنگ در دست و مار بر سرِ سنگ | خیرہ رائی بود قیاس و درنگ
پتھر پر سانپ بیٹھا ہو اور ہاتھ میں پتھر ہو | تو سوچنا اور دیر کرنا بے وقوفی ہوگی

---

[1] قلندروں سے مراد یہاں رند اور اوباش ہیں ۱۲ [2] یعنی اوروں کا حصہ بھی خود ہی ہڑپ کر جاتے ہیں ۱۲

وگروہے بخلاف ایں مصلحت دیدہ اند وگفتہ اند کہ در کشتنِ بندیاں
اور ایک گروہ نے اس کے خلاف مناسب سمجھا ہے اور کہا ہے کہ قیدیوں کے قتل کرنے میں
تامل اولیٰ ترست بحکم آنکہ اختیار باقی ست تواں کشت وتواں ہشت
دیر کرنا زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ اختیار رہتا ہے مارا بھی جا سکتا ہے اور چھوڑا بھی جاسکتا ہے
اگر بے تامل کشتہ شود محتمل ست کہ مصلحتے فوت شود وتدارکِ مثلِ
اگر بدون تامل کے مار ڈالا گیا ہوسکتا ہے کہ کوئی مصلحت جاتی رہے اور اُس کی کمی پورا کرنا
آں ممتنع باشد
ناممکن ہو جائے

مثنوی

نیک سہل ست زندہ بیجاں کرد زندہ کو بے جان کر دینا بہت آسان ہے	کشتہ را باز زندہ نتواں کرد مرے ہوئے کو زندہ نہیں کیا جاسکتا ہے
شرطِ عقل ست صبر تیر انداز تیر انداز کا صبر کرنا عقل کا تقاضہ ہے	کہ چو رفت از کماں نیاید باز اس لئے کہ جب تیر کمان سے نکل گیا پھر واپس نہیں آسکتا ہے

حکمت حکیمے کہ با جہال در افتد باید کہ توقع عزت ندارد واگر جاہلے
جو عقلمند جاہلوں سے بھڑے اُس کو چاہیئے کہ عزت کی توقع نہ کرے اور اگر کوئی جاہل
بزباں آوری بر حکیمے غالب آید عجب نیست کہ سنگے ست کہ گوہر را
زبان زوری سے کسی عقلمند پر غالب آجائے تو کوئی تعجب نہیں اس لئے کہ وہ پتھر ہے جو موتی کو
می شکند
توڑ ڈالتا ہے

بیت

نہ عجب گر فرو رود نفَسَش کوئی تعجب نہیں اگر اُس کا سانس گھٹ جائے	عندلیبے غراب ہم قفسش وہ بلبل جیسکے ساتھ کوا پنجرے میں بند ہو

قطعہ

گر ہنر مندے از اوباش جفائے بیند اگر کوئی ہنر مند کسی آوارہ سے تکلیف اُٹھائے	تا دلِ خویش نیازارد و درہم نشود تو ہرگز وہ اپنا دل نہ دکھائے اور غصہ نہ ہو
سنگِ بد گوہر اگر کاسہ زریں شکند بد اصل پتھر اگر سونے کے پیالے کو توڑ دے	قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود تو پتھر کی قیمت نہ بڑھے گی اور سونا گھٹ نہ جائیگا

حکمت خردمندے را کہ در زمرۂ اجلاف سخن بہ بندد شگفت مدار
جس عقلمند سے جاہلوں کے مجمع میں بات نہ ہو سکے اس پر تعجب نہ کر
کہ آوازِ بربط با غلبۂ دہل بر نیاید و بوئے عبیر[1] از گندِ سیر فرو ماند
اس لئے کہ سارنگی کی آواز ڈھول کے شور میں نہیں نکلتی اور عنبر کی خوشبو لہسن کی بدبو میں دب جاتی ہے

مثنوی

بلند آواز ناداں گردن افراخت
بلند آواز نادان نے گردن ابھاری
کہ دانا را بہ بے شرمی بینداخت
کہ عقلمند کو بے شرمی سے دبا لیا
نمیداند کہ آہنگِ حجازی[2]
وہ یہ نہیں جانتا کہ حجازی نغمہ
فرو ماند ز بانگِ طبلِ غازی
غازی کے ڈھول کی آواز سے دب جاتا ہے

حکمت جوہر اگر در خلاب افتد ہماں نفیس ست و غبار اگر بر فلک رود
گوہر اگر کیچڑ میں گر جائے تو بھی قیمتی ہے اور گرد اگر آسمان پر چڑھ جائے
ہماں خسیس است[3] استعدادِ بے تربیت دریغ ست و تربیتِ نامستعد
تو بھی بے قیمت ہے صلاحیت تربیت بدون قابل افسوس ہے اور تربیت بدون صلاحیت کے
ضائع خاکستر نسبتے عالی دارد کہ آتش جوہر علوی ست ولیکن چوں
ضائع جاتی ہے بھوبل بلند نسبت رکھتی ہے اس لئے کہ آگ بلندی والا جوہر ہے لیکن چوں کہ
بنفسِ خود ہنرے ندارد با خاک برابر ست و قیمتِ شکر نہ از نے ست
وہ اپنی ذات میں کوئی جوہر نہیں رکھتی ہے اس لئے خاک کی برابر ہے اور شکر کی قدر و قیمت گنے کی وجہ سے نہیں ہے
کہ آں خود خاصیتِ وے ست
بلکہ یہ اُس کی ذاتی خصوصیت ہے

مثنوی

چو کنعاں[4] را طبیعت بے ہنر بود
چونکہ کنعان کی طبیعت بے ہنر تھی
پیمبر زادگی قدرش نیفزود
پیغمبر کی اولاد ہونے نے اُس کا رتبہ نہ بڑھایا

---

[1] عبیر ایک قسم کی خشک خوشبو ہے جو کپڑوں پر چھڑکی جاتی ہے ۱۲ [2] آہنگِ حجازی موسیقی کے ایک سُر کا نام ہے ۱۲ [3] یعنی اگر سمجھنے کی قوت ہے اور تعلیم نہیں تو بھی بے کار اور اگر سمجھنے کی قوت نہیں ہے اور تعلیم ہے تو بھی فضول ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲ [4] کنعان حضرت نوح علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام تھا ۱۲

هنر بنمای اگر داری نہ گوہر | گل از خارست ابراہیمؑ از آزر
اگر تو ہنر رکھتا ہے تو دکھا نسب نہ دکھا | اس لئے کہ پھول کانٹے سے اور حضرت ابراہیم آزر سے پیدا ہوئے

حکمت مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید[1] دانا چون طبلہ
مشک وہ ہے جو خود خوشبو دے نہ کہ عطار بتائے عقلمند کی مثال عطر والے کے

عطارست خاموش و ہنر نمای و نادان چون طبل غازی بلند آواز
ڈبہ کی سی ہے جو چپ اور جوہر دکھانے والا ہے اور نادان غازی کے ڈھول کی طرح ہے جو بلند آواز

و میان تہی
ہے اور درمیان سے خالی ہے

قطعہ

عالم اندر میانہ جہال | مثلے گفتہ اند صدیقاں
عالم جاہلوں کے گروہ میں (اس پر) | سچے لوگوں نے ایک مثال بیان کی ہے
شاہدے درمیان کوران ست | مصحفے در کنشت زندیقاں
اندھوں کے مجمع میں ایک حسین معشوق ہے | کافروں کی عبادت گاہ میں ایک قرآن ہے

پند دوستے راکہ بعمرے فراچنگ آرند نشاید کہ بیکدم بیازارند
جس کو ایک زمانہ میں دوست بنائیں مناسب نہ ہوگا کہ اس کو ایک دم میں رنجیدہ کریں

بیت

سنگے بچند سال شود لعل پارہ | زنہار تا بیک نفسش نشکنی بسنگ
پتھر چند سالوں میں لعل کا ٹکڑا بنتا ہے | خبردار اس کو ایک دم سے پتھر سے نہ کچل دینا

حکمت عقل در دست نفس چناں گرفتارست کہ مرد عاجز در دست
عقل نفس کے ہاتھ میں اس طرح گرفتار ہے جس طرح عاجز مرد مکار عورت کے

زن گربز
ہاتھ میں

شعر

در خرمی بر سرائے ببند | کہ بانگ زن از وے بر آید بلند
خوشی کا دروازہ اس گھر پر بند کردے | جہاں سے عورت کی آواز زور سے آئے

پند رائے[2] بے قوت مکر و فسون ست و قوت بے رائے
تدبیر بدون طاقت کے مکر اور جادو ہے اور طاقت بغیر تدبیر کے

---

[1] یعنی عقلمند اور عالم اگرچہ خاموش ہو پھر بھی لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں گے ۱۲ [2] رائے بے قوت سے مراد یہ کہ صرف رائے ہی رائے ہے مگر طاقت اور قوت نہیں ہے ۱۲

شعر

جہل و جنون
نادانی اور جنون ہے

تمیز باید و تدبیر و عقل وآنگہ ملک	کہ ملک و دولت ناداں سلاح جنگ خدا ست
تمیز، تدبیر اور عقل چاہیئے اور پھر ملک	اس لئے کہ نادان کا ملک اور دولت خدا سے لڑنے کے ہتھیار ہیں

حکمت جوانمرد کہ بخورد و بدہد بہ از عابدے کہ ببرد و بنہد
وہ سخی جو کھائے اور دے اُس عبادت گذار سے بہتر ہے جو لیجائے اور جمع کرے

پند ہر کہ ترک شہوت از بہر قبول خلق دادہ است از شہوت حلال[1] در شہوت حرام افتادہ است
لوگوں میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئے جس نے لذتوں کو چھوڑا وہ حلال خواہش سے بچ کر حرام خواہش میں جا گرا

شعر

عابد کہ نہ از بہر خدا گوشہ نشیند	بیچارہ در آئینہ تاریک چہ بیند
جو عابد گوشہ میں خدا کے لئے نہ بیٹھے	وہ بے چارہ اندھے آئینہ میں کیا دیکھے

حکمت اندک اندک خیلے شود و قطرہ قطرہ سیلے گردد یعنی آنکہ قوت ندارد سنگ خوردہ نگاہ میدارد تا وقت فرصت دمار از دماغ خصم برآرد
تھوڑا تھوڑا مل کر بہت ہو جاتا ہے اور قطرہ قطرہ مل کر بہاؤ بن جاتا ہے یعنی جس میں طاقت نہیں ہوتی وہ اگر لگے ہوئے پتھر کو احتیاط سے رکھ دیتا ہے تاکہ موقع پاکر دشمن کے سر کا بھیجا نکال دے

شعر

قَطْرٌ عَلٰى قَطْرٍ اِذَا اتَّفَقَتْ نَهْرٌ	وَنَهْرٌ اِلٰى نَهْرٍ اِذَا اجْتَمَعَتْ بَحْرٌ
قطرے سے قطرہ مل جائے تو نہر ہے	اور نہر میں نہر مل جائے تو دریا ہے

شعر

اندک اندک بہم شود بسیار	دانہ دانہ ست غلہ در انبار
تھوڑا تھوڑا مل کر بہت ہوجاتا ہے	غلہ ڈھیر میں دانہ دانہ ہے

---

[1] شہوتِ حلال یعنی وہ چیزیں کہ ضروری ہیں اور انسان اُن کے لئے مجبور ہے وہ سب اُس کے لئے جائز اور حلال ہیں اچھا کھانا اور پہننا ناجائز نہیں مگر دکھاوے کے لئے کھانا پہننا چھوڑ دینا حرام ہے ۱۲

حکمت عالم را نشاید کہ سفاہت از عامی بحلم درگذارد کہ ہر دو طرف
عالم کے لئے مناسب نہیں ہے کہ عام آدمی کی بیوقوفی پر بردباری برتے اسلئے کہ اسمیں

راز یاں دارد ہیبت ایں کم شود و جہل آں مستحکم **شعر**
جانبین کا نقصان ہے۔ اس کی ہیبت کم ہوجائے گی اور اسکی جہالت مضبوط ہوجائیگی

چو باسفلہ گوئی بلطف وخوشی	فزوں گرددش کبر و گردن کشی
جب کمینہ سے تو مہربانی اور خوشی سے بات کریگا	تو اُس کا تکبر اور اکڑ بڑھ جائے گی

حکمت معصیت از ہر کہ صادر شود ناپسندست و از علما ناخوبتر
گناہ جس سے بھی ہو بُرا ہے اور علماء سے بہت ہی بُرا ہے

کہ علم سلاح جنگ شیطان ست و خداوند سلاح را چوں باسیری
اس لئے کہ علم شیطان سے لڑنے کا ہتھیار ہے اور ہتھیار بند کو جب قید کرلیتے ہیں

برند شرمساری بیش برد **مثنوی**
تو وہ زیادہ شرمندہ ہوتا ہے

عامیٔ ناداں پریشاں روزگار	بہ ز دانشمند ناپرہیزگار
جاہل عام آدمی پریشان حال	بڑے بچے بدکار سے اچھا ہے
کاں بنابینائی از راہ اوفتاد	ویں دو چشمش بود در چاہ اوفتاد
اس لئے کہ وہ تو اندھے پن سے راستہ سے بھٹکا	اسکی دو آنکھیں تھیں کنوئیں میں گرا

حکمت جان[1] در حمایت یکدم ست و دنیا وجودے میان دو عدم
جان ایک سانس کی حفاظت میں ہے اور دنیا ایک وجود ہے جو دو عدموں میں گھرا ہوا

دین بدنیا فروشاں خراند یوسف[2] را فروشند تا چہ خرند آیۃ اَلَمْ اَعْهَدْ
ہے دنیا کے بدلے دین کو بیچنے والے گدھے ہیں کہ یوسف کو بیچ رہے ہیں پھر کیا خرید ینگے اے بنی آدم کیا

اِلَیْکُمْ یَا بَنِیْ آدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطَانَ ۚ **بیت**
میں نے تم سے یہ عہد نہ لیا تھا کہ تم شیطان کو نہ پوجو گے

بقول دشمن[3] پیمان دوست بشکستی	ببیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی
دشمن کے کہنے سے تو نے دوست کا عہد توڑ ڈالا	اب غور کرلے تو کس سے کٹا اور کس سے جڑا

---

[1] یعنی حیات کا مدار صرف سانس پر ہے اور دنیا دو عدم کے درمیان ہے یعنی اُس کے پہلے بھی عدم تھا اور بعد کو بھی عدم ہوگا ۱۲ [2] [3] دشمن سے مراد شیطان مردود اور دوست سے مراد خداوند جل شانہ ہے ۱۲

حکمت شیطان با مخلصاں[1] بر نیاید و سلطان با مفلساں **مثنوی**
شیطان کا مخلصوں پر قابو نہیں اور بادشاہ کا مفلسوں پر

وامش[2] مدہ آنکہ بے نماز ست | گرچہ دہنش ز فاقہ باز ست
جو بے نمازی ہے اُس کو قرض بھی نہ دے | اگرچہ فاقہ سے اس کا منہ پھیلا ہوا ہو

کو فرض خدا نمی گذارد | از قرض تو نیز غم ندارد
اس لئے کہ جو خدا کا فرض ادا نہیں کرتا | اُسے تیرے قرض کی بھی فکر نہ ہوگی

فرد

امروز دو مردہ پیش گیر و مکن | فردا گوید تر بے از ینجا بر کن
آج دو انسانوں کی بقدر لگن بھر کر سامنے رکھ | کل کو کہدیگا یہاں سے ایک موٹی اکھاڑ لے

حکمت ہر کہ بزندگی[3] نانش نخورند چوں بمیرد نامش نبرند لذت انگور
جس کی زندگی میں لوگ اُس کی روٹی نہیں کھاتے ہیں جب وہ مرجاتا ہے اس کا نام بھی نہیں لیتے

بیوہ داند نہ خداوند میوہ یوسف صدیق علیہ السلام در خشک سال
ہیں۔ انگور کی لذت بیوہ جانتی ہے نہ کہ میووں والا۔ یوسف صدیق علیہ السلام قحط کے زمانہ میں

سیر نخوردے تا گرسنگاں را فراموش نکند **مثنوی**
پیٹ بھر کر نہ کھاتے تھے تاکہ بھوکوں کو نہ بھول جائیں

آنکہ در راحت و تنعم زیست | او چہ داند کہ حال گرسنہ چیست
جو کہ راحت اور عیش میں جیا | اُسے کیا معلوم کہ بھوکے کا کیا حال ہے

حال درماندگاں کسے داند | کہ باحوال خویش درماند
عاجزوں کا حال وہی جانتا ہے | جو اپنے حالات میں عاجز ہوتا ہے

قطعہ

ایکہ بر مرکب تازندہ سواری ہشدار | کہ خر خارکش سوختہ در آب و گل ست
اے وہ کہ جو دوڑنے والے گھوڑے پر سوار ہے ہوش میں رہ | کہ جلے بھنے لکڑہارے کا گدھا کیچڑ میں پھنسا ہوا ہے

---

[1] مخلص وہ جو خالص خدا کے پوجنے والے: وہ خدا کی عبادت محض خدا کیلئے کرنے والے ہیں ۱۲ [2] یہ حکم از راہ تہدید ہے نہ کہ از راہ شرع ۱۲

[3] یعنی زندگی میں جس سے فیض نہیں پہونچ سکتا اُس کے مرنے کے بعد کوئی اُس کا نام بھی نہیں لیتا ۱۲

آتش از خانۂ ہمسایۂ درویش مخواہ
درویش پڑوسی کے گھر سے آگ نہ مانگ
کانچہ از روزن او میگذرد دودِ دلست
اس لئے کہ اس کے سوراخوں سے جو نکل رہا ہے وہ دل کا دھواں ہے

پند درویش ضعیف حال را در خشکیٔ تنگ سال مپرس کہ چونی اِلّا
ضعیف حال فقیر کو قحط سالی کی تنگی میں نہ پوچھ کہ تو کیسا ہے مگر
بشرط آنکہ مرہمے بر ریش نہی و معلومے پیش **قطعہ**
اس شرط سے کہ زخم پر تو مرہم رکھے اور کچھ نقد پیش کرے

خرے کہ بینی و بارے بگل در افتادہ
گدھے اور بوجھ کو جب کیچڑ میں گرا ہوا تو دیکھے
بدل برو شفقت کن و لے مرو بسرش
تو دل ہی دل میں اس پر رحم کھالے لیکن اس کے پاس جا
کنونکہ رفتی و پرسیدیش کہ چون افتاد
اب جبکہ تو گیا اور دریافت کیا کہ کیسے گر گیا
میاں ببند و چو مرداں بگیر دُمِ خرش
تو پھر کمر کس لے اور بہادروں کی طرح اس کے گدھے کی دم پکڑ

حکمت دو چیز مخالفِ عقل ست خوردن بیش از رزقِ مقسوم و مردن
دو باتیں بالکل عقل کے خلاف ہیں قسمت کے رزق سے زیادہ کھانا اور مقررہ
پیش از وقتِ معلوم **قطعہ**
وقت سے پہلے مرنا

قضا دگر نشود در ہزار نالہ و آہ
ہزار نالوں اور آہوں سے بھی تقدیر نہیں ٹلتی ہو
بشکر یا بشکایت بر آید از دہنے
خواہ منہ سے شکر ادا ہو یا شکایت نکلے
فرشتۂ کہ وکیل ست بر خزائنِ باد
جو فرشتہ ہوا کے خزانوں پر مقرر ہے
چہ غم کند کہ بمیرد چراغ پیرزنے
اسے کیا پروا کہ کسی بوڑھیا کا چراغ بجھتا ہے

پند اے طالبِ روزی بنشیں کہ بخوری و اے مطلوبِ اجل مرو کہ
اے روزی کے طالب بیٹھ جا کہ تو روزی کھائیگا اور اے موت کے مطلوب نہ بھاگ کہ
جاں نہ بری **قطعہ**
تو جان نہ بچا سکے گا

جہدِ رزق ار کنی و گر نکنی
روزی کی کوشش خواہ تو کرے یا نہ کرے
برساند خدائے عزّ و جل
خدائے بزرگ و برتر تجھے پہونچا دے گا
ور روی در دہانِ شیر و پلنگ
اور اگر تو شیر اور تیندوے کے منہ میں چلا جائے گا
نخورندت مگر بروزِ اجل
موت کے دن بغیر وہ تجھے نہ کھائیں گے

حکمت توانگرِ فاسق کلوخ زر اندود ست و درویشِ صالح شاہد
بدکار مالدار سونے کا ملمع کیا ہوا ڈھیلا ہے اور نیک فقیر خاک آلود

خاک آلود و ایں یکے دلق موسیٰ ست مرقع و آں ریش فرعون مرصع و
معشوق ہے یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیوند لگی گدڑی ہے اور وہ موتی پر وئی ہوئی فرعون کی داڑھی

لیکن شدت نیکاں روی در فرج دارد و دولت بداں سر در نشیب
ہے لیکن نیکوں کی سختی کا رخ خوشی کی طرف ہے اور بدوں کی دولت کا سر پستی کی طرف ہے

قطعہ

ہر کرا جاہ و دولت ست بداں
جس کے پاس رتبہ اور دولت ہے اس سے

خاطرِ خستہ در نخواہد یافت
وہ ٹوٹے ہوئے دلوں کی دلجوئی نہیں کریگا

خبرش دہ کہ ہیچ دولت و جاہ
اس سے کہدو کہ کوئی دولت اور رتبہ

بسرائے دگر نخواہد یافت
عالمِ آخرت میں نہ پائے گا

حکمت حسود از نعمتِ حق بخیل ست کہ بندۂ بے گناہ را دشمن میدارد
حاسد اللہ کی نعمت پر بخل کرنے والا ہے کہ بے قصور بندہ سے دشمنی رکھتا ہے

قطعہ

مردکے خشک مغز را دیدم
ایک خشک دماغ انسان کو میں نے دیکھا

رفتہ در پوستینِ صاحب جاہ
ایک صاحبِ رتبہ کی عیب جوئی کر رہا تھا

گفتم اے خواجہ گر تو بدبختی
میں نے کہا اے جناب اگر آپ بدبخت ہیں

مردمِ نیک بخت را چہ گناہ
تو نیک بخت انسان کا کیا قصور

قطعہ

الا تا نخواہی بلا بر حسود
خبردار تو حاسد کیلئے کسی مصیبت کا خواستگار نہ بن

کہ آں بخت برگشتہ خود در بلاست
اس لئے کہ وہ بدنصیب خود مصیبت میں ہے

چہ حاجت کہ با وے کنی دشمنی
تجھے کیا ضرورت کہ تو اس سے دشمنی کرے

کہ وے را چناں دشمن اندر قفاست
اس کے تو ویسے ہی دشمن پیچھے پڑا ہے

حکمت تلمیذِ بے ارادت عاشقِ بے زر ست و رونده بے معرفت
بدعقیدہ شاگرد مفلس عاشق ہے۔ رستہ کی پہچان نہ رکھنے والا مسافر

مرغ بے پر و عالمِ بے عمل درختِ بے بر و زاہدِ بے علم خانۂ بے در مراد
بے پر کا پرندہ ہے اور بے عمل عالم بے پھل کا درخت ہے اور جاہل عبادتگذار بدون دروازے کا گھر ہے

از نزولِ قرآن تحصیل سیرتِ خوب ست نہ ترتیلِ سورتِ مکتوب عامی
قرآن کے نازل ہونے کا مقصد اچھی عادت سیکھنا ہے نہ محض لکھی ہوئی سورت پڑھنا ہے

متعبّد پیادہ رفتہ ست و عالمِ متہاون سوارِ خفتہ عاصی کہ دست بردارد
جاہل عبادت گذار پیدل چلنے والا ہے۔ سست عالم سویا ہوا سوار ہے گنہگار جو دعا کے لئے ہاتھ

بہ از عابد کہ در سر دارد **بیت**
اٹھاتا ہے مغرور عبادتگذار سے بہتر ہے

سرہنگِ لطیف خوی دلدار	بہتر ز فقیہ مردم آزار
نرم مزاج دلداری کرنے والا سپاہی	لوگوں کو ستانے والے عالم سے بہتر ہے

قول یکے را گفتند عالمِ بے عمل بچہ ماند گفت بزنبورِ بے عسل
کسی سے لوگوں نے دریافت کیا بے عمل عالم کس کے مشابہ ہے اُسنے کہا ہے شہد کی بھڑ سے **بیت**

زنبورِ درشتِ بے مروت را گوی	بارے چو عسل نمیدہی نیش مزن
بدمزاج بے مروت بھڑ سے کہو	آخر جب تو شہد نہیں دیتی ہے تو ڈنک بھی نہ مار

قول مردِ بے مروت زن ست و عابد با طمع راہزن **قطعہ**
بے مروت مرد عورت ہے۔ اور لالچی عبادت گذار ڈاکو ہے

اے بناموس جامہ کردہ سپید	بہر پندارِ خلق و نامہ سیاہ
اے بکاری سے سفید کپڑے پہنے ہوئے	مخلوق کو دھوکا دینے کیلئے اور نامہ اعمال کو سیاہ کیے ہوئے
دست کوتاہ باید از دنیا	آستین[1] چہ دراز و چہ کوتاہ
دنیا سے ہاتھ کوتاہ ہونا چاہیے	آستین خواہ لمبی ہو خواہ چھوٹی

حکمت دو کس را حسرت از دل نرود و پائے تغابن از گِل بر نیاید
دو آدمیوں کے دل سے حسرت نہیں نکلتی اور ٹوٹے کا پیر دلدل سے نہیں نکلتا

---

[1] اکثر عابد زاہد لوگ وضو کی آسانی کے لئے آستینیں چھوٹی رکھتے ہیں اور امرا اور دولت مند زیب و زینت کے لئے لمبی آستین رکھتے ہیں تو شیخ کا مطلب یہ ہے کہ آستین (باقی بر صفحہ آئندہ)

تاجر کشتی شکستہ و وارث باقلندراں نشستہ

کشتی ٹوٹا سوداگر بدمعاشوں کی صحبت میں بیٹھنے والا وارث۔

قطعہ

پیش درویشاں بود خونت مباح
فقیروں کے نزدیک تیرا خون بہانا جائز ہو

گر نباشد در میان مالت سبیل
اگر تیرے مال میں سے صدقہ نہیں ہوتا ہے

یا مرو با یار ازرق پیرہن
یا تو نیلے کرتے والے یار کے ساتھ نہ جا

یا بکش بر خان و ماں انگشت نیل
یا گھر بار پر خاک ڈال

یا مکن با پیلباناں دوستی
یا ہاتھی والوں سے دوستی نہ کر

یا بنا کن خانہ در خورد پیل
یا ہاتھی کے مناسب گھر بنا لے

حکمت خلعتِ سلطاں اگرچہ عزیز ست جامۂ خلقانِ خود ازاں بعزت تر و خوانِ بزرگاں اگرچہ لذیذ خردۂ انبانِ خویش ازاں بہ لذت تر

شاہی خلعت اگرچہ قیمتی ہے لیکن اپنا پرانا کپڑا اُس سے زیادہ باعزت ہے اور بڑوں کا دسترخوان اگرچہ لذیذ ہے مگر اپنی جھولی کے ٹکڑے اس سے زیادہ مزیدار ہیں

بیت

سرکہ از دستِ رنجِ خویش و ترہ
اپنے ہاتھ کی محنت کا سرکہ اور سبزی

بہتر از نانِ دہ خدائے و برہ
زمیندار کی روٹی اور بکری کے بچہ سے بہتر ہے

حکمت خلافِ راہِ صواب ست و عکسِ رائے اُولوا الالباب دارو بگماں خوردن و راہِ نادیدہ بے کارواں رفتن امامِ مرشد محمد غزالی را

درست راستہ کے خلاف ہے اور عقلمندوں کی رائے کے برعکس وہم کے بنا پر دوا پینا اور بدون دیکھا راستہ بغیر قافلہ کے چلنا امام مرشد محمد غزالی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) چاہے چھوٹی ہو اور چاہے لمبی ہو۔ اس سے کام نہیں چلتا نہ اُس کی ضرورت بلکہ دنیا سے ہاتھ کوتاہ کرنا اصل چیز ہے ۱۲ (متعلقہ صفحہ ہذا) لے قلندروں سے مراد وہی اوباش اور بدمعاش لوگ ہیں ۱۲ ہے یعنی اگر تجھ سے فقیروں کو کوئی فیض نہیں پہنچا تو تیرا خون بہانا اُن کے نزدیک جائز ہے یہ از روئے تہدید ہے نہ کہ شرعاً یعنی یا تو بدمعاشوں میں نہ بیٹھ اور یا پھر خاندان کو برباد اور بدنام کر دے ۱۲ سے امام غزالی۔ آپ کا نام محمد تھا۔ غزالہ ایک گاؤں ملکِ ایران میں شہر طوس کے ملحقات اور توابع میں تھا وہاں کے آپ رہنے والے تھے اسی واسطے اس سے منسوب ہیں۔ آپ اکابر اہل سنت سے ہیں اور احیاء العلوم کیمیائے سعادت وغیرہ بہت سی کتب آپ کی تصانیف سے ہیں آپ کا انتقال پانچسو بیس ۵۲۰ ہجری میں ہوا۔

رحمۃ اللہ علیہ پرسیدند کہ چگونہ رسیدی بدیں منزلت در علوم گفت بدانکہ
رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ علوم میں اس مرتبہ پر آپ کیسے پہونچے انہوں نے فرمایا اس طرح کہ
ہرچہ ندانستم از پرسیدنِ آں ننگ ندانستم
جو کچھ میں نہ سمجھا اس کے پوچھنے میں بے ذلتی نہ سمجھی

قطعہ

امیدِ عافیت آنگہ بود موافقِ عقل
عقل کے مطابق آرام کی امید جب ہوتی ہے
کہ نبض را بہ طبیعت شناس بنمائی
جب نبض مزاج شناس کو تو دکھائے

بپرس ہرچہ ندانی کہ ذلِ پرسیدن
جو تجھ سے نہ آتا ہو پوچھ لے اس لئے کہ پوچھنے کی ذلت
دلیلِ راہِ تو باشد بعزِ دانائی
تجھے عقلمندی کی عزت کا راستہ بتائیگی

حکمت ہرچہ دانی کہ ہر آئینہ معلومِ تو خواہد شد بپرسیدنِ آں تعجیل
جس چیز کے بارے میں تجھے یقین ہے کہ وہ تیرے علم میں آئے گی اُس کے پوچھنے میں جلدی
مکن کہ ہیبتِ سلطنت را زیاں دارد
نہ کر اس لئے کہ اس سے سلطنت کی ہیبت جاتی رہے گی

قطعہ

چو لقمان[1] دید کاندر دستِ داؤد[2]
جب لقمان نے دیکھا کہ داؤد کے ہاتھ میں
ہمیں آہن بمعجز موم گردد
یہی لوہا معجزہ سے موم ہو جاتا ہے

نپرسیدش چہ می سازی کہ دانست
تو اُسنے اُن سے نہ پوچھا کہ آپ کیا بناتے ہیں
کہ بے پرسیدنش معلوم گردد
اسلئے کہ جانتا تھا کہ اُن سے پوچھے بدون معلوم ہو جائیگا

قول ہر کہ با بداں نشیند اگرچہ طبیعت ایشاں نگیرد لیکن بطریق ایشاں
جو بدوں کی صحبت اختیار کرے اگرچہ اُن کی عادت اختیار نہ کرے لیکن اُن کی عادتوں کے ساتھ
متہم گردد چنانکہ اگر شخصے بخرابات رود بنماز کردن منسوب گردد بخمر خوردن
متہم ہو جائیگا جیساکہ اگر کوئی شراب خانہ میں نماز پڑھنے جائے تو وہ شراب خوار کہلائے گا

مثنوی

رقم بر خود بنادانی کشیدی
تو نے اپنے اوپر نادانی کا ٹیکا لگایا
کہ ناداں را بصحبت برگزیدی
جب کہ نادان کو تو نے صحبت کیلئے پسند کیا

---

[1] لقمان ایک بہت بڑے حکیم کا نام تھا بعض آپ کو نبی جانتے ہیں ۱۲ [2] حضرت داؤد علیہ السلام حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد کا نام تھا آپ نبی تھے اور آپ کا معجزہ یہ تھا کہ لوہا آپ کے ہاتھ میں نرم ہو جاتا تھا اسی لئے زرہ سازی آپکا کسب و حرفہ تھا

طلب کردم ز دانایان یکے پند
میں نے عقلمندوں سے ایک نصیحت چاہی

مرا گفتند با ناداں مپیوند
انہوں نے مجھ سے کہا نادان سے نہ جڑ

کہ گر دانائے دہری خر بباشی
اس لئے کہ تو اگر تمام زمانہ کا عقلمند ہو گدھا بن جائیگا

وگر نادانی ابلہ تر بباشی
اور اگر تو نادان ہے پرلے درجہ کا احمق بن جائیگا

حکمت حلم شتر چنانکہ معلوم ست اگر طفلے مہارش گیرد و صد فرسنگ بَرد
اونٹ کی بردباری جیسا کہ معلوم ہے اگر ایک بچہ اُس کی مہار پکڑ لے اور سو فرسخ لے جائے

گردن از متابعتش بر نہ پیچد اما اگر درّہ ہولناک پیش آید کہ موجب ہلاک باشد
اُس کی تابعداری سے گردن نہ موڑیگا لیکن اگر کوئی خوفناک درہ سامنے آجائے جو ہلاکت کا سبب ہو

وطفل آنجا بنادانی خواہد رفتن زمام از کفش در گسلاند و دیگر مطاوعت نکند
اور بچہ اُس جگہ نادانی سے جانا چاہے تو مہار اُس کے ہاتھ سے چھڑا لے گا اور کبھی تابعداری نہ کرے گا

کہ ہنگام درشتی ملاطفت مذموم ست و گویند دشمن بملاطفت دوست
اس لئے کہ سختی کے موقع پر نرمی برتنا بُرا ہے اور کہتے ہیں کہ دشمن نرمی سے دوست نہیں بن جاتا ہے

نگردد بلکہ طمع دشمنی زیادت کند
بلکہ دشمنی کا اور زیادہ لالچ کرتا ہے

قطعہ

کسے کہ لطف کند با تو خاکِ پایش باش
جو تیرے ساتھ مہربانی کرے تو اُس کی خاک پا بنجا

وگر خلاف کند در دو چشمش آگن خاک
اور اگر اختلاف کرے تو اُس کی دونوں آنکھوں میں خاک ڈال دے

سخن بلطف و کرم با درشت خوی مگوی
سخت مزاج والے سے نرمی اور مہربانی سے بات نہ کر

کہ زنگ خوردہ نگردد مگر بسوہاں پاک
اس لئے کہ زنگ چڑھا ہوا ریتی ہی سے صاف ہوتا ہے

حکمت ہر کہ در پیش سخن دیگراں افتد تا مایۂ فضلش بدانند پایۂ جہلش
جو دوسروں سے بڑھ کر بولتا ہے تاکہ لوگوں کو اُس کی بزرگی کا مرتبہ معلوم ہو جائے تو لوگ

شناسند
اُسکے جہل کے مرتبہ کو پہچان جاتے ہیں

قطعہ

ندہد مردِ ہوشمند جواب
عقلمند مرد اُس وقت تک جواب نہیں دیتا ہے

مگر آنگہ کزو سوال کنند
جب تک کہ لوگ اُس سے سوال نہ کریں

گرچہ بر حق بود فراخ سخن
لمبی چوڑی باتیں کرنے والا اگرچہ حق پر ہو

حملِ دعویش بر محال کنند
لوگ اُس کے دعوے کو ناممکن سمجھتے ہیں

حکمت ریشے درونِ جامہ داشتم و شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہر روز پرسیدے
میرے ایک پوشیدہ مقام پر زخم تھا اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہر روز دریافت فرماتے
کہ چون ست و نپرسیدے کہ کجاست دانستم کہ ازاں احتراز می کند
کہ اب کیسا ہے اور یہ نہ پوچھتے کہ کہاں ہے میں سمجھ گیا کہ اس سے بچ رہے ہیں
کہ ذکرِ ہمہ عضوے روا نباشد و خردمنداں گفتہ اند ہر کہ سخن نسنجد از جواب
کہ تمام اعضاء کا نام لینا مناسب نہیں ہوتا ہے اور عقلمندوں نے کہا ہے جو بات تول کر نہیں کرتا جواب سے
برنجد
تکلیف اٹھاتا ہے

قطعہ

تا نیک ندانی کہ سخن عین صواب ست
جب تک تو خوب نہ سمجھ لے کہ بات بالکل ٹھیک ہے
باید کہ بگفتن دہن از ہم نکشائی
یہ چاہئے کہ کہنے کے لئے منہ نہ کھولے
گر راست سخن گوئی و در بند بمانی
اگر تو سچ کہے اور پکڑا جائے
بہ زانکہ دروغت دہد از بند رہائی
یہ اس سے بہتر ہے کہ تجھے جھوٹ قید سے چھڑائے

حکمت دروغ گفتن بضربتِ لازم ماند کہ اگر نیز جراحت درست
جھوٹ بولنا کاری چوٹ کی طرح ہے اگر زخم بھی اچھا ہو جائے
شود نشاں بماند نہ بینی کہ برادرانِ یوسف علیہ السلام بدروغے کہ موسوم
نشان باقی رہے گا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جبکہ ایک جھوٹ میں مشہور
شدند بر راست گفتنِ ایشاں اعتماد نماند قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ
ہو گئے ان کے سچ بولنے پر بھی بھروسہ نہ رہا ان کے والد نے فرمایا بلکہ سنواری ہے تمہارے نفسوں نے تمہارے لئے

سلہ چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اُن کے بھائیوں نے کنویں میں ڈال کر اپنے باپ یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام سے آ کر یہ کہہ دیا تھا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اور یہ ایک جھوٹ تھا پھر جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے فرمانروا ہوئے اور سات سال کا قحط پڑا تو آپ نے ضرورتمندوں کو غلہ تقسیم کرانا شروع کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی یہ شہرہ سن کر غلہ لینے مصر گئے تو دوسری دفعہ بنیا مین جو حضرت یوسف علیہ السلام کے چھوٹے بھائی تھے وہ بھی اُن کے ساتھ گئے آپؑ نے ایک چاندی کا پیمانہ اُن کے سامان میں رکھوا دیا چونکہ اس زمانہ میں قاعدہ یہ تھا کہ جو چور ہوتا اُس کو اس مال کے نکلنے پر روک لیا جاتا تھا اسی قاعدہ کے مطابق ان کو روک کیا جب بھائی کنعان واپس گئے اور یہ واقعہ ظاہر کیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بات کو بھی سچ نہ جانا اور پہلے کی طرح فرمایا قال بل سولت لکم انفسکم امرا فصبر جمیل۔ بلکہ آراستہ است نفسہائے شما برائے شما کارہا پس صبر بہتر است ۱۲

امرا بات

قطعہ

یکے راکہ عادت بود راستی — خطائے رود درگذارند ازو
جس کی عادت سچ بولنا ہوتی ہے — اس سے کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو درگذر کرتے ہیں

وگر نامور شد بناراستی — دگر راست باور ندارند ازو
اور اگر جھوٹ میں کوئی مشہور ہو جائے — پھر اس کا سچ بھی باور نہیں کرتے ہیں

حکمت اجلّ کائنات از روئے ظاہر آدمی ست واذلِ موجودات
بظاہر کائنات میں سب سے بہتر آدمی ہے اور تمام موجودات میں سب سے

سگ وباتفاق خردمنداں سگِ حق شناس بہ از آدمیِ ناسپاس
زیادہ ذلیل کتا ہے اور عقلمندوں کے نزدیک بالاتفاق حق شناس کتا ناشکرے آدمی سے بہتر ہے

قطعہ

سگے را لقمہ ہرگز فراموش — نگردد گر زنی صد نوبتش سنگ
کتا ایک لقمہ کو نہیں بھولتا — خواہ تو سو بار اس کو پتھر مارے

وگر عمرے نوازی سفلہ را — بکمتر چیزے آید باتو در جنگ
اور اگر تمام عمر بھی کسی کمینہ کو تو نوازیگا — تھوڑے معاملہ میں تجھسے لڑائی پر آمادہ ہو جائیگا

حکمت از نفس پرور ہنر پروری نیاید و بے ہنر سروری را نشاید
نفس پرور سے ہنر پروری نہیں ہو سکتی اور بے ہنر سرداری کے لائق نہیں ہے

مثنوی

مکن رحم بر مردِ بسیار خوار — کہ بسیار خوار ست بسیار خوار
بہت کھانیوالے انسان پر رحم نہ کر — اس لئے کہ بہت کھانے والا بہت ذلیل ہے

چو گاؤ ارہمی بایدت فربہی — چو خرتن بجورِ کساں دردہی
اگر تو بیل کا سا موٹا پا چاہتا ہے — تو گدھے کی طرح لوگوں کے ظلم کیلئے تیار ہو جا

حکمت در انجیل[۱] آمدہ است کہ اے فرزندِ آدم اگر توانگری دہمت
انجیل میں آیا ہے کہ اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد اگر ہم تجھے مالداری دیدیں گے

---

[۱] انجیل وہ کتاب آسمانی جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی تھی ۱۲

مشتغل شوی بمال از من واگر درویش کنمت تنگدل نشینی پس حلاوتِ
تو تو مال میں پھنس کر ہم سے غافل ہو جائے گا اور اگر ہم تجھے فقیر کر دیں گے رنجیدہ ہو کر بیٹھ جائیگا تو پھر ہماری یاد
ذکرِ من کجا دریابی وبعبادتِ من کے شتابی
کی مٹھاس تو کہاں محسوس کرے گا اور ہماری عبادت کیلئے کب دوڑے گا

قطعہ

گہ اندر نعمتے مغرور و غافل
کبھی تو دولت میں مغرور اور غافل ہے
گہ اندر تنگدستی خستہ وریش
کبھی تنگدستی میں رنجیدہ اور زخمی ہے
چو در سرّا وضرّا حالت اینست
جب خوشی اور رنج میں یہ حالت ہے
ندانم کے بحق پردازی از خویش
مجھے معلوم نہیں کہ خود کو چھوڑ کر تم عبادت میں کب لگیگا

حکمت

ارادتِ بیچوں یکے را از تختِ شاہی فرود آرد و یکے را در
اللہ کا ارادہ ایک کو تو تختِ شاہی سے اُتار دیتا ہے اور ایک کو مچھلی
شکمِ ماہی نکو دارد
کے پیٹ میں اچھی حالت میں رکھتا ہے

بیت

وقت ست خوش آں را کہ بود ذکرِ تو مونس
اُسکا وقت بہت اچھا ہے تیرا ذکر جس کا غم خوار ہو
ورخود بود اندر شکمِ حوت چو یونس
خواہ خود وہ مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس کی طرح ہو

حکمت

اگر تیغ قہر برکشد نبی و ولی سر در کشد واگر غمزۂ لطف بجنباند
اگر اللہ تعالیٰ قہر کی تلوار سونت لیں تو نبی اور ولی سر چھپاتے پھریں اور اگر مہربانی کا
بداں را بہ نیکاں در رساند
اشارہ کریں تو بروں کو بھلوں کے رتبہ پر پہونچا دیں

قطعہ

گر بہ محشر خطابِ قہر کند
اگر قیامت میں غصہ سے خطاب کریں
انبیا را چہ جائے معذرت است
تو انبیاء کیلئے بھی عذر خواہی کا موقع نہ ہے
پردہ از روئے لطف گو بردار
کہدو کہ مہربانی کے چہرے سے پردہ ہٹائیں
کاشقیا را امیدِ مغفرت است
اسلئے کہ بدبختوں کو بھی مغفرت کی امید ہے

لہ پہلے فقرہ میں تلمیح ہے قصۂ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف اور دوسرے میں حضرت یونس علیہ السلام کی طرف ۱۲
لہ اگر محشر میں وہ غصہ کر کے خطاب کرے تو انبیا اور اولیا بھی لرز جائیں اور اگر وہ مہربانی کرے تو شیطان کو بھی رحمت کی امید ہو جائے ۵
بہ تہدید گر برکشد تیغ حکم ، بمانند کروبیان صم و بکم : اگر در دہد یک صلائے کرم ، عزازیل گوید نصیبے برم

حکمت ہر کہ بتادیب دنیا راہِ صواب بر نگیرد بتعذیبِ عقبیٰ گرفتار
جو دنیا کے ادب سکھانے سے سیدھا راستہ نہ چلے آخرت کے عذاب میں پکڑا جاتا
آید وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ **فرد**
ہے اور البتہ ہم چکھاتے ہیں ان کو چھوٹا عذاب بڑے عذاب سے پہلے

پندست خطاب مہتراں آنگہ بند
بزرگ ابتدائے نصیحت کرتے ہیں پھر قید کرتے ہیں

چوں پند دہند نشنوی بند نہند
جب وہ نصیحت کریں اور تو نہ سنے پھر بیڑی ڈالتے ہیں

پند نیکبختاں بحکایت و امثالِ پیشینگاں پند گیرند ازاں پیش کہ پسینیاں
نیک بخت لوگ پہلے لوگوں کے قصوں اور مثالوں سے اس سے قبل نصیحت حاصل کر لیتے ہیں
بواقعۂ او مثل زنند و دزداں دست کوتاہ نکنند تا دستِ شان کوتاہ نکنند
کہ بعد میں آنے والے اس کے واقعہ کو مثال کے طور پر بیان کریں اور چور اس وقت تک ہاتھ نہیں سکوڑتے ہیں جب تک انکا ہاتھ نہ کاٹیں

قطعہ

نرود مرغ سوئے دانہ فراز
پرند دانے کی طرف نہیں بڑھتا ہے

چوں دگر مرغ بیند اندر بند
جب دوسرے پرند کو جال میں پھنسا دیکھتا ہے

پند گیر از مصائبِ دگراں
تو دوسروں کی مصیبت سے نصیحت حاصل کرلے

تا نگیرند دیگراں بتو پند
تاکہ دوسرے تجھے دیکھکر نصیحت حاصل نہ کریں

حکمت آں را کہ گوشِ ارادت گراں آفریدہ اند چوں کند کہ بشنود
جس کے عقیدے کے کان بہرے پیدا کئے ہیں وہ کیسے سنے
وآں را کہ کمندِ سعادت می برد چہ کند کہ نرود **قطعہ**
اور جس کو نیک بختی کی کمند کھینچ رہی ہے وہ نہ جائے تو کیا کرے

شبِ تاریکِ دوستانِ خدای
خدا کے دوستوں کی اندھیری رات بھی

می بتابد چو روزِ رخشندہ
روشن دن کی طرح چمکتی ہے

ویں سعادت بزورِ بازو نیست
اور یہ نیک بختی قوت بازو سے حاصل نہیں ہوتی ہے

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ
جب تک دینے والا خدا نہ دے

رباعی از تو بکہ نالم کہ دگر داور نیست
تیرا شکوہ میں کس سے کروں کیونکہ اور کوئی حاکم نہیں ہے

وز دستِ تو ہیچ دست بالاتر نیست
اور تیرے ہاتھ سے کوئی اونچا ہاتھ نہیں ہے

آں راکہ تو رہ دہی کسے گم نکند | واں راکہ تو گم کنی کسے رہبر نیست
جس کو تو راستہ دکھا دے اس کو کوئی نہیں بھٹکا سکتا ہے | جس کو تو گمراہ کر دے اُس کے لئے کوئی راہبر نہیں ہے

حکمت گدائے نیک انجام بہ از بادشاہِ نافرجام **بیت**
نیک انجام فقیر بد انجام بادشاہ سے بہتر ہے

غمے کز پیش شادمانی بری | بہ از شادئے کز پیش غم خوری
وہ غم جس کے بعد تجھے خوشی حاصل ہو | اس خوشی سے اچھا ہے جس کے بعد تو غمگین ہو

حکمت زمین را از آسماں نثار ست و آسماں را از زمین غبار
آسمان زمین پر نچھاور کرتا ہے اور زمین آسمان پر دھول اڑاتی ہے

کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْهِ **فرد**
ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اُس میں ہوتا ہے

گرت خوئے من آمد ناسزوار | تو خوئے نیکِ خویش از دست مگذار
اگر تجھے میری بُری عادت ناگوار ہے | تو اپنی بھلی عادت ہاتھ سے نہ جانے دے

حکمت خداوند تبارک و تعالیٰ می بیند و می پوشد و ہمسایہ نمی بیند و می خروشد
خدائے بزرگ و برتر دیکھتا ہے اور پردہ پوشی کرتا ہے اور پڑوسی نہیں دیکھتا اور شور مچاتا پھرتا ہے

بیت

نعوذ باللہ اگر خلق غیب داں بودے | کسے بحالِ خود از دست کس نیاسودے
خدا کی پناہ اگر مخلوق غیب داں ہوتی | کوئی بھلے حال میں کسی کے ہاتھ سے آرام نہ رہتا

حکمت زر از معدن بکان کندن بدر آید و از دستِ بخیل بجان کندن
سونا کان سے کان کنی کے بعد نکلتا ہے اور بخیل کے ہاتھ سے جان کنی کے بعد

قطعہ

دوناں نخورند گوش دارند | گویند امید بہ کہ خوردہ
کمینے کھاتے نہیں ہیں اور حفاظت کرتے ہیں | کہتے ہیں کھانے کی تمنا کھانے سے بہتر ہے

روزے بینی بکامِ دشمن | زر ماندہ و خاکسار مردہ
دشمنوں کی خواہش کے مطابق تو ایک روز دیکھے گا | کہ سونا دھرا ہے اور خاکسار مردہ ہے

حکمت ہر کہ بر زیر دستاں نہ بخشاید بجورِ زبر دستاں گرفتار آید
جو کمزوروں پر رحم نہیں کرتا ہے وہ زبردستوں کے ظلم میں پھنستا ہے

مثنوی

نہ ہر بازو کہ در وے قوت ہست
مناسب نہیں ہے کہ جس بازو میں زور ہو

بمردی عاجزاں را بشکند دست
وہ مردانگی سے کمزوروں کا ہاتھ توڑے

ضعیفاں را مکن بر دل گزندے
کمزوروں کے دل زخمی نہ کر

کہ در مانی بجورِ زور مندے
ورنہ کسی زبردست کے ظلم میں گھر کر رہ جائیگا

حکایت درویشے بمناجات در می گفت یا رب بر بداں رحمت کن کہ بر نیکانِ خود رحمت کردۂ کہ مر ایشاں را نیک آفریدۂ
ایک فقیر دعا میں کہہ رہا تھا اے خدا بدوں پر رحمت کر اس لئے کہ نیکوں پر تو تُو نے خود ہی رحمت کی ہے کہ ان کو نیک پیدا کیا ہے

حکمت عاقل چوں خلاف درمیاں آید بجہد و چوں صلح بیند لنگر بنہد کہ آنجا سلامت بر کنار ست و اینجا حلاوت درمیاں
جب اختلاف پڑجاتا ہے تو عقلمند بچ کر نکل جاتا ہے اور جب صلح دیکھتا ہے ٹھہر جاتا ہے کہ اس وقت سلامتی کنارے پر ہے اور اب مزا بیچ میں ہے

حکمت مقامر را سہ شش میباید ولیکن سہ یک بر می آید **بیت**
جواری تین اور چھکا چاہتا ہے لیکن تین اور ایک نکلتا ہے

ہزار بار چراگاہ خوشتر از میداں
چراگاہ میدان سے ہزار درجہ بہتر ہے

ولیک اسپ ندارد بدستِ خویش عناں
لیکن گھوڑے کے اپنے ہاتھ میں باگ نہیں ہے

حکایت اول کسے کہ علم بر جامہ کرد و انگشتری در دستِ چپ جمشید[۱] بود گفتندش چرا زینت بچپ دادی کہ فضیلت راست را ست
جس نے سب سے پہلے کپڑے پر پھول کڑھوائے اور بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی جمشید تھا لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے بائیں ہاتھ کو کیوں زینت دی فضیلت تو داہنے ہاتھ کو ہے

---

[۱] جمشید زمانہ قدیم میں ایک بہت بڑے بادشاہ کا نام تھا ۱۲

گفت راست را زینتِ راستی تمام ست
اُس نے کہا داہنے ہاتھ کو تو داہنا ہونے کی زینت کافی ہے

قطعہ

فریدوں گفت نقاشانِ چین را — کہ پیرامونِ خرگاہش بدوزند
فریدوں نے چین کے نقاشوں سے کہا — کہ وہ اُس کے خیمہ کے اطراف کو کاڑھ دیں

بداں را نیک دار اے مردِ ہشیار — کہ نیکاں خود بزرگ و نیک روزند
اے ہوشیار مرد بروں کو اچھا بنا — اس لئے کہ نیک تو خود بڑے اور سعادتمند ہیں

حکایت

بزرگے را پرسیدند کہ چندیں فضیلت کہ دستِ راست
ایک بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ اسقدر بزرگی کے ہوتے ہوئے جو داہنے ہاتھ کو حاصل
راست خاتم در انگشتِ چپ چرا می کنند گفت ندانی کہ اہلِ فضیلت ہمیشہ
ہے انگوٹھی بائیں ہاتھ میں کیوں پہنتے ہیں اس نے کہا تجھے یہ معلوم نہیں کہ فضیلت والے ہمیشہ
محروم باشند
محروم رہتے ہیں

شعر

آنکہ حظ آفرید و روزی بخت — یا فضیلت ہمی دہد یا بخت
جس نے فراخی رزق اور تنگی رزق پیدا کی ہے — یا وہ بزرگی دیتا ہے یا نصیب

حکمت

نصیحتِ پادشاہاں مسلّم کسے راست کہ بیم سر ندارد یا امیدِ زر
بادشاہوں کو نصیحت کرنا اس کے لئے موزوں ہے جس کو سر کا خوف نہ ہو یا روپے کی امید رکھتا ہو

مثنوی

موحّد[1] چہ در پائے ریزی زرش — چہ شمشیرِ ہندی نہی بر سرش
توحید پرست خواہ اس کے قدموں پر تو سونا ڈالدے — خواہ ہندی تلوار اسکے سر پر دھرے

امید و ہراسش نباشد زکس — برین ست بنیادِ توحید و بس
اُس کو کسی سے خوف و امید نہ ہو — بس اسی پر توحید کی بنیاد ہے

حکمت

شاہ از بہر دفعِ ستمگاران ست و شحنہ برائے خونِ خونخواراں
بادشاہ ظالموں کو دفع کرنے کے لئے ہے اور کوتوال خونخواروں کا خون کرنے کیلئے

---

[1] نقاشانِ چین سے مراد خیاط وغیرہ ہیں ۱۲ [2] موحّد خدا کو ایک جاننے والا اُسی پر بھروسہ رکھنے والا ۱۲

وقاضی مصلحت جوئے طراراں ہر گزرد وخصم بحق راضی نرونند پیش قاضی
اور قاضی جیب کتروں کی اصلاح کرنے کے لئے ہے ایسے دو آدمی جو صحیح بات پر راضی ہو جائیں قاضی کے سامنے نہ جائینگے

قطعہ

چو حق معائنہ دانی کہ می بباید داد
اگر حق کے بارے میں تو کھلم کھلا جانتا ہے کہ ادا کرنا چاہیے
بلطف بہ کہ بجنگ آوری و دلتنگی
تو خوشی سے ادا کردینا بہتر ہے لڑائی اور دلتنگی کیساتھ ادا کرنے سے

خراج اگر نگزارد کسے بہ طیب نفس
اگر کوئی شخص خوشی سے خراج نہیں ادا کرتا
بقہر ازو بستانند و مزد و سرہنگی
تو جبراً اس سے وہ بھی وصول کرتے ہیں اور سپاہیانہ بھی

حکمت ہمہ کس را دنداں بترشی کند گردد مگر قاضیاں را کہ بہ شیرینی[1]
سب انسانوں کے دانت کھٹائی سے کند ہوتے ہیں مگر قاضیوں کے شیرینی سے

شعر

قاضی[2] کہ برشوت بخورد پنج خیار
جو قاضی رشوت میں ککڑی کی جڑ کھائے
ثابت کند از بہر تو صد خربزہ زار
وہ تیرے لئے خربوزے کے سو کھیت ثابت کریگا

حکمت قحبۂ پیر از نابکاری چہ کند کہ توبہ نکند و شحنۂ معزول از مردم آزاری
بوڑھی رنڈی اگر نابکاری سے اور برخاست شدہ کوتوال مردم آزاری سے توبہ نہ کرے تو کیا کرے

بیت

جوان گوشہ نشیں شیر مرد راہ خداست
جوان گوشہ نشین راہ خدا کا شیر مرد ہے
کہ پیر خود نتواند ز گوشۂ برخاست
اسلئے کہ بوڑھے سے تو خود گوشہ سے اٹھا ہی نہیں جاتا ہے

فرد

جوان سخت پے باید کہ از شہوت بپرہیزد
مضبوط پٹھے والے جوان کو شہوت سے بچنا چاہیے
کہ پیر سست رغبت را خود آلت برنمی خیزد
سست رغبت بوڑھے کا خود ہی خیزش نہیں ہوتی ہے

حکمت حکیمے نامور را پرسیدند کہ درختاں را کہ خدائے عزوجل آفریدہ است
ایک مشہور عقلمند سے لوگوں نے پوچھا کہ جن درختوں کو خدا نے بلند اور پھل دار پیدا فرمایا ہے
برومند، ہیچ یک را آزاد نخواندہ اند مگر سرو را کہ ثمرہ ندارد گوئی دریں چہ حکمت ست
ان میں کسی کو بھی لوگ آزاد نہیں کہتے ہیں سوائے سرو کے جس میں پھل نہیں آتا ہے فرمائیے اسمیں کیا حکمت ہے

---

[1] بہ شیرینی سے اس فقرہ میں مراد رشوت ہے ۱۲ [2] یعنی قاضی اگر تجھ سے کچھ رشوت کھائے گا تو تیرے لئے بہت سے حقوق صحیح و غیر صحیح ثابت کردے گا ۱۲

گفت ہر یکے را دخلے معین ہست بوقتے معلوم گہے بوجودِ آں تازہ اند
اُس نے کہا اُن میں سے ہر ایک کی ایک معین وقت میں متعین آمدنی ہے کبھی اس کے ہو جانے سے تازہ ہیں

وگاہے بعدمِ آں پژمردہ و سرو را ہیچ ازیں نیست وہمہ وقت خوش ست و
اور کبھی اس کے نہ ہونے سے پژمردہ ہیں اور سرو کے لئے انمیں سے کچھ بھی نہیں اور ہر وقت خوش ہے اور

ایں ست صفتِ آزادگاں
آزادوں کی یہی صفت ہے

قطعہ

بریں کہ میگذرد دل منہ کہ دجلہ بسے
جو چیز گذر رہی ہے اس سے دل نہ لگا اسلئے کہ دجلہ بغداد

پس از خلیفہ بخواہد گذشت در بغداد
میں خلیفہ کے بعد بھی زمانہ تک گذرے گا

گرت ز دست برآید چو نخل باش کریم
اگر تجھ سے بن پڑے تو کھجور کی طرح کرم کر

ورت ز دست نیاید چو سرو باش آزاد
اور اگر نہ بن پڑے تو سرو کی طرح آزاد رہ

حکمت

دو کس مردند و تحسر بردند یکے آنکہ داشت و نخورد و دیگر آنکہ
دو شخص مر گئے اور حسرت ساتھ لے گئے ایک تو وہ جس کے پاس تھا اور نہ کھایا دوسرا وہ کہ

دانست و نکرد
جس نے جانا اور عمل نہ کیا

قطعہ

کس نہ بینی بخیل فاضل را
فاضل بخیل کے بارے میں تو کسی کو نہ دیکھیگا

کہ نہ در عیب گفتنش باشد
جو اس کے عیب گنانے میں کوشاں نہ ہو

ور کریمے دو صد گنہ دارد
اور اگر کوئی سخی دو سو عیب رکھتا ہے

کرمش عیبہا فرو پوشد
تو اس کا کرم اس کے عیبوں کو چھپا لیتا ہے

خاتمۃ الکتاب

تمام شد کتاب گلستاں واللہ المستعان بتوفیق باری عزّ اسمہ دریں جملہ چناں کہ
کتاب گلستاں پوری ہوگئی اور اللہ مددگار ہے خدا کے فضل و کرم سے جیسا کہ

رسمِ مؤلفان ست از شعرِ متقدماں تلفیقے نرفت
مصنفوں کی عادت ہے اس مجموعہ میں پہلے لوگوں کے شعر کا ملاؤ نہیں ہوا

بیت

کہن خرقۂ خویش پیراستن
اپنی پرانی گدڑی سنوار لینا

بہ از جامۂ عاریت خواستن
مانگے ہوئے کپڑے سے بہتر ہے

غالب گفتارِ سعدی طرب انگیز ست و طیبت آمیز کوتہ نظراں رابدیں زبان
سعدی کی اکثر باتیں مستی لانے والی اور پرمذاق ہیں کوتاہ نظروں کی اس پر طعنہ کی زبان

طعن دراز گردد کہ مغزِ دماغ بیہودہ بردن و دودِ چراغ بے فائدہ خوردن کارِ
لمبی ہوتی کہ دماغ کا گودہ خواہ مخواہ ضائع کرنا اور چراغ کا دھواں بے کار نگلنا عقلمندوں

خردمنداں نیست ولیکن بررائے روشن صاحبدلاں کہ روئے سخن در ایشاں
کا کام نہیں ہے لیکن صاحب دل لوگوں کی روشن رائے پر کہ بات اُونہیں سے کرنی

ست پوشیدہ نماند کہ دُرِّ موعظتہائے شافی در سلکِ عبارت کشیدہ است
ہے پوشیدہ نہ رہے کہ شفا دینے والی نصیحتوں کے موتی عبارت کی لڑی میں پروئے ہیں

و داروئے تلخ نصیحت بشہدِ ظرافت برآمیختہ تا طبع ملول انسان از دولتِ
اور نصیحت کی کڑوی دوا کو ظرافت کے شہد میں ملایا ہے تاکہ انسان کی ملول ہونے والی طبیعت قبولیت کی

قبول محروم نماند اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
دولت سے محروم نہ رہے الحمد للہ رب العلمین

مثنوی

ما نصیحت بجائے خود کردیم
ہم نے اپنی جگہ نصیحت کردی تھی

روزگارے دریں بسر بردیم
ایک مدت اس میں صرف کردی

گر نیاید بگوشِ رغبت کس
اگر کسی کے رغبت کے کان میں پڑی تو نہ پڑی

بر رسولاں بلاغ باشد و بس
رسولوں کا کام تو بس پہونچا دینا ہے

یَا نَاظِرًا فِیْہِ سَلْ بِاللّٰہِ مَرْحَمَۃً
اے اس کتاب کو دیکھنے والے اللہ سے رحمت کا سوال کر

عَلَی الْمُصَنِّفِ وَاسْتَغْفِرْ لِصَاحِبِہٖ
مصنف پر اور اس کے لئے مغفرت چاہ

وَاطْلُبْ لِنَفْسِکَ مِنْ خَیْرٍ تُرِیْدُ بِھَا
اور اپنے نفس کے لئے جو بھلائی چاہتا ہے مانگ

مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ غُفْرَانًا لِکَاتِبِہٖ
اس کے بعد اس کے کاتب کیلئے مغفرت چاہ

لَوْ اَنَّ لِیْ یَوْمَ التَّلَاقِ مَکَانَۃً
اگر مجھے قیامت کے دن اللہ کے پاس کوئی مرتبہ

عِنْدَ الرَّءُوْفِ لَقُلْتُ یَا مَوْلَانَا
مل گیا تو میں کہونگا اے ہمارے مولا

اَنَا الْمُسِیْءُ وَاَنْتَ مَوْلَی الْمُحْسِنُ
میں گنہگار ہوں اور تو محسن آقا ہے

ھَا قَدْ اَسَاتُ وَاَطْلُبُ الْاِحْسَانَا
بیشک میں نے بُرا کیا ہے اور احسان چاہتا ہوں

تمت

(مطبوعہ: سیما آفسٹ پریس - دہلی ۶)

ہماری چند اہم مطبوعات

- بخاری شریف مترجم ۳ جلد
- احیاء العلوم ۴ جلد
- عین الہدایہ
- غنیۃ الطالبین
- تحفۃ النساء
- تاریخِ مکہ مکرمہ
- تاریخِ حرمین شریفین
- تسہیل المواعظ
- مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت
- تبلیغی نصاب
- مشکوٰۃ شریف مترجم ۳ جلد
- تاریخِ اسلام معین الدین ۲ جلد
- کیمیائے سعادت
- مقبول بہشتی زیور
- فرامینِ رسولؐ
- تاریخِ مدینہ منورہ
- اخلاق اور فلسفۂ اخلاق
- سوانح قاسمی
- شمائل ترمذی
- فضائلِ صدقات
- اصلاحِ خواتین
- ارواحِ ثلاثہ
- حجۃ اللہ البالغہ
- مؤطا امام مالکؒ

اس کے علاوہ ہر قسم کی دینی کتب طلب فرمائیں

مکتبہ رحمانیہ
اقرا سنٹر۔ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ۰ فون: ۷۲۲۴۲۲۸
لاہور